فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب الفرق	
	مایتعلق بالروافض	
	(شیعوں کے عقائد کا بیان)	

مایتعلق بمشاجرات الصحابة

(صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات)

(حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات)

مایتعلق بالقادیانیة

(قادیانی فرقے کا بیان)

مایتعلق بالشیوعیة والاشتراکیة

(کمیونزم اور سوشلزم)

مایتعلق بالمودودیة

(مودودیوں کے عقائد کا بیان)

(رسالہ)

متفرقات الفرق

باب الکفریات

(کفریات کا بیان)

مایتعلق بألفاظ الکفر

(الفاظِ کفر کا بیان)

مایتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

مایتعلق بالاستخفاف باللہ تعالیٰ وشعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

مایتعلق بأحکام المرتدین

(مرتد کے احکام کا بیان)

متفرقات الکفر

باب التقلید

(تقلید کا بیان)

☆......☆......☆

باب الفرق

ما یتعلق بالروافض

(شیعوں کے عقائد کا بیان)

شیعوں کے عقائد وافعال اور ان کا شرعی حکم

سوال [۱۰۰۱]: ۱... اہل سنت والجماعت ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟ کیا وہ آدمی بھی سنی ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ میری والدہ سنی تھیں اور میرے باپ شیعہ، اور شخص مذکور نے جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ کٹر قسم کی شیعہ ہے اور حتی کہ ان صاحب نے اپنی لڑکی کا نکاح شیعہ مجتہد کے لڑکے سے کیا ہے، یہ صاحب شیعوں کے ماتمی جلسوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے ہیں اور سنی ہونے کا بھی دم بھرتے ہیں، موجودہ امام صاحب سے پہلے امام مسجد کا فیصلہ تھا کہ یہ شخص شیعہ ہے اور اگر یہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے تو سنی کا نکاح شیعہ عورت کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور موجودہ امام مسجد صاحب کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ یہ غالی قسم کا شیعہ ہے، وہ تقیہ باز ہے اور اس کی بات ناقابل اعتماد ہے۔ کیا شیعہ سنی کا نکاح آپس میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۲... ایک شخص جو خود ساختہ سنی ہونے کا دعویدار ہے حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ شخص شیعہ ہے اور امام صاحب شیعوں اور رافضیوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتے ہیں اور امام صاحب نے مسلمانوں کی کثیر جماعت کی موجودگی میں جمعۃ المبارک کے دن اعلان کیا کہ میں کسی شیعہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا اور نہ کسی سنی کو جنازہ شیعہ و رافضی میں کھڑا ہونے دوں گا، ورنہ وہ سنی اسلام سے خارج ہو جائے گا اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔ کیا سنی مسلمان شیعہ رافضی کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ اور ایسا کرنے والوں کے لئے شرعاً حکم کیا ہے؟

۳... کوئی سنی ہونے کا دعویدار کسی ذاتی مخالفت کی بناء پر شیعہ سنی مسئلہ پر کسی امام مسجد کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے فلاں مسلمان کے جنازہ کی نماز امام مسجد کے پیچھے نہیں، شیعان کی اقتداء میں پڑھی ہے تو ایک

دوسرے مسلمان نے سوال کیا کہ سوچ سمجھ کر کہہ رہے ہو؟ تو اس نے کہا ہاں، بلکہ فرض میں بھی اقتداء کی شیعان کے پیچھے کی ہے اور میں نماز فرض اور دیگر نمازیں اس امام کی بجائے شیعان کی اقتداء میں پڑھتا ہوں، اس فعل سے تین توہین کے پہلو نکلے۔ ۱۔ فرض نماز ۲۔ نماز جنازہ ۳۔ میت کی توہین۔ ۱۔ امام مسجد جس کے پیچھے شخص مذکور نماز پڑھتی ہے ایسے شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ مسلمانان درگنگ نے تو اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے اور میل جول ختم کر دیا ہے شرعی طور پر اس کا حکم فرمایا جائے۔

۴… کیا شیعہ کے پیچھے نماز جنازہ شیعہ میت کی ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ اگر سنی اہل سنت کے امام کے انکار کی وجہ سے دوستی ہونے کے سبب شیعہ کی نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں تو ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

۵… شیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے یا نہیں؟ اور ان سے لین دین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جب کہ ایک سنی مسلمان کی دوکان موجود ہو تو کون سی بہتر ہے؟

۶… کیا یہ ثابت ہے کہ شیعہ سنی کو چائے پانی وغیرہ میں تھوک کر کے پینے کو دیتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو عقائد و اعمال و اخلاق تعلیم فرمائے ان کو اختیار کرنے والے حضرات اہل سنت کہلاتے ہیں، اولاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو اختیار کیا پھر ان کے بعد دوسروں نے ان کی پیروی کی (ما انا علیہ واصحابی)(۱)۔ مذہب شیعہ کا بانی ابن سبا (یہودی) تھا، اس نے اجمالی تلبیس سے اس کا پرچار کیا، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں میں گھسا اور اعتقادی و عملی بددینی پھیلائی، شیعوں کی کتاب اصول میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین صحابہ اسلام پر باقی رہے تھے، اور (بقیہ) سب مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ)(۲) نیز قرآن کریم کو یہ لوگ محرف مانتے ہیں "فصل الخطاب" میں

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص ۳۰، قدیمی)

(۲) "مسلمان می گوید: علی (علیہ السلام) فرمود: ہمہ مردم بعد از پیامبر از دین برگشتند مگر چہار نفر" (اسرار آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ترجمہ اولین کتاب شیعہ در زمان امیر المؤمنین، حدیث ارتداد اصحاب جز چہار نفر، .....) عیاشی نے بسند امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی، چار اشخاص علی ابن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہم کے سوا سب مرتد ہو گئے، راوی نے پوچھا عمار کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ان کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک، شبہ نہ ہو تو وہ یہی تین اشخاص تھے"۔ (حیات القلوب، اردو ترجمہ جلد دوم، مؤلفہ علامہ باقر مجلسی، ص ۹۲۳، پانچواں باب بعض احکام =

جائز نہیں (۱) یہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز بھی نہیں (۲) ایسے شخص کو امام بنانا بھی اپنی نماز کو برباد کرنا ہے (۳)۔

ان کے مذہب میں تقیہ ایسی چیز ہے کہ جب چاہیں اپنے آپ کو کافر کہہ دیں، جب چاہیں مسلمان، اپنے آپ کو شیطان بھی کہہ سکتے ہیں اور ایسے ہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھی شیطان سے تعبیر کرتے ہیں جن کے ایمان پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورا اطمینان ظاہر فرمایا، ایسے لوگوں کا ذبیحہ بھی درست نہیں (۴)۔ امید ہے کہ آپ کے سب سوالات کا جواب آگیا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۹/۹۲ھ۔

شیعوں کے انیس سوالات اور ان کے جوابات

سوال: [۲۰۰] ۱..... معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنم دن کب ہوا؟ ان کے باپ کا کیا نام ہے؟ کیا معاویہ صحابی رسول تھے؟ معاویہ کے معنی کیا ہیں؟

۲..... ام المؤمنین جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی زوجیت سے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچا؟ جناب عائشہ کا مزار کہاں ہے؟

۳..... اجماع آپ لوگ تسلیم کرتے ہیں، تو ذرا معرکۂ کربلا میں بتائیں کہ اجماع کدھر ہے؟

---

* "وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/ ۲۶۴، رشيديه)

(۱) "ولا يصلح أن ينكح مرتد أو مرتدة أحداً من الناس مطلقاً". (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/ ۲۰۰، سعيد كراچى)

(۲) "وسببها (أي سبب صلاة الجنازة) الميت المسلم، فإنها وجبت قضاءً لحقه". (فتح القدير، كتاب الجنائز: ۲/ ۱۰۳، مصطفى البابي الحلبي)

(۳) "وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورةً كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلاً". (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۱، سعيد)

(۴) "وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً خارج الحرم إن كان صيداً". (الدر المختار، كتاب الذبائح: ۶/ ۲۹۷، سعيد)

۴…کیا تینوں خلفاء کو حالات زندگی کے دستور سے صاف تحریر ثابت کر سکتے ہیں؟

۵… مسلمانوں نے جمہوریت کے نام پر سقیفہ کانفرنس کو کامیاب بنا کر لفظ جمہوریت بدنام کر کے ابو بکر، عمر، عثمان کو خلیفہ بنایا کیوں؟ جمہوریت کا بنیادی اصول کیا ہے؟

۶… وفات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد در بیت رسول پر آگ اور لکڑیاں جلانے کے لئے کیوں اور کس نے جمع کیا؟ نیز پہلوئے بنت رسول کا دروازہ کس نے گرایا؟

۷… جنگ جمل میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لڑنے کے لئے کیوں گئیں؟

۸… اہل سنت کا وجود کب سے ہوا؟ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۹… رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر، عمر، عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) خلیفہ ہوئے، اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۱۰… آپ کے مطابق سے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چوتھے خلیفہ تھے کیا اس کی بشارت پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) دے گئے تھے؟

۱۱… کیا ابو بکر، عمر، عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے خلیفہ ہونے کی بشارت رسول اپنی زندگی میں دے گئے تھے؟

۱۲… جب زمانہ رسول ہی میں ﴿الیوم اکملت لکم﴾ کی آیت آ چکی تھی یعنی اسلام مکمل ہو گیا تھا، بعد رسول جب خلافت کا دور آیا تو خلفاء نے اپنی طرف سے متعلق کی احادیث کیوں جوڑ دی؟ اسلام میں ترمیم کیوں کی، دیکھو بحوالہ کچھ لکھا ہے؟

۱۳… رسول کو معصوم مانتے ہیں یا نہیں؟ ان کو علم غیب تھا یا نہیں؟

۱۴… جناب جبرئیل علیہ السلام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیت وسورت لے کر نازل ہوتے تھے اسی طرح قرآن لکھا گیا؟ یا مگر قرآن کو تیس پاروں میں کب اور کس نے منقسم کیا؟

۱۵… یزید کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا خدا اس کے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور اس کی قسمت میں جنت ہے یا نہیں؟

۱۶… غالباً رسول کی بیماری سے نجات پانے کی وجہ سے آپ لوگ آخری چہار شنبہ مناتے ہیں، شاید

سوال نمبر ۴ کے متعلق عرض ہے کہ معترضہ روایت میں کس نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے؟

۴.. بالکل ثابت کر سکتے ہیں، احادیث صحیحہ موجود ہیں (۱)۔

۵. جمہوریت کا نعرہ کس نے بلند کیا؟ سقیفہ بنی ساعدہ میں کوئی بات جمہوری اصول کے خلاف پیش آئی، کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں تجویز ہوئی؟

۶. ایسا کسی نے نہیں کیا، کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، یہ تو شیعوں کے کذبات ومخترعات ہیں۔

۷. وہ لڑنے نہیں آئی تھیں، بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا یہ مطالبہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لیا جائے، خود ہی کی فتنہ پردازی نے جنگ کی صورت اختیار کر لی (۲)۔

۸. "حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ "جو فرقہ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا وہ نجات پائے گا"۔ یہ حدیث مشکوۃ شریف ص: ۳۰ میں ہے (۳)۔ یہی فرقہ اہل سنت کا ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے موجود ہے

---

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل أبي بکر وعمر وعثمان: ۲/۲۷۴-۲۷۸، قدیمي)

(صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب مناقب أبي بکر وعمر وعثمان: ۱/۵۱۶-۵۲۳، قدیمي)

(۲) "قال ابن سعد: بویع علي بالخلافة الغد من قتل عثمان بالمدینة، فبایعه جمیع من کان بها من الصحابة رضي الله تعالیٰ عنهم، ویقال: إن طلحة والزبیر بایعا کارهین غیر طائعین، ثم خرجا إلی مکة وعائشة رضي الله تعالیٰ عنها بها، فأخذاها وخرجا بها إلی البصرة یطالبون بدم عثمان". (تاریخ الخلفاء للسیوطي، فصل في مبایعة علي رضي الله تعالیٰ عنه بالخلافة وما نشأ عن ذلک، ص: ۱۳۳، مؤسسة الکتب الثقافیة)

(۳) "عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لیأتین علی أمتي کما أتی علی بني إسرائیل حذو النعل بالنعل، حتی إن کان منهم من أتی أمه علانیة لکان في أمتي من یصنع ذلک، وإن بني إسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة، وتفترق أمتي علی ثلاث وسبعین ملة، کلهم في النار إلا ملة واحدة"، قالوا: من هي یا رسول الله؟ قال: "ما أنا علیه وأصحابي". رواه الترمذي".

(مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثاني: ۱/۳۰، قدیمي)

اور اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کی حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تاکید بھی فرمائی ہے اور قرآن کریم میں ''خیر امت'' جس کو فرمایا گیا ہے اس کے طرز پر چلنے والا فرقہ اہل سنت ہے۔

۹۔۔۔۔ ان حضرات کا خلیفہ ہونا واقعاتی چیز ہے جو کہ دنیا میں ثابت و مسلّم ہے، نیز قرآن وحدیث سے ان حضرات کا مستحق ہونا نیز حدیث سے ترتیب وتعیین ثابت ہے، ایسی احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ کیا شیعہ تسلیم کریں گے؟ حضرت شاہ ولی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''ازالۃ الخفاء'' اسی موضوع پر ہے، بڑی تفصیل سے احادیث اس میں مذکور ہیں (۱)۔

۱۰۔۔۔۔ واقعہ اسی طرح پیش آیا اور خلفاء راشدین کی ترتیب اسی طرح ہے (۲) احادیث میں اشارات بھی ہیں۔

۱۱۔۔۔۔ جی ہاں، اشارتیں موجود ہیں، کیا شیعہ تسلیم کریں گے؟

۱۲۔۔۔۔ منطق کی اینٹ بالکل نہیں جوڑی، اسلام کی بنیاد جن امور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی تھی بالکل اسی طرح یہ حضرات اس پر قائم رہے اور دوسروں کو قائم کیا۔

۱۳۔۔۔۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معصوم مانتے ہیں (۳) بہت سی ایسی باتوں کا آپ کو علم دیا گیا جو کہ دوسروں کو نہیں ملا، جب جب اللہ تعالیٰ چاہتے علم عطا فرمادیتے (۴)۔

---

(۱) "مسلک سوم: اجماع امت است بر افضلیت مشایخ ثلثه بترتیب خلافت، و اجماع است وابدو وجه تقریر نمائیم ــــــ و اما وجه اول دو مرتبه است: مرتبه اولی نقل صریح اجماع از حدیث عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: "کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضی الله عنهم" أخرجه البخاری ــــــ الخ". (ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، مسلک سوم اجماع امت بر افضلیت خلفاء ثلاثه بترتیب خلافت: ۱/۱/۳، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) (راجع رقم الحاشیة: ۱)

(۳) "و الأنبياء عليهم الصلاة و السلام كلهم منزهون عن الصغائر و الكبائر و الكفر و القبائح". (الفقه الأكبر للإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ص: ۹، قديمي)

(۴) "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي ــــ الخ". (مشكوة المصابيح، باب فضائل سيد المرسلين صلوات الله و سلامه عليه: ۲/۵۱۲، قديمي)

۱۴... یہ تیس پاروں میں پاروں کے ثلث، ربع، نصف کی تقسیم بھی بنیادی چیزیں نہیں ہیں، بنیادی چیز یہ ہے کہ تمام قرآن پاک حق ہے، اللہ پاک کا نازل فرمودہ ہے، اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی (۱)۔

۱۵... معاف فرمانا، قدرت سے خارج ہرگز نہیں (۲)، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو یا اس سے بھی بڑے گنہگار کو جنت میں داخل فرمادے۔ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو وہ جنت میں جائے گا خواہ ابتداءً ہی چلا جائے خواہ سزا بھگت کر جائے (۳)۔

۱۶... ہم لوگ آخری چہار شنبہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، جیسے اور دن ویسے ہی آخری چہار شنبہ، لہٰذا یہ سوال ہم پر متوجہ نہیں ہوتا۔

۱۷... مشہور یہ ہے کہ ۱۲/ ربیع الاول کو وفات شریف ہوئی تھی (۴) اس لئے عوام اس کو بارہ وفات کہتے ہیں۔ ہم لوگ اس دن اگر ہوسکے تو روزہ رکھ لیتے ہیں، نہ عید مناتے ہیں نہ غم۔

۱۸... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے ہی یہ سنت جاری ہے۔

۱۹... خیالات سے مراد اگر عقائد ہیں تو چاروں اماموں ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ کے عقائد مختلف نہیں تھے، بلکہ متفق تھے اور سب اہل حق تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ (الحجر: ۹)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ألم تعلم أن الله له ملك السموات والأرض يعذب من يشاء ويغفر لمن يشاء والله على كل شيء قدير﴾ (المائدة: ۴۰)

(۳) ﴿ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ فيه إيماء إلى أنه سبحانه يعفو عن أرباب الذنوب ... وإذا عذب فإنه لا يؤبده كما تدل عليه الأحاديث: منها: "من قال لا إله إلا الله دخل الجنة، وإن زنى وإن سرق" وهو قول أكثر الصحابة والتابعين وأهل السنة والجماعة". (شرح الفقه الأكبر: ۱۵۶، قديمي)

(۴) "قال: توفي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول، اليوم الذي قدم فيه المدينة مهاجراً". (دلائل النبوة للبيهقي، باب ما جاء في الوقت واليوم والشهر والسنة التي توفي فيها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وفي مدة مرضه: ۷/۲۳۴، دار الكتب العلمية)

شیعوں کے بعض اعتراضات کے جوابات

سوال [۱۱۶۰]: آج کل ایک بلا مسلط ہے، یہاں کے تھانہ انچارج آج کل ایک شیعہ اقتدار حسین جعفری ہیں، اپنے مذہب کے سلسلہ میں بحث ومباحثہ بہت کرتے ہیں، بندہ کو بہت مجبور کیا تو جواب دینا پڑا۔ بحث کے دو دور ہو چکے ہیں، پہلے دور میں طے ہوا کہ کتابوں کے حوالے صرف قرآن پاک، بخاری ومسلم اور تاریخ کے سلسلہ میں تاریخ الخلفاء، اس کے علاوہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں۔ دوسری دفعہ امور ذیل پر بحث ہوئی، انہوں نے بیان کیا:

۱...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بلا فصل تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستحق خلافت نہ تھے، ان کے ہاتھ پر صرف ۱۸/ نفر بیعت کرنے والے تھے، وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چچا کے لڑکے بچپن سے ہی مسلمان، کبھی کفر کا دور نہیں آیا، باقی لوگوں نے کفر کا بھی زمانہ دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قتل کے ارادہ سے ہی آئے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ارشاد ہے: "علی منی وأنا منه" یہ داماد رسول تھے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا داماد بھی نہیں تھا۔

۲...... فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہ دے کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرابت کا بھی خیال نہ کیا اور باپ کی جائیداد سے محروم رکھا، اس وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ مہینے تک حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ بولیں۔

۳...... اگر کسی سے کوئی غلطی ہوئی ہے وہ اگر چہ صحابیٔ رسول ہی کیوں نہ ہو اس کو برا کیوں نہ کہا جائے۔

۴...... حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور زوجۂ رسول مگر خلیفہ کے مقابلہ پر آئیں، جنگ کرنا ان کی شان سے بعید تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنگ ہی نہیں کی، نہ ساتھ کے لوگ جنگ کے لئے آئے تھے، کیونکہ کھانا ایک طرف کھاتے اور نماز دوسرے کے پیچھے پڑھتے تھے، دوسرے خون عثمان کے سلسلہ میں ایک مطالبہ لے کر آنا ہوا، رات کو یہ سن کر قاتلوں نے کہ صبح قتل کر دیئے جائیں گے حملہ کر دیا اور دونوں فوجیں بھڑ گئیں، اس غلط فہمی میں کہ دوسرے نے بد عہدی کی، معاملہ صاف ہوا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ خون عثمان کا مطالبہ ہر مسلمان کا حق تھا، خواہ وہ مسلمان مرد ہو یا عورت۔

ہے، نیز "منہاج السالکین" میں ہے: کہ "حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب واپس تشریف لے گئیں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خدمت میں گئے کہ میں آپ سے معافی مانگنے اور راضی کرنے کے لئے آیا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں راضی ہوں (۱)۔ (حدیث کو سن کر کر ناراض ہونے کا کیا محل ہے)۔

۳...... جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ "میرے صحابہ کو برا مت کہو" (۲) تو پھر کسی کا کیا منہ ہے؟

۴...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطالبۂ قصاص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آئی تھیں، تفصیل تاریخ الخلفاء میں ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۱۱/۱۸ھ۔

کیا شیعہ فرقہ ناجیہ ہے؟

انجم رومانی دفتر روزنامہ اردو ٹائمز، مولانا آزاد روڈ، بمبئی ۱۵/ اگست

سوال [۴۱۲]: حضور سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول ہے کہ "میری وفات کے بعد میری

= قول النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: لا نورث، ما تركنا صدقة: ۲/۹۹۵، ۹۹۶، قديمي)

(۱) منہاج السالکین بحوالہ تحفۂ اثنا عشریہ (اردو) باب خلفاء ثلاثہ و کبار صحابہ پر مطاعن اور ان کے جواب، ص: ۵۲۵، دارالاشاعت کراچی)

(و كذا في تاليفات رشيديه، هدية الشيعه: ۵۶۵، اداره اسلاميات لاهور)

(۲) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم و لا نصيفه". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابة: ۲/۵۵۳، قديمي)

(۳) "قال ابن سعد: بويع عليّ بالخلافة الغد من قتل عثمان بالمدينة، فبايعه جميع من كان بها من الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم، و يقال: إن طلحة والزبير بايعا كارهين و غير طائعين، ثم خرجا إلى مكة و عائشة رضي الله تعالىٰ عنها بها، فأخذاها و خرجا بها إلى البصرة يطالبون بدم عثمان ...... الخ". (تاريخ الخلفاء للسيوطي، فصل في مبايعة عليّ رضي الله تعالىٰ عنه بالخلافة و ما نشأ عن ذلك، ص: ۱۳۲، مؤسسة الكتب الثقافية)

امت کے بہتر فرقے ہوں گے، ایک فرقہ ناجی ہوگا اور بہتر ناری ہوں گے" اس حضور کے قول پر تمام برادران اسلام متفق ہیں اور عام طور پر مسلمانوں میں صرف دو کلمہ چل رہے ہیں: ایک تو وہ ہے جو شیعہ فرقہ پڑھتا ہے اور دوسرا کلمہ وہ ہے جو ہم بہتر فرقے کے لوگ پڑھتے ہیں۔ حضور کے قول کی روشنی میں شیعہ فرقہ ناجی ہو جاتا ہے اور ہم بہتر فرقے والے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کی روشنی میں نجات سے دور ہوئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں مفتی شرع؟ جلد سے جلد اس مسئلہ کا جواب اوپر لکھے ہوئے پتہ پر ارسال فرمادیں۔ فقط انجم روہانی۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو فرقہ ناجی ہے اس کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا "من ھی"؟ وہ فرقہ کون ہے تو ارشاد فرمایا "ما انا علیہ و اصحابی"(۱) جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں، یعنی جو فرقہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے سنت پر ہے وہ ناجی ہے۔ جس وقت یہ ارشاد فرمایا شیعہ تو اس وقت موجود ہی نہیں تھے، نہ ان کا کلمہ تھا اور نہ وہ اب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت پر ہیں، نہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ وسنت پر ہیں تو وہ اس حدیث پاک کی رو سے ناجی کیسے ہو سکتے ہیں؟ وہ فرقہ اگر حدیث کی روشنی میں اپنا مقام سمجھنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ: "کل محدثۃ بدعۃ" اور "کل بدعۃ ضلالۃ" اور "کل ضلالۃ فی النار"(۲) میں غور کرے، نیز اس حدیث میں غور کرے:

"عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی، لا تتخذوھم من بعدی غرضاً، فمن أحبھم فبحبی أحبھم، ومن أبغضھم فببغضی أبغضھم، ومن اٰذاھم فقد اٰذانی، ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ، ومن اٰذی اللّٰہ فیوشک أن یأخذہ".

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) (سنن النسائی، کتاب صلاۃ العیدین، باب کیف الخطبۃ: ۱/۲۳۴، قدیمی)

نیز اس حدیث میں غور کرے:

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي، فقولوا: لعنة الله على شركم اهـ".

یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ شریف ص:۵۵۴ میں مذکور ہیں (۱)، اور بھی ایسی احادیث موجود ہیں، ان میں غور کرنے سے اس فرقہ کو اپنا مقام معلوم ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

فرقہ شیعہ امامیہ

[۳۱۳]　　بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله الطاهرين وأصحابه الطيبين أجمعين إلى يوم الدين، أما بعد:

جب سے فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے جنم لیا اسی وقت سے علمائے حق نے اس کی تردید کی، اس کے زیغ وضلال کو واضح کیا، کسی نے اس پر مختصر لکھا، کسی نے تفصیل سے بیان کیا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے "منہاج السنۃ" میں اس پر بسط سے کلام کیا۔

بادشاہ ہمایوں کے دور میں یہ فرقہ منظم شکل میں جماعتی حیثیت سے ہندوستان آیا اور اپنے مخصوص نظریات (بغض صحابہ اور ان پر لعن وطعن) کی اشاعت کرنے لگا، ہمایوں نے علامہ ابن حجر مکی کو خط لکھا جس پر "تطهير الجنان واللسان" تصنیف کی گئی، نیز دوسری کتاب "الصواعق المحرقة" تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد اکبر کا دور آیا تو یہ فرقہ ترقی کرنے لگا، یہاں تک کہ جو دین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کے مقابلہ میں دوسرا دین مستقل بنایا گیا۔

اسی زمانہ میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، ان کو قتل کرنے کی تجویز کی گئی مگر وہ تجویز

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابة: ۲/۵۵۴، قديمي)

(والترمذي، أبواب المناقب، باب في من يسب أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ۲/۲۲۵، ايچ ايم سعيد)

کامیاب نہیں ہوئی، یہاں تک کہ اکبر کا انتقال ہوگیا۔

پھر جہانگیر تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ریاست گوالیار میں قید کروادیا اور برسوں قید میں رکھا۔ پھر ایک خواب کی بنا پر متنبہ ہوکر اپنی غلطی کا اقرار کیا اور ان کو جیل سے نکال کر معافی مانگی۔

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرقِ ضالہ میں اس فرقہ کو سب سے زیادہ خطرناک بتایا ہے، تحریر فرمایا ہے کہ "قرآنی اسلام کے مقابلہ میں اس فرقہ نے دوسرا اسلام تیار کیا ہے"۔ اس کے عقائد کو شمار کرایا ہے کہ یہ عقائد قرآن کریم اور احادیث متواترہ و اجماعِ امت کے خلاف ہیں۔ جن اکابر نے اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا انھوں نے اس احتیاط کی بنا پر کفِ لسان والقلم کیا ہے کہ ممکن ہے مرنے سے پہلے توبہ نصیب ہوجائے بغیر توبہ کے مرنے پر یہ احتیاطی پہلو بھی ختم ہوگیا۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے جس کو پانچ سو علماء کی جماعت کے ذریعہ اورنگ زیب عالمگیر نے تصنیف کرائی۔

"الرافضي إذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر، ولو قذف عائشة رضي الله تعالى عنها بالزنا كفر بالله، ومن أنكر إمامة أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه فهو كافر، وعلى قول بعضهم هو مبتدع وليس بكافر، والصحيح أنه كافر، وكذلك من أنكر خلافة عمر رضي الله تعالى عنه في أصح الأقوال، كذا في الظهيرية. ويجب إكفارهم بإكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضي الله تعالى عنهم، ويجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم انتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا وسيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، كذا في الوجيز للكردري. ويجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة، وبقولهم في خروج إمام باطن، وبتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن، وبقولهم: إن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي إلى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية". فتاوی عالمگیری

مختصراً: ۲/۲۸۳ (۱)۔

مشہور مفسر ومحدث حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کی آیت ﴿لیغیظ بهم الکفار﴾ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو روافض کے کفر کی ایک قرآنی دلیل قرار دیا ہے (۲) تفسیر خازن (۳) اور معالم التنزیل (۴) میں بھی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے استدلال کی طرف اجمالی اشارہ موجود ہے۔

حضرت شاہ ولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ازالۃ الخفاء" میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب اور دینی کارنامے تفصیل سے بیان فرمائے ہیں اور اس فرقۂ امامیہ پر شد ومد سے رد فرمایا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تحفۂ اثنا عشریہ" میں اس فرقۂ باطلہ کے عقائد شنیعہ لکھ کر ان کو خوب رد فرمایا ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ کی تردید میں "ہدایۃ الشیعہ" تصنیف فرمائی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "هدية الشيعه" میں بڑے دلائل سے اس فرقہ کے معتقدات کا رد کیا ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ہدایات الرشید" میں تفصیل سے اس فرقہ کا رد فرمایا ہے۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۶۳، رشيديه)

(۲) "و من هذه الآية انتزع الإمام مالك رحمه الله تعالى، في رواية عنه، بتكفير الروافض الذين يبغضون الصحابة رضي الله تعالى عنهم، قال: لأنهم يغيظونهم، و من غاظ الصحابة رضي الله تعالى عنهم فهو كافر لهذه الآية، و وافقه طائفة من العلماء رضي الله تعالى عنهم على ذلك، والأحاديث في فضل الصحابة رضي الله تعالى عنهم، والنهي عن التعرض لهم بمساءة كثيرة". (تفسير ابن كثير (الفتح: ۲۹): ۴/۲۶۱، مكتبه دار الفيحاء)

(۳) "قال مالك بن أنس: من أصبح و في قلبه غيظ على أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقد أصابته هذه الآية". (تفسير الخازن (الفتح: ۲۹): ۴/۱۷۳، حافظ كتب خانه كوئته)

(۴) (معالم التنزيل للبغوي (الفتح: ۲۹): ۴/۲۰۷، اداره تاليفات اشرفيه)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے:

"نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها، أو أنكر صحبة الصديق رضي الله تعالى عنه، أو اعتقد الألوهية في علي، أو أن جبرئيل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن". شامی: ۳/۲۹۴ (۱)۔

الغرض اپنے اپنے دور میں اہل سنت والجماعت (ما انا عليه واصحابي) اس فرقے پر رد کرتے چلے آئے ہیں، اس فرقہ کی کتابیں کمیاب یا نایاب تھیں، مگر اب چھپ چکی ہیں، جو شخص ان کا مطالعہ کرے گا وہ خود بھی دیکھ لے گا کہ وہ کس قدر کفریات پر مشتمل ہیں، مثلاً: کافی، منہج الصادقین، البرهان في تفسير القرآن، فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب رب الأرباب، حيات القلوب، كشف الأسرار" وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ الهادي إلى صراط مستقيم۔ املاہ العبد محمود غفرلہ۔

بوہرہ کی اصل

سوال [۴۰۳]: بوہیرکون لوگ ہیں؟ ان کی بنیاد کس نے ڈالی اور کہاں ڈالی؟ ان کے بنیادی عقائد مختصراً بیان فرمائیے۔

الجواب حامداً و مصلياً:

بوہیر عربی قاعدہ سے بوہرہ کی جمع بنالی گئی ہے جو کہ بیوپار سے ہے، جس کے معنی "تاجر" ہے، یہ تو لغت کے اعتبار سے ہے، جیسا کہ صاحب مجمع البحار کے تذکرہ میں ہے (۲)، لیکن یہ مستقل خاندان یا قوم ہے کچھ سنی ہیں اکثر شیعہ ہیں، غالباً یہ سنی بھی پہلے شیعہ تھے پھر سنی ہو گئے، ان کی نسل بوہرا کہی ہے، بوہرہ کے عقائد کی تفصیلات ان سے ہی دریافت کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۲/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۲/۹۱ھ۔

---

(۱) (رد المحتار، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين: ۴/۲۳۷، سعيد)

(۲) "البوهرة وهي مشتقة من "بيوهار" في لغة أهل الهند معناه التجارة". (مجمع البحار، ترجمة المصنف: ۱/۲۰، دار الإيمان المدينة المنورة)

شیعہ بوہرہ کے پیشوا کے ہاتھوں مفید الاسلام کی عمارت کا افتتاح

سوال [۵۱۴]: ایک رفاہِ عام ادارہ ہے، جس کے ماتحت ایک تعلیم گاہ ہے، جس میں مسلم بچیوں کے لئے پردہ کے ساتھ پرائمری سے ہائر سیکنڈری تک تعلیم کا انتظام ہے اور دو ہزار بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی ہے اور اس اسکول کو اس سال کالج بنا دیا گیا ہے، شبینہ مدرسہ بھی ہے، دوسرا شعبہ لاوارث لاش کا روزانہ پانچ سے دس تک تجہیز و تکفین کرتا ہے، اس کے لئے ۱۳/ ایمبولینس گاڑیاں ہیں، دو غسال، دو غسالہ ہیں، مساکین جو بالکل بے سہارا ہیں، ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔

اس ادارہ کے اخراجات بہت ہیں، بوہرہ کے پیشوا سیدنا برہان الدین کلکتہ سے تشریف لاتے ہیں، انجمن مفید الاسلام کی عمارت کی نئی تعمیر ہوئی ہے، سیدنا سے اس عمارت کا افتتاح کرایا جائے اور خواص کو جمع کیا جائے اور اس طرح ہمارے مدرسہ فدائے اسلام کا معائنہ کرایا جائے اور اس طریقہ پر عزاز و احترام کیا جائے یا ان کی معاونت کو لیا جائے، آیا شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ ہرگز اس کا ارادہ نہ کریں، مفید الاسلام کی عمارت کا افتتاح مفید الاسلام سے کرانا سخت ممنوع ہے، حق تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۹۵/۱۲/۳۰ھ۔

ایک گمراہ فرقہ کے عقائد

سوال [۵۱۶]: ...ایک جماعت قرآن پاک کے متعلق یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ قرآن پاک کے چالیس پارے ہیں، تیس پاروں کا تو علم سب پر ظاہر ہے اور دس پاروں کا علم صرف ہماری جماعت کو ہے اور کو نہیں، کیا اس قسم کا اعتقاد رکھنے والا فرقہ مسلمان ہے؟

---

(۱) "تبجیل الکافر کفر". (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع ۶/۳۴۲، سعید)

"وفي البحر: (ویرد السلام علی الذمي ولا یزدہ علی قوله: وعلیک) ولا یبدأہ بالسلام؛ لأن فیه تعظیماً له". (البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل في البیع: ۸/۳۷۴، رشیدیه)

۲...... یہی فرقہ کہتا ہے کہ بیرات اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے ہیں، ایسے فرقہ کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے؟

۳...... یہی فرقہ پانچ وقت کی نمازوں کو فرض اور ضروری نہیں کہتا ہے، بلکہ صرف رات میں نماز پڑھنے کو ضروری سمجھتا ہے، بلکہ اگر نماز کو کہا جاتا ہے کہ بھائی تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مر گیا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھیں؟ العیاذ باللہ۔ اور بعض مرتبہ کہتے ہیں کہ ہم کیا دکھا کر نماز پڑھتے ہیں، ہم تو صرف رات میں نماز پڑھتے ہیں بلکہ مراقبہ نماز کو کہتے ہیں کہ نماز تو ذکر کا نام ہے وہ دل سے کرتے ہیں۔ ان تمام صورتوں کا کیا حکم ہے؟ کیا رات میں نماز پڑھنا ضروری ہے اور پانچوں وقت نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے؟ اور ایسے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کیا مر گیا جو اس کی نماز پڑھیں گے، کہتے ہیں کہ ہم دکھا کر نماز نہیں پڑھتے، نماز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے، اللہ کا ذکر کرنا ہے وہ دکھا کر نہیں کرنا چاہئے، صرف دل سے کر لینا کافی ہے، اللہ کوئی بہرہ تھوڑا ہی ہے۔ نعوذ باللہ۔

۴...... قبر یا مزار پر سجدہ تعظیمی معیوب نہیں، بلکہ ضروری تصور کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو اچھا خیال نہیں کرتے، ایسے ہی زندہ پیروں کے قدموں پر سر رکھنا ضروری سمجھتے ہیں خاص طور سے عورتوں کے لئے، ان دونوں صورتوں میں شرع کا کیا حکم ہے؟ نیز ان سے اپنی رشتہ داری کے تعلقات رکھنا روا ہے یا نہیں؟

۵...... ہر ہفتہ مزار پر اپنے اپنے کھانے لے جاتے ہیں اور سال بھر میں ۹/ ربیع الثانی کو سالانہ عرس کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور خصوصی طور پر کھانے تیار کرتے ہیں اور وہی کھاتے پیتے ہیں، ان کا ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟

ہر ایک مسئلہ کا الگ الگ حکم تحریر فرمائیں، نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کون سی صورت میں رشتہ داری یا تعلقات شرعی ان کے ساتھ جائز ہو سکتے ہیں؟ تسلی بخش جواب تحریر فرمائیں۔ محمد اسلام الدین ابن علیم الدین مقام ویوسٹ پورہ بایان مظفر نگر

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱...... جو قرآن شریف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت سے امت میں برابر شائع ہے، تلاوت کیا جاتا ہے، مصاحف میں لکھا ہوا ہے وہ سب متواتر اور قطعی ہے، اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ اس میں سے دس پارے غائب ہیں، ان کا کسی کو علم نہیں، وہ صرف نیا ایک فرقہ پیدا ہونے والے کے پاس ہے، یہ

عقیدہ غلط ہے(۱) اس کے ماننے والے لوگ تواترِ قطعی کے منکر اور اسلام سے خارج ہیں، ان سے مناکحت اہل اسلام کے لئے حرام ہے(۲)۔

۲..... اس فرقہ کی بنیادی غلط ہے، خلافِ اسلام ہے تو اس کی ہر ہر بات کو دریافت کرنا بیکار ہے، یہ فرقہ اگر بیداری کی حالت میں اپنے چہرے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ دعویٰ باطل ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھ سکے تو اس فرقے کی مجال کیا ہے(۳)۔

۳..... پانچ وقت کی نماز فرضِ عین ہے، اس کا انکار کفر ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخیر حیات تک اس کی پابندی کی اور امت کو پابندی کی ہدایت فرمائی(۴)۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا لفظ کہنا انتہائی

---

(۱) ایسا عقیدہ رکھنا قرآن کی آیت سے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾. (الحجر: ۹)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالىٰ: "ثم قرّر تعالىٰ أنه هو الذي أنزل عليه الذكر وهو القرآن، وهو الحافظ له من التغيير والتبديل". (تفسير ابن كثير، (الحجر: ۹): ۲/۶۲۲، دار الفيحاء)

(وكذا في روح المعاني (سورة الحجر: ۹): ۱۴/۱۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قال في الدر المختار: "(من ارتد عرض) الحاكم (عليه الإسلام استحباباً) على المذهب، لبلوغه الدعوة (وتكشف شبهته) بيان لثمرة العرض (و يحبس ثلاثة أيام فإن أسلم، و إلا قتل) لحديث: "من بدل دينه فاقتلوه"". (كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۵، ۲۲۶، سعيد كراجي)

(۳) "واتفقت الأمة على أنه لا يراه (أي لا يرى الله تعالىٰ) أحد في الدنيا بعينه". (شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز، ص: ۱۹۶، قديمي)

وقال الحافظ ابن كثير: "ولهذا كانت أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالىٰ عنها تثبت الرؤية في الدار الآخرة وتنفيها في الدنيا، و تحتج بهذه الآية: "﴿لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار﴾. (تفسير ابن كثير، (سورة الانعام: ۱۰۳): ۲/۲۱۸، دار الفيحاء)

(۴) "ومنها أن استحلال المعصية صغيرة أو كبيرة كفر، إذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية .... و كذا مخالفة ما أجمع عليه، و إنكاره بعد العلم به: يعني من أمور الدين". (شرح الفقه الأكبر، استحلال المعصية و لو صغيرة كفر، ص: ۱۵۲، قديمي)

(وكذا في رسائل الكاشميري رحمه الله تعالىٰ، إكفار الملحدين، ص: ۲، ادارة القرآن كراجي)

(وكذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۲، سعيد)

ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ تو موت کا خالق ہے، قدیم ہے، اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی (۱)۔

۴... قبروں کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، زندہ پیر کو بھی سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، عورتوں کو پیروں کے قدموں پر سر رکھ دینا گناہ ہے، بیعت ہونے سے پیر محرم نہیں بن جاتا، ایسے فرقے سے پورا پرہیز لازم ہے(۲)۔

۵... ان کا ایسا کرنا جہالت ہے، ضلالت ہے، ہرگز ان کا ساتھ نہ دیا جائے(۳)، اہلِ علم اور متبعِ سنت حضرات کے ذریعہ ان کو فہمائش کی جائے، حق تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۶/۱۴۰۱ھ۔

کیا شیعہ حافظِ قرآن ہو سکتا ہے؟

سوال [۲۱۷]: کیا شیعہ حافظِ قرآن ہو سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شیعوں کا قرآن کریم پر ایمان نہیں، وہ تحریف کے قائل ہیں(۴)، نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿كل شيء هالك إلا وجهه﴾ (سورة القصص: ۸۸)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لو كنت آمر أحداً أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها". (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق: ۲/۲۸۱، قديمي)

وقال القاري: "فإن السجدة لا تحل لغير الله" (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق: ۶/۳۰۹، رشيديه)

(۳) قال الله تعالى: ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (المائدة: ۲)

قال الحافظ: "يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى، وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير، (المائدة: ۲) ۲/۱۰، دار الفيحاء)

(۴) "کید سیزدہم آنست کہ گویند: عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز قرآن را تحریف کردند، و آیات وسور بسیار را کہ در احکام و فضائل اہل بیت =

کہ ابتداءً حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن پاک کو سیکھنے اور لینے والے ہیں، شیعہ ان کو مومن نہیں مانتے، بلکہ ناحق کی تہمت ان پر لگاتے ہیں (۱) اس وجہ سے وہ حافظ قرآن نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۶/۹۶ھ۔

تعزیہ وعلم

سوال [۲۱۸]: ماہ محرم میں تعزیہ مع علم کے نکالنا، اوراس کے ساتھ مرثیہ پڑھنا، نیز جلوس کے ساتھ شریک ہونا اور نذر حسین کی سبیل نکالنا، اس کا پینا اور پلانا اوراس کو ثواب سمجھنا، یہ سب افعال جائز ہیں، یا ناجائز ہیں؟ جواب حوالہ کتاب وسنت سے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جملہ امور بدعت وناجائز ہیں (۲) اور روافض کا شعار ہیں، ان میں شرکت ناجائز ہے (۳) البتہ

= نزول یافتہ بود اسقاط نمودند ...... الخ". (تحفہ اثنا عشریہ، باب دوم در مکائد شیعہ و طریق اضلال و تلبیس و اغوا و مردم را بمذهب خود مائل کردن، ص: ۳۸، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۱) "اول احکام ایشان حکم است بتکفیر صحابہ و خلفائے ثلاثہ و چندے از امہات المؤمنین کہ احب ازواج بسوئے پیغمبر بودند بالاجماع، ومخالفت این حکم بما انزل اللہ بر ظاہر و روشن است". (تحفہ اثنا عشریہ، باب نہم در احکام فقہیہ، ص: ۲۳۶، سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) "تعزیہ داری در عشرۂ محرم، وساختن ضرائح، وصورت وغیرہ درست نیست، زیرا کہ تعزیہ داری عبارت ازیں است کہ ترک لذائذ وترک زینت کند، وصورت محزون وغمگین نماید، یعنی مانند صورت زنان سوگ دارندہ بنشیند، ومرد را ہیچ جاایں قسم در شرع ثابت نمیشود ---- این ہم بدعت است ...... بلکہ بدعت سیئہ است، وحال بدعت سیئہ این ست کہ در حدیث وارد ست: "شر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة". رواہ مسلم". (فتاوی عزیزی (فارسی)، مسئلہ تعزیہ داری محرم وصورت: ۱/۷۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۳) سیأتی تخریجہ تحت عنوان: "تعزیہ کی شرکت"

دینا، ثواب بلا تقییدات مخترعہ کے درست ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ۔

تعزیہ کی شرکت

سوال[۲۱۹]: تعزیہ کے جلوس میں شامل ہو کر پنجہ بنانا، پیشہ وار چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بالکل ناجائز ہے، شرک کے قریب ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۳/۹۰ھ۔

تعزیہ کے سامنے لاٹھی چلانے کی مشق اور اس کا وظیفہ

سوال[۲۲۰]: محرم منانے اور پنجہ بنانے والے (باقی اہل بیت کے نام پر پنجہ بنانا، مزید کرتے) بارہ امام ماننے والے کو شاہی زمانے سے اب تک وظیفہ ملتا رہا ہے یا زمین ملی ہوئی ہے، اگر چھوڑا جاتا ہے تو زمین اور وظیفہ چھن جائے گا جس سے بہت سے مسلمان پل رہے ہیں، اس کے عالم صاحب کا کہنا ہے کہ خرافات مثلاً ڈھول بجانا، پنجہ وغیرہ چھوڑ کر اعتقاد درست کر کے صرف لاٹھی، تلوار چلانا سیکھنا اور طور طریق

---

(۱) "والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاةً أو صوماً أو صدقةً أو قراءة قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرةً أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة" (البحر الرائق: ۳/۱۰۵، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، رشيدية)

(۲) "تعزیه داری در عشرهٔ محرم یا غیر آن، وساختن ضرائح وصورت قبور وعلم تیار کردن وغیر ذلک این همه امور بدعت است، نه در قرن اول بود، نه در قرن ثانی، نه در قرن ثالث" (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، باب ما يحل استعماله وما لا يحل: ۴/۳۴۴، امجد اکیڈمی لاہور)

"تعزیہ داری کی رسم سراسر ناجائز ہے، اس میں کئی چیزیں حرام اور بعض افعال شرک اور کئی بدعات شامل ہیں، یہ رسم واجب الترک ہے" (کفایت المفتی، کتاب العقائد، نواں باب: بدعات اور رسوم شرک: ۱/۲۴۴، دار الاشاعت)

جلاؤ، تا کہ حکومت سے وظیفہ بھی ملتا رہے اور خرافات ختم ہو جائیں۔ کیا اس کی شریعت مطہرہ اجازت دیتی ہے کہ عالم صاحب ایسا مشورہ دیں، نیز اگر خرافات کرتے رہیں تو یہ وظیفہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وظیفہ کی خاطر عقائد و اعمال کو تباہ کرنے کی کب گنجائش ہو سکتی ہے، ہاں اگر مستقلاً تمام سال تلوار چلانے اور لاٹھی چلانے کی مشق کی جائے اور اس فن میں مہارت پیدا کرلیں اور جہاد کی نیت رہے تو ٹھیک ہے، خرافات کو بہر حال ختم کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

تعزیہ کے سامنے گتکا کھیلنا

سوال [۲۲۱]: محرم کے مہینے میں گتکا فری سے کھیل کھیلتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز، اس کی کیا اصلیت ہے؟ سنا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جاری کیا ہے جان کی حفاظت کے لئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

محرم میں تعزیہ کے سامنے جو کھیلتے ہیں شرعاً یہ بے اصل اور ناجائز ہے، یہ روافض کا طریقہ ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہرگز ثابت نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۱/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/ محرم/ ۵۷ھ۔

تعزیہ اور ماتم شیعہ

سوال [۲۲۲]: ۱..... ہمارے بزرگوں نے منت مانی تھی کہ ہم تعزیہ بنایا کریں گے، اس وقت تک

---

(۱) "تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آن و ساختن ضرائح ——— این همه امور بدعت است" الخ

(مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ۳/۳۳۳، امجد اکیڈمی لاهور)

اس پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے، ہم اور ہمارے بزرگ سنی اور حنفی ہیں، اب بعض لوگ منع کرتے ہیں کہ تعزیہ بنانا منع ہے اور اہل سنت یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر اپنے بزرگوں کی رسم کو چھوڑ دیں گے تو ضرر ضرور پہنچے گا، سائل ملتمس ہے کہ شرع شریف تعزیہ بنانے کا کیا حکم دیتی ہے؟

۱... تعزیہ کو رکھنا اور اس کی پرستش کرنا، ملیدہ (۱) وغیرہ چڑھانا، بخورات جلانا وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

۲ ... نمائی مقام پر مصنوعی قبر جیسے تعزیہ دار چلہ چڑھے پیر صاحب کا روضہ وغیرہ بنا کرنا تو چڑھنا کیسا ہے؟

۴ ... ایام محرم میں مجالس منعقد کرنا، اماموں کے نام کا کھچڑا پکانا، شربت پلانا، اپنی اولاد کو اماموں کا فقیر وغیرہ بنانا زندگی کی خاطر کیسا ہے اور ایسے شخص کا شرع میں کیا حکم ہے؟ اور جو تعزیہ کا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ تعزیہ نہ بنائیں گے تو کوئی نقصان جانی مالی پہنچ جائے گا تو ایسا شخص از روئے قرآن پاک وحدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسا ہے؟

۵... کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وتبع تابعین ودیگر سلف صالحین سے کہیں منقول ہے یا نہیں؟ اگر بنانا جائز ہے تو کس طریقہ سے بنایا جائے؟

۶... کیونکہ ہم لوگ اپنے گاؤں کے مولویوں سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس حیلہ سے جو کچھ صدقہ خیرات کرتے ہیں اس کو بھی بند کرا دیں گے، ویسے کون کرتا ہے؟

۷... پھر یہ طریقہ ہندوستان میں از روئے تاریخ کس زمانے سے رائج ہے اور علماء نے اس وقت کیوں نہیں منع کیا؟ بینوا توجروا۔ حسرت خان، تراب علی صاحب، موضع جوند عمروا ضلع گونڈہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... تعزیہ کی منت درست نہیں ہوتی، جن بڑوں نے اس کی منت مان کر بنانا شروع کیا وہ غلطی پر تھے اور اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوئے اور آپ کو اس فعل میں ان کا اتباع کرنا جائز نہیں، تعزیہ وغیرہ ہرگز نہ بنائیے، قطعاً ترک کر دیجئے، ہرگز کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز چڑھانا، اس سے منت مانگنا حرام و

---

(۱) "روٹی کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں گھی اور شکر ملا لیتے ہیں"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۲۹۵، فیروز سنز لاہور)

شرک ہے(۱)۔

۲...... حرام و شرک ہے(۲)۔

۳...... یہ بھی سخت گناہ ہے اور شرک ہے(۳)۔

۴...... یہ جملہ افعال تعلیم اسلام کے خلاف اور اللہ پاک اور اس کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہیں، سب سے توبہ لازم ہے(۴) ایسی چیزوں سے ایمان سالم نہیں رہتا، کچھ کھانا غرباء کو کھلا

(۱) "واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، و ما يؤخذ من الدراهم و الشمع والزيت و نحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم، فهو بالإجماع باطل و حرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام، و قد ابتلى الناس بذلك.

قوله: (باطل و حرام) بوجوه : منها أنه نذر لمخلوق ،والنذر للمخلوق لا يجوز ، لأنه عبادة ،والعبادة لا تكون لمخلوق ،و منها أن المنذور له ميت ،والميت لا يملك ،و منها أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى ،و اعتقاده ذلك كفر". (الدر المختار مع رد المحتار، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسد، مطلب في النذر الذي يقع للأموات: ۲/۴۳۹، سعيد كراچی)

(۲) اکثر اقوام کے مشرکین کا عمل یہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود وہ بت پرستی کر کے بتوں کو بعض امور میں متصرف مانتے تھے اور بت پرستی کی ابتداء بھی اسی طرح ہوتی تھی کہ اپنے بزرگوں کی صورتوں کو رکھ کر پہلے تبرک سمجھتے تھے اور بعد میں اس کی پرستش شروع کی جاتی تھی۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿و لا تجعلوا لله أنداداً وأنتم تعلمون﴾. (البقرة: ۲۲)

"قيل: الند المشارك في الجوهرية ...... (أنداداً) والحال أنهم مازعموا أنها تماثله في ذاته تعالى وصفاته ،و لا تخالفه في أفعاله ،و إنما عبدوها لتقربهم إليه سبحانه زلفى .... فإن المشركين جعلوا الأصنام بحسب أفعالهم و أحوالهم مماثلة له تعالى في العبادة ،و هي خطة شنعاء، و صفة حمقاء، في ذكرها مايستلزم تحميقهم والتهكم بهم". (روح المعاني : ۱/۱۹۰ ، دار إحياء التراث العربي)

(۳) قوم نوح علیہ السلام کے مشرکین کا عمل ہے .... قال الله تعالى: ﴿و قالوا : لا تذرن وداً و لا سواعاً و لا يغوث ويعوق و نسراً ، و قد أضلوا كثيراً﴾ الآية (النوح: ۲۳)

"قال: كانوا قوماً صالحين من بني آدم، و كان لهم أتباع يقتدون بهم، فلما ماتوا ، قال أصحابهم الذين كانوا يقتدون بهم: لو صوّرناهم كان أشوق لنا إلى العبادة إذا ذكرناهم ، فصوّروهم ، فلما ماتوا و جاء آخرون، دبّ إليهم إبليس ،فقال : إنما كانوا يعبدونهم ،و بهم يسقون المطر ، =

کر یا نقد دے کر یا قرآن پاک پڑھ کر یا کوئی عبادت کر کے مردوں کو ثواب پہونچانا بغیر کسی تاریخ و ہیئت کے التزام کے شرعاً درست ہے(۱)۔

۵... تعزیہ بنانا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین میں کسی سے ثابت نہیں۔

۶... صدقہ خیرات جو کچھ کرنا ہو شریعت کے موافق محض خدا کے لئے کردیا جائے، تعزیہ پر چڑھانے اور اس سے منت ماننے اور غیر اللہ کے نام پر کھانا کھلانے سے وہ کھانا بھی ناجائز ہو جاتا ہے، اس کا ثواب نہیں ہوتا بلکہ اس سے گناہ ہوتا ہے(۲)۔

۷... "**سوال**: زیارت تابوت تعزیہ و فاتحہ خواندن برآں، و مرثیہ خواندن، و گفتن و شنیدن آں، و فریاد و نوحہ کردن، و سینہ کوبی نمودن، و جرح خوردن بماتم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چہ حکم دارد؟

جواب: ایں چیز ہا ناروا است، و در کتاب السراج بروایۂ خطیب آوردہ: "لعن اللہ من زار بلا مزار، ولعن اللہ من زار شبحاً بلا روح" و مرثیہ گفتن و خواندن و شنیدن آں بشرطیکہ متضمن تحقیر و اہانت اہل بیت یا نسبت بجناب الٰہی نباشد بجائے خود باکے ندارد، (الی قولہ) و فریاد و نوحہ کردن، و سینہ کوبی نمودن، و جرح

= فعبدوهم". (تفسير ابن جرير الطبري (النوح): ۲۹/۲۳، دار المعرفة بيروت، ودار إحياء التراث العربي، بيروت)

(وكذا في روح المعاني: ۲۹/۷۷، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) "لفظ نذر کہ بمعنی اصطلاح میگویند... دوم: بمعنی تاوہم نسبت کردن... بمعنی دوم بجہان گفت ہیچ جیں چوں لفظ وہم باشد، اہل اسلام را ایں قسم الفاظ استعمال کردن نشاید، زیرا کہ شرک چنانچہ در عبادت و قدرت میشود ہمیں قسم شرک در تسمیہ ہم میشود، و ایں قسم نام نہادن شرک در تسمیہ است، ازیں ہم احتراز لازم است، چنانچہ در ترجمہ آں کہ بعض ازاں در تحت آیت ﴿فلما آتاهما صالحاً الخ﴾ مذکور است کہ: دریںجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نیز ہست از شرک الخ". (فتاویٰ عزیزی، ما لفراز غلامی بزرگان کہ نہ بزر خوریدن: ۱/۱۰۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۱) "إن الأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوماً أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة". (البحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، رشيدية)

(۲) (راجع، ص: ۴۷، رقم الحاشية: ۱)

خوردن ہمہ حرام است ودر حدیث است: "لیس منا من حلق و سلق و خرق"۔ ترجمہ: یعنی نیست از ما شخصے کہ جرح خوردو گریہ آواز نوحہ کندو گریباں درد، ونیز در حدیث است: "لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب، و دعا بدعوی الجاهلیة" ایں ہر دو حدیث در مشکوٰۃ المصابیح است(۱) فقط اھ"۔ فتاویٰ عزیزی(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۱۲/۶۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/محرم/۶۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/محرم/۶۱ھ۔

تعزیہ، مسجد، کعبہ میں فرق

سوال[۲۲۳]: ۱۔۔۔۔ ایک شخص نے کہا ہے جو تعزیہ بناتے ہیں وہ لکڑیاں اور کاغذ ہے، اس میں کوئی ثواب نہیں یعنی فضول ہے، اس کے جواب میں دوسرے شخص نے کہا جیسے تعزیہ بدعت ہے اور لکڑی اور کاغذ کا بنا ہوا ہے، ایسے ہی مسجد مٹی کی اور کعبہ شریف پتھر کا بنا ہوا ہے وہ بھی بدعت ہے، اس کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

۲۔۔۔۔ جو شخص تعزیہ بہ نیت ثواب اور تعظیم بنائے اور اہل السنت والجماعت سے ہو، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

۲،۱۔۔۔۔ جو شخص مسجد اور کعبہ شریف کو بدعت کہتا ہے وہ بدعت کے معنی نہیں سمجھتا، وہ جاہل ہے، جس کام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ثواب سمجھ کر کیا ہو، قرآن شریف اور حدیث شریف میں اس کی فضیلت ہو وہ ہرگز بدعت نہیں ہو سکتا وہ عین ثواب ہے، بدعت وہ ہے جو ان اکابر نے

---

(۱) (مشكوة المصابيح في الحديث الأول: بلفظ: أنا برئ ممن حلق الخ، ص: ۱۵۰، باب البكاء على الميت الفصل الاول، كتاب الجنائز، قديمي)

(۲) (فتاوی عزیزی، زیارت قبر فرضی و تابوت تعزیه و نوحه و جرح خوردن: ۱/۱۴۳، کتب خانه رحیمیه دیوبند)

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس تحریک کا لٹریچر ہم نے خود بھی پڑھا ہے اور کچھ ان کی تقریرات و رسائل کے اقتباسات جناب حکیم ریاض احمد صاحب ناظم مجلس حسینی گونڈہ کے مذکورہ بالا استفتاء کے ساتھ پہنچے تھے، ان کے لٹریچر سے ہم کو یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تحریک سنی مسلمانوں کو شیعیت کا شکار کرنے کے لئے جاری کی گئی ہے اور اس کا مقصد بجز روافض کی تبلیغ کے کچھ نہیں ہے، حکیم صاحب موصوف کا یہ استفتاء تقریباً دو ماہ ہوئے دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور میں آیا تھا، ہم اسی وقت تفصیل سے ان سوالات کے جوابات لکھ چکے ہیں اور ان میں ہی خیالات کا اظہار کر چکے ہیں جو حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ نے اس تحریک کے متعلق اظہار فرمائے ہیں، اس لئے ہم مولانا ممدوح کی تائید و نصرت کرتے ہیں اور اہل سنت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس تحریک سے خود بھی اجتناب کریں اور دوسروں کو بھی اس کے مفاسد سے بچائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف۔

الجواب صحیح: بندہ ظہور الحق مدرسہ مظاہر علوم

پنجتن پاک کا مصداق

سوال [۲۲۵]: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو شامل کرکے پنجتن پاک کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

پنجتن کا مطلب اگر یہ ہے کہ ان سب کا مقام و درجہ متحد ہے تو یہ غلط ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "و منها: أن الولي لا يبلغ درجة النبي؛ لأن الأنبياء عليهم السلام معصومون مأمونون عن خوف الخاتمة، مكرمون بالوحي حتى في المنام و بمشاهدة الملائكة الكرام، مأمورون بتبليغ الأحكام و إرشاد الأنام بعد الاتصاف بكمالات الأولياء العظام، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة و إلحاد و جهالة". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۱۳۱، قديمي كتب خانه)

کیا شیعہ لوگ سنیوں کو نجاست کھلاتے ہیں؟

سوال[۲۲۶]: میں نے اکثر سنا ہے کہ شیعہ لوگ کھانے کی چیز میں تھوک کر اہل سنت والجماعت کو کھلاتے ہیں، کیا ان کے گھر کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شیعہ لوگ عموماً اہل سنت والجماعت کو نجاست کھانے میں ملا کر کھلانے کے عادی ہوتے ہیں، اگر موقع نہ ملے تو اس میں تھوک دیتے ہیں، اس لئے ان کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۲/۹۵ھ۔

شیعہ کے گھر کا کھانا؟

سوال[۲۲۷]: اہل تشیع کے گھر کا کھانا اور ان سے برتاؤ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اہل تشیع سے اکثر واقعات ہوئے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کو نجاست کھلا دیتے ہیں، اس لئے ان کے گھر کا کھانا خلاف احتیاط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۱/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/محرم/۵۷ھ۔

مذہب شیعہ اختیار کرنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

سوال[۲۲۸]: ۱- ایک شخص سنی مذہب کا تھا، اس نے مذہب شیعہ کا اختیار کیا ہے اور کسی سنی مذہب والے نے اس کے ساتھ کاروبار، آمد ورفت برادرانہ قطع نہیں کیا اور اسی حالت میں دوسرے سنی مذہب والے کو کیا کرنا چاہئے اور اس شیعہ ہو جانے والے کے ساتھ کیا برتاؤ اور معاملہ کرنا چاہئے؟

۲- شادی، ختنہ، عقیقہ وغیرہ تقریبات میں اس شیعہ ہونے والے کو بلا سکتے ہیں یا نہیں، نیز اس کے یہاں تقریبات میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱، ۲… شیعہ کے مختلف فرقے ہیں: جو فرقہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت زنا لگاتا ہے، یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ کا حلول مانتا ہے یا ان کو ہی آخر الزماں اعتقاد کر کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق وحی پہنچانے میں غلطی کا معتقد ہے یا قرآن کریم میں تحریف مانتا ہے وہ کافر ہے، اس سے تعلقات رکھنا، اس کے یہاں کھانا، پینا، آنا جانا قطعاً ناجائز ہے۔

جو شخص ایسے فرقہ شیعہ سے تعلق رکھتا ہے اولاً اس کو نرمی سے مسئلہ سمجھا دیا جائے، اگر وہ نرمی سے نہ مانے تو اس سے قطع تعلق بھی کر دیا جائے تاکہ وہ تنگ آکر باز آجائے:

"لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها، أو أنكر صحبة الصديق رضي الله تعالى عنه، أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله تعالى عنه، أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن اهـ". شامی: ۴/۲۵۳(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/شعبان/۵۵ھ۔

شیعہ کا رد فتاویٰ عالمگیری میں

سوال [۱۰۳]: کیا اورنگ زیب رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں تعزیہ داری ہوتی تھی، اگر ہوتی تھی تو انہوں نے اس کو بند کیوں نہیں کیا؟ اور تعزیہ داری کہاں سے شروع ہوئی اور اس کی ایجاد کس نے کی؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ عالمگیری تصنیف کرائی اور اس کے لئے پانچ سو علماء کو منتخب کیا، اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ

---

(۱) (رد المحتار، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين: ۴/۲۳۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۶۴، رشيديه)

تعالیٰ کو نگراں مقرر کیا، اس کتاب میں روافض کی شدید تردید کی گئی ہے اور ان پر سخت حکم لگایا ہے، جیسا کہ اسی کتاب میں موجود ہے(۱)۔

جہاں تک یاد پڑتا ہے ساتویں صدی ہجری میں بعض شیعہ بادشاہوں سے تعزیہ داری شروع ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۱/۸۹ھ۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت لکھنے کے لئے مرض الوفات میں قلم دوات طلب فرمانا

سوال[۲۳۰]: یہاں پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا وقت تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جانکنی کا عالم تھا، آپ نے قلم دوات منگایا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہزیان بحران ہوگیا ہے۔ کیا یہ روایت بخاری شریف

---

(۱) "الرافضي إذا كان يسب الشيخين و يلعنهما -والعياذ بالله- فهو كافر، وإن كان يفضل علياً كرم الله تعالىٰ وجهه على أبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه لا يكون كافراً، إلا أنه مبتدع ...... و لو قذف عائشة رضي الله تعالىٰ عنها بالزنا كفر بالله، و لو قذف سائر نسوة النبي ﷺ لا يكفر و يستحق اللعنة، و لو قال: عمر و عثمان و علي رضي الله عنهم لم يكونوا أصحاباً، لا يكفر و يستحق اللعنة، كذا في خزانة الفقه. و من أنكر إمامة أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه فهو كافر، وعلى قول بعضهم: هو مبتدع و ليس بكافر، والصحيح أنه كافر، وكذلك من أنكر خلافة عمر رضي الله تعالىٰ عنه في أصح الأقوال كذا في الظهيرية. و يجب إكفارهم بإكفار عثمان و علي و طلحة و زبير و عائشة رضي الله تعالىٰ عنهم، و يجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا و سيدنا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، كذا في الوجيز للكردري. و يجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا و بتناسخ الأرواح و بانتقال روح الإله إلى الأئمة، و بقولهم في خروج إمام باطن، و بتعطيلهم الأمر والنهي إلى أن يخرج الإمام الباطن، وبقولهم: إن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي إلى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، و أحكامهم أحكام المرتدين كذا في الظهيرية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲۶۳/۲، رشيديه)

وغیرہ میں لکھی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

"حدثنا قتيبة قال: حدثنا سفيان عن سليمان الأحول عن سعيد بن جبير قال: قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: يوم الخميس و ما يوم الخميس؟! اشتد برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وجعه فقال: "ائتوني أكتب لكم كتاباً لن تضلوا بعده أبداً"، فتنازعوا و لا ينبغي عند نبي تنازع، فقالوا: ما شأنه أهجر استفهموه، فذهبوا يردون عنه، فقال: "دعوني فالذي أنا فيه خير مما تدعونني إليه" وأوصاهم بثلاث: قال: "أخرجوا المشركين من جزيرة العرب، و أجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم". و سكت عن الثالثة أو قال: فنسيتها اهـ". بخاري شريف: ۲/ ۶۳۸، پارہ: ۱۸(۱)۔

بخاری شریف کی حدیث نقل کردی گئی، اس میں غور کرلیا جائے کہ کیا مطلب ہے؟ اور جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے اس کی حقیقت واصلیت کیا ہے؟ اگر اس کے بعد بھی کوئی بات دریافت طلب ہو تو اس کو خط بھیج کر دریافت کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۸۵ھ۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طعن و تشنیع

سوال[۱۳۲۱]: جو شخص صحابہ میں سے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر، مردود، ملعون یا دوزخی (نعوذ باللہ) بتلائے وہ کافر ہے یا مسلمان؟ اور کیا وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، جس کا ایمان نصوص قطعیہ سے ثابت ہو(۲) اس کو کافر

(۱) (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وقول الله تعالى: ﴿إنك ميت و إنهم ميتون﴾: ۲/ ۶۳۸، قديمي)

(۲) قال الله تعالى: ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين و الأنصار والذين اتبعوهم بإحسان، رضي الله عنهم =

کہنے سے خود اس کا ایمان باقی نہ رہے گا(۱) شرح فقہ اکبر میں اس کی مفصل بحث مذکور ہے(۲)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق کوئی کلمہ ادب کے خلاف ہرگز نہ کہا جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱۲/۸۷ھ۔

باغ فدک کے مطالبہ پر ناراضگی

سوال [۲۲۲]: حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغ فدک کی آمدنی نہ ملنے سے ناراض ہوجانا اور رحلت سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو و میل ملاپ ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

تحفہ اثنا عشریہ (۴) اور فتاویٰ عزیزی (۵) میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

= ورضوا عنه، وأعدلهم جنات تجري تحتها الأنهر، خالدين فيها أبداً، ذلك الفوز العظيم﴾ (التوبة: ۱۰۰)

وقال تعالى: ﴿لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة، فعلم ما في قلوبهم، فأنزل السكينة عليهم و أثابهم فتحاً قريباً﴾ (الفتح: ۱۸)

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قديمي)

(۲) (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۰، قديمي)

(۳) "ويكف عن ذكر الصحابة رضي الله تعالى عنهم إلا بخير لما ورد من الأحاديث الصحيحة في مناقبهم، ووجوب الكف عن الطعن فيهم كقوله عليه السلام: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم و لا نصيفه" و كقوله عليه السلام: "أكرموا أصحابي، فإنهم خياركم". الحديث (شرح العقائد النسفية للتفتازاني، ص: ۱۱۶، المطبع اليوسفي)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۱، قديمي)

(۴) (تحفہ اثنا عشریہ (اردو) باب فضائل ثلاثہ و دیگر صحابہ پر مطاعن امامیہ کے جواب، ص: ۵۴۴، ۵۴۵، دار الاشاعت)

(۵) "شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا =

تحریر فرمایا ہے کہ ''پھر آپس کی صفائی ہوگئی تھی اور بی بی فاطمہ نے فرمادیا تھا کہ میں اب (اس حدیث کو سن کر جس میں ہے کہ انبیاء کے ترکہ میں میراث جاری نہیں ہوتی، بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے) آپ سے ناراض نہیں ہوں''۔

اہل تشیع کی معتبر کتاب "محجاج السالکین" میں یہ موجود ہے (۱)۔

بخاری شریف وغیرہ میں جو مذکور ہے کہ پھر کلام نہیں کیا یہاں تک کہ وفات ہوگئی، اس کے علماء نے دو مطلب بیان کئے ہیں: ایک یہ کہ اس معاملہ میں کلام نہیں کیا، دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر ان کے محرم نہیں ہیں، نیز مکان بھی متصل نہیں تھا (کیونکہ حضرت ابوبکر عوالی میں رہتے تھے) پھر نامحرم اور غیر پڑوسی سے کلام کرنے کی کیا ضرورت تھی، تو کلام نہ کرنا اصل ہوا، صرف ایک مرتبہ بضرورت کلام کیا تھا، پھر کبھی کلام کی نوبت نہیں آئی (۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= کے گھر تشریف لے گئے، دھوپ میں دروازہ پر کھڑے ہوئے عذر خواہی کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوش ہوگئیں''۔ (فتاوی عزیزی (اردو)، ص: ۲۹، سعید)

(۱) "إن أبا بكر رضي الله تعالىٰ عنه لما رأى أن فاطمة انقبضت عنه و هجرته و لم يتكلم بعد ذلك في أمر فدك، كبر ذلك عنده، فأراد استرضائها، فأتاها فقال لها: صدقت يا ابنة رسول الله فيما ادعيت و لكني رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقسمها فيعطي الفقرآء والمساكين وابن السبيل بعد أن يؤتي منها قوتكم والصانعين بها، فقالت: افعل فيها كما كان أبي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يفعل فيها، فقال: ولك الله عليّ أن أفعل فيها ما كان يفعل أبوك، فقالت: والله لتفعلن، فقال: والله لأفعلن، فقالت: اللهم اشهد، فرضيت بذلك و أخذت العهد عليه، و كان أبو بكر يعطيهم منها قوتهم و يقسم الباقي فيعطي الفقرآء و المساكين وابن السبيل". (محجاج السالکین بحوالہ تحفۂ اثنا عشریہ (اردو) باب نمبر ۱۰، ''خلفاء ثلاثہ و کبار صحابہ پر مطاعن اور ان کے جواب، ص: ۵۴۵، دار الاشاعت کراچی)

(و كذا في تاليفات رشيديه، هداية الشيعة، ص: ۵۹۵، ادارہ اسلامیات)

(۲) "أن معنى قول فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها لأبي بكر و عمر: لا أكلمكما: أي في هذا الميراث". (فتح الباري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۲۳۸/۶، قديمي)

"قال المهلب: إنما كان هجرها انقباضاً عن لقائه و ترك مواصلته، و ليس هذا من الهجران المحرم، و أما المحرم من ذلك أن يلتقيا فلا يسلم أحدهما على صاحبه، و لم يرو أحد أنهما التقيا و امتنعا عن التسليم، ولو فعلا ذلك لم يكونا متهاجرين إلا أن تكون النفوس مظهرة للعداوة و الهجران، و =

باغ فدک

سوال[۲۳۳]: باغ فدک کیا تھا؟ اس پر کس کا حق تھا؟ اس کو کس نے غصب کیا؟ ذرا انصاف سے بتایئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

باغ فدک کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ یہ باغ تھا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ازواج مطہرات کے نفقات اس سے پورے کئے جاتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متولی ہوئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب اور خلیفہ برحق ہونے کی حیثیت سے آپ کی ہی طرح اس کی آمدنی خرچ کرتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی عمل کیا، البتہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظم تجویز فرمادیا تھا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= إنما لازمت بيتها فعبر الراوي عن ذلك بالهجران". (عمدة القاري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۲۰/۱۵، إدارة الطباعة المنيرية دمشق)

"فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرت أبابكر فلم تزل مهاجرته حتى توفيت". (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۱/۴۳۵، قديمي)

(۱) صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

"قال عمر: ثم توفى الله نبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال أبو بكر: أنا ولي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقبضها أبو بكر، فعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، والله يعلم إنه فيها لصادق بارٌ راشد تابع للحق، ثم توفى الله أبا بكر فكنت أنا ولي أبي بكر فقبضتها سنتين من إمارتي، أعمل فيها بما عمل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و بما عمل فيها أبو بكر، والله يعلم إني فيها لصادق بار راشد تابع للحق. ثم جئتماني تكلماني و كلمتكما واحدة و أمركما واحد، جئتني يا عباس! تسألني نصيبك من ابن أخيك و جاء ني هذا "يريد عليًا"، يريد نصيب امرأته من أبيها، فقلت لكما: إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لا نورث ما تركنا صدقة". فلما بدالي أن أدفعه إليكما، قلت: إن شئتما دفعتها إليكما على أن عليكما عهد الله و ميثاقه، لتعملان فيها بما عمل فيها =

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناراضگی

سوال[۴۳۴]: "صحیح بخاری" "باب فضیلة فاطمة" میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی منکر تھیں، جب تک زندہ رہیں ان سے باتیں نہیں کیں، اس لئے کہ ان لوگوں نے مجھے بہت اذیت دی ہے، وفات کے قریب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے جنازہ پر نہ آئیں، بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ رات کی تاریکی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت البقیع میں دفن کیا۔ اس حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

صحیح بخاری شریف میں اس طرح نہیں ہے، جس نے یہ کہا اس نے بہتان باندھا، ورنہ وہ صحیح بخاری شریف کی اصل عبارت پیش کرے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح، بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں صحابہ کرامؓ کی شرکت

سوال[۴۳۵]: رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز و تکفین میں بجز امیر المؤمنین علی و عباس کے کوئی شریک نہ تھا، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

چوں صحابہ حب دنیا داشتند　　مصطفیٰ را بے کفن انداختند

کیا سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات شیخین سے ہمیشہ کبیدہ

= رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و بما عمل فيها أبو بكر و بما عملت فيها منذ وليتها، فقلتما: ادفعها إلينا، فبذلك دفعتها إليكما، فأنشدكم بالله هل دفعتها إليهما بذلك؟ قال الرهط: نعم، ثم أقبل على علي و عباس، فقال: أنشد كما بالله هل دفعتها إليكما بذلك؟ قالا: نعم ــــــ الخ". (صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس: ۱/۴۳۵، ۴۳۶، قديمي)

(۱) "بل الحديث على غير هذا المعنى، و ليست تلك الواقعة بمذكورة في مناقب فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها، بل ذكر الواقعة البخاري في كتاب الجهاد، كما مر تحت عنوان: باغِ فدک"۔

خفا ہو جاتے تھے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شیعہ، شافعی سب کی مدح اہل خاندان ہی کیا کرتے ہیں، البتہ جنازہ سے ہوئے نماز پڑھنے، دفن کرنے میں وہ سب بھی شریک ہوتے ہیں، دل میں کینہ پوشیدہ رکھنا کینہ پرور لوگوں کا کام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضرت شیخین کے بے حد معتقد تھے، وہاں کینہ کا کیا کام ہے؟(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۸۸ھ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت

سوال[۱۰۳۳]: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسجد میں بیعت کی تھی اور فرمایا تھا کہ خلیفہ اول بننے کے مستحق آپ ہیں اور تصدیق کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، جو فدک کی آمدنی کچھ کو دی اور وراثت میں کچھ نہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی رنج نہ تھا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ کچھ عرصہ بعد جو مسجد میں بیعت کی تھی، یہ دوبارہ علی الاعلان بیعت کی تھی تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ رہے کہ انہوں نے بیعت نہیں کی، ورنہ اول اس سے عرصہ پہلے سے بیعت کر چکے تھے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: إني لواقف في قوم فدعوا الله لعمر وقد وضع على سريره، إذا رجل من خلفي قد وضع مرفقه على منكبي، يقول: يرحمك الله إني لأرجو أن يجعلك مع صاحبيك؛ لأني كثيراً ما كنت أسمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "كنت وأبوبكر وعمر، وفعلت وأبوبكر وعمر، وانطلقت وأبوبكر وعمر، ودخلت وأبوبكر وعمر، وخرجت وأبوبكر وعمر" فالتفت فإذا علي ابن أبي طالب". (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما: ۲/۵۵۹، قديمي)

(۲) کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اول ہی بیعت کر چکے تھے۔

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واجتمع الناس في دار سعد بن عبادة رضي الله تعالى عنه وفيهم أبوبكر وعمر　　　ثم نظر في وجوه

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دختر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح

سوال[۲۳۷]: ایک اہل تشیع نے کہا تھا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ سال کی لڑکی سے نکاح کیا تھا، کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وہ لڑکی کون تھی اور صرف نکاح کیا تھا یا ہمبستری بھی جب ہی کرلی تھی تو ثبوت دیا جائے۔ اگر ہمبستری جب نہیں کی تھی، بلکہ بعد بلوغ کی تھی تو یہ کونسا جرم ہے؟ جب کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو اس وقت ان کی عمر چھ سال کی تھی، مگر ہمبستری اس وقت نہیں کی بلکہ بعد بلوغ کی ہے(۱) اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض ہے تو یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہیں گے؟ نیز جس لڑکی سے نکاح کیا تھا وہ خود تو اپنا عقد شرعاً (نابالغ ہونے کی وجہ سے) کر نہیں سکتی تھی، لامحالہ اس کے ولی نے کیا ہوگا تو یہ اعتراض ولی پر ہوگا۔

اس اہل تشیع سے دریافت کیجئے کہ اس لڑکی کا ولی کون تھا؟ تب اس کو معلوم ہوگا کہ اعتراض کہاں تک پہونچتا ہے؟ اور اس ولی پر اعتراض کرنے کو تیار ہے یا نہیں؟ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تطہیر اہل بیت

سوال[۲۳۸]: آیت تطہیر کے مصداق ومخاطب حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین ہیں یا نہیں؟ صرف ازواج پاک کو اہل بیت قرآنی کہنا اور ان حضرات کو اہل بیت قرآنی نہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

= القوم فلم یر علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فدعا بہ فجاء، فقال: قلت: ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ختنہ علی ابنتہ، أردت أن تشق عصا المسلمین! فقال: لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ! فبایعہ". (تاریخ الخلفاء، فصل فی مبایعتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص: ۲۰، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ)

(۱) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تزوجہا و ہی بنت ست سنین، و بنی بہا و ہی بنت تسع سنین". (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الأب ابنتہ من الإمام: ۲/ ۷۷۱، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً:

آیتِ تطہیر: ﴿إنما یرید الله لیذهب عنكم الرجس أهل البیت ویطهركم تطهیراً﴾(۱)

میں اہل بیت کا مصداق ازواجِ النبی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا: "نزلت فی نساء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاصة اھ". در منثور "(۲) البتہ حدیث سے ان دیگر حضرات کا بھی اہل بیت ہونا ثابت ہے: "اللهم هؤلاء أهل بیتی، فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً"۔ الحدیث(۳) فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

بارہ امام

سوال[۴۳۹]: از روئے مذہب اہل سنت والجماعت کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

---

(۱) (الأحزاب: ۳۳)

(۲) (الدر المنثور (الأحزاب: ۳۳): ۵/۱۹۸، مؤسسة الرسالة)

(۳) (الدر المنثور، المصدر السابق)

"عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی قوله تعالیٰ: ﴿إنما یرید الله لیذهب عنكم الرجس أهل البیت﴾، قال: نزلت فی نساء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاصةً"

"عن أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: جاءت فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها إلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ببرمة لها قد صنعت فیها عصیدةً، تحملها علی طبق، فوضعتها بین یدیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال: "أین ابن عمک وابناک؟" فقالت رضی الله تعالیٰ عنها: فی البیت، فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ادعیهم" فجاءت إلی علی رضی الله تعالیٰ عنه فقالت: أجب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أنت وابناک، قالت أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها: فلما رآهم مقبلین مد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یده إلی کساء کان علی المنامة، فمده وبسطه وأجلسهم علیه، ثم أخذ بأطراف الکساء الأربعة بشماله، فضمه فوق رؤوسهم، وأومأ بیده الیمنی إلی ربه فقال: "اللهم هؤلاء أهل بیتی، فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً". (تفسیر ابن کثیر (الأحزاب: ۳۳): ۳/۶۳۸، ۶۳۹، مکتبه دار الفیحاء بیروت)

وکذا فی روح المعانی (الأحزاب: ۳۳): ۲۲/۱۳، ۱۴، دار الفیحاء بیروت)

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے؟ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ حدیث صحیح ہے(۱)، بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں مذکور ہیں(۲)، اس حدیث کے مطلب میں مختلف اقوال ہیں: ایک قول یہ ہے کہ جمیع مدت اسلام میں بارہ خلفاء ہوں گے اور قیامت سے پہلے پہلے پورے ہوجائیں گے، یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل ہوں، یہ بھی ضروری نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہی متصل ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ بارہ کے بارہ ایک وقت میں خلافت کے مدعی ہوں گے۔ ایک یہ ہے کہ بارہ امام مہدی کے بعد ہوں گے اور ان کے بعد گویا قیامت شروع ہوجائے گی۔ ایک یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ

---

(۱) "عن جابر بن سمرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لايزال الإسلام عزيزاً إلى اثنى عشر خليفةً كلهم من قريش، و في رواية: لا يزال أمر الناس ماضياً ما وليهم اثنا عشر رجلاً كلهم من قريش، وفي رواية: "لا يزال الدين قائماً حتى تقوم الساعة أو يكون عليهم اثنا عشر خليفةً، كلهم من قريش" متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب مناقب قريش و ذكر القبائل، ص: ۵۵۰، قديمي)

(۲) بارہ خلفاء کے نام حدیث شریف میں تو نہیں ملے البتہ دوسری کتب میں موجود ہیں۔

"والذى وقع أن الناس اجتمعوا على أبي بكر ثم عمر ثم عثمان ثم عليّ إلى أن وقع أمر الحكمين في صفين، فسمي معاوية يومئذ بالخلافة، ثم اجتمع الناس على معاوية عند صلح الحسن، ثم اجتمعوا على ولده يزيد، و لم ينتظم للحسين أمر بل قتل قبل ذلك، ثم لما مات يزيد وقع الاختلاف إلى أن اجتمعوا على عبد الملك بن مروان بعد قتل ابن الزبير، ثم اجتمعوا على أولاده الأربعة: الوليد ثم سليمان ثم يزيد ثم هشام، وتخلل بين سليمان و يزيد عمر بن عبد العزيز، فهؤلاء سبعة بعد الخلفاء الراشدين، والثاني عشر هو الوليد بن يزيد بن عبد الملك اجتمع الناس عليه لما مات عمه هشام". (فتح الباري، كتاب الأحكام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۳، ۲۶۵، قديمي كتب خانه)

(و كذا في تاريخ الخلفاء للسيوطي، فصل في مدة الخلافة في الإسلام، ص: ۱۲، مؤسسة الكتب الثقافية)

(و كذا في النبراس، ص: ۳۰۸، امداديه ملتان)

تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ان کا سلسلہ شروع ہو جائے گا(۱)، خلفاء بارہ ہوں گے، چنانچہ وہ بارہ خلیفہ مسلسل گزر چکے ہیں جن کو سب جانتے ہیں۔ عربی، فارسی، اردو سب ہی تحریروں میں سلسلہ وار ان کے نام موجود ہیں، بعض میں یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل ہیں اور اس صورت میں اس حدیث سے ان بارہ خلفاء کی کچھ فضیلت مقصود نہیں کہ وہ سب سے افضل ہوں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا تسلط ہوگا اور یہ ایک پیشگوئی ہے(۲)۔

روافض کی رائے ہے کہ وہ ائمہ معصومین ہیں(۳) اور بھی اقوال ہیں۔ بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف ۵/۱۰۰، فتح الباری شرح بخاری ۱۳/۱۸۴، تاریخ الخلفاء، ص: ۱۲ میں اس حدیث کی شرح تفصیل سے مذکور ہے(۴)۔ یزید کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سکوت اور توقف کرنا چاہیے، نہ اس کو کافر کہا جائے نہ

---

(۱) "فقوم قالوا: یکونون متوالی امارتهم، وقوم قالوا: یکونون فی زمن واحد، کلهم یدعی الإمارة ... ویحتمل ان یکون المراد ان یکون "الاثنا عشر" فی مدة عزة الخلافة وقوة الإسلام واستقامة اموره والاجتماع علی من یقوم بالخلافة ... وقال ابو الحسین بن المنادی فی الجزء الذی جمعه فی المهدی: یحتمل فی معنی حدیث "یکون اثنا عشر خلیفة" ان یکون هذا بعد المهدی الذی یخرج فی آخر الزمان ... ان المراد وجود اثنی عشر خلیفة فی جمیع مدة الإسلام الی یوم القیامة یعملون بالحق وان لم تتوال ایامهم" (فتح الباری، کتاب الاحکام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۲۲، ۲۶۳، قدیمی)

(۲) "قال القاضی عیاض: لعل المراد بالاثنی عشر فی هذه الاحادیث وما شابهها انهم یکونون فی مدة عزة الخلافة وقوة الإسلام واستقامة اموره والاجتماع علی من یقوم بالخلافة، وقد وجد هذا فیمن اجتمع علیه الناس الی ان اضطرب امر بنی امیة ووقعت بینهم الفتنة زمن الولید بن یزید" (تاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی مدة الخلافة فی الإسلام، ص: ۱۶، مؤسسة الکتب الثقافیة)

(وکذا فی فتح الباری، کتاب الاحکام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۳، قدیمی)

(۳) "و شیعه، خصوصاً امامیه و اسماعیلیه گویند که عصمت از خطا در علم و از گناه در عمل بمعنی امتناع صدور که خاصه انبیاء است شرط امامت است" (تحفه اثنا عشریه، باب هفتم در امامت، ص: ۱۶۹، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۴) (بذل المجهود شرح ابی داؤد، اول کتاب المهدی: ۵/۱۰۰، ۱۰۱، قاسمیه ملتان)

(وفتح الباری، کتاب الاحکام، باب بعد باب الاستخلاف: ۱۳/۲۶۱، قدیمی)

(وتاریخ الخلفاء للسیوطی، فصل فی مدة الخلافة فی الإسلام، ص: ۱۰، مؤسسة الکتب الثقافیة)

اس پر لعنت کی جائے، بلکہ اس کے امر کو خداوند تعالیٰ کے حوالہ کردینا چاہئے (۱)۔

جن علماء کو تحقیق سے ثابت ہے کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کفریہ افعال موجود ہیں وہ لعن یزید اور تکفیر کو جائز قرار دیتے ہیں، پس حنفی کو اس بارے میں توقف کرنا چاہئے اور تکفیر منع ہے، تاہم اگر لعنت اور تکفیر کرے گا تب بھی دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا، کیونکہ امام احمد بن حنبل، علامہ کیا ہراسی شافعی سے تکفیر منقول ہے (۲)، لیکن امام غزالی اور دوسرے علماء شافعیہ اور اکثر احناف نے تصریح کی ہے کہ اس کی تکفیر اور اس پر لعنت کرنا منع ہے، پس سکوت چاہئے، واجب کسی نے نہیں کہا (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

بارہ امام

سوال [۴۳۰]: علماء تشیع کا بیان ہے کہ بارہ امام خدا کے مقرر کردہ ہیں اور دوسروں کے امام ہیں، جن کا نام امام بندوں نے انتخاب کیا ہے، لیکن صرف تین سے کام نہ چل سکنے کی بنا پر ایک اور کو شامل کرلیا، اس طرح اماموں کی تعداد چار ہوگئی۔ ہر زمانہ میں امام کا انتخاب عمل میں آتا ہے، اس لئے تین کو رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں، اور چوتھے کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بارہ امام جن کا انتخاب خدا نے کیا ہے وہ صحیح ہیں اور دوسرے غلط ہیں، من گھڑت ہیں۔

---

(۱) "و قیل: لا (یکون کافراً) إذا لم یثبت لنا عنه تلک الأسباب الموجبة: أي لکفره، و حقیقة الأمر التوقف فیه، و مرجع أمره إلی الله سبحانه". (شرح الفقه الأکبر للملا علي القاري، ص: ۷۳، قدیمی)

(۲) "و اختلف في إکفار یزید، قیل: نعم، یعني لما ورد عنه ما یدل علی إکفاره من تحلیل الخمر، و من تفوهه بعد قتل الحسین و أصحابه: إني جازیتهم بما فعلوا بأشیاخ قریش و صنادیدهم في بدر و أمثال ذلک، و لعل وجه ما قال الإمام أحمد رحمه الله تعالیٰ بتکفیره بما ثبت عنده من نقل تقریره". (شرح الفقه الأکبر للملا علی القاري، ص: ۷۳، قدیمی)

(۳) "فإن قیل: هل یجوز لعن یزید، لأنه قاتل الحسین أو آمربه؟ قلنا: هذا لم یثبت أصلاً، فلا یجوز أن یقال: إنه قتله أو أمربه مالم یثبت، فضلاً عن اللعنة". (إحیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن: ۳/ ۱۵۱، حقانیه پشاور)

کربلا کی جنگ کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ یزید نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنی فہرست سے ۱۲ میں ایک کم کر کے میرا نام درج کرلیں، بعد شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکینہ سے بھی یہی مطالبہ کیا گیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا بیان کیا واقعی صداقت پر مبنی ہے؟ اگر نہیں تو قرآن و حدیث سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان علمائے تشیع سے پوچھ کر قرآن پاک کی وہ آیت لکھیں جس میں بارہ اماموں کو نام بنام متعین کیا گیا ہو۔ اگر حدیث شریف میں ان کے نام حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہوں تو وہ حدیث ان سے دریافت کر کے الفاظ حدیث مع تعیین کتاب وسند حدیث تحریر کریں۔ وہ علماء نہ نص قرآنی پیش کرسکیں گے، نہ حدیث مستند ﴿فإن لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار﴾ (۱)۔ اگر ہم کوئی دعویٰ کریں تو دلیل کا مطالبہ ہم سے کیا جاوے، اگر شیعہ دعویٰ کریں تو ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاوے۔ آپ کا تحریر کردہ دعویٰ شیعہ کی طرف سے ہے، اس کی دلیل کا مطالبہ ان سے کیا جائے گا، جب وہ دلیل پیش کریں گے تو آگے پھر کسی دوسری بات کا نمبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۳/۲۳ھ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک شعر

سوال[۲۲۱]: وعلی الغالب کل الغالب أمیر المؤمنین علی ابن أبی طالب

یہ عبارت کیسی ہے؟ اس کا مصنف اور پڑھنے والے کے لئے کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس عبارت میں تاویل کر کے مطلب بنالینا اگرچہ ممکن ہے، لیکن ظاہری الفاظ کے اعتبار سے اس میں ایک فرقہ ضالہ باطلہ کے ساتھ تشبہ ہے اور اس کے عقیدۂ فاسدہ کی اس سے تائید ہوتی ہے(۲) لہذا اس سے پرہیز لازم ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریفیں حدیث شریف میں موجود ہیں جو کہ واقعی اور صحیح ہیں، ان کو

---

(۱) (البقرة: ۲۴)

(۲) "وہ فرقہ ضالہ مذہب شیعہ ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور ان کا یہ خیال باطل ہے"۔ =

بیان کیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

سوال [۴۴۲]: جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی نہ مانے اور ان کی برائی کرے، وہ شخص کیسا ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے یا نہیں اور اگر صحابی تھے تو کس مرتبہ پر تھے اور ان کے صحابی ہونے کی کیا دلیل ہے؟

محب اللہ گیاوی امام مسجد شاہ تقی کی سرائے۔

= كما قال القاري رحمه الله تعالىٰ تحت قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لعلي رضي الله تعالىٰ عنه: "(أنت مني بمنزلة هارون من موسى)". الحديث: "و في شرح مسلم: قال القاضي عياض: هذا مما تعلقت به الروافض وسائر فرق الشيعة أن الخلافة كانت حقاً لعلي رضي الله تعالىٰ عنه أنه وصى له بها، فكفرت الروافض سائر الصحابة بتقديمهم غيره، و زاد بعضهم: فكفر علياً؛ لأنه لم يقم في طلب حقه ...... و لا شك في تكفير هؤلاء؛ لأن من كفر الأمة كلها والصدر الأول خصوصاً، فقد أبطل الشريعة و هدم الإسلام، و لا حجة في الحديث لأحد منهم ...... وليس فيه دلالة على استخلافه بعده؛ لأن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إنما قال هذا حين استخلفه على المدينة في غزوة تبوك، و يؤيده هذا أن هارون المشبه به لم يكن خليفة بعد موسى؛ لأنه توفي قبل وفاة موسى بنحو أربعين سنةً، و إنما استخلفه حين ذهب لميقات ربه للمناجات". (المرقاة شرح المشكاة، كتاب المناقب، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، الفصل الأول: ۱۰/۳۵۵، مكتبه حقانيه پشاور)

(۱) من جملہ فضائل میں سے یہ ہے:

"وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال: آخى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين أصحابه، فجاء علي تدمع عيناه، فقال: آخيت بين أصحابك، ولم تؤاخ بيني و بين أحد، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أنت أخي في الدنيا والآخرة". رواه الترمذي". (مرقاة المفاتيح، باب مناقب علي رضي الله تعالىٰ عنه، الفصل الثاني: ۱۰/۳۶۵، رشيديه)

الجواب حامداً و مصلیاً :

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ابن صحابی ہیں، صحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جاؤ میرے پاس معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر لاؤ" (۱)، ترمذی شریف میں روایت ہے:

"أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال لمعاویة: "اللّٰهم اجعله هادیاً مهدیاً واهد به" (۲)۔

اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابی ہونا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے لئے دعا کرنا، نیز ان کا مرتبہ بھی ثابت ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمیر بن اسعد کو حمص سے معزول کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی بنایا، بعض لوگوں میں ان کا تذکرہ ہوا، حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "لا تذکروا معاویة إلا بخیر، فإنی سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "اللّٰهم اهد به" (۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کا جب تذکرہ کرو، خیر کے ساتھ کرو، برائی کے ساتھ ہرگز مت کرو، کیونکہ میں نے خود سنا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی ہے۔ یہ سب روایات جمع الفوائد: ۲/ ۲۲۷، میں مذکور ہیں (۴)۔ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے وہ سخت وعید کا مستحق ہے:

---

(۱) "عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: کنت ألعب مع الصبیان فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فتواریت خلف باب، قال: فجاء فحطأنی حطأة وقال: "اذهب وادع لی معاویة" قال: فجئت فقلت: هو یأکل، قال: ثم قال لی: "اذهب فادع لی معاویة"، قال فجئت فقلت: هو یأکل فقال: "لا أشبع اللہ بطنه". الحدیث. (الصحیح لمسلم: ۲/ ۳۲۵، باب من لعنه النبی صلی اللہ علیه وسلم أو سبه أو دعا علیه، ولیس هو أهلاً لذلک کان له زکوٰة وأجراً ورحمة، کتاب البر والصلة، قدیمی)

(۲) (جامع الترمذی أبواب المناقب، باب مناقب معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنه: ۲/ ۲۲۳، سعید)

(۳) "عن أبی إدریس الخولانی قال: لما عزل عمر بن الخطاب عمیر بن سعد عن حمص، ولی معاویة، فقال الناس: عزل عمیراً وولی معاویة، فقال عمیر: لا تذکروا معاویة إلا بخیر، فإنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: "اللّٰهم اهد به". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب معاویة رضی اللہ تعالیٰ عنه: ۲/ ۲۲۳، سعید)

(۴) (جمع الفوائد من جامع الأصول و مجمع الزوائد، مناقب حارثة ابن سراقة ...... و أبی سفیان وابنه =

"إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي، فقولوا: لعنة الله على شركم اهـ". ترمذی شریف(۱)۔

"لم ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية رضي الله تعالى عنه وأحزابه اهـ". شرح عقائد، ص: ۱۱۶(۲)۔

شخص مذکور فی السوال کی امامت مکروہ ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۲/۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشکالات اور ان کے جوابات

سوال[۲۲۲]: ۱...... کیا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں یزید کو خلیفہ مقرر کئے جانے کی کوشش کی اور کس حد تک؟

۲...... کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زر کثیر خرچ کر کے بہت آدمیوں کو یزید سے بیعت کے لئے آمادہ کیا؟

۳...... کیا امیر موصوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی موقعہ پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے سروں پر دو ننگی تلوار رکھوادیں اور حکم دیا کہ دوران تقریر جو شخص کلمہ تصدیق وتکذیب نکالے گا اس کا

= معاوية: ۲/۳۹۳، ۳۹۲، المكتبة الإسلامية باكستان)

(۱) (جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب في من سب أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۲/۲۲۵، سعيد كراچي)

(۲) (شرح العقائد، ص: ۱۱۹، المطبع اليوسفي)

(۳) "ويكره إمامة عبد و أعرابي و فاسق و أعمى". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، ۵۲۰، قديمي)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة: ۱/۱۰۸، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

سرقلم کردیا جائے گا، اور اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی خلافت کا اعلان کیا؟

۴... کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا، اگر کیا تو اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت دینے میں کون سا امر مانع تھا؟

۵... کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں اور باوجود منع کرنے کے وہ باز نہ آئے اور ہمیشہ موجودگی وعدم موجودگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسا کرتے تھے؟

۶... اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہیوں کو ایسا کہا تو ان کا یہ فعل کس حد تک درست سمجھا جاتا ہے؟ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کے متعلق کچھ استفسار نہیں ہے)۔

محمد احمد کباڑ یار۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... نہیں۔ ۲... نہیں۔ ۳... نہیں۔ ۴... نہیں۔

۵... فحش گالیاں نہیں دیں، سخت کلامی ہوئی ہے (۱)۔

۶... خطاء اجتہادی تھی، خواہش نفسانی نہ تھی (۲)۔

---

(۱) "قول معاویۃ ھذا لیس فیہ تصریح بأنہ أمر سعداً بسبہ، وإنما سألہ عن السبب المانع لہ من السب کأنہ یقول: "ھل امتنعت منہ تورعاً" أو غیر ذلک، فإن کان تورعاً و إجلالاً لہ عن السب فأنت مصیب محسن، وإن کان غیر ذلک فلہ جواب آخر ... و یحتمل تأویلاً آخر أن معناہ. ما منعک أن تخطئہ فی رأیہ واجتہادہ وتظہر للناس حسن رأینا و اجتہادنا وأنہ خطأ". (النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب المناقب، باب فضائل علی بن أبی طالب: ۲/۲۷۸، قدیمی)

(۲) "وأما ما وقع من امتناع جماعۃ من الصحابۃ عن نصرۃ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والخروج معہ إلی المحاربۃ ومن محاربۃ طائفۃ منہم لہ کما فی حرب الجمل وصفین ... إذ لم یکن ذلک عن نزاع فی حقیۃ إمارتہ، بل کان عن خطاء فی اجتہادہم الخ". (شرح الفقہ الأکبر، ص: ۱۵، قدیمی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ کہنا جائز نہیں، اسی طرح کوئی بدگمان جوان کی شان کے خلاف ہو دل میں رکھنا درست نہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے:

"عن عبد الرحمن بن أبي عميرة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال لمعاوية رضي الله تعالى عنه: "اللهم اجعله هادياً و مهدياً و اهد به". رواه الترمذي" مشكوة شريف، ص: ۵۷۹ (۱)۔

قال في الهامش بعد تحقيق ألفاظ الرواية: "و لا ارتياب أن دعائه صلى الله تعالى عليه وسلم مستجاب، فمن كان هذا حاله كيف يرتاب في حقه الخ" (۲)۔

وقال القاري في شرح الفقه الأكبر، ص: ۸۲: "فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا تسبوا أحداً من أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مد أحدهم و لا نصيفه" (۳)۔

اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو مناقشات تھے ان کے متعلق جہاں تک ہو سکے محمل حسن نکالنا چاہئے، اگر کوئی محمل حسن سمجھ میں نہ آئے تو پھر اس میں گفتگو کرنے اور ایک کو حق اور دوسرے کو ناحق کہنے کی ضرورت نہیں (۴) کہ دار و مدار نجات کا اس پر نہیں ہے، نہ اس کے ساتھ کچھ عمل کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا فیصلہ ہوگا وہ ہر ایک کی پوری حقیقت سے خوب واقف ہیں، آپ سے اس کے متعلق سوال نہ ہوگا کہ ان میں سے کون حق پر تھا اور کون ناحق پر (۵)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، ۲۵/۱/۵۳ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۲۶/محرم/۵۳ھ۔

---

(۱) (جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب مناقب معاوية رضي الله تعالى عنه: ۲/۲۲۳، سعيد كراچي)

(۲) (هامش جامع الترمذي المصدر السابق آنفاً)

(۳) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۹۸، قديمي)

(و كذا في شرح العقائد، ص: ۱۱۶، المطبع اليوسفي)

(۴) "و يكف عن ذكر الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم إلا بخير، لما ورد من الأحاديث الصحيحة في مناقبهم". (شرح العقائد، ص: ۱۱۶، المطبع اليوسفي)

(۵) "قال الله تعالى: ﴿تلك أمة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم، و لا تسئلون عما كانوا =

کسی شیعہ کا حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو زک پہونچانا

سوال[۱۳۲۴]: کیا کسی شیعہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ محدث دہلوی کو کوئی زک پہونچائی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شیعوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کو اذیت پہونچائی ہے جیسا کہ ان کے تذکرہ سوانح میں موجود ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۶/۹۲ھ۔

☆......☆......☆......☆......☆

= بمطلق الحج (البقرۃ: ۱۳۳، ۱۳۱)

(۱) (تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ: ۲۹۰، نفیس اکیڈمی حیدر آباد دکن)

مایتعلق بمشاجرات الصحابۃ

(صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات)

مقابلہ علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سوال [۵۱۱۵]: کس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ ہوئی تھی اور کون حق پر تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ارباب حل وعقد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ملک شام پر گورنر تھے، ان کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سازش سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی الحال اس میں تأمل کیا، دو وجہ سے: اول یہ کہ قاتل کا صحیح علم نہیں، جب شہادت شرعیہ سے ثبوت نہ ہو تو قصاص نہیں لیا جاسکتا۔ دوسرا یہ کہ اگر تمام خوارج اور باغیوں کو سزا دی جائے تو چونکہ یہ جماعت بہت بڑی ہے، ان سب کو فی الحال سزا دینا دشوار ہے جب تک کہ اسلامی فوجیں جو کہ باہر گئی ہوئی تھیں واپس نہ آجائیں، ورنہ عام بدامنی پیدا ہو کر سخت فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے جس کا سنبھالنا سخت مشکل بلکہ قابو سے باہر ہوگا۔

اس جواب سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سمجھے کہ یہ ٹال رہے ہیں اور قصاص لینا نہیں چاہتے، شکایت کرنے والوں نے بھی یہی کہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصاص بھی نہیں لیتے، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصل شکایت اور اس جواب پر شبہ قوی ہو گیا اور فرمایا کہ جب آپ میں اتنی قوت ہی نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لے سکیں اور ظالم کو سزا دے سکیں تو آپ ملک اور خلافت کے دیگر انتظامات

کیسے کریں گے، لہذا آپ خلافت کے مستحق نہیں، آپ دست بردار ہو جائیں، میں خلیفہ بنتا ہوں، قصاص بھی لوں گا اور انتظامات بھی کروں گا، اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے ہاتھ پر بیعت ہوگئی اور مجھ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا تو آپ خلیفہ نہیں بن سکتے، حدیث شریف میں ہے:

"إذا بويع لخليفتين، فاقتلوا الآخر منهما"۔ رواه مسلم (۱)۔

"من أتاكم وأمركم جميعاً على رجل واحد، ويريد أن يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوه"۔ رواه مسلم (۲)۔

یعنی جب ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے اور پھر دوسرا شخص خلافت کا دعویدار بنے تو دوسرے کو قتل کر دیں۔ اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے اور بات بڑھ گئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مقابلہ کیا، تاریخ ابن جریر، تاریخ الخمیس (۳)، روضۃ الصفا وغیرہ کے بغور مطالعہ سے یہ خلاصہ حاصل ہوا، اس کے علاوہ جو اور بعض باتیں تاریخی کتب غیر معتبرہ میں فریقین کے متعلق درج ہیں، نہ وہ قابل ذکر ہیں نہ قابل اعتماد۔

اس مضمون سے یہ بھی ظاہر ہے کہ نیت ہر دو فریق کی صحیح تھی فاسد نہ تھی اور فی الجملہ حق وناحق ہونا بھی معلوم ہو سکتا ہے اس سے زیادہ لکھنا خلاف ادب ہے (۴)۔

---

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب إذا بويع لخليفتين: ۱۲۸/۲، قديمي)

(۲) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هو مجتمع: ۱۲۸/۲، قديمي)

(۳) "(وفي هذه السنة) وجه علي رضي الله تعالىٰ عنه عند منصرفه من البصرة إلى الكوفة و فراغه من الجمل جرير بن عبد الله البجلي إلى معاوية رضي الله تعالىٰ عنه يدعوه إلى بيعته .... الخ" (تاريخ الطبري لابن جرير الطبري، توجيه علي بن ابي طالب رضي الله تعالىٰ عنه ـــ إلى معاوية رضي الله تعالىٰ عنه و خروج علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه إلى صفين: ۵۶۰/۳، ۵۶۹، مؤسسة الأعلمي بيروت)

(وكذا في تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس، ذكر خلافة علي رضي الله تعالىٰ عنه: ۲۷۶/۲، مؤسسة شعبان للنشر، بيروت)

(۴) "أجمع أهل السنة والجماعة على وجوب السكوت عن الخوض في الفتن التي جرت بين الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم بعد قتل عثمان رضي الله تعالىٰ عنه، والاسترجاع على تلك المصائب التي =

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا تو جواب میں فرمایا کہ "اللہ پاک نے ہمارے ہاتھوں کو ان اکابر کے خون سے محفوظ رکھا (اس شکریہ میں) ہم زبانوں کو بھی ملوث نہیں کرتے" (۱) اس مختصر سوال میں آپ نے بڑی لمبی تاریخ پوچھی، خیر، خدا نے مجھے بھی آسانی فرمائی کہ مختصر جواب بتلا دیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

محاربہ علی رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا

سوال [۲۲۶]: کیا وجہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جب جنگ ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا تھا اور ان کے گروہ میں شامل تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا، اگر دونوں حق پر تھے تو صلح کرا دیتی تھی یا کسی کا ساتھ نہ دیتیں یا برابر دونوں کو سمجھاتیں، برخلاف اس کے ایسا نہیں کیا، کیوں؟

= اصيبت بها هذه الأمة، والاستغفار للقتلى ...... وأما الحروب التي جرت فكان لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب نفسها بسببها، وكلهم عدول ومتأولون في حروبهم وغيرها، ولم يخرج شيء من ذلك أحداً منهم عن العدالة؛ لأنهم مجتهدون اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون بعدهم في مسائل من الدماء وغيرها، ولا يلزم من ذلك نقص أحدهم". (معارج القبول: ۲/۵۹۹-۶۰۱، الرياض)

(وكذا في شرح مسلم للنووي رحمه الله تعالى، كتاب الفتن وأشراط الساعة: ۲/۳۹۶، قديمي)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۱، قديمي)

(۱) یہ مقولہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نہیں، بلکہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، چنانچہ "مرقاۃ شرح مشکاۃ" میں ہے: "قال عمر بن عبد العزيز: تلك دماء طهر الله أيدينا منها، فلا نلوث ألسنتنا بها". (المرقاة شرح المشكاة، كتاب الفتن، الفصل الثاني: ۹/۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في شرح مشكوة للطيبي، كتاب الفتن، فتنة الاستخلاف: ۱۰/۲۵، إدارة المعارف كراچي)

(وكذا في حاشية جامع الترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في الرجل يكون في الفتنة: ۲/۴۱، سعيد)

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا، بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں، وہاں جا کر لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی اور وہ باوجود خلیفہ ہونے کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہیں لیتے اور خدا جانے کیا کیا کہا، بجائے مدینہ طیبہ کی واپسی کے لوگ ان کو بصرہ لے گئے، پھر وہاں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مطالبہ کرنے کیلئے تجویز ہوئی، ساتھ ایک بڑی جماعت تھی، ادہر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ ان کی غرض معلوم کریں اور ان کے مطالبات پر غور کریں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا لشکر ایک دم حملہ نہ کر دے، جس سے فتنہ پیدا ہو جائے، ملاقات پر مطالبات معلوم کئے اور قرار پایا کہ کل تمام باغیوں کو سزا اور جو قتل میں شریک تھے ان کو سزا قتل دی جائے، اس پر ان باغیوں نے کمیٹی کی کہ کل ہمارا وہ حال ہوگا جو مذبح میں بکروں کا ہوتا ہے اس لئے رات میں سب نے مل کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر پر جا کر حملہ کر دیا، پھر ان کے لشکر نے مدافعانہ حملہ کیا تو یہ باغی بھاگ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آگئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا آیا، جس وقت زبردست جنگ ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے اعتراض کیا کہ رات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ہم پر حملہ کیا، حالانکہ دن میں ہم سے وعدہ کیا تھا کہ باغیوں کو سزا دیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ شکایت ہوئی کہ جب ہم نے باغیوں کو سزا دینے کا وعدہ کر لیا تھا تو رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر نے ہم پر کیوں حملہ کیا؟ پس باغیوں کی اس حرکت سے دونوں کو غلط فہمی لاحق ہوئی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ۔

---

(۱) دیکھئے: (الکامل فی التاریخ، ذکر مسیر علی إلی البصرة والوقعة: ۳/۱۲۱، ۱۲۳، دار الکتب العربی بیروت) (وتاریخ الطبری، خروج علی إلی الربذة یرید البصرة: ۳/۴۷۳، ۵۴۵، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات، بیروت)

(وتاریخ الخلفاء، فصل فی مبایعة علی رضی اللہ عنہ بالخلافة، وما نشأ عن ذلک: ص: ۱۳۴، مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت)

(حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے اختلافات کا بیان)

محاربہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویزید

سوال[۲۴۷]: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن وحدیث کی انحرافی ہوتی ہے یا نہیں؟ آیت: ﴿يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾(۱)۔

بیعت کے معنی ہیں کہ حاکم وقت کی حکومت تسلیم کی جائے یا کچھ اور، حاکم وقت خواہ اسی قوم ومذہب کا ہو اور اس کے افعال جس طرح کے ہوں؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ مستحق خلافت نہیں تھا اور اس کی حکومت مستقر نہیں ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی، اگر ان کے نزدیک اس کی خلافت مستقر ہو جاتی اور بیعت کر کے پھر خلاف کرتے تو آیت کی مخالفت ہوتی (۲)۔

استقرارِ خلافت اور اہلیت خلافت کی شرائط میں تفصیل ہے، نہ آپ نے دریافت کی، نہ مجھے لکھنے کی ضرورت، اسی طرح اطاعت اولی الامر کا مسئلہ بھی بہت مبسوط ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

حضرت حسین اور یزید کی جنگ کا محمل

سوال[۲۴۸]: یزید اور شریکان قتل امام حسین فاسق وفاجر ہیں یا نہیں، کربلا کی جنگ کو حق وباطل کی

---

(۱) (سورة النساء: ۵۹)

(۲) "فقال عبد الله بن الزبير للحسين رضي الله تعالىٰ عنه: ظن فيما تراه، بعث إلينا في هذه الساعة التي لم يكن يجلس فيها، فقال حسين: قد ظننت أرى طاغيتهم قد هلك، فبعث إلينا ليأخذنا بالبيعة قبل أن يفشو في الناس الخبر، فقال: و أنا ما أظن غيره اهـ". (تاريخ الطبري لابن جرير، خلافة يزيد بن معاوية: ۳/۲۵۱، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات)

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے؟

سوال [۴۵۰]: زید کا کہنا ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی تھے اور کوفے کے رہنے والے نہیں تھے، محض مہمانی و مسافرت و مدعو کئے ہوئے پہنچے، جب یزید کے حاکم مثلاً کوتوال شہر ابن زیاد دخولی وغیرہ نے یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کیا اور فرمان دکھلایا تو اس پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میں تو مدعو مہمان تھا، مجھ کو اپنے وطن جانے دو" تو ایسے وقت میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم وقت کا حکم ماننا ضروری تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلياً:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ میں مجتہد تھے، جب وہ یزید کی بیعت کو ناجائز سمجھتے تھے تو ان کا بیعت کرنا درست نہیں تھا، یزید کو حق نہیں تھا کہ وہ ان کو مجبور کرتا کہ اپنے اجتہاد کے خلاف بیعت کریں، بلکہ ایسی حالت میں اس کو چاہیے تھا کہ خلافت سے معزول ہو کر اہل اسلام کو اختیار دیدیتا کہ جس کو چاہیں خلیفہ تسلیم کرلیں، اس میں نہ کوئی فتنہ ہوتا نہ قتل وخونریزی کی نوبت آتی جیسا کہ اس فتنہ اور کشت وخون کے خیال سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دست بردار ہو گئے تھے (۱) حالانکہ یزید کو ان کے ساتھ فضائل اور مناقب کے لحاظ سے کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔

= بن زياد بقتله، فوجه إليه جيشاً أربعة آلاف الخ". (تاريخ الخلفاء، ترجمة يزيد بن معاوية أبو خالد الأموي: ١٦٩، مؤسسة الكتب الثقافية)

(١) قال العلامة السيوطي رحمه الله تعالى: "ولي الحسن رضي الله تعالى عنه الخلافة بعد قتل أبيه بمبايعة أهل الكوفة، فأقام فيها ستة أشهر و أياماً، ثم سار إليه معاوية. والأمر إلى الله، فأرسل إليه الحسن يبذل له تسليم الأمر إليه على أن تكون له الخلافة من بعده...... فأجابه معاوية إلى ما طلب، فاصطلحا على ذلك، فظهرت المعجزة النبوية في قوله صلى الله تعالى عليه وسلم "يصلح الله به فئتين من المسلمين" و نزل له عن الخلافة...... ثم ارتحل الحسن عن الكوفة إلى المدينة، فأقام بها". (تاريخ الخلفاء للسيوطي رحمه الله تعالى، ص: ١٥٨، الحسن بن علي رضي الله تعالى عنه، مؤسسة الكتب الثقافية)

(وكذا في تاريخ الطبري، سنة إحدى و أربعين...... فما كان فيها من ذلك التسليم الحسن بن علي رضي الله تعالى عنه الأمر إلى معاوية رضي الله تعالى عنه اهـ: ١٢٣/٣، مؤسسة الأعلمي بيروت)

حاکم وقت کو حق نہیں ہوتا کہ مجتہد کو خلاف اجتہاد کرنے پر مجبور کرے اور ایسی حالت میں مجتہد کو اطاعت درست نہیں "لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" الحدیث مشکوٰۃ ص:۳۲۱(۱) اس لئے ان کو باغی کہنا بھی درست نہیں۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظالم تھے؟ نعوذ باللہ

سوال[۱۲۲]: کیا امام حسین علیہ السلام کو ظالم کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ ظالم نہیں تھے، ان کے مناقب وفضائل حدیث پاک میں موجود ہیں، ان کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا گیا ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۲/۹۵ھ۔

واقعہ کربلا جہاد ہے یا لڑائی؟

سوال[۱۲۵]: کربلا میں پیش آنے والے واقعہ کو جہاد کہیں گے یا صرف لڑائی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

عموماً جہاد کا اطلاق وہاں ہوتا ہے جہاں کفر و اسلام کا مقابلہ ہو اور مقصود بھی اعلائے

---

(۱) (مشکاة المصابیح، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني: ۳۲۱/۲، قدیمی)

(۲) "وأما ما تفوه به بعض الجهلة من أن الحسين كان باغياً فباطل عند أهل السنة والجماعة، ولعل هذا من هذيانات الخوارج عن الجادة". (شرح الفقه الأكبر، الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان، ص: ۷۲، قديمي)

(۳) "عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة". رواه الترمذي".

(مشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ورضي الله عنهم: ۵۷۰/۲، قديمي)

کلمۃ اللہ ہو(۱) جہاں یہ چیز نہ ہو وہ محاربہ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کیا کربلا کا واقعہ اسلامی جہاد تھا؟

سوال[۳۵۲]: کربلا میں پیش آنے والے واقعات سیاسی نوعیت کے تھے یا اسلامی حیثیت کے تھے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خاطر کربلا تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے وہ جانا ضروری سمجھتے تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کربلا میں کام آنے والے کیا دین کی حفاظت کے لئے لڑے ہیں؟

سوال[۳۵۴]: کیا کربلا میں گلستانِ نبوت کے نونہالوں کی تمام قربانیاں ہوسِ اقتدار کی خاطر تھیں یا حفاظتِ دین کے لئے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسلامی نقطۂ نظر سے کربلا گئے تھے نہ کہ حصولِ اقتدار کے لئے، واقعہ کربلا کے متعلق آپ نے کیا نظریہ قائم کر رکھا ہے، مجھے علم نہیں۔ اس تحریر سے آپ کو کچھ مدد مل سکے گی یا نہیں اس کا بھی علم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

---

(۱) "من قاتل لتکون کلمة الله هي العليا، فهو في سبيل الله". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الجهاد: ۲/۳۳۱، قديمي)

(۲) "فيفهم أن من قاتل للدنيا أو للغنيمة أو لإظهار نحو شجاعة أو ذب عن نفس أو مال، فليس في سبيل الله، ولا ثواب له". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۹۳۱، مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض)

کربلا میں کون حق پر تھا؟

سوال[۱۵۵]: کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے یا یزید؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ اعتقادی چیز ہے، اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۹۵ھ۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا شہید ہوئے؟

سوال[۱۵۶]: کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

چونکہ واقعۂ کربلا اعتقادی چیز ہے، اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے، لہٰذا وہ شہید تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو روندا گیا؟

سوال[۱۵۷]: کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں شہید کردیا گیا تھا اور آپ کی نعش مبارک کو گھوڑوں سے روندا گیا اور تیر کردیا گیا تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں شہید کرنے کے آپ کی نعش مبارک کو گھوڑوں سے روندا اور تیر مارا گیا تھا یا نہیں؟ مجھے اس کی تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقام محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیا؟

سوال[۱۵۸]: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعد شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقام

لیا ہے، آپ بھی اس میں شریک تھے؟ یہ بات صاف طور سے تحریر فرما دیجئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، جنگ یمامہ میں ان کی والدہ گرفتار کر کے لائی گئی تھیں اور مال غنیمت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ کذا فی تحفة اثنا عشریہ: ص: ٤٣ (١)۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد انتقام کے لئے آئے تھے۔ کذا فی روضة الصفاء: ۸۶/۳ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر عیسائی کا اشکال

سوال [۴۵۹]: ایک معترض عیسائی کہتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر، تا امام مذکور پروردگار عالم نے امانۃً محفوظ رکھ کر بعد میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تو اس میں یزید پلید کا کیا قصور ہوا؟ آخر کار وہ شہادت جو ازل میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مخصوص ہو چکی تھی کسی نہ کسی سے وقوع میں ضرور آتی۔ معترض کو آیت: ﴿و من یقتل مؤمنا﴾ (۳) سے اگر جواب دیا گیا تو منظور نہیں کیا، اس کا عقلی و نقلی جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر اس عیسائی کے منہ پر کوئی شخص نجاست میں بھرا ہوا جوتہ زور سے مارے تو اس کو غصہ تو نہیں آئے گا اور اس مارنے والے کو تو کچھ برا نہیں کہے گا، کیونکہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا کہ منہ پر جوتہ لگے گا، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ سے تو لگتا ہی۔

عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور ان پر ظلم کیا، اس

---

(۱) "تحفة اثنا عشریۃ (اردو)، ص: ۵۰۲، دار الاشاعت کراچی)

(۲) (تحفة اثنا عشریہ (اردو) ص: ۳۱، دار الاشاعت کراچی)

(۳) (النسآء: ۹۳)

جب سے یہودیوں سے بغض رکھتے ہیں تو وہ لوگ کیوں بغض رکھتے ہیں یہ تو پیش آنا ہی تھا، تقدیر میں یوں ہی تھا، تقدیر میں لکھا ہوا ہونے سے اختیار سلب نہیں ہوتا (۱) اور تمام مجرمین دنیا اور آخرت میں عقوبت جو پائیں گے وہ ان کے کسب کی وجہ سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی؟

سوال [۲۲۰]: ایک سنی المذہب نے ایک سنی مجلس میں جس میں شیعوں کے خواص و عوام بھی موجود تھے، اپنی تقریر کے دوران نہایت شد و مد سے کہا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام کی تکمیل ہوئی ورنہ اسلام غیر مکمل رہتا، اور یہ بھی کہا کہ جو مسلمان واقعہ شہادت حضرت امام حسین پر نہ روئے وہ شقی ازلی ہے، تقریر کے بعد اس کو سمجھایا تب بھی اس نے یہی کہا کہ میرا عقیدہ یہی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شخص کا کیا حکم ہے اور اگر وہ علمائے اسلام کے فتوی کی پرواہ نہ کرے تو ایسے شخص سے حنفی المذہب اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو تعلقات قائم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

راقم: احمد میاں فرخ آباد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں دین اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی یعنی ایسی کوئی دینی بات کرنی باقی نہیں رہی تھی جس کو خود یا اس کی اصل اور بنیاد کو بیان نہ فرما دیا ہو جیسا کہ نص قرآن ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ (۲) اس پر شاہد ہے اور احادیث کثیرہ وارد ہیں

---

(۱) "وإذا عرفت ذلك فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعة، ويعاقبون عليها إن كانت معصية، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلاً لا كسباً ولا خلقاً". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۷۳، قديمي)

(وكذا في شرح العقائد النسفية للتفتازاني، ص: ۲۲، المطبع اليوسفي)

(وكذا في روح المعاني (البقرة: ۱۰)، ۱/۱۴۳، دار إحياء التراث العربي)

(۲) (المائدة: ۳)

بھی اس کی تائید ہوتی ہے (۱) لہذا زید کا یہ عقیدہ اہلِ حق کے سراسر خلاف ہے اور اگر اس شہادت سے اسلام کی تکمیل ہی ہوئی ہے تو پھر اس پر رونے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو بڑی مسرت کی بات ہے، تمام عالم کو اس پر خوش ہونا چاہیے کیوں کہ اگر شہادت نہ ہوتی تو خدانخواستہ اسلام کی تکمیل نہ ہوتی، غیر مکمل رہ جاتا تو یہ شہادت جملہ اہلِ اسلام کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

ایسے لوگوں سے تعلقات رکھنا درست نہیں جن کے عقائد اس قدر خطرناک ہوں، اگر اپنے عقائد سے ایسا شخص باز آ نے اور توبہ نہ کرے تو اس سے تعلقات قطع کر دیئے جائیں (۲)۔

رونا اختیاری فعل نہیں، اگر قلب میں درد وغم ہے تو رونا آتا ہے ورنہ نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات رحمۃ للعالمین ہے، دنیا سے رخصت ہو جائے، اس پر نہ رونا تو شقاوتِ ازلی نہ ہو اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر نہ رونا شقاوتِ ازلی ہو، یہ عجیب بات ہے، خود بخود کسی کو اگر رونا آوے اور آنسو جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن بالقصد رونا اور اس طرح کہ گریبان چاک کیا جاوے، سینہ اور منہ کو پیٹا جاوے، مرثیے پڑھے جائیں، جیسا کہ روافض اور اہلِ تشیع کا شیوہ ہے ہرگز ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے، اس پر وعید بھی آئی ہے (۳)۔

بہر حال ایسے شخص کو توبہ اور تجدیدِ ایمان ونکاح کر لینا چاہیے (۴) کیوں کہ یہ عقائد روافض کے ہیں۔

---

(۱) "كما ثبت في الصحيح لمسلم عن جابر بن عبد الله أن رسول الله ﷺ قال في خطبته يومئذ: "أيها الناس! إنكم مسئولون عني فما أنتم قائلون"؟ قالوا: نشهد أنك قد بلغت و أديت و نصحت، فجعل يرفع إصبعه إلى السماء و ينكسها إليهم، و يقول: "اللهم هل بلغت". (تفسير ابن كثير: ۲/۷۷، المائدة: ۶۷، سهيل اكيڈمي)

(۲) قال الله تعالى: ﴿لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوآدون من حاد الله و رسوله﴾ الآية (المجادلة: ۲۲)

(۳) "عن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "ليس منا من لطم الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية". (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب: ۱/۱۷۲، قديمي)

(۴) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۸۳، رشيديه)

اگر علمائے حق کے فتویٰ کو بھی ناحق کہے تو گنہگار ہے اور ان کی تحقیر اور توہین کرتا ہے تو کفر ہے۔ "رجل عرض عليه خصمه فتوى الأئمة فردها وقال: "چه بار نامه فتوى آورده"، قيل: يكفر؛ لأنه رد حكم الشرع، وكذا لو لم يقل شيئاً لكن ألقى الفتوى على الأرض وقال: "اين چه شرع است"، كفر" عالمگیری: ۲/۲۸۹ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/۱۲/۵۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/صفر/۵۳ھ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ کے لئے ہوئی یا امت کے لئے؟

سوال[۲۶۱]: حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت کے لئے ہوئی یا اللہ کے لئے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے امت کی خاطر جان دیدی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ظالم کے ظلم سے امت کو بچانے کے لئے ہوئی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو کیا اسلام مٹ جاتا؟

سوال[۲۶۲]: ایک صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو قرآن اور حدیث مٹادی جاتی، کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۷۲، رشيدية)

(۲) "خروج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے دعویٰ خلافت نبود، چنانکہ از روافض منقول است، بلکہ برائے تخلیص مردم از دست ظالم بود، و اعانة المظلوم على الظالم من الواجبات" (فتاویٰ عزیزی، کیفیت شہادت امام حسین بر اسانید ثقات، ص: ۲۳۳، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

ایضاً

سوال [۶۶۳]: ۲: کیا یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہ ہوتی تو اسلام ہی مٹ جاتا؟ اسلام کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندہ کیا، گویا وہ توحید کی بنیاد ہیں، یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱... یہ غلط ہے کہ ان کی شہادت نہ ہوتی تو قرآن وحدیث مٹ جاتے (۱)۔

۲... یہ بھی غلط ہے کہ ان کی شہادت نہ ہوتی تو اسلام ہی مٹ جاتا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت حضرت یزید پر

سوال [۶۶۴]: ایک شخص حافظ و عالم ہونے کے باوجود سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

کس بات میں ترجیح دیتا ہے، اگر نسب کی فضیلت یا اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ میں ترجیح دیتا ہے تو یہ ترجیح غلط ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنتی بلکہ نوجوان جنتیوں کے سردار ہونے کی فضیلت حدیث شریف میں موجود ہے، خطبہ میں بھی وہ روایت موجود ہے "سیدا شباب أهل الجنة الحسن والحسین" (۳)۔ ایسی فضیلت یزید کے لئے کہیں موجود نہیں اور پھر یزید صحابی نہیں، تمام امت کا اجماع اس پر ہے۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذکر و إنا له لحافظون﴾ (الحجر: ۹)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذکر و إنا له لحافظون﴾ (الحجر: ۹)

(۳) (أخرجه الترمذي في أبواب المناقب، مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب، والحسین بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالیٰ عنهم: ۲/۲۱۸، سعید)

"وقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "حسین مني وأنا من حسین، أحب الله من أحب حسیناً، حسین سبط من الأسباط". (مشکاة المصابیح، باب مناقب أهل البیت: ۲/۵۷۱، قدیمي)

اگر اس امام موذن کا مقصد ایسا ہے جو کہ جمہور امت کے خلاف ہے تو اس کو اپنی اصلاح لازم ہے ورنہ وہ مقتدی اور امام بننے کے لائق نہیں ہوگا اور اگر کسی اور بات میں ترجیح دیتا ہے تو بغیر معلوم ہوئے کیا حکم لکھا جائے، اس سے تفصیل دریافت کرلی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۶/۸۹ھ۔

یزید کی ولی عہدی

سوال[۴۶۵]: کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات میں اپنے نالائق فرزند یزید پلید کو امام مسند تخت نشین بنایا اور تخت پر بٹھا کر ولی عہد بنانے کی اطلاع کو ہر ایک شہر میں حکم روانہ کیا تا کہ عوام کو معلوم ہوجائے، جب کہ وہ عیش پرست، دائم الخمر، بدکردار، ظالم، زانی، شرابی، فاسق، فاجر حرام کار تھا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان کے سامنے یہ افعال نہیں تھے جیسے کہ فتاویٰ رشیدیہ/ ۱۰۷ میں ہے(۱)، اگرچہ ورع اور زہد کے اعتبار سے دوسرے بہت سے حضرات اس سے بہتر موجود تھے اور بعض منکرات کا وہ مرتکب بھی تھا لیکن زیادہ خراب حالت بعد میں ہوئی، ان کے نزدیک وہ نہایت مدبر اور بہادر تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درحقیقت ابتداء اس چیز کا مشورہ دیا ہے کہ یزید کو ولی عہد بنایا جائے، اب صحابی رسول کو گالیاں دینے سے کیا نتیجہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

یزید کی ولی عہدی

سوال[۴۶۶]: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت میں یزید سے زیادہ کوئی قابل حکمراں موجود نہ تھا جس کو وہ تخت پر بٹھاتے اور حکومت سپرد کرتے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس سے زیادہ مدبر اور بہادر ان کی نظر میں کوئی نہ تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۲۷، ۷۷، ۷۸، سعید)

خلافت یزید

سوال[۷۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کیسے قائم ہوئی؟ نیز آپ کی امامت پر کب اجماع ہوا اور آپ کو کس بنا پر امام کہا گیا؟ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر لی تو پھر امامت کہاں باقی رہی؟ نیز حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویزید میں خلیفہ برحق کون تھا، اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو یزید کو علماء نے خلفائے اثنا عشر میں کیوں شمار فرمایا؟ دیکھو شرح فقہ اکبر، ص:۸۴: "الخلفاء الراشدون الأربعة و معاوية وابنه يزيد و عبد الملك بن مروان و أولاده الأربعة و بينهم عمر بن عبد العزيز" (۱)۔ اور ابن حجر خلفائے اثنا عشر کو یوں گناتے ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، یزید، عبد الملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبد العزیز، یزید ثانی، ہشام۔ (سیرت النبی :۳/۶۴۱) (۲) ایسا ہی قاضی اور حافظ سیوطی کا قول ہے (تاریخ الخلفاء)(۳)۔

اگر یزید خلیفہ برحق تھا تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں مخالفت کی اور اکابرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مثل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما نے کیوں بیعت کر لی اور خلع کو ناجائز قرار دیا جیسا کہ بخاری پارہ نمبر:۲۹ کتاب الفتن میں ہے: "و إنا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله، وإني لا أعلم غدراً أعظم من أن يبايع رجل على بيع الله و رسوله، ثم ينصب له القتال، و أني لا أعلم أحداً منكم خلعه، و لا تابع في هذا الأمر إلا كانت الفيصل بيني و بينه" (۴)۔

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۰۷، قبيل قوله: "غابرين على الحق و مع الحق كما كانوا نتولاهم جميعا" قديمي)

(۲) (سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اخبار غیب یا پیشین گوئی، خلفاء کی بشارت: ۳/۴۰۷، مطبع معارف اعظم گڑھ)

(۳) (تاريخ الخلفاء، فصل في مدة الخلافة في الإسلام، ص: ۱۶، ۱۷، مؤسسة الكتب الثقافية)

(۴) (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه: ۲/۱۰۵۳، قديمي كتب خانه)

مولانا اسلم تحریر فرماتے ہیں: ''ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہوگیا تو ان لوگوں نے بیعت کرلی'' (تاریخ الامت، ص:۳۳۱)(۱) علی جلالی لکھتے ہیں کہ: ''یزید کی امامت پر کثیر التعداد لوگوں کا اتفاق تھا'' (ترجمۃ الحسین: ۲/۹)(۲) حدیث مسلم میں آیا ہے: ''من جاء کم و أمرکم جمیع علی رجل واحد یرید أن یفرق جماعتکم، فاقتلوہ اھ''۔ ص: ۱۲۸(۳)۔

اگر کہا جائے کہ یزید فاسق تھا اس لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خروج جائز ہوا تو حدیث بخاری پارہ نمبر: ۲۹ کتاب الفتن: ''من کرہ من أمیرہ شیئاً فلیصبر، فإنہ من خرج من السلطان شبراً مات میتۃ جاھلیۃ''، ص: ۱۰۴۵ (۴) کی خلاف ورزی ہوگی، نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد پیشین گوئیاں فرمائی ہیں جن سے یزید کا جنتی مغفور ہونا ثابت ہوتا ہے، ان احادیث و آثار، تاریخی شواہد کا کیا جواب ہوگا جو درج ذیل ہیں؟ ملاحظہ ہوں:

''فحدثت أم حرام أنھا سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "أول جیش من أمتی یغزون البحر قد أوجبوا"، قالت أم حرام: قلت: یا رسول اللہ! أنا فیھم؟ قال: "أنت فیھم"

---

(۱) قال ابن جریر: ''ثم إن الولید بعث إلی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فقال: بایع لیزید، فقال: إذا بایع الناس بایعت، فقال رجل: ما یمنعک أن تبایع؟ إنما ترید أن یختلفوا الناس بینھم فیقتتلوا و یتفانوا، فإذا جھدھم ذلک، قالوا: علیکم بعبد اللہ بن عمر لم یبق غیرہ بایعوہ، قال عبد اللہ: ما أحب أن یقتتلوا و لا یختلفوا و لا یتقاتلوا، ولکن إذا بایع الناس و لم یبق غیری بایعت، ... و أما ابن عمر فقدم فأقام أیاماً فانتظر حتی جاءت البیعۃ من البلدان، فتقدم إلی الولید بن عتبۃ فبایعہ، و بایعہ ابن عباس''. (تاریخ الطبری سنۃ: ۶۰: ۳/۲۵۵، مؤسسۃ الأعلمی بیروت)

(۲) (تقدم فی الحاشیۃ رقمھا: ۱)

(۳) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارۃ، باب حکم من فرق أمر المسلمین و ھو مجتمع: ۲/۱۲۸، قدیمی، بلفظ: ''من أتاکم و أمرکم جمیع علی رجل واحد یرید أن یشق عصاکم أو یفرق جماعتکم فاقتلوہ'')

(۴) (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب من کرہ من أمیرہ شیئاً الخ: ۲/۱۰۴۵، قدیمی)

قالت: ثم قال النبي صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أول جیش من أمتي یغزون مدینة قیصر مغفور لهم"۔ کتاب الجهاد، ص: ۴۱۰ (۱) "قال القسطلاني: كان أول من غزا مدينة قيصر يزيد ابن معاوية ومعه جماعة من سادات الصحابة۔" كذا قاله في الخير الجاري۔ وفي الفتح: قال المهلب في هذا الحديث: منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر، ومنقبة لولده؛ لأنه أول من غزا مدينة قيصر"۔ حاشیه بخاری ص: ۴۱۰ (۲)۔

"قال محمود بن ربيع: فحدثتها قوماً فيهم أبو أيوب الأنصاري صاحب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في غزوته التي توفي فيها، ويزيد بن معاوية عليهم بأرض الروم"۔ بخاري، ص: ۱۵۸، کتاب التهجد (۳) "أول ما ركب المسلمون البحر مع معاوية، فلما انصرفوا من غزوهم قفلوا فنزلوا الشام"۔ بخاري، ص: ۴۱۱، کتاب الجهاد ص: ۳۹۸ (۴) "دخل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على بنت ملحان فاتكأ عندها ثم ضحك، فقالت: لم تضحك يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ فقال: "ناس من أمتي يركبون البحر الأخضر في سبيل الله، مثلهم مثل الملوك على الأسرة"۔ بخاري، کتاب الجهاد، ص: ۴۱۱ (۵)۔

علامہ شبلی تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ بشارت سب سے اول امیر معاویہ کے عہد میں پوری ہوئی، دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے اول تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے"۔ (سیرۃ النبی ۳/۱۳۴)(۶)۔

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ما قیل في قتال الروم: ۱/۴۱۰، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری المصدر السابق، رقم الحاشیة: ۱)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب صلوة النوافل جماعة: ۱/۱۵۸، قدیمی)

(۴) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب فضل من یصرع في سبیل الله فمات فهو منهم: ۱/۳۹۲، قدیمی)

(۵) (صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب غزوة المرأة في البحر: ۱/۴۰۳، قدیمی)

(۶) (سیرة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، اخبار غیب، الروم کی لڑائیاں ۳/۲۱۴، ۲۹۸، معارف اعظم گڑھ)

"البدایہ والنہایہ" میں ہے کہ "قیصر کے ملک پر سب سے اول یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے حملہ کیا"۔ (ترجمۃ الحسین: ۱/۷۶) (۱)۔

ابن کثیر کا بیان ہے کہ "اول غزوہ قسطنطنیہ کا یزید بن معاویہ نے کیا تھا"۔ (الحسین ص: ۷۹) (۲)۔

"جب ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کوئی وصیت ہو تو ارشاد فرمائیے"۔ (استیعاب: ۲/۳۳۸، بحوالہ سیرت معاویہ ص: ۳۹) (۳)۔ "یزید بن معاویہ قسطنطنیہ کی پر رونق جنگ میں فوج کا امیر تھا"۔ (الحسین: ۱/۲)۔ "یزید یک لشکر جرار لے کر قسطنطنیہ روانہ ہوا جس میں ابن الزبیر، ابن عمر، ابن عباس، ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، موقع پر گھمسان کی زبردست لڑائی ہوئی"۔ (ابن خلدون: ۳/۲۴، بحوالہ سیرۃ معاویہ ص: ۴۱) (۴)۔ "جب یزید قسطنطنیہ پر بڑے جوش سے آدھمکا تو ابوایوب

---

(۱) "فيها (سنة تسع وأربعين) غزا يزيد بن معاوية بلاد الروم حتى بلغ قسطنطينية، وكان معه جماعة من سادات الصحابة ... وقد ثبت في صحيح البخاري أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "أول جيش يغزون مدينة قيصر مغفور لهم". فكان هذا الجيش أول من غزاها". (البداية والنهاية، سنة تسع وأربعين: ۸/۵۰۵، دار الفكر)

(۲) "وقد كان يزيد أول من غزا مدينة قسطنطينية في سنة تسع وأربعين". (البداية والنهاية، ترجمة يزيد بن معاوية: ۸/۲۳۷، دار الفكر)

(۳) "توفي أبو أيوب مجاهداً سنة خمسين ... وكان في جيش، وأمير ذلك الجيش يزيد بن معاوية، فمرض أبو أيوب، فعاده يزيد فدخل عليه يعوده، فقال: ما حاجتك الخ". (أسد الغابة، ترجمة خالد بن زيد بن كليب، رقم: ۱۳۶۱: ۲/۱۲۲، دار الكتب)

(۴) مذکورہ غزوہ میں یزید کی شرکت کا حال ملاحظہ فرمائیں:

"ثم بعث معاوية سنة خمسين جيشاً كثيفاً إلى بلاد الروم مع سفيان بن عوف، وندب يزيد ابنه معهم فتثاقل فتركه، ثم بلغ الناس أن الغزاة أصابهم الجوع والمرض، فبلغ معاوية أن يزيد أنشد في ذلك:

ما إن أبالي بما لاقت جموعهم ... بالفرقدونة من حمى ومن موم

إذا اتكأت على الأنماط مرتفقاً ... بدير مران عندي أم كلثوم

وهي امرأته بنت عبد الله بن عامر. فحلف ليلحقن بهم، فسار في جمع كثير، جمعهم إليه معاوية، فيهم ابن عباس وابن عمر وابن الزبير وأبو أيوب الأنصاري، فأغاروا في بلاد الروم وبلغوا —

بھی مجاہدین کے ساتھ تھے"۔(تذکرۃ الانصار، ص:۲۱۴)(۱) "امیر معاویہ نے یزید کو دو بار امیر حج مقرر کیا، ایک بار سالار فوج کا سردار لشکر بنا کر رومیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، قسطنطنیہ پر جو لشکر بھیجا گیا اس میں یہ بھی شامل تھا"۔(تاریخ الامت:۲/۳۳۰)(۲)۔

"امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دستہ فوج کا امیر بنایا، چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:" اول جیش الخ" اس موعودہ مغفرت کو حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس لشکر میں جا کر شریک ہوئے"۔(تاریخ الامت:۳/۲۱۸)۔

"امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو جو کہ سالقہ کے فوج کا افسر تھا ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا کر قسطنطنیہ روانہ کیا"۔(تاریخ اسلام اکبر خان:۲/۱۳)(۳)۔

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:" اول جیش الخ" اس موعودہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے جیش لڑائیاں ہوئیں جس میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، یہ فوج کشی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوئی"۔(حالات قسطنطنیہ، ص:۲۱)(۴) "جو فوج قسطنطنیہ روانہ کی گئی تھی اس میں

= القسطنطينية، و قاتلوا الروم عنها، فاستشهد أبو أيوب الأنصاري الخ"۔ (تاريخ ابن خلدون، طوائف الشام:۳/۹، ۱۰، مؤسسة الأعلمي بيروت)

(و كذا في البداية والنهاية :۵/۵۱۸، سنة تسع و أربعين، دار الفكر)

(۱) (راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشية: ۳)

(۲) غزوہ قسطنطنیہ میں یزید کی شرکت تعریبات ص:۹۲ حاشیہ:۱، ۲ میں گزر چکی ہیں۔

ایک مرتبہ ۵۱ھ میں تو یزید کے امیر حج ہونے کی تصریح موجود ہے "و حج بالناس في هذه السنة (سنة إحدى و خمسين) يزيد بن معاوية، حدثني بذلك أحمد بن ثابت عمن ذكره عن إسحاق بن عيسى عن أبي معشر، و كذلك قال الواقدي"۔ (تاريخ الطبري، سنة: ۵۱ھ، ۳/۲۱۳، مؤسسة الأعلمي بيروت)

اس سے قبل ۵۰ھ میں امیر حج کے متعلق دو قول ہیں: "واختلف فيمن حج بالناس في هذه السنة، فقال بعضهم: حج بهم معاوية، و قال بعضهم: بل حج بهم ابنه يزيد"۔ (تاريخ الطبري سنة: ۵۰ھ، ۳/۲۰۹)

(۳)(تاریخ اسلام قسطنطنیہ، ص:۱/۲۴۳، دار الاشاعت کراچی)

(۴)(راجع، ص: ۹۲، رقم الحاشية ۳)

اولاً ان سے انکار ثابت ہے بصریح الحافظ فی فتح الباری(۱)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ سے ایک سوال مع جواب نقل کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ کی کافی وضاحت ہو جائے گی:

سوال

"باوصف صحت حدیث خلافت "الخلافة بعدي ثلاثون سنة" وترک خلافت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجہت امتناع نمی کند حدیث، یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ام اعوانی از مکہ معظمہ برآمدہ در کربلا شہید شدند، وعلاوہ حدیث متواتر در مشکوٰۃ وغیرہ موجود است کہ "آخر پادشاہان ظالم خواہند بود، بسیار ظلم خواہند کرد" صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عرض نمودند کہ دراں وقت مسلمانان تعرض بر پادشاہان نخواہند کرد؟ حضرت علیہ السلام فرمودند کہ "مسلمانان را لازم است کہ از پادشاہ وقت کہ بر قبضہ سلطنت گرفتہ باشد، تعرض نماید ورنہ آں مسلمانان خود ظالم و باغی خواہند" گردید پس حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چرا انتقال کردند، وسلطنت یزید از روئے سلطنت ظاہر ثابت است"؟

جواب:

"خروج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا بر خلافت راشدہ پیغامبر علیہ التحیۃ والسلام کہ سی سال منقضی گشت نبود، بلکہ بنا بر تخلیص رعایا از دست ظالم بود" و اعانۃ المظلوم عن الظالم من الواجبات" وآنچہ در مشکوٰۃ ثابت است کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از نہی خروج بر پادشاہ وقت اگرچہ ظالم باشد منع فرمودند، پس دراں وقت است کہ

---

(۱) قال: "عن نافع أن معاوية أراد ابن عمر على أن يبايع ليزيد، فأبى وقال: لا أبايع لأميرين الخ". (فتح الباري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً الخ: ١٣/٨٠، قديمي)

"وامتنع من بيعته الحسين بن علي و عبد الله بن عمر و عبد الله بن الزبير رضي الله تعالى عنهم، وأما ابن عمر رضي الله تعالى عنهما فقال: إذا اجتمع الناس بايعت الخ" (النبراس، ص: ۳۹۴، بحوالہ یزید کی شخصیت، ص: ۱۱۲، نشریات اسلام)

آن بادشاہ ظالم بلا تنازع و مزاحم تسلط تام پیدا کردہ باشد، وچوں اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ تسلط یزید پلید راضی نشدہ وبودند مثل حضرت امام حسین وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم بیعت نکردہ بودند، بالجملہ خروج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ برائے دفع تسلط او بود، نہ برائے رفع تسلط، وآنچہ در حدیث ممنوع است آن خروج است کہ برائے رفع تسلط سلطان جائر باشد، والفرق بین الدفع والرفع ظاهر مشهور في المسائل الفقهية اهـ". فتاویٰ عزیزیہ: ۱/ ۲۲۱، ۲۲۲ (۱)۔

یہ تو خروج کا حال ہوا، یزید کو بعض علماء نے خلفائے اثنا عشر میں شمار کیا ہے بعض نے نہیں کیا، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ الخلفاء میں ایک دوسرا قول نقل کیا ہے، اس میں یزید کا نام نہیں ہے (۲)۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تو وہ لکھا ہے جس کو آپ نے نقل کیا ہے، لیکن مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حدیث: "هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش" (رواہ البخاری) کے تحت میں یزید کو بھی انہیں غلمہ میں گنایا ہے جن کے ہاتھ پر امت کی ہلاکت نازل کی گئی ہے (۳)۔

---

(۱) (فتاویٰ عزیزی (فارسی)، کیفیت خروج امام حسین برائے اعانت اہل کوفہ، ص: ۲۳۴، ۲۳۵، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(۲) قال: "و قيل: إن المراد وجود اثني عشر خليفة في جميع مدة الإسلام إلى يوم القيامة يعملون بالحق وإن لم تتوال أيامهم، ويؤيد هذا ما أخرجه مسدد في مسنده الكبير عن أبي خلد أنه قال: "لا تهلك هذه الأمة حتى يكون منها اثنا عشر خليفة، كلهم يعمل بالهدى ودين الحق، منهم رجلان من أهل بيت محمد صلى الله تعالى عليه وسلم" . . . . قلت: وعلى هذا فقد وجد من الاثني عشر خليفة الخلفاء الأربعة، والحسن، ومعاوية وابن الزبير وعمر بن عبد العزيز، هؤلاء ثمانية، ويحتمل أن يضم إليهم المهتدي من العباسيين؛ لأنه فيهم كعمر بن عبد العزيز في بني أمية، وكذلك الظاهر لما أوتيه من العدل، وبقي الاثنان المنتظران، أحدهما المهدي؛ لأنه من آل بيت محمد صلى الله تعالى عليه وسلم". (تاريخ الخلفاء، فصل في مدة الخلافة في الإسلام، ص: ۱۲، مؤسسة الكتب الثقافية)

(۳) قال: "وقال المظهر: لعله أريد بهم الذين كانوا بعد الخلفاء الراشدين مثل يزيد وعبد الملك بن مروان وغيرهما". (مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، الفصل الأول: ۹/ ۲۱۱، رقم الحديث: ۵۳۸۸، رشيديه) =

اصل یہ ہے کہ جس حدیث شریف میں بارہ خلفاء کا ذکر آیا ہے اس کے طرق اور الفاظ کو جمع کرکے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں معانی متعددہ کا احتمال ہے، اسی لئے اس سے متعدد فرقوں نے مختلف مقاصد پر استدلال کیا ہے، چنانچہ امامیہ کہتے ہیں کہ بارہ امام جو معصوم ہیں وہ مراد ہیں، قاضی عیاض مالکی اور حافظ ابن حجر شافعی کے نزدیک راجح وہی ہے جو آپ نے نقل کیا۔

تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ بارہ اماموں کا مسلسل ہونا ضروری نہیں، بلکہ قیامت سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ بارہ خلفاء حضرت امام مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہوں گے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ان بارہ کا ایک عصر میں ہونا ضروری ہے۔ دیکھو فتح الباری ١٣/١٨١ (١) و اشعۃ اللمعات ٤/٢٨٦ (٢)۔

---

* قال الحافظ: "وفي هذا إشارة إلى أن أول الأغيلمة كان في سنة ستين و هو كذلك، فإن يزيد بن معاوية استخلف فيها ..... و أن أولهم (أي الغلمان المذكورين) يزيد كما دل عليه قول أبي هريرة: رأس الستين و إمارة الصبيان". (فتح الباري، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء": ١٣/ ١٠، ١٣، قديمي)

(١) قال الحافظ عن ابن بطال عن المهلب: "القوم قالوا: يكونون بتوالي إمارتهم .... ونقل عن القاضي: يحتمل أن يكون المراد من يستحق الخلافة من أئمة العدل، وقد مضى منهم الخلفاء الأربعة، ولا بد من تمام العدة قبل قيام الساعة وقد قيل: إنهم يكونون في زمن واحد يفترق الناس عليهم .... ويحتمل أن يكون المراد أن يكون "الاثنا عشر" في مدة عزة الخلافة و قوة الإسلام ..... ونقل عن ابن الجوزي عن أبي الحسين بن المنادي: ويحتمل في معنى حديث "يكون اثنا عشر خليفة" أن يكون هذا بعد المهدي الذي يخرج في آخر الزمان .... قال ابن الجوزي: والوجه الثالث أن المراد وجود اثني عشر خليفة في جميع مدة الإسلام إلى يوم القيامة، يعملون بالحق وإن لم تتوال أيامهم". (فتح الباري، كتاب الأحكام، باب بلا ترجمة قبل باب إخراج الخصوم الخ: ١٢/ ٢٦٢-٢٦٣، قديمي)

(٢) "قال آنکہ مراد خلفائے عادل است کہ متحق اند خلافت را بحقیقت، ولیکن لازم نیست کہ بعد از آن حضرت در پے ہم متصل باشند، شاید کہ این عدد تمام شود در زمانے اگرچہ قریب قیام ساعت باشد، تورپشتی گفتہ کہ مراد ائمہ است در این حدیث [illegible] و در این معنی اعادہ [illegible] مخالف آنکہ مراد اجتماع ایشان است بعد از مہدی [illegible] و آنکہ مراد اجتماع ایشان است در عصر واحد"۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب فی مناقب قریش، الفصل الاول: ٤/٢٨٦، نوریہ رضویہ سکھر)

۳… آپ نے جو حاشیہ بخاری شریف ص: ۴۱۰ کی عبارت نقل کی ہے، اس کا یہ حاشیہ پورا دیکھ لیجئے کہ ابن التین اور ابن المنیر نے کس طرح تعقب کیا ہے، یہ حاشیہ فتح الباری: ۶/۱۰۲ سے ماخوذ ہے(۱)۔ یزید کے مغفرت وعدم مغفرت کا مسئلہ اس کے اسلام، عمر، فسق پر ہے، جن کے نزدیک اس کے حوال: استحلال حرم مدینہ واہانت اہل بیت واہانت مسجد نبوی وغیرہ (جس کی تفصیل جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہ میں ہے) محقق ہوگئے وہ لعنت وغیرہ کی بھی اس پر اجازت دیتے ہیں جیسے کہ علامہ ابوالحسن ثانی غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان: ۲/۳۴۶ میں نقل کیا ہے، ایسے ہی فتاوی عزیزیہ: ۱/۱۰۵ میں ہے(۲) اور علامہ تفتازانی نے لکھا ہے: "والحق أن رضا یزید بقتل الحسین واستبشاره بذلک وإهانته أهل بیت النبي صلی الله تعالی علیه وسلم مما تواتر معناه وإن کان تفاصیله آحاداً، فنحن لا نتوقف في شأنه بل في إیمانه، لعنة الله علیه وعلی أنصاره وأعوانه". شرح العقائد النسفیة، ص: ۱۱۷(۳)۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک اس میں تعارض روایات کی بناء پر توقف ہے(۴)۔ آپ کے سوال کا جواب نہایت مختصر جواب کی حد اور محصول کی رعایت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے، بسط وتفصیل کی نہ کاغذ میں گنجائش ہے نہ محصول میں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۳/۶۰ھ۔

---

(۱) قال: "وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله: أنه لا یلزم من دخوله في ذلک العموم أن لا یخرج بدلیل خاص، إذ لا یختلف أهل العلم أن قوله ﷺ: "مغفور لهم" مشروط بأن یکونوا من أهل المغفرة، حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل في ذلک العموم اتفاقاً، فدل علی أن المراد مغفور لهم لمن وجد شرط المغفرة فیه منهم الخ". (فتح الباري، کتاب الجهاد، باب ما قیل في قتال الروم: ۶/۱۲۷، قدیمی)

(۲) (فتاوی عزیزی (فارسی) وجہ تکفیر از سب شیخین وعدم تکفیر از سب حسنین، ص: ۱۰۴، رحیمیہ دیوبند)

(۳) (شرح العقائد تحت قوله: "ویکف عن ذکر الصحابة" ص: ۱۱۷، مکتبہ یوسفیہ لکھنؤ)

(۴) "ومنع امام اعظم از لعن یزید بنابر روایات متعارض شدند تا یقین بر کفر یا عدم دخول نشد، وبر احتیاط توقف کرده است واجب بر علماء چنیں تعارض ہیچ مقرر بر ابوحنیفہ"۔ (فتاوی عزیزی فارسی، وجہ تکفیر از سب شیخین، ص: ۱۰۴، رحیمیہ)

صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ربیع الاول/۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ربیع الاول/۶۰ھ۔

جوابات پر چند اعتراض

جواب ۲،۳،۴: جب یزید نے دعویٰ خلافت کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں اس کو ولی عہد بنایا اور اکثریت نے اس کو تسلیم کیا اور بیعت کی تو پھر کیا وجہ تھی جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ مستحق خلافت نہ تھا، حالانکہ اس کی خلافت مستقر ہو چکی تھی، اس کو تسلط حاصل تھا، بادشاہت مل چکی تھی؟ دیکھو مسیر الشہد ذہبی: "لما تعلق بزید و تسلطن و ذلک فی رجب سنة ستین بدمشق" دیکھو "سر الشہادتین ص: ۵۰": "مالک و بادشاہ شد و یزید تسلط یافت بر مملکت و آن در ماہ رجب سال ۶۰ از ہجرت بشہر دمشق"۔

علامہ ابو اسحاق اسفرائنی نور العین میں لکھتے ہیں کہ یزید دمشق میں اپنے والد کی جگہ خلیفہ تھا، سب عرب اس کی اطاعت کرتے تھے، تمام بادشاہ اس کو تحائف بھیجتے تھے، سب خلقت اس کی مطیع تھی۔ حافظ مسلم تحریر فرماتے ہیں کہ "ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہو گیا تو ان لوگوں نے بیعت کر لی"۔ تاریخ امامت ص: ۲۳۱: "امامت بطریق علیٰ حدہٖ منعقد می شود: یکے بیعت اہل حل و عقد۔ دوم: استخلاف خلیفہ سابق۔ سوم: تسلط: میگوئیم در یزید این ہر سہ طریق محقق بود۔ اول بیعت کردند بدست یزید ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہما کہ ہمہ از اہل حل و عقد بودند، اما ثانی پس ثابت است کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید را خلیفہ کرد۔ سوم تسلط ظاہر ثابت است"۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے بچانے گئے تھے" مگر واقعات بتلاتے ہیں کہ آپ خلافت کے لئے گئے تھے، جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی تو آپ راضی نہ تھے، یہ پہلی دلیل ہے۔ کوفیوں نے خط لکھا تھا کہ آپ آئیے خلافت آپ کا حق ہے، خلافت کیجئے، ہم آپ کے شیعہ ہیں، آپ کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں، آپ یزید سے جنگ کیجئے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہ دوسری دلیل ہے۔ امام مسلم کے ہاتھ پر چالیس ہزار جنگی کا بیعت ہونا تیسری دلیل ہے۔ دیکھو تاریخ اسلام، واقعات کربلا، عامہ کتب۔ ان واقعات سے کیا ظاہر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں جو مخالفت کرے گا وہ باغی سمجھا جائے گا یا نہیں اور

اس کا قتل واجب ہے یا نہیں؟ ملاحظہ ہو۔

"وقال علیہ السلام: "إذ بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما" کذا فی شرح فقہ اکبر ص:۱۷۹ (۱) "من أتاکم وأمرکم جمیع علی رجل واحد یرید أن یشق عصاکم أو یفرق جماعتکم فاقتلوہ"۔ رواہ مسلم (۲) "وستکون خلفاء فتکثروا قالوا: فما تأمرنا؟ قال: "فوا ببیعۃ الأول"۔ مسلم ۲/۱۲۹ (۳) وقال: "من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ" رواہ مسلم (۴)۔

"ولا یجوز نصب الإمامین فی عصر واحد"۔ شرح فقہ اکبر، ص:۱۷۹ (۵)، "فالإمام من انعقدت لہ البیعۃ من أکثر الخلق، والمخالف باغ"۔ شرح فقہ اکبر ص:۱۷۹ (۶) "أن طاعتہ کانت واجبۃ علی الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ ابو شکور سالمی "أن یزید کان إماماً مطاعاً والحسین باغیاً، فقتل بسیف جدہ صواعق"، ص:۲۶ وقال ابن عربی: ما قتل الحسین إلا بسیف جدہ: أی لأنہ الخلیفۃ، والحسین باغ علیہ، وأول خارج فی الإسلام حسین بن علی"۔ شرح قصیدہ ھمزیہ"۔

آپ لکھتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی بیعت مابعد پر محمول ہے، اگر یہ صحیح ہے تو کیا بعد میں یزید فرشتہ ہو گیا تھا اور ماقبل میں شیطان تھا، کیا جب اہل مدینہ نے خلع بیعت کیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے حشم کو جمع کر کے یہ نہیں کہا کہ جو خلع کرے گا وہ غدار ہوگا، میں نے اللہ و رسول کی بیعت سمجھ کر کی ہے۔ دیکھو بخاری، پ:۲۹، اب آپ بتلائیے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیعت کر کے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت نہ کر کے کیا ہوئے؟

---

(۱) (شرح الفقہ الأکبر للقاری و منھا: مسئلۃ نصب الإمام ص:۱۳۶، قدیمی)

(۲) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارۃ، باب حکم من فرق أمر المسلمین و ھو مجتمع، ۲/۱۲۸، قدیمی)

(۳) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارۃ، باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلیفۃ الأول فالأول، ۲/۱۲۶، قدیمی)

(۴) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظھور الفتن: ۲/۱۲۸، قدیمی)

(۵) (شرح الفقہ الأکبر للقاری، ومنھا: مسئلۃ نصب الإمام، ص:۱۳۹، قدیمی)

(۶) (شرح الفقہ الأکبر للقاری، ومنھا: مسئلۃ نصب الإمام، ص:۱۳۷، قدیمی)

آپ لکھتے ہیں............................... کہ بارہ خلفاء میں اختلاف ہے، میں کہتا ہوں بہر حال اختلاف صحیح، مگر کسی نے آج تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچواں خلیفہ لکھا؟ اگر لکھا اور اکثریت نے تو صرف یزید کو لکھا تو پھر جھگڑا کیا؟ مطلع صاف ہے، جب امام حسین کو کوئی پانچواں خلیفہ لکھتا، کوئی یزید کو، تب اختلاف ہوتا یہاں تو خدا کے فضل سے صاف ہے۔

آپ نے حدیث: "هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش" میں یزید کو خلاف جمہور شمار کیا اور اس حدیث کو نظر انداز کر دیا ہے جس سے جمہور کے نزدیک یزید کا مغفور و جنتی ہونا ثابت ہو رہا ہے، حدیث اول: "جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم" اس پر آپ لکھتے ہیں کہ ابن التین و ابن منیر نے تعقب کیا ہے: "حتى لو ارتد واحد ممن غزاه بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقا" میں کہتا ہوں کہ یہ تعقب باطل ہے، اس لئے کہ یزید کا ارتداد ثابت نہیں، بلکہ ایمان ثابت ہے: "ان إيمان يزيد محقق، ولا يثبت كفره" شرح فقہ اکبر ص: ۸۸۔ اور وہی قول صحیح ہے جو حاشیہ بخاری ص: ۴۱۰ میں ہے "كان أول من غزا مدينة قيصر يزيد ابن معاوية، قال المهلب في هذا الحديث: منقبة لولده؛ لأنه من غزا مدينة قيصر" اور بخاری پ: ۵ سے جس کی تائید ہوتی ہے: "في غزوته التي توفي فيها ويزيد بن معاوية عليهم بأرض الروم"۔ بخاری کتاب التہجد اور علامہ تفتازانی کا جواب ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر، ص: ۸۷ میں دے دیا ہے یعنی یزید قتل پر راضی نہ تھا: "انه لا يثبت أصلا" شرح فقہ اکبر، ص: ۸۷(۱) اگر قتل پر راضی تھا تو یہ کفر نہیں: "إن الرضا بقتل الحسين ليس بكفر" شرح فقہ اکبر ص: ۸۷(۲) اور یزید نے قتل کا حکم بھی نہیں دیا: "وقلنا: هذا مما لم يثبت أصلا" شرح فقہ اکبر ص: ۸۹(۳) اگر حکم قتل دیا بھی تو کفر نہیں: "لأن الأمر بقتل الحسين لا يوجب الكفر" شرح فقہ اکبر ص: ۸۷(۴)۔

جب امام اعظم کا مذہب سکوت ہے تو "فاسق، فاجر، ملعون، مردود، یزید پلید" کیوں کہا جاتا ہے اور جواز

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۴۳، قديمي)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۳، قديمي)

(۳) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۲، قديمي)

(۴) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۲، قديمي)

لعن تک کا فتویٰ دیا جاتا ہے، کیا امام اعظم کا مسلک صحیح نہیں اور اس بارہ میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کیوں نہیں نقل کئے جاتے ہیں؟ فقط والسلام۔

مدلل مفصل ہر شق پر، ہر اعتراض، ہر دلیل، ہر عبارت، ہر حدیث کا جواب باصواب مرحمت فرماویں۔

المستفتی کبیر الدین اوری پورہ بنارس۔

بسط وتفصیل کے ساتھ جواب دیجئے اور اس مسئلہ پر کافی غور کیجئے، اکابر کے تقلید کی ضرورت نہیں، تحقیق کی ضرورت ہے، اگر یہ پرچہ ناکافی ہو تو جواب دیگر پرچہ پر دیجئے۔

غور فرمائیے کیا یزید پر طرح طرح کے الزامات لگا کر ان بشارات نبویہ کو رد کر دیا جائے گا جس طرح رافضی تمام بشارات نبوی کو رد کر دیتے ہیں صحابہ کرام کو الزامات لگا کر، اگر وہ الزامات نہ لگائیں تو صحابہ کرام کو "فاسق، فاجر، غاصب، ظالم" کیسے کہیں گے، جیسے آج ہمارے علماء یزید پر الزامات عائد کرتے ہیں، حالانکہ احادیث صحیحہ نبویہ کے مقابل چند غیر معتبر حکایات کی کوئی حقیقت نہیں، البتہ وہ راوی وہ حدیث جھوٹی کہی جا سکتی ہے مگر پیشین گوئی رسول جھوٹی نہیں ہو سکتی، سمجھ کر جواب دیجئے۔ فقط والسلام۔

المستفتی کبیر الدین اوری پورہ بنارس، المرقوم ۱۳/ مئی ۳۲ء۔

جناب مولانا محترم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استفتاء روانہ کر رہا ہوں اس کو دوسرے پرچے پر نقل کروا کر بسط وتفصیل سے جواب لکھ کر روانہ فرمائیے، محصول کے لئے ٹکٹ ۱۰؍ کا رکھ دیا ہے۔ برائے جواب، برائے مہربانی واپس نہ فرمائیے گا مسئلہ یزید پر بسط وتفصیل کی سخت ضرورت ہے، آپ کا پہلا فتویٰ آیا میں بیمار تھا اور کچھ پریشانیوں کی وجہ سے بہت عرصہ ہو گیا ہے جواب مرحمت فرمائیے اور کامل جواب دیجئے واپس نہ فرمائیے۔ ﴿وأما السائل فلا تنهر﴾۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....فتاویٰ ناواقف اور جاہل کے لئے ہوتے ہیں، اہل علم جن کے سامنے ہر نوع کی نصوص موجود ہوں ان کو کسی سے دریافت کرنے اور پھر جواب پر اعتراض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا پہلوان اکھاڑے میں کھڑا ہو کر "هل من مبارز" کی صدا بلند کر رہا ہے، طرز تحریر سائلانہ ہے، نہ مستفتیانہ ہے، بلکہ مناظرانہ اور مکابرانہ ہے، ہم لوگ نہ اس کے لئے تیار

ہیں خدا ہمارے پاس اتفاقاً ہے، تقریباً سو کتابیں حدیث، اعتقاد، تاریخ کی دیکھیں اور جواب تحریر کیا ہے، مگر آپ کی خشونت مزاجی و درشتی لہجہ اور تنازع طبعی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ہرگز تسلیم نہیں کریں گے، اس لئے اس جواب کو بھیجنا اضاعت علم اور "وضع العلم فی غیر أهله" متصور کر کے مختصر جواب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۲۔ جواب نمبر: ۱ اور جواب نمبر: ۲، کے متعلق کچھ کو ہر افشانی نہیں فرمائی کیا بات ہے؟

۳۔۔۔۔ اس کو پہلے ہی سے ولی عہد بنا دیا گیا تھا۔

۴۔۔۔۔ اس لئے کہ وہ فاسق تھا جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے بھی فرمایا تھا۔

۵۔۔۔۔ یہ کس کی تصنیف ہے، ایک تو اس نام کی کتاب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تصنیف فرمائی ہے جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو بہت ہی حدیث سے ثابت فرمایا ہے۔

۶۔۔۔ کیا ابو اسحٰق اسفرائنی نے اردو میں اس نام کی کوئی کتاب تصنیف کی ہے؟

۷۔۔۔ شروع ہی سے مطیع ہو گئی تھی یا اخیر میں، اگر شروع سے سب خلقت مطیع ہو گئی تھی تو چالیس ہزار جنگی نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی تھی اور اہل مدینہ نے خلع بیعت کیوں کیا؟ کیا یہ واقعات غلط ہیں، حالانکہ یہ آپ نے خود بھی لکھے ہیں؟

۸۔۔۔ حافظ مسلم یہ وہی ہیں نا جن کا مضمون کچھ عرصہ ہوا حدیث کی مخالفت میں شائع ہوا تھا کہ حدیث قابل اعتبار نہیں، مورخ کے مقابلہ میں حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، جب ان کے خلاف احتجاج کیا گیا تو معافی طلب کی، مگر اب بھی دوسروں کے نام سے ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، وہ جامعہ ملیہ دہلی میں ملازم ہیں، کیا آپ نے ان کی تاریخ امت پوری دیکھی اور اس کے مضامین حدیث کے مطابق ہیں؟

۹۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاً بیعت نہیں کی، بلکہ ان کی بیعت مابعد پر محمول ہے یعنی جب موافقت کی قوت اپنے اندر نہ دیکھی۔ میں نے یہی چیز لکھوائی تھی تو آپ ناراض ہو گئے۔

۱۰۔۔۔ ان کی بیعت بعد میں ہوئی جیسا کہ آپ کے حافظ اسلم نے لکھا اور آپ نے تسلیم کیا، اگرچہ میرے لکھے ہوئے کو رد کر دیا۔

۱۱۔۔۔ تمام اہل حل وعقد کا بیعت کرنا ابتداءً ثابت نہیں۔

۱۲ مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بھی بعض حضرات نے صاف انکار کر دیا جیسے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے۔ ابن جریر کو دیکھئے کہ اخیر وقت میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو مخالفین کی فہرست بتائی اور ان سے حفاظت کی ترکیب سمجھائی۔ جب معلوم ہوگا کہ تمام اہل حل وعقد نے بیعت کی تھی یا بعض اور جن سے بیعت لی گئی اس کی تفصیل "فتح الباری" و "روضۃ الصفاء" میں دیکھئے کہ بعض نے واقعی عذر وغیرہ پیش کرکے بیعت کی درخواست کی گئی، نیز امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر وقت میں ولی عہد بنانے پر اپنی غلطی کا اعتراف اور ندامت کا اظہار فرما کر استغفار بھی کیا۔ کذا فی روضۃ الصفاء۔

۱۳ کیا اس کی تائید میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی کوئی مقولہ پیش کر سکتے ہیں؟

۱۴ یہ دلیل کونسی قسم ہے؟

۱۵ جس خط کے جواب میں تحریراً یا تقریراً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

۱۶ اور یہ کونسی قسم والی دلیل ہے؟

۱۷ یہ قسم کونسی ہے؟ افسوس آپ نے کسی کی بھی تعیین نہ کی۔

۱۸ یہ یزید کی خلافت پر اجماع کی بھی دلیل ہوئی اور غالباً چوتھی دلیل ہوگی، اس کا بھی عدد بتا دیتے تو اچھا تھا۔

۱۹ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تو بیعت نہیں کی گئی تھی اس لئے وہ مستحق قتل نہیں ہوئے۔

۲۰ یہاں تو امر شخص واحد پر مجتمع تھا، کیونکہ جب بیس ہزار کوفیوں نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جیسا کہ آپ نے لکھا اور اہل حل وعقد میں سے عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت نہیں کی تھی، بعد میں اتفاق اجماع کیا ہے جیسا کہ حافظ العلم سے آپ نے نقل کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو انکار فرمادیا تھا اور ایک فہرست جس میں عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبدالرحمن بن ابی بکر وغیرہم ہیں امیر معاویہ نے بتائی تھی جیسا کہ تاریخ ابن جریر طبری کا مضمون ہے، نیز جو لوگ بیعت کر چکے تھے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف نہیں لے گئے تاکہ ان میں تفریق ڈالیں، بلکہ اپنے لوگوں کے پاس گئے جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی لہٰذا وہ مستحق قتل نہیں تھے۔

۲۱ جو لوگ امام حسین کے ساتھ تھے انہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی، نیز امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے دعویٰ خلافت نہیں کیا جو کہ حضرت خلفاء پر صادق آتے۔

۲۲.. اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب خلیفہ موجود ہو، اور جب کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ خلیفہ ہی نہیں تھا تو اس کی بیعت واجب نہیں تھی، لہٰذا ان کے حق میں اس حدیث پیش کرنا اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔

۲۳.. یہاں دو امام بنائے ہی نہیں گئے۔

۲۴.. یہ کونسی قرآن کریم کی آیت ہے یا حدیث شریف جس پر عمل کرنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ فرض تھا؟

۲۵.. کیا ابو شکور سالمی کی اتنی حیثیت ہے کہ اس کا قول امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت ہو؟

۲۶.. یہ کونسی خدائی کتاب ہے یا حدیث شریف ہے جس سے امام حسین پر الزام قائم کیا جا سکے؟

۲۷.. شاید ابن عربی کی آپ نے پوری کتاب نہیں دیکھی ورنہ صرف یہ فقرہ نقل کرنے کی جرأت نہ فرماتے۔

۲۸.. شارح قصیدہ ہمزیہ کا مجموعہ فتاویٰ حدیثیہ دیکھئے کہ یزید کے متعلق کیا کچھ لکھا ہے تب آنکھیں کھلیں گی، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سراسر آپ کے خلاف ہی خلاف ہو۔

۲۹.. میرا کہنا گرانیٔ خاطر کا باعث ہو تو حافظ اکبر کے کہنے سے مان لیجئے۔ مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نبشت است پند بر دیوار۔

۳۰.. فرشتہ تو نہیں بلکہ بذریعہ جبر و تشدد غالب و حاوی ہو گیا تھا۔

۳۱.. میں نے تو شیطان نہیں کہا۔

۳۲.. کیا تسلط تام و کامل و بشارت اجماع عام کے بعد ہی خلع بیعت کی نوبت آئی؟ سخت حیرت ہے۔

۳۳.. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی قول یا فعل سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یزید کو تسلط اور اپنا ضعف محسوس کر لیا تو بیعت کر لی، یہ ان کا اجتہاد تھا اور بیعت کے بعد خلع کرنا غدر ہے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع سے

ہی بیعت نہیں کی، ان پر غدر کا الزام عائد نہیں ہوسکتا، اگر بیعت کر کے توڑتے تو ہوتا۔

۳۴..... دونوں ماجور ہوئے۔

۳۵..... میں نے تو اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

۳۶..... میں تو خود ہی جھگڑا پسند نہیں کرتا لقولہ تعالیٰ ﴿ولا تنازعوا﴾ الآیۃ (۱)۔

۳۷..... میرا بھی یہی خیال ہے کہ خدا کے فضل سے مطلع آپ کا صاف ہے، مگر خدا کے فضل کا ابر سایہ فگن ہوتا تو جس کو خدا کے رسول نے "سید شباب أھل الجنۃ" (۲) فرمایا ہے اس کو واجب القتل، خارجی، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ لکھتے: ﴿کبرت کلمۃ تخرج من أفواھھم﴾ الآیۃ (۳)۔

۳۸..... میں خلاف جمہور کیوں شمار کرتا، میں نے تو فتح الباری (۴) سے نقل کیا ہے، دیکھئے اس میں کس قدر تفصیل اس کی مذکور ہیں۔

۳۹..... میں نے ان کو نظر انداز نہیں کیا اور ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جن سے یزید پر لعنت کا استدلال کیا جاتا ہے، دونوں قسم کی روایتیں سامنے ہیں، تیسری قسم کی وہ روایات بھی سامنے ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کی ممانعت اور ان کے فضائل بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور شہادت کے درجات مذکور ہیں۔

۴۰..... کیا میں نے جھوٹ لکھا، کیا ان دونوں نے تعقب نہیں کیا؟ (۵)

---

(۱) (الأنفال: ۴۶)

(۲) "عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة" رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، ص: ۵۷۰، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم، قديمي)

(۳) (الكهف: ۵)

(۴) (فتح الباري: ۱۳/۹-۱۱، كتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: "هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء"، دار المعرفة، بيروت)

(۵) "وتعقبه ابن التين وابن المنير بما حاصله الخ". (صحيح البخاري: ۶/۱۰۲، كتاب الجهاد، باب ما قيل في قتال الروم، رقم الحديث: ۲۹۲۴، دار المعرفة، بيروت)

۴۱۔ ۔۔۔ میں نے اس کو مع تعاقبات ابن الحسن اور ابن المنیر نے۔ مگر آپ یہ مطلب سمجھے تو بریں فہم و دانش بباید گریست۔

۴۲۔ میں نے ان کا انکار نہیں کیا جو اثبات کی ضرورت ہو۔

۴۳۔ مجھے اس پر اصرار نہیں کہ یہی حق ہے۔ بلکہ میں نے قول نقل کیا تھا کہ اس میں اس طرح اختلاف ہے، اس قول کو راجح نہیں کہا تھا۔

۴۴۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نہیں بڑھایا نہ اپنی طرف سے ترجیح دی۔

۴۵۔ میں نے اس کا فتویٰ نہیں دیا، صرف آپ کے غور کے لیے نقل کیا تھا تاکہ آپ احتمال پر غور کریں، صرف تصویر کا ایک ہی رخ سامنے نہ رکھیں۔

۴۶۔ بالکل صحیح ہے، یہی ہم کو بھی بلا چون و چرا تسلیم ہے۔

۴۷۔ میں نے تو صاف صاف ان کا ارشاد نقل کر دیا کہ ان کا مسلک توقف اور سکوت ہے۔

۴۸۔ آپ کی ہر چیز لاجواب ہے۔

۴۹۔ بسط و تفصیل کے ساتھ عرض کرتا مگر کیا کروں آپ کی تحریر دیکھ کر توقع نہیں رہی کہ آپ حق کو قبول کریں گے ورنہ اگر آپ ناواقف ہوتے یا آپ کی طبیعت میں کوئی تردد ہوتا تو لکھنا مفید بھی ہوتا۔ جب آپ کا مذہب ہی یہ ہے تو اس کو بدلنا مشکل ہے جیسا کہ خوارج کا اپنے مذہب کو چھوڑنا مشکل ہے۔

۵۰۔ ضرور ایسا ہی کرتا مگر ڈر یہ ہے کہ آئندہ آپ اس سے زیادہ گالیاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنائیں گے۔

۵۱۔ تقریباً سو کتابیں اس مسئلہ کے متعلق مطالعہ کرنے کے بعد بھی میں تو اسی اعتقاد پر ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر ہیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ہے اور وہ شہید ہوئے ہیں اور یزید کے حق میں لعنت وغیرہ سے سکوت چاہئے، ہمارے اکابر کی تقریر ہیں کتاب سے ماخذ تھے یہ جو مسائل کی باتیں اپنا عقیدہ اور مدار عمل بنائے ہوئے ہیں۔

۵۲۔ اللہ پاک ایسی تحقیق سے محفوظ رکھے جس میں صحابہ اور اہل بیت پر سب و شتم ہو اور حدیث کی مخالفت ہو مجھے بھی اور آپ کو بھی اور جملہ اہل اسلام کو۔

۵۳۔ ...دوسرا پرچہ تو نہ آپ نے تو کوئی سادہ پرچہ بھیجا نہیں؟

۵۴۔ ...میں نے کوئی الزام نہیں لگایا، امام احمد بن حنبل (۱) جو کہ بہت بڑے محدث ہیں وہ کچھ فرماتے ہیں، نیز شیخ عبدالحق (۲)، ابن جریر (۳) حافظ ابن حجر صاحب تہیس وغیرہم نے کچھ کچھ لکھا ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے، اتنا خیال ضرور ہے کہ ان حضرات کی دیانت کا تقاضا نہیں کہ از خود کسی پر الزام لگائیں، ان حضرات کو صدرین تصور کرتے ہوئے بھی میں یزید پر لعنت نہیں کرتا، اس لئے کہ فائدہ کچھ نہیں، نہ مجھ سے قیامت میں اس کا

---

(۱) "قيل للإمام أحمد: أتكتب الحديث عن يزيد؟ فقال: لا، و لا كرامة، أوليس هو الذي فعل بأهل الحرة ما فعل؟ و قيل له: أي في ما يقولون، أما تحب يزيد؟ فقال: و هل يحب يزيد أحد يؤمن بالله واليوم الآخر، فقيل: فلماذا لا تلعنه؟ فقال: و متى رأيت اباك يلعن أحداً". (مجموعة الفتاوى لشيخ الإسلام، كتاب الفقه الزهادة، فصل في الدليل على أن مشهد الحسين ليس فيه رأسه: ۲۵۲/۲۷، مكتبة العبيكان)

(۲) "وبالجملہ وی مبغوض ترین مردم است نزد ما، وکارہا کہ این بدبخت بی سعادت در این امت کردہ ہیچ کس نکردہ الخ"۔ (تکمیل الایمان، ذکر یزید، ص: ۲۳، عطاء الرحیم اکیڈمی)

(۳) قال ابن جرير: "و بعث (عثمان بن محمد بن أبي سفيان) إلى يزيد وفداً من أهل المدينة فيهم عبد الله بن حنظلة الغسيل الأنصاري، و عبد الله بن أبي عمرو بن حفص بن المغيرة المخزومي، والمنذر بن الزبير، و رجالاً كثيراً من أشراف أهل المدينة. فقدموا على يزيد بن معاوية فأكرمهم و أحسن إليهم و أعطى جوائزهم ..... فلما قدم أولئك النفر الوفد المدينة، قاموا فيهم فأظهروا شتم يزيد و عيبه و قالوا: إنا قدمنا من عند رجل ليس له دين، يشرب الخمر، و يعزف بالطنابير، و يضرب عنده القيان، ويلعب بالكلاب، و يسامر الخراب والفتيان، و إنا نشهدكم إنا قد خلعناه فتابعهم الناس .... أتى (منذر بن الزبير) أهل المدينة فكان فيمن يحرض الناس على يزيد، و كان من قوله يومئذ: إن يزيد و الله أجازني بمائة ألف درهم و إنه لا يمنعني ما صنع إلي أن أخبركم خبره و أصدقكم عنه، والله! إنه يشرب الخمر و إنه يسكر حتى يدع الصلاة، عابه بمثل ما عابه به أصحابه الذين كانوا معه .... قال (مغيرة) كتب يزيد إلى ابن مرجانة (عبيد الله بن زياد من خواص أمراء دولته) أن اغز ابن الزبير، فقال: لا أجمعهما للفاسق أبداً الخ". (تاريخ الطبري: سنة ٦٣هـ، مقدم وفد أهل المدينة: ٣٦٨/٤، ٣٦٩، ٣٧٢، مؤسسة الأعلمي بيروت)

یزید کو امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین کہنا

سوال [۴۶۹]: کیا یزید کو امیر المؤمنین وخلیفۃ المسلمین کہہ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

امیر بمعنی حاکم ظالم بھی ہوتا ہے، عادل بھی ہوتا ہے۔ خلیفہ کا مقام بلند ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

یزید کو ظالم کہنا

سوال [۴۷۰]: کیا یزید کو برا کہنا شرعاً جرم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر اس کا کوئی نعل اور خلاف شرع کام مثلاً اہل بیت رضی اللہ عنہم پر ظلم وغیرہ صحیح روایات سے ثابت ہو تو بوقت ضرورت اس کو بیان کردینا اور ظلم سے بیزاری ونفرت کا اظہار کردینا شرعاً درست ہے، مشغلہ مجلس نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

سوال [۴۷۱]: کیا یزید واجب التعظیم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

غلط کام کی وجہ سے کوئی واجب التعظیم نہیں ہوتا، علم، عمل، اخلاق، احسان کی وجہ سے واجب التعظیم ہوتا ہے۔ اسی ضابطہ پر یزید کا حال ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

یزید کو ایصالِ ثواب

سوال [۴۷۲]: کیا یزید کی روح کو ایصالِ ثواب درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ہر مسلمان کی روح کو ایصالِ ثواب درست ہے(۱) گنہگار زیادہ محتاج ثواب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۵ھ۔

کیا یزید جنتی ہے؟

سوال[۱۸۳]: کیا یزید بن رسالت جنتی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یزید کا نام لے کر اس کو جنتی فرمانا کسی حدیث شریف میں آنا میرے علم میں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۵ھ۔

☆......☆......☆......☆......☆

---

(۱) "للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة صلوة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقةً أو قراءةً للقرآن أو الأذكار أو غير ذلك من أنواع البر، ويصل ذلك إلى الميت، وينفعه".

(مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في زيارة القبور: ص: ۶۲۱، ۶۲۲، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، رشيديه)

(وكذا في الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱/۲۹۶، مكتبه شركة علمية ملتان)

(وكذا في الدر المختار: ۲/۵۹۵، ۵۹۶، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، سعيد)

کیا قادیانی وغیرہ کلمہ گو مسلمان ہیں؟

سوال[۴۷۵]: ایک شخص کہتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنے بھی فرقے ہیں، قادیانی ہوں یا شیعہ سب کلمہ گو ہیں اور سب قبلہ والے ہیں، سب مسلمان ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

عقائد فاسدہ اور نصوص قطعیہ کے خلاف فرقے اسلام سے خارج ہیں، محض کلمہ گو ہونے یا نماز پڑھنے سے و اہل قبلہ ہو کر مسلمان نہیں ہوسکتے۔ کما فی إکفار الملحدین(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱۱/۸۶ھ۔

قادیانی کا حکم

سوال[۴۷۶]: ایک شخص جو پہلے سے پختہ مسلمان تھا وہ اب قادیانی ہوگیا ہے اور اپنی بہن کو زبردستی کرکے قادیانی بنایا اور اپنی والدہ کو بھی قادیانی ہوجانے پر مجبور کررہا ہے، بیوی کو بھی قادیانی کردیا ہے، صرف ایک چھوٹا بھائی قادیانی نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا وہ مرتد ہوجاتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

اگر کوئی قادیانی ہوجانے کے بعد توبہ کرے تو اس کا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قادیانی کے ساتھ

ـ کافر" (مرقاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۸/ ۹۲۳، رشيدية)

"و لا يسعر من الكفر إلا من أكفر ذلك الملحد (أي غلام أحمد القادياني) بلا تلعثم و تردد" (مجموعة رسائل الكشميري، ج: ۳، رسالة: إكفار الملحدين، ص: ۲۰، إدارة القرآن)

(۱) "لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في "شرح التحرير". (مجموعة رسائل الكشميري، ج: ۳، إكفار الملحدين، ص: ۲، إدارة القرآن كراچي)

"إذ لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام من حدوث العالم و حشر الأجساد و نفي العلم بالجزئيات وإن كان أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في شرح التحرير" (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام: ۱/ ۵۶۱، سعيد)

بیع وشراء رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عقائد کفریہ اختیار کئے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا(۱) جو شخص بھی اس کے کفریہ عقائد کی تصدیق کرے گا اس کا بھی یہی حکم ہوگا(۲)، اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے، بیوی نکاح سے خارج ہو جاتی ہے(۳) ایسے شخص سے سلام وکلام، بیع وشراء سب ترک کر دینا لازم ہے، اس کو مسجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے(۴)، اس سے وہ شخص بات کرے جو اس کے غلط عقائد کی تردید کر سکتا ہو، اگر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے، جو مرتد ہو چکا ہے تو نکاح دوبارہ کیا جائے(۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۸۸ھ۔

---

(۱) "وقد أخبر الله تبارك وتعالى في كتابه ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في السنة المتواترة عنه أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب وأفاك دجال ضال مضل". (تفسير ابن كثير (الأحزاب: ٤٠): ٣/٥٢٤، مكتبه دار الفيحاء بيروت)

"ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ٢٠٢، قديمي)

(٢) "إذا رأى منكراً معلوماً من الدين بالضرورة، فلم ينكره ولم يكرهه ورضي به واستحسنه، كان كافراً". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ٨/٨٦٢، رشيديه)

(٣) "وارتداد أحدهما أي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء". (الدر المختار، باب نكاح الكافر: ٣/١٩٣، سعيد)

"وإذا ارتد أحد الزوجين عن الإسلام وقعت الفرقة بغير طلاق". (الهداية، كتاب النكاح، باب نكاح أهل الشرك: ٢/٣٤٨، مكتبه شركه علميه)

"ارتد أحد الزوجين عن الإسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول وبعده". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار: ١/٣٣٩، رشيديه)

(٤) "فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع الخ: ٨/٤٥١، رشيديه)

(٥) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق –

قادیانی ہو جانے کا حکم

سوال [۷۷۴]: میری لڑکی شادی شدہ ہے حاملہ ہے مگر بد قسمتی سے میرے داماد اور اس کے سب گھر والے قادیانی ہو گئے ہیں تو اب شرعاً لڑکی کا نکاح باقی ہے یا فسخ ہو گیا؟ اب ہماری لڑکی کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی پر علمائے اسلام کی طرف سے کفر کا فتویٰ ہے، اس لئے کہ اس کے عقائد قرآن و حدیث کے خلاف تھے، وہ ختم نبوت کا منکر تھا، اس لئے انبیاء علیہم السلام کی شان میں سخت قسم کی گستاخیاں کی ہیں، وہ اپنے لئے نبوت کا مدعی تھا (۱)۔ اس کے عقائد کو تفصیل سے لکھ کر اس پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے کہ ایسا شخص مرتد اور اسلام سے خارج ہے، جو شخص اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کو اپنا مقتدیٰ تسلیم کرتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے (۲)۔ قادیانی مذہب اختیار کرتے ہی نکاح فسخ ہو گیا، ہرگز ہرگز اس کے یہاں اپنی لڑکی کو نہ بھیجیں، تین حیض گزرنے پر اس کی شادی دوسری جگہ کر دیں (۳)۔

"ارتداد أحدهما فسخ في الحال" (کنز)(۴)۔

= الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۴، رشيديه)

(۱) "وقال القاضي عضد الدين في المواقف: ولا يكفر أحد من أهل القبلة إلا فيما فيه نفي الصانع القادر العليم أو شرك أو إنكار للنبوة، أو ما علم مجيئه بالضرورة، أو المجمع عليه كاستحلال المحرمات". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۶۳، قديمي)

"ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۶۳، قديمي)

(۲) "إذا رأى منكراً معلوماً من الدين بالضرورة، فلم ينكره ولم يكرهه ورضي به واستحسنه، كان كافراً". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۸/۸۶۱، رشيديه)

(۳) تین حیض عدت اس وقت ہوگی جب وہ حاملہ نہ ہو، اگر حاملہ ہوگی تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن﴾ (سورة الطلاق: ۴)

(۴) (كنز الدقائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ص: ۱۱۱، رشيديه)

"قال في الجامع الصغير: و تعتد بثلاث حيض" ۔ ۳/۱۵۱ "(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱/۸۸ ھ۔

قادیانی جماعت سے متعلق تفصیلی احکام

سوال[۷۸۴]: ۱... قادیانی مذہب کی لاہوری، محمودی دونوں جماعتیں کافر ہیں یا کوئی ایک؟

۲... مرزا صاحب کی جماعت کیوں کافر ہوئی حالانکہ وہ ایمان مفصل کی تمام باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں؟

۳... قادیانی لڑکی دینا لینا، ان کو اپنی قوم میں داخل وشامل رکھنا، ان کی غمی وشادی میں خود شریک ہونا یا اپنی شادی وغیرہ میں ان کو برادری کی طرف سے شرکت کی دعوت دینا، ان کے اموات اپنے قبرستان میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴... ایک مسلمان کا اگر قادیانی سے کچھ نسبی رشتہ ہو تو اس کو برقرار رکھنا، وہ رشتہ داری کے حقوق اپنے اوپر عائد جان کر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵... قادیانی سے اپنے تمام نسبی تعلقات اور برادری وقومیت کے علاقے منقطع کرنا جب تک کہ وہ تائب نہ ہو از روئے شرع شریف ہر مسلمان کو ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو۔ محمود ولی اللہ غفرلہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے اور یہ تکفیر اہلِ حق متدین علماء نے کی ہے، یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ فی الحال تو ان کی دو پارٹیاں ہیں: ایک مرزا غلام احمد کو نبی اعتقاد کرتی ہے، دوسری مجدد اور بہت بڑے درجہ کا ولی مانتی ہے۔

یہ بھی آپ پر شاید مخفی نہیں کہ اسبابِ تکفیر کیا ہیں: جا بجا نبوت کا ادعا (۲) اپنے اوپر وحی کا

= والدر المختار، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، سعيد)

(والفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار: ۱/۳۳۹، رشيديه)

(۱) "قال في جامع الفصولين: و تعتد بثلاث حيض". (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۵، رشيديه)

(۲) "و قد أخبر الله تبارك و تعالى في كتابه، و رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في السنة المتواترة=

المعجزة فيل: يكفر الطالب، والمتأخرون من المشايخ قالوا: إن كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لايكفر"۔ فتاوىٰ عالمگیری، ج:۲(۱)۔

۳- "وفي البزازية: يجب الإيمان بالأنبياء بعد معرفة معنى النبي وهو المخبر عن الله تعالى بأوامره ونواهيه وتصديقه بكل ما أخبر عن الله تعالى، وأما الإيمان بسيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فيجب بأنه رسولنا في الحال وخاتم الأنبياء والرسل، فإذا آمن بأنه رسول ولم يؤمن بأنه خاتم الأنبياء لا يكون مؤمناً. وفي فصول العمادي: من لم يقر ببعض الأنبياء بشيء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام، فقد كفر"۔ مجمع الأنهر: ۱/۶۹۹(۲)۔

۴- "ولو عاب نبياً كفر"۔ أوجز: ۳/۳۲۷(۳)۔

۵- "دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع"۔ شرح فقہ اکبر، ص:۲۰۲(۴)۔ "ثم لا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع أمارة التكذيب، وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كالسجود للصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمة الكفر ونحو ذلك مما ثبت بالأدلة أنه كفر، وبهذا يندفع ما يقال: إن الإيمان إذا كان عبارة عن التصديق والإقرار ينبغي أن لا يصير المقر بالليان المصدق بالجنان كافراً بشيء من أفعال الكفر وألفاظه ما لم يتحقق منه التكذيب أو الشك اهـ"۔ شرح فقہ اکبر، ص:۹۳"(۵)۔

دیکھئے اس میں کتنی صورتیں ہیں کہ باوجود ایمان مفصل کی تمام باتوں پر اعتقاد رکھتے ہوئے فقہاء نے اجماعاً تکفیر فرمائی ہے۔ اگر محض آمنت باللہ الخ کا اعتراف زبان سے کافی ہوتا اور یہ کفر کے منافی ہوتا تو فقہاء قاطبۃً کیوں تکفیر فرماتے ہیں۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲/۲۶۳، رشيديه)

(۲) (مجمع الأنهر، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: ۱/۶۹۱، دار احياء التراث العربي)

(۳) "ولو عاب نبياً كفر" (الفتاوى البزازية: ۶/۳۲۴، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً، مايتعلق بالأنبياء، رشيديه)

(۴) (شرح الفقه الأكبر، ص:۱۶۳، قديمي)

(۵) (شرح الفقه الأكبر، ص:۷۷، قديمي)

اگر دعوی نبوت منافی ایمان نہیں تو مسیلمہ کذاب کی تکفیر بھی بے محل ہوگی اور پھر اس کا قتل ہوا کا یہ صحابہ کے ارشاد سے قرون اولیٰ میں ہوا ہے بحق ناحق قاتل ہوگا حالانکہ وہ اجماعی ہے۔ اس نے چند آیت مقابل میں کہیں، مرزا غلام احمد نے بھی قصیدہ اعجازیہ پیش کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور بغیر باپ کے پیدا ہونا قطعی اور اجماعی ہے، مرزا غلام احمد نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر ہر دو کا انکار کیا ہے۔ ملائکہ کے متعلق بھی مرزا غلام احمد کی بہت سی تحریرات میں خلاف تصریحات اسلام خرافات موجود ہیں۔ اگرچہ بعض شرائع کو تسلیم بھی کیا ہے اور بعض کا انکار کیا ہے یہ بالکل وہی شان ہے:

﴿يقولون نؤمن ببعض و نكفر ببعض و يريدون أن يتخذوا بين ذلك سبيلاً، أولئك هم الكافرون حقاً، و أعتدنا للكافرين عذاباً مهيناً﴾ الآية (۱)۔

جو شخص ملائکہ اور رسل کو سب و شتم کرے اور ان سے عداوت رکھے اس کے متعلق کلام پاک میں ارشاد ہے: ﴿من كان عدواً لله و ملائكته و رسله و جبريل و ميكال فإن الله عدو للكافرين﴾ الآية (۲)۔

امید ہے کہ اب دل میں کوئی شبہ نہیں رہا ہوگا، اگر اب بھی کوئی شبہ ہو تو "شرح شفاء" (۳)،

(۱) (النساء: ۱۵۰)

(۲) (البقرة: ۹۸)

(۳) "(وحكم من سب سائر أنبياء الله تعالى وملائكته): أي جميعهم (واستخف بهم أو كذبهم فيما أتوا به من رحيهم ولعلهم (أو أنكرهم): أي وجودهم (وجحدهم): أي نزولهم ... (حكم نبينا صلى الله عليه وسلم على مساق ما قدمناه): أي نهجه وسبيله في وجوب قتله كفراً إن لم يتب، وحداً إن تاب ... (وقال أبو حنيفة وأصحابه رحمهم الله عنهم وجمهور أهل العلم (من كذب بأحد من الأنبياء أو تنقص أحداً منهم أو برئ منه): أي تبرأ من أحد منهم (الهو مرتد) يقتل إن لم يتب ... (وهذا كله فمن تكلم فيهم): أي في الأنبياء والملائكة (بما قلناه على جملة الملائكة والنبيين): أي عموماً أو إجمالاً بأن شتم نبياً أو ملكاً غير معين (أو عسى معين ممن حققنا كونه من الملائكة والنبيين ممن نص الله تعالى عليه في كتابه الخ". (شرح الشفاء للقاضي عياض، شرحه الملا علي القاري: ۲/ ۵۳۱، ۵۴۲، الباب الثالث، القسم الرابع، فصل وحكم من سب سائر أنبياء الله تعالى وملائكته الخ، دار الكتب العلمية)

شفاء (۱)، الصارم المسلول (۲)، ردالمحتار (۳)، شرح مقاصد (۴) کو تفصیل سے دیکھئے کہ کن اشیاء سے ارتداد کا حکم ہو جاتا ہے۔ اور خصوصیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق "اکفار الملحدین" (۵) اور "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" (۶) میں کافی تفصیل موجود ہے۔ جو جماعت مرزا کی ہم عقیدہ ہے اور اس کو نبی مانتی ہے اس کا حکم عبارات مذکورہ سے ظاہر ہو گیا۔

---

(۱) ﴿من كان عدوا لله وملائكته ورسله وجبريل وميكل فإن الله عدو للكفرين﴾ (البقرة: ۹۸) "أراد بعداوة الله مخالفته عنادًا أو معاداة المقربين من عباده ... ووضع الظاهر موضع المضمر للدلالة على أنه تعالى عاداهم لكفرهم وأن عداوة الملائكة والرسل كفر". (حاشية الشهاب، المسماة عناية القاضي وكفاية الراضي: للقاضي شهاب الدين بن احمد الخفاجي، ۲/۳۲۳، (سورة البقرة: ۹۸)، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "أجمعت الأمة على قتل متنقصه (أي متنقص النبي) من المسلمين وسابه وكذلك حكي عن غير واحد الإجماع على قتله وتكفيره ... أجمع المسلمون على أن من سب الله أو سب رسوله صلى الله عليه وسلم أو دفع شيئًا مما أنزل الله عزوجل أو قتل نبيًا ... أنه كافر بذلك ... وقال محمد بن سحنون: أجمع العلماء على أن شاتم النبي صلى الله عليه وسلم والمتنقص له كافر ... إنه من شتم النبي صلى الله عليه وسلم فهو مرتد عن الإسلام ... وأما الآيات الدالات على كفر الشاتم وقتله ... فمنها قوله تعالى: ﴿ومنهم الذين يؤذون النبي﴾ الآية". (الصارم المسلول على شاتم الرسول من مجموعة رسائل ابن عابدين، ص: ۱ إلى آخره، المسألة الأولى، دار الكتب العربي، بيروت)

(۳) (رد المحتار: ۴/۲۲۲، باب المرتد، كتاب الجهاد، سعيد)

(۴) "فإن قيل: من استخف بالشرع أو الشارع أو ألقى المصحف في القاذورات أو شد الزنار بالاختيار كان كافرًا إجماعًا ... قلنا: ... يجوز أن يجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامة التكذيب فيحكم بكفر من ارتكبه وبوجود التكذيب فيه وانتفاء التصديق عنه كالاستخفاف بالشرع وشد الزنار". (شرح المقاصد: ۳/۴۵۸، المقصد السادس، الفصل في الأسماء والأحكام، المبحث السادس في تعريف الكفر، دار الكتب العلمية بيروت)

(۵) (رسائل الكشميري، ج: ۳، رسالة إكفار الملحدين، ص: ۱۰، ۱۱، إدارة القرآن)

(۶) (ملفوظات انور شاه كشميري، مقدمة بهاولپور، ص: ۳۸ - ۱۵، إدارة تاليفات اشرفيه)

امر سوم: جس شخص کی تکفیر کے متعلق نصوص یا ناطق ہوں اس کو مجدد، ولی اعتقاد کرنا بھی کفر ہے۔ خود خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عدو ہوں اس سے محبت اور اعتقاد صراحۃً اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے یا نہیں، مرزا غلام احمد کی حیثیت صرف کافر اصلی کی نہیں بلکہ مرتد کی تھی اور ارتداد بھی وہ جو کہ زندیق میں ہوتا ہے، آج بھی جو شخص مرزا کے عقائد کو اختیار کرے گا اس پر بھی شریعت مرتد کا حکم لگائے گی، زندیق اور مرتد کے احکام ردالمحتار، ص: ۴۵۷ (۱) میں دیکھئے۔ اجمالی طور پر آپ کے جملہ سوالات کا جواب ظاہر ہو گیا۔ تاہم تفصیل سے نمبروار سنئے۔

۱۔ ہر دو کا حکم ایک ہے۔

۲۔ قطعیات اور اجماعیات کے انکار کی وجہ سے۔

۳۔ یہ جملہ امور شرعاً ناجائز ہیں "ولا المرتدات وهو بالإجماع، ويدخل في عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوا، والمعطلة، والزنادقة، والباطنية، والإباحية. وفي شرح الوجيز: وكل مذهب يكفر به معتقده اهـ" فتح القدير: ۳۷۳/۲ (۲)۔

"ولا يجوز للمرتد أن يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة أصلية، وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع أحد، كذا في المبسوط اهـ" هندية، ص: ۲۸۲ (۳)۔

"موتى المسلمين إذا اختلطوا بموتى الكفار أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار إن كان للمسلمين علامة يعرفون بها يميز بينهم، وإن لم تكن علامة إن كان الغلبة للمشركين فإنه لا يصلى على الكل، ولكن يغسلون ويكفنون ويدفنون في مقابر المشركين اهـ" عالمگیری: ۱۰۹/۱، مختصراً (۴)۔

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۱/۴، سعيد)

(۲) (فتح القدير، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات: ۲۳۱/۳، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(وكذا في رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۴۵/۳، سعيد)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السابع المحرمات بالشرك: ۲۸۲/۱، رشيديه)

(۴) (الفتاوى العالمكيرية، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل: ۱۵۹/۱، رشيديه)

"أما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب اهـ" در مختار، ص: ۸۳۳ (۱)۔

۴... مرتد کا رشتہ تو باقی رہتا ہے مگر حقوق رشتہ داری منقطع ہوجاتے ہیں حتی کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار نعوذ باللہ قادیانی ہو تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا:

"ولا نفقة مع الاختلاف ديناً إلا للزوجة والأصول والفروع الذميين اهـ" تنوير۔

"قوله: مع الاختلاف ديناً: أي كالكفر والإسلام فلا يجب على أحدهما الإنفاق على الآخر، وفيه إشعار بأن نفقة الصبي على المؤمن التبعي كما أشير إليه في التكميل قهستاني، والمراد التبعي للمعطى، بخلاف الساب القاذف فإنه مرتد يقتل إن ثبت عليه ذلك، وإن لم يقتل تساهلاً في إقامة الحدود فالظاهر عدم الوجوب؛ لأن مدار نفقة الرحم المحرم على أهلية الإرث ولا توارث بين مسلم ومرتد، نعم لو كان يجحد ذلك ولا بينة يعامل بالظاهر وإن اشتهر حاله بخلافه، والله اعلم" رد المحتار: ۲/ ۱۰۷ (۲)۔

۵... اگر تعلقات باقی رکھنے سے ان کی اصلاح اور ہدایت کی توقع ہو تو تعلقات کو برقرار رکھنا مناسب ہے اور ایسی حالت میں نرمی وتلطف سے ان کے عقائد کی خرابی کو آہستہ آہستہ ان پر ظاہر کرتے رہنا چاہیے۔ اگر تعلقات رکھنے سے اپنے اوپر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہو یا ان کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا دوسرے لوگوں کی بدگمانی کا خطرہ ہو یا ترک تعلق سے ان کی توبہ اور اصلاح کی توقع ہو تو تعلق منقطع کردیا جائے، یہ چیز ایسی ہے کہ ہر شخص کے لئے یکساں نہیں بلکہ ماحول کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ جس صورت میں اخروی نفع کی توقع ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے اور دنیاوی نفع کو اخروی نفع پر ترجیح دینا درست نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن سے قلبی محبت رکھنا حرام ہے:

قال الله تبارك وتعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم أولياء تلقون

---

(۱) (الدر المختار، باب صلاة الجنازة: ۲/ ۲۳۰، سعید)

"وأما المرتد فلا يغسل ولا يكفن، وإنما يلقى في حفرة كالكلب". (البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/ ۳۴۳، رشیدیہ)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، باب النفقة: ۳/ ۶۲۳، سعید)

إليهم بالمودة﴾ الآية.

"روي أنها نزلت في حاطب بن أبي بلتعة رضي الله تعالى عنه حين كتب إلى كفار قريش ينصح لهم، فأطلع الله نبيه على ذلك، فدعاه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: "أنت كتبت هذا الكتاب"؟ قال: نعم، قال: "وما حملك على ذلك"؟ قال: أما والله! ما ارتبت في الله منذ أسلمت، ولكني كنت امرأ غريبا في قريش، وكان لي بمكة مال وبنون، فأردت أن أدفع بذلك عنهم، فقال عمر رضي الله تعالى عنه: ائذن لي يا رسول الله! فأضرب عنقه، فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "مهلاً يا ابن الخطاب! إنه قد شهد بدراً، وما يدريك لعل الله قد اطلع على أهل بدر فقال: ﴿اعملوا ما شئتم﴾ فإني غافر لكم" الخ". أحكام القرآن للجصاص: ٣/٥٣٦، (١)۔

"وفيه دليل على أن الكبيرة لا تسلب اسم الإيمان الخ". تفسير مدارك التنزيل: ٤/٢٨٦، (٢)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۲۱/۲/۶۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/صفر/۶۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم۔

قادیانی اور اس کی کتابیں

سوال [۷۰۴]: میں تبلیغی جماعت کا ایک خادم ہوں، ایک سفر میں میری ملاقات ایک قادیانی سے ہوگئی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ علمائے دیوبند تم لوگوں کو کافر کہتے ہیں، اس نے کہا کہ ان لوگوں نے ہماری کتابوں کا مطلب غلط سمجھا، ان حضرات کو ہم سے مطالب معلوم کرنا چاہئے تھا اور کافر نہیں کہنا چاہئے تھا، میں نے کہا کہ ان کتابوں کے نام بتاتے ہیں؟ انہوں نے ان کتابوں کے نام بتائے "ایک غلطی کا ازالہ، انجام آتھم، حقیقت الوحی، ازالہ اوہام"۔ سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں کس کی ہیں اور اس پر کفر کرنا کیسا ہے؟ اس شخص کا کہنا درست ہے یا غلط؟ فقط۔

---

(١) (أحكام القرآن للجصاص (الممتحنة): ٣/٥٣٦، قديمي)

(٢) (تفسير المدارك (الممتحنة): ٤/٢٨٦، قديمي)

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا اور ختم نبوت کا انکار کیا ہے، حالانکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور احادیث مشہورہ اور اجماع سے ثابت ہے(۱)، اس دعویٰ کی وجہ سے مرزا کافر ہے، اور جو شخص اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی اس کے حکم میں ہے(۲)۔

مرزا کی زندگی میں اس سے مناظرہ کیا گیا اور اس کے ہر غلط دعویٰ کی تردید قرآن پاک اور احادیث کے ذریعہ سے کی گئی اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا، وہ خود اپنی عبارات ورکتابوں کا کوئی صحیح مطلب نہیں بیان کرسکا تو آج اس کے ماننے والے کس شمار میں ہیں، اگر وہ کوئی ایسا مطلب بیان بھی کریں جس کے خلاف صراحۃً مرزا نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے تو وہ خود ان کا مطلب ہے مرزا کا مطلب نہیں ہوگا۔ اس کی تردید کے لئے "عــــدیۃ المفتری، إکفار الملحدین، دفع الأوہام، عقیدۃ الإسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام، ختم نبوۃ، عشرۂ کاملہ" وغیرہ بہت سی کتابیں تصنیف ہوکر عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہیں، جن میں ان کی تحریرات ایک دو نہیں بلکہ بڑی مقدار میں پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں، اس لئے اس کی کتابوں کا مطالعہ عوام ہرگز نہ

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ما کان محمد أبا أحد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین﴾ (الأحزاب: ٤٠)

"عن جابر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "أنا قائد المرسلین و لا فخر، و أنا خاتم النبیین و لا فخر ..... الخ" (مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ، ٢/٥١٣، قدیمی)

"و أن محمداً عبدہ المصطفیٰ، و نبیہ المجتبیٰ، و رسولہ المرتضیٰ، خاتم الأنبیاء و إمام الأتقیاء". (العقیدۃ الطحاویۃ: ٩، قدیمی)

"و لا ینجو من الکفر إلا من أکفر ذٰلک الملحد (أی غلام أحمد القادیانی) بلا تلعثم و تردد" (مجموعۃ رسائل الکشمیری، إکفار الملحدین: ١٠، إدارۃ القرآن)

(۲) "إذا رأی منکراً معلوماً من الدین بالضرورۃ، فلم ینکرہ و لم یکرہہ، و رضی بہ و استحسنہ، کان کافراً" (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف ٨: ٩١٩، رشیدیۃ)

کریں۔ اہل علم حضرات تردید کے لئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرکے اس کی آور کفریات کو ظاہر کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے ایک شعر کہا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ سترہ سال کی عمر تک نجاری (بڑھئی) کا کام سیکھا اور خود ان کی قبر کشمیر میں ہے اور ان کی تین دادیاں اور تین نانیاں زانیہ تھیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے (۱) اور زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (۲) اور ان کی والدہ اور ان کی نانی کا تذکرہ قرآن شریف میں احترام کے ساتھ کیا گیا (۳) اور فرمایا گیا ہے ﴿وامہ صدیقۃ﴾ (۴) غرض مرزا غلام احمد قادیانی نے کفریات لکھنے میں کچھ کمی نہیں کی اس لئے وہ تمام علماء کے نزدیک کافر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/۸/۸۷ھ۔

الجواب صحیح، بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/۸/۸۷ھ۔

قادیانیوں سے تعلق

سوال [۴۸۰]: بدقسمتی سے ہمارے قصبہ کے دو تین شخص مرتد ہو کر مرزائی فرقہ ضالہ میں شریک ہوگئے اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ہمارے قصبہ میں بھی ابتداء اس فرقہ کے استیصال کی طرف توجہ نہ کی گئی اور مرتدین کے ساتھ خلط ملط اور اکل وشرب وغیرہ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ تقریباً دس سال ہوئے مولانا مولوی محمد ایوب صاحب بیگ فاضل دیوبند نے اہل قصبہ کو اس فرقہ کے دجل سے آگاہ کرتے ہوئے اہل قصبہ کو ان سے انقطاع تعلقات کی تلقین فرمائی، بحمد اللہ تعالیٰ اس مرد حق کی پند ونصیحت کا اچھا اثر ہوا اور اہل قصبہ نے مرتدین سے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿قالت انی یکون لی غلام، ولم یمسسنی بشر، ولم اک بغیا، قال کذلک قال ربک ھو علی ھین﴾ (مریم: ۲۰، ۲۱)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ﴾ (النساء: ۱۵۷، ۱۵۸)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿یا اخت ھرون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا﴾ (مریم: ۲۸)

(۴) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وامہ صدیقۃ﴾ (المائدۃ: ۷۵)

یہاں تک مقاطعہ کیا کہ قصبہ میں ان کے لئے رہنا دشوار ہو گیا اور کچھ عرصہ کے لئے قصبہ چھوڑ کر مرتدین کے چلے جانے سے قصبہ پاک ہو گیا، عوام ان کے دامِ تزویر سے بچ گئے اور آج تک قصبہ میں مرتدین کو کسی نے رشتہ وغیرہ نہیں دیا۔

اب کچھ عرصہ سے مرتدین کے رشتہ دار اور دیگر ضعیف الایمان لوگ چھپ چھپ کر مرتدین سے ملتے ہیں اور سوائے تعلقات مناکحت کے جو آشکارا کئے بغیر نہیں ہو سکتے، دیگر ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں، بظاہر مقاطعہ کئے ہوئے ہیں، چند خدام دین جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ دجل و ضلالت کا پودا اس قصبہ میں نشو و نما نہ پائے بلکہ ہر ممکن کوشش سے قصبہ کو اس فتنہ سے پاک کیا جائے، عوام کو مرتدین سے مقاطعہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ جو لوگ مرتدین سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں ان سے بھی مقاطعہ کرنے کو کہتے ہیں۔ براہ نوازش اپنا قیمتی وقت اس کارِ خیر میں صرف فرما کر تمام مضمون کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور مندرجہ ذیل مسائل کا مفصل جواب حوالہ جات کے ساتھ فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

۱..... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل و شرب اور ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں آیا وہ بھی مرتد ہو جاتے ہیں یا صرف گنہگار؟ اگر گنہگار ہوتے ہیں تو کس درجہ میں؟ آیا عام فاسق و فاجر یا بے نمازیوں اور ان لوگوں میں کچھ فرق ہے یا سب یکساں گنہگار ہیں؟ ایسے لوگوں سے جو مرتدین سے میل جول اور اکل و شرب وغیرہ تعلقات رکھتے ہیں، قصبہ کے عام مسلمان میل ملاپ رکھیں یا اس غرض سے تعلقات منقطع کر دیں کہ وہ مرتدین سے میل جول چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں؟

۲..... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اکل و شرب و مناکحت وغیرہ تو نہیں رکھتے، لیکن نشست و برخاست گفت و شنید اور خلط ملط رکھتے ہیں وہ کس درجہ میں گنہگار ہیں، عام گنہگاروں اور ان میں کیا فرق ہے اور ان کے ساتھ قصبہ کے دیگر مسلمان تعلق رکھیں یا نہیں؟

۳ ایک شخص جس کا داماد مرزائی ہے، برادری کے انقطاع تعلقات کی وجہ سے متعدد بار توبہ کر چکا ہے اور قسم کھا چکا ہے کہ میں اپنی بیٹی اور داماد سے آئندہ کوئی تعلق نہ رکھوں گا: لیکن ہر توبہ کے بعد یہ ہوتا ہے کہ داماد اور بیٹی کے پاس آتا جاتا ہے اور ان سے ہر قسم کے تعلقات رکھتا ہے، ایسے شخص کی توبہ پر کب تک اعتبار کیا جائے؟

س... ایک لڑکی جس کا خاوند مرتد ہو گیا وہ برادری کے شور وغوغا کی وجہ سے اپنے والد اور تایا سے کہتی ہے کہ اگر میرے نان ونفقہ کا انتظام ہو جاوے تو میں اپنے خاوند کو جو مرتد ہونے کی وجہ سے خاوند بھی شرعاً نہیں رہا چھوڑ دوں گی لیکن اس کا باپ اور تایا باوجود قدرت رکھنے کے اس کے نان ونفقہ کی کفالت سے انکار کرتے ہیں، یہ دونوں کس درجہ کے گنہگار ہیں اور ان سے قصبہ کے عام مسلمان تعلقات رکھیں یا منقطع کر دیں اور اگر رکھیں تو کس قسم کے تعلقات رکھ سکتے ہیں؟

احقر یار محمد غفی عنہ

برائے نوازش بغور مطالعہ فرمانے کے بعد تمام سوالات کا مفصل جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرما دیں، قرآن وحدیث کا حوالہ حتی الامکان دیا جاوے۔

مسلم جنرل ٹریڈنگ کمپنی پوسٹ نمبرا کراچی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قال الله تعالیٰ: ﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ الآیۃ. والرکون إلی الشیء، ہو السکون إلیہ بالأنس والمحبۃ، فاقتضی ذلک النہی عن مجالسۃ الظالمین ومؤانستہم والإنصات إلیہم، وہو مثل قولہ تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ اھ".

أحکام القرآن: ۳/۵۰۲ (۱)۔

وقال تعالیٰ: ﴿یا أیہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزواً ولعباً﴾ (۲)،

وقال تعالیٰ: ﴿فأعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد إلا الحیوۃ الدنیا، ذلک مبلغہم من العلم إن ربک ہو أعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو أعلم بمن اہتدی﴾ (۳)۔

مرزائی لوگ بفتویٰ علمائے حق کافر ومرتد ہیں، ان کے ساتھ رشتہ مناکحت قطعاً ناجائز ہے (۴) اور ایسا

---

(۱) (أحکام القرآن للجصاص، (ہود: ۱۱۳): ۳/۲۴۳، قدیمی)

(۲) (المائدۃ: ۵۷)

(۳) (النجم: ۲۹، ۳۰)

(۴) "(ولا) یصلح (أن ینکح مرتد أو مرتدۃ أحداً) من الناس مطلقاً". (الدر المختار، باب نکاح الکافر: ۳/۲۰۰، سعید)

"ولا ینکح مرتد أو مرتدۃ أحداً". (کنز الدقائق، باب نکاح الکافر، ص: ۱۱۰، رشیدیہ)

(وکذا فی الاختیار، کتاب النکاح: ۳/۱۲۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

قادیانی کا مسجد میں نماز کے لئے آنا

سوال [۶۸۱]: قادیانی مذہب کے اشخاص بوقت ہونے جماعت مسجد سنت والجماعت علیحدہ کھڑے ہوکر نماز خود ادا کرتے ہیں اور وضو بھی آفتابہ مسجد و پانی مسجد سے کرتے ہیں، بوجہ فتویٰ کفر ہونے کے قادیانی فرقہ کے لوگ نماز مسجد سنت والجماعت میں ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ادا کرسکتے ہیں تو اہل سنت والجماعت پر تو کوئی مؤاخذہ نہیں ہے؟ ریاض الحق کلیانوی از قصبہ بھون

الجواب ہو الموفق للصواب:

قادیانی جب مسلمان نہیں تو ان کی نماز نہیں، ان کو مسجد میں آکر نماز ادا کرنے سے روک دینا چاہئے اگر اندیشۂ فساد نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ، ۲۳/۳/۵۳ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ، ۲۶/ربیع الاول/۵۳ھ۔

بیمار قادیانی کی تیمارداری

سوال [۶۸۲]: مرزائی مفلوج الجسم اور مفلس تنگ دست رشتہ دار کی خدمت جسمانی یا امداد مالی مثلاً ماموں ہے، کرنا اور کوئی اس کا رشتہ دار خدمت کرنے والا نہ ہو، محض مخلوقِ خدا، کافر اور پلید سمجھ کر جیسے کتے وغیرہ کی خدمت ہے جائز ہے یا نہیں؟ سائل: صوفی علی محمد مسجد نور جالندھر شہر، ۳/ربیع ۲/۶۵ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

مرزائی صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں، جو معاملہ دیگر کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، مرتد کے ساتھ شرعاً نہیں کیا جاتا اس لئے مرتد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں چاہئے، البتہ اگر یہ توقع ہو کہ وہ خوش اخلاقی اور تیمارداری سے متاثر ہوکر ارتداد سے تائب ہوجائے گا اور اسلام قبول کرلے گا تو پھر یہ تیمارداری مستقل تبلیغ کا حکم رکھتی ہے، بشرطیکہ نیت بھی یہی ہو(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "إنما الأعمال بالنیات وإنما لامرئ ما نوی". (صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ۲/۱، قدیمی)

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ربیع الثانی ۶۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

قادیانیوں کا مرتب کردہ قاعدہ "یسرنا القرآن"

سوال [۳۸۳]: قاعدہ "یسرنا القرآن" جو قادیانیوں کا بنایا ہوا ہے جس میں کوئی عقیدہ قادیانی کی بات نہیں کہ جس سے فسادِ عقیدہ اور فسادِ عمل شرعی ہوتا ہو، بلکہ اس کی ترکیب و ترتیب اور ہدایات بابت طریقہ تعلیم ایسی ہے جس کے باعث بچہ بسہولت پانچ چھ ماہ میں بلکہ اس سے کم مدت میں ناظرہ ختم کر لیتا ہے، چنانچہ راقم کا خود تجربہ ہے کہ بہت سے بچوں کو تین تین چار چار ماہ میں ختم کرایا ہوں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قاعدہ کا پڑھنا جائز ہے، اور کیا کفار کی بنائی ہوئی چیز کو اس کے کمال اور کسی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے عمدہ اور اچھا کہنا جائز ہے یا نہیں مثلاً یوں کہنا کہ مصر کا بیج اور بھگوان پور کا بیج بہت اچھا ہے اس لئے کہ اچھا مشہور ہے تو اچھا کہنا کیسا ہے کیونکہ اس کے بنانے والے کافر ہیں یا یوں کہنا کہ امریکن لالٹین یا جرمنی کوئی چیز اچھی ہے تو اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امریکن لالٹین اور قاعدہ یسرنا القرآن میں بہت فرق ہے، اول خالص دنیاوی چیز ہے اور ثانی تعلیم قرآن اور دینیات کی ابتداء و اجزاء ہے، اول کی تعریف سے کفار کے دین کی تعریف نہیں ہوتی ہے اور ثانی کی تعریف سے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جن لوگوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اتنا بہترین انتظام کیا ہے جس سے بچے بہت جلد ناظرہ رواں اور حفظ پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اس کا وقت ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے، وقت جیسی قیمتی چیز کی حفاظت کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا یہ لوگ خوب جانتے ہیں، لامحالہ دینی اصول و فروع میں بھی یہ لوگ ماہر ہوں گے اور ان کا طریقہ تعلیم بہت اچھا ہے، لہٰذا ان کو اپنے مدارس میں ملازم رکھنا چاہئے یا ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہئے۔

علیٰ ہذا القیاس بچہ جو کہ عقائدِ قادیانی سے بالکل بے خبر ہے جب وہ ان کا بنایا ہوا قاعدہ پڑھے گا پھر آئندہ وہ دوسرے قواعد یا کتب میں وہ سہولت نہ پائے گا اور بعد میں معلوم کرے گا کہ وہ پہلا قاعدہ قادیانی کا

تصنیف کردہ ہے تولامحالہ اس کی طبیعت میں قادیانی کی نہ صرف تعریف بلکہ قدر پیدا ہوگی اور یہ خواہش کرے گا کہ میں ان کی دوسری تصانیف بھی پڑھوں، وہ بھی اسی طرح سہل اور دل نشین طریق پر ہوگی اور ان کی کتابیں پڑھنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

پھر اس خراب نتیجے سے والدین منع بھی کریں اور قادیانی کی برائی بھی سمجھادیں تب بھی بچہ کہے گا کہ یہ کسی عداوت نفسانی کی وجہ سے منع کررہے ہیں ورنہ واقعتاً اگر قادیانی خراب ہوتا تو اس کا بنایا ہوا قاعدہ کیوں پڑھایا جاتا؟ اور جب اس قاعدے سے اس قدر نفع ہوا جس کا میں تجربہ کرچکا ہوں اور اس کی تعریف اپنے ابتدائی استاذ صاحب قاری عبد بخش سے سن چکا ہوں تولامحالہ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہوں گی، تلبیس کی بناپر روحانی اور معنوی غیر محسوس طریقہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ غلط ہے۔ اسی لئے اہل التقویٰ کفار کی دوکانوں سے اشیاء خریدنے سے احتراز کرتے ہیں اور اہل اسلام کی دوکانوں سے خریدتے ہیں (۱)۔

پھر جب آپ اس قاعدہ "یسرنا القرآن" کو رواج دے کر سب جگہ شائع کردیں گے تو اس سے قادیانیت کی بہت بڑی تبلیغ ہوگی اس لئے کہ یہ قاعدہ رجسٹرڈ ہے، کوئی دوسرا اس کو نہیں چھپوا سکتا اور لامحالہ قادیانیوں سے خریدنا ہوگا اور وہ روپیہ مبلغین کو دیا جائے گا کہ اہل اسلام کی تردید کرکے قادیانی مذہب کو پھیلایا جائے اور مسلمانوں سے مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے اور اہل اسلام کے خلاف کتابیں چھپواکر شائع کی جائیں۔ نیز بغدادی قاعدہ اور نورانی قاعدہ جن کو مخلص دیندار وں نے تصنیف کیا ہے وہ بیکار اور موقوف ہوجائیں گے۔ آج آپ کو یہ قاعدہ پسند آیا اس کے نتائج یہ ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

---

(۱) "عن عامر قال: سمعت النعمان بن بشير رضي الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله يقول: "الحلال بيّن والحرام بيّن و بينهما مشبهات، لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه و عرضه". (الصحيح للبخاري: ۱/۱۳، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، قديمي)

قال الملا علي القاري: "وفي شرح السنة: هذا الحديث أصل في الورع، وهو أن ما اشتبه أمره في التحليل والتحريم، ولا يعرف له أصل متقدم، فالورع أن يتركه و يجتنبه، فإنه إذا لم يتركه واستمر عليه واعتاده جر ذلك إلى الوقوع في الحرام .... و يدخل في هذا الباب معاملة من في ماله شبهة أو خالطه ربا، فالأولى أن يحترز عنها و يتركها . عن ابن شهاب قال: "كنت ليلةً مع سفيان الثوري فرأى ناراً من بعيد فقال: ما هذا؟ فقلت: نار صاحب الشرطة، فقال: اذهب بنا في طريق آخر، لأنه =

مرزا کے قول کا حوالہ

سوال [۴۸۶] : ایک دفعہ جناب والا نے قادیانی ملعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کا ایک الہام ذکر فرمایا تھا کہ "آج رات خدا نے میرے سے قوتِ رجولیت کا اظہار کیا (ہمبستری کی) جس کے نتیجہ میں مجھے حمل قرار پا گیا"۔ یہ الہام کس کتاب میں ہے؟ جناب والا کو یاد ہو تو تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

صفحہ تو محفوظ نہیں لیکن مرزا کی کتابوں سے عشرۂ کاملہ میں بھی نقل کیا ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

☆......☆......☆......☆......☆

= يستفتى بنارهم. قلت: وما أنسب قوله تعالىٰ: ﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾. (مرقاة المفاتيح، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، رقم الحديث: ۲۷۶۲، ۶/۱۵، رشيديه)

(۱) عشرہ کاملہ فی ابطال النحلۃ المرزائیہ۔ مصنفہ مولانا محمد یعقوب صاحب پھلواری رحمۃ اللہ علیہ ص: ۴۱، ۴۲ میں ہے:

"خدا کی بیوی اور اس کے لوازمات۔ الہامات ذیل پر غور کریں۔

(الف) مرزا کا حیض اور بچہ۔ "یریدون أن یروا طمثك": اس الہام کی تشریح مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں: "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے، مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا، جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص: ۱۴۳)

(ب) اللہ تعالیٰ کا نطفہ: "أنت من ماءنا وهم من فشل": یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ (اربعین: ۳/۳۳)

(ج) اللہ تعالیٰ سے ہمبستری (نعوذ باللہ): مرزا صاحب کے ایک خاص مرید یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل۔ پلیڈر اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں کہ "جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مردانہ) طاقت کا اظہار فرمایا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے"۔ (اسلامی قربانی)

(د) استقرارِ حمل: مرزا صاحب کشتی نوح کے ص: ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ "مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا"۔

(عشرہ کاملہ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور، ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ)

ما یتعلق بالشیوعیۃ والاشتراکیۃ

(کمیونزم وسوشلزم)

کمیونزم

سوال [۵۸۵]: کمیونسٹ پارٹی ہیں، جو چین اور روس میں ہے اور جس کا موجد "لینن" اور "مارکس" ہیں اس کے موجدین کے کیا کیا اصول وضوابط ہیں؟ کس مذہب کے ماننے والے ہیں؟ اس پارٹی میں قرآنی حکم اور حدیث کی عظمت یاد اور باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہم مسلمانوں کو کمیونسٹ پارٹی کو تسلیم کر کے اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ غرض اس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر سے اس میں فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کمیونزم کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ انسان کو مذہب سے نکال دیا جائے، چنانچہ "دی کمیونزم از دیب" میں ہے ص:۱۱۲ کہ "کمیونزم کا ممبر اس شخص کے علاوہ کوئی نہیں بن سکتا جو صدق دل سے صاف صاف اس کا اعلان نہ کرے کہ وہ دہریہ ہے یعنی منکرِ خدا ہے"۔

"اینجلز" لکھتا ہے کہ:

"ہماری پارٹی طبقہ دار شعور رکھتی ہے اور مزدوروں کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے، یہی پارٹی مذہبی اعتقادات سے پیدا کردہ جہالت سے غفلت نہیں برت سکتی ہیں، ہمارا بنیادی مقصد ہے کہ مذہبی فریب خوردگی کو دور کیا جائے"۔ (اینجلز ص:۱۵)

مارکس نے مذہب کے انفرادی معاملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہمیں قدم آگے بڑھا کر انسانیت کو مذہب کے اقتدار سے آزاد کرنا ہے، مذہب پر تنقید علم تنقید کا مبدا ہے"۔ (مارکس سوشلزم ص:۱۹۲)

"مذہب عوام کے حق میں افیون کا اثر رکھتا ہے" (حوالۂ سابق) "مذہب آوازِ قدیم کی اخلاقی غلامی کی بازگشت ہے"۔ (کمیونسٹ مینو فیسٹو کی تشریح، دفعہ نمبر ۵۵، از

دیوبند) بحوالہ الحق ج: ۹، ۱۰/ جمادی الاولیٰ/ ۹۴ھ۔

کمیونزم پر بحث کرتے ہوئے "حکم الإسلام فی الاشتراکیۃ" کے مصنف لکھتے ہیں:

"إن العقيدة الأساسية للنظام الاشتراكي هي العقيدة المادية التي تقول: إن المادة هي أصل الأشياء، ولا شيء لغير المادة، وهذا يعني إنكار وجود الخالق العظيم سبحانه وتعالى، ويعني إنكار كل دين سماوي، ويعتبر الإيمان بذلك أفيوناً يخدر الشعوب، كما يعتقد ذلك ماركس وانجلز وأمثالهم"(۱)۔

یعنی کمیونزم کی بنیادی عقیدہ مادیہ ہے جو کہتا ہے کہ مادہ ہی اصل چیز ہے اور مادہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور یہ یعنی باری تعالیٰ کا انکار اور تمام کا ہر دین سماوی کا انکار اور ایمان کے حق میں افیون اور جنون سمجھا ہے جیسا کہ مارکس اور انجلز کے ماننے والے سمجھتے ہیں (حکم الاسلام فی الاشتراکیۃ ص ۱۱۹)۔ اور کمیونزم بھی ایک تحریک ہی نہیں بلکہ ایک جدید مذہب ہے جس کے بانی ''مارکس'' و ''لینن'' یہودی تھے، چنانچہ علامہ طنطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

ان مختصر جوابات سے آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ کمیونزم صرف ایک معاشی تحریک نہیں، بلکہ ایک جدید مذہب ہے جو تمام ادیان سابقہ اور ان کی تعلیمات اور اخلاقی اقدار اور دین حق یعنی ذات خداوندی کے خلاف ہے اور کامریڈوں کی زندگی کی راہ میں سے ہر رکاوٹ کو دور کرتا ہے دین جدید یا دین یہود کا مسلک و مقصد ہے۔ یہ سوشلزم جو دشمن انسانیت ہے، اس کے بانی شیطان اور مارکس و لینن جو یہودی تھے اور جن کا قول تھا کہ ''ہم نے بے زبان حیوانات پر تو سواری کی اب ہم نے اس زمانے میں انسانوں کو سواری بنادیا جن کو جانوروں کی طرح استعمال کریں گے''۔ (جواہر ۲/ ۱۲۸، بحوالہ الحق)

یہ کمیونزم کا اجمالی خاکہ ہے جس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اعتقاد کے اعتبار سے بھی وہ صراحۃً اسلام کے خلاف ہے، سیاسی حیثیت سے اس میں شرکت وقتی طور پر مفید بھی نظر آتی ہو پھر بھی دینی حیثیت سے اس کا ضرر واضح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) (حکم الإسلام في الاشتراكية، اختلاف العقائد بين الإسلام والاشتراكية، ص: ۱۱۹، المكتبة العلمية، المدينة المنورة)

کمیونزم کیسی جماعت ہے؟

سوال[۲۸۶]: ہندوستان میں کمیونزم جماعت آپ کے اسلامی نقطۂ نظر سے کیسی جماعت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ابتداءً تو اس کی خدا اور دین سے بغاوت پر ہے مگر اس کے اصول میں ترمیم بھی ہوتی رہتی ہے، اگر کوئی شخص اصول اسلام کا پابند رہ کر اس میں شرکت کرے تو اس کو اسلام سے خارج نہیں قرار دیا جائے گا، جماعت کے تمام افراد پر ایک حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس جماعت کو اسلامی جماعت بھی نہیں کہا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۹۰ھ۔

کانگریس اور کمیونزم کی تفصیل

سوال[۲۸۷]: زید ایک مسلمان معتقد خدا و رسول اور پابند صوم و صلوٰۃ ہے، لیکن وہ سیاسی حیثیت سے کیمونسٹ پارٹی کو پسند کرتا ہے، اس کا ممبر اور اس پارٹی کو ووٹ دینا چاہتا ہے۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ زید گنہگار ہے کیونکہ کیمونزم کا اصل الاصول انکارِ خدا و مذہب ہے۔ کیا مولوی صاحب مذکور کا فتویٰ صحیح ہے؟

۲..... عمر ایک عالمِ دین ہے موجودہ دور میں فرقہ پرستی کی بجائے تنظیم کا مشاہدہ کر کے اور کانگریسی حکومت کو جس شکوہ سے مضطرب و بے حس سمجھ کر اور کانگریس کی اصلاح سے مایوس ہو کر کہتا ہے کہ کیمونسٹ پارٹی میں شامل ہو کر فرقہ پرستی کو ختم کرنا چاہئے اور شرعی نقطۂ نظر سے کیمونسٹ پارٹی میں شامل ہو جانا چاہئے، کیونکہ گاندھی جی کے گاندھی ازم کے باوجود سیاسی حد تک علماء کرام کانگریس میں شامل ہوئے۔ کیا عمر کا خیال صحیح ہے؟

۳..... بکر بھی ایک عالمِ دین ہے اس کا کہنا ہے کہ کانگریس کے اصول میں گاندھی جی کے فلسفہ کو لازم نہیں قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح خدا پرستی یا دہریت کو بھی لازم نہیں کیا گیا ہے لیکن کیمونسٹ پارٹی میں انکارِ خدا و مذہب کو لازم ٹھہرایا گیا ہے، کیونکہ کیمونزم کا اصل الاصول انکارِ خدا و مذہب ہے اس لئے کیمونسٹ پارٹی میں شامل ہونا ناجائز و حرام ہے اور کانگریس میں شامل ہونا جائز و مباح ہے۔ کیا بکر کا یہ خیال صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱. کمیونزم کی بنیاد خدا اور مذہب کے انکار پر ہے، عقیدۃً اس کے مسلک کو تسلیم کرنا دین اسلام سے خروج کے مرادف ہے، مگر بعض مسلمان جن کو اس حقیقت اور بنیاد کی خبر بھی نہیں وہ محض ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے شریک ہوجاتے ہیں، ان کو اصل حقیقت سے باخبر کرکے روکنا بہت ضروری ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ رفتہ رفتہ اعتقاداً بھی وہ اس مسلک کو اختیار کرلیں جیسا کہ عامۃً ہر شخص پارٹی کے اثرات سے متاثر ہوجاتا ہے الا نادراً، اور جو شخص صوم وصلوٰۃ کا پابند پکا مسلمان ہے اس کی شرکت سے دوسروں پر نہایت خطرناک اثر پڑتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر پارٹی میں خرابی ہوتی تو فلاں پکا دیندار آدمی اس میں کیوں شریک ہوتا اس لئے پوری کوشش کرکے روکا جائے مگر کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہ کی جائے کہ اس میں احتیاط ضروری ہے (۱)۔

۲. کانگریس اور جمہوریت پسند نقطۂ نظر سے جو بھی حیثیت رکھتے ہوں مگر کانگریس کی بنیاد خدا اور مذہب کے انکار پر نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں شریک ہونے والے ہر مکتب فکر کے لوگ ہیں، وہ بھی ہیں جو خدا کے منکر ہیں وہ بھی ہیں جو خدا کو تسلیم کرتے ہیں، یا بعض ان کے اثرات سے کچھ لوگ متاثر ہوئے ان کے تاثر کو دیکھ کر ایک طبقہ بالکل کانگریس سے علیحدہ رہا، کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ شرکت کے باوجود متاثر نہیں ہوئے انہوں نے متاثر ہونے والے کے تاثر کو خود ان کی کمزوری قرار دیا، علیحدہ رہنے والوں کی کچھ چلتی نہیں تھی، اس لئے کمیونزم کو کانگریس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

۳. یہ تفریق و تقسیم اصولاً صحیح ہے مگر اتنا اضافہ ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کی تعلیم کو مقدم کرنا اور دینی استحکام کا انتظام کرنا ضروری ہے تب شرکت کی اجازت دی جائے ورنہ اکثریت کے ساتھ اول کر بلکہ ان کے افکار و خیالات منظم ہوجائیں گے جس کی تعبیر پڑھ چکیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

(۱) "إذ عسى أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة، كما حرره في البحر، وعزاه في الأشباه إلى الصغرى".

"وفي الدرر وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه، فعلى المفتي الميل لما يمنعه" (الدر المختار: ۴/۲۲۹، ۲۳۰، باب المرتد، سعید)

الجواب: نمبر۲ نوٹ: سائل کو جواب ارسال کیا گیا، پہلے جواب کی نوعیت مشورہ کی ہے، اسلام کے بنیادی اصول تو پہلے بذریعہ وحی نازل کئے گئے تھے وہ یہی ہیں جو مستور قائم ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے، ان میں ترمیم کا کسی کو حق نہیں، جو شخص ان میں ترمیم کرے گا وہ خود ہی اسلام سے علیحدہ ہوجائے گا۔ دوسری پارٹیوں کے اصول خود ان کے ذہن کی پیداوار ہیں، ان میں آئے دن ترمیم ہوتی رہتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ کانگریس اور کمیونسٹ کے موجودہ اصول جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ذہن کے دفعات کی تفصیل جن پر پابندی سے عمل کرنا ضروری ہے ہمارے پاس ارسال کیجئے ان سب کو بغور دیکھ کر جواب تحریر کیا جائے گا کہ ان کے تسلیم کرنے سے اسلام رخصت ہے یا نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۸/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۸/۸۸ھ۔

کمیونزم اور سوشلزم

سوال [۲۸۸]: ۱… کمیونزم اور اس کی دوسری شاخ سوشلزم کفر ہے یا نہیں؟

۲… سوشلزم جو کہ ایک یہودی کا خود ساختہ نظام ہے، ایک مستقل ضابطۂ حیات ہے یا محض اقتصادی نظام ہے؟

۳… کمیونزم اور سوشلزم پسند جماعتوں سے اشتراک کرنا کیسا ہے؟

۴… کمیونزم اور سوشلزم پسند جماعتوں سے اگر چند علماء اشتراک وتعاون کریں اور تقریری وتحریری طور پر ان کی حمایت کریں تو وہ علماء شرعاً کس حکم میں ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کمیونزم کی جب ابتداء ہوئی اس کا حال تو کچھ تھا (خدا اور مذہب سے بغاوت) وہ حال بعد میں باقی نہیں رہا، بعض میں رفتہ رفتہ ترمیم کی گئی تھی کہ مذہب کے اعتبار سے بالکل پابندی ہٹا کر ہر ایک کو یہ آزادی دیدی گئی کہ ہر مذہب کا آدمی اپنے دینی نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں شرکت کر سکتا ہے، اس لئے کمیونزم اور سوشلزم کے موجودہ نظریات جن کی پابندی لازم ہے ان کی تشریح اور تفصیل معلوم ہونی ضروری ہے، اس کے جو اصول اسلام سے ٹکراتے ہیں ان کو تسلیم کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، اگر اسلام کے بنیادی عقائد پر

ضرب لگے گی تو اسلام کا باقی رہنا مشکل ہو جائے گا، اگر بنیادی عقائد برقرار رہیں گے تو اسلام باقی رہے گا، پھر جو امور شرعاً ناجائز ہوں گے شرعاً ان کی اعانت ناجائز ہوگی۔

کفر کا فتویٰ بغیر پوری تفصیل معلوم ہوئے دینا دشوار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند

اسلامی سوشلزم

سوال [۴۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے جو کہ اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات چاہتا ہے، مساوات سے مراد یہ ہے کہ غریب انسان اور عوام کو روٹی وغیرہ اور اپنا اپنا حق اسلام کی روشنی میں ملے، اور جماعت کا ہر فرد اور زید بھی خدا، رسول، یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، نماز، روزہ، زکوۃ ادا کرتا ہے، علماء کرام میں سے کچھ علماء دین نے اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات کو اسلام کی روشنی میں چاہنے والوں کو کافر، مرتد قرار دیا ہے، کچھ علماء دین نے اسلامی سوشلزم یعنی اسلامی مساوات کو جائز قرار دیا ہے اور کچھ علماء دین نے اس اسلامی مساوات کی مخالفت کی ہے۔ ان دونوں علماء دین میں سے کون حق پر ہیں، میں کس کی بات تسلیم کروں؟ ان دونوں علماء دین کی باتوں سے میرا ایمان کمزور ہو گیا ہے۔ براہ کرم صحیح بات کی وضاحت فرما کر میرے ایمان کو تقویت بخشیں، میں کس کی بات پر عمل کروں؟

مظفر علی۔ گجرانوالہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی مسلم فرد یا مسلم جماعت کو کافر یا مرتد قرار دینا بڑی ذمہ داری کی بات ہے، جب تک نصوص قطعیہ سے اس کا کفر ثابت نہ ہو اس پر اقدام نہیں کیا جا سکتا (۱) بلا قطعی دلائل کے اگر ایسا کیا جائے تو اندیشہ قوی ہے کہ یہ

---

(۱) "ثم قد ذكروا أن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه، فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال النافي". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۱۹۹، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين: ۲۸۳/۲، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۱۰/۵، رشيدية)

کفر اقدام کرنے والے پر عود کرتا ہے (۱)۔

جو علماء حدودِ شرع سے واقف ہیں اور کفر و اسلام کی سرحد کو پہچانتے ہیں وہ کبھی ایسا اقدام نہیں کریں گے، اگر کسی غلط بیانی سے یا فریب دے کر ان سے کوئی تحریر حاصل کر لی جائے اور اس طرح تحریر پر دستخط لے لئے جائیں اور پھر تشہیر کر دی جائے کہ کفر کا فتویٰ فلاں عالم یا فلاں فلاں علماء نے دیا ہے تو یہ نہایت مکروہ اور مذموم طریقہ ہے۔

آپ نے دریافت کیا ہے کہ ان دونوں علماءِ دین میں سے کون حق پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ دونوں علماءِ دین کی دونوں تحریرات یہاں بھیجیں ان کو دیکھ کر معلوم ہو سکے گا کہ کس کے دلائل کس درجہ کے ہیں؟ اس قسم کے شدید اختلافات میں یقیناً عوام کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور یہ ان کے لئے زبردست فتنہ ہے۔ سیاسی مقاصد کے تحت کسی کو بلا دلیل کافر بنا دینے والوں کے حق میں یہ فتنہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے جس قدر عوام کے حق میں ہے، کیونکہ ان کا ایمان بالکل ہی رخصت ہو کر اس جگہ پر کفر قبضہ کر لیتا ہے (العیاذ باللہ)۔

وہاں کے ایسے سیاسی پیچیدہ مسائل کو بہتر یہ ہے کہ وہیں حل کر لیا جائے، ہم لوگ وہاں کی سیاست پر بصیرت نہیں رکھتے کیونکہ ہم کو وہاں کا مشاہدہ حاصل نہیں، یہاں کے ایڈیٹر صاحبان جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی کسی خاص نظریہ سے متأثر ہو کر کسی نظریہ کی تردید یا تائید کرتے ہیں، محض اسلامی نقطۂ نظر سے نہیں کرتے، اس لئے ان پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، وہاں کے اخبارات و رسائل کی آمد یہاں بند ہے، وہاں کی موجودہ جماعتوں کا موجودہ دستور اور نصب العین بھی ہمارے پاس نہیں۔ امید کہ آپ ہم کو معذور قرار دیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

☆......☆......☆......☆......☆

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/ ۸۹۳، قديمي)

ما یتعلق بالمودودیۃ

(مودودیوں کے عقائد کا بیان)

جماعت اسلامی کے عقائد

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً:

[۳۹۰] کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین حسب ذیل امور میں؟

۱۔ کیا جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں یا اس کے خلاف؟ مع دلائل تحریر کریں۔

۲۔ کیا جماعت اسلامی فرقہ ضالہ میں سے ہے یا فرقہ ہدیٰ میں سے ہے؟ مع دلائل تحریر کریں۔

۳۔ کیا جماعت اسلامی کے ارکان ومتعلقین کی امامت ان کے پیچھے نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں یعنی کسی کا امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تو کیونکر مع الدلائل تحریر کریں۔

۴۔ کیا جماعت اسلامی کے جلسہ میں شرکت اور ان کے ارکان ومتعلقین کی تقریر سننا یا انکی تحریر کا مطالعہ کرنا یا ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنا مناسب ہے؟ مع دلائل تحریر کریں۔

المستفتی: محمد مظہر الحسن مبارک پوری مورخہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ/ ۸۸ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ جماعت اسلامی کے بانی اور اونچے ذمہ داروں کی کتابوں میں ایسی چیزیں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو اہل السنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں، وہ اپنی اصطلاحات مستقل رکھتے ہیں، سنت، اسوہ، بدعت کے جو مفہومات اب تک امت میں شائع ہیں، یہ لوگ ان کو غلط اور دین میں تحریف کا موجب قرار دیتے ہیں، ایمان، اسلام، توحید، رسالت کا شائع شدہ مفہوم بھی ان کے نزدیک قابل تسلیم نہیں، انہوں نے دین کو ماضی اور حال کی شخصیتوں سے نہیں سمجھا بلکہ براہ راست کتاب وسنت سے سمجھا ہے اور کتاب اللہ کی تعلیم کیلئے سخت تاکید

ہے کہ حدیث وتفسیر کے پرانے ذخیرے سے مدد لی جائے، محدثین جس حدیث کو خوب پرکھ کر صحیح قرار دیں ان لوگوں کے نزدیک اس حدیث کو قولِ رسول ہونے پر یقین نہیں، جب تک وہ اس کو اپنے معیار پر خود نہ جانچ لیں۔

ان کے نزدیک سلف اور پرانے متکلمین قرآن پاک سے محروم تھے، ان کا مذاق فاسد تھا، وہ دینی یا ملکی حیثیت سے اسلام کو نہ جانتے تھے، انہوں نے اسلام کی غلط وکالت کر کے اسلام کو اتنا سخت نقصان پہنچایا کہ اسلام کے مخالفین نے بھی نہیں پہنچایا، ان کے نزدیک خلفائے راشدین اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر بھی جاہلیت کے اور غیر اسلامی جذبے حملہ کرتے تھے، جن کے جنتی ہونے کی بشارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے(۱)۔

غرض ان کی کتابوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے اسلام کو کسی نے بھی نہیں سمجھا، نہ موجودہ وقت میں کوئی سمجھتا ہے، نہ اب سے چودہ صدی پیشتر کسی نے سمجھا، محدثین، فقہاء، صوفیاء، مفسرین، متکلمین، تابعین، صحابہ کوئی شخص بھی ان کے نزدیک ایسا نہیں جس نے پورے اسلام کو اور پورے دین کو سمجھا ہو۔ ترجمان القرآن جلد ۲۴ کے چند شمارے ایک ساتھ شائع ہوئے ہیں، ان میں یہ اکثر چیزیں موجود ہیں۔ "رسائل ومسائل"، "معرکۂ اسلام وجاہلیت"، "تنقیحات"، "تفہیمات" اور "ترجمان" کے دوسرے شماروں میں بھی یہ چیزیں پھیلی ہوئی ہیں۔ "خلافت وملوکیت" کے نام سے جو کتاب شائع ہوئی ہے، اس میں بہت تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے اہل نہیں تھے، ان امور میں سے جن میں آپ کو شبہ ہو کتب میں مطالعہ کر لیں، اگر مطالعہ کے باوجود کوئی چیز نظر سے اوجھل رہ جائے تو لکھیں، یہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ صفحے کا حوالہ بھی دے دیا جائے گا، عبارتیں ان کی بہت طویل ہوتی ہیں، اس لئے کتابوں کے نام پر اکتفا کیا گیا، تاہم بوقت ضرورت نقل

---

(۱) "عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أبوبكر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد بن أبي وقاص في الجنة، وسعيد بن زيد في الجنة، وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة" رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب العشرة رضي الله تعالى عنهم، الفصل الثاني، ص: ۵۶۶، قديمي)

(ورواه الترمذي في جامعه في أبواب المناقب، مناقب عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه: ۲/۲۱۵، سعيد)

بھی کی جاسکتی ہیں۔ امید ہے کہ اب نمبروار ہر سوال کے جواب کی حاجت نہیں رہے گی، آپ خود ہی اپنے ہر سوال کا جواب پالیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۸۸ھ۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی جماعت اور ان کے عقیدہ کا حکم

سوال [۱۰۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ابوالاعلیٰ مودودی کی جماعت اور ان کے عقیدہ کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ جو شخص ان کی جماعت میں شریک ہوں، ان کے مسلک پر عمل کریں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟ جواب بالتشریح و کوائف کتب عنایت فرمایا جائے۔

مرسلہ: عبدالمجید جمال مظفرپوری۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی جماعت کے لٹریچر میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں، کچھ خوارج کی ہیں، کچھ روافض کی ہیں، کچھ غیر مقلدین کی ہیں، کچھ منکرین حدیث کی ہیں۔ دین، اسلام، ایمان، توحید، رسالت، تقویٰ، عبادت، سنت، اسوہ، بدعت، وغیرہ کی تشریح وہ سب سے الگ کرتے ہیں اور اب تک الفاظ جو کچھ مفہوم امت میں شائع ہے اس کو غلط اور دین میں تحریف قرار دیتے ہیں، ماحصل یہ ہے کہ ان کا پیش کردہ دین اسلام گویا ایک جدید قسم کا دین اسلام ہے اور وہ اس پر اپنے اجتہاد کے ذریعہ استدلال بھی کرتے ہیں، استدلال میں بھی کسی مجتہد و محدث وغیرہ کے پابند نہیں، جس دلیل کو چاہیں رد کریں، جس کو چاہیں قبول کرلیں۔ اس سلسلہ میں بہت کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، اور اس جماعت میں پرانے کام کرنیوالے بڑے بڑے ذمہ دار آہستہ آہستہ جماعت سے الگ ہوچکے ہیں، پھر بعض نے خاموشی سے علیحدگی اختیار کرلی، بعض نے علیحدگی کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی، بعض نے مستقل کتابیں تک بھی لکھی ہیں، "الفرقان"، "المنبر" (۱)، "المیثاق" (۲) وغیرہ رسائل واخبارات میں دیر تک بیانات آئے۔

---

(۱) المنبر: تالیف الحکیم عبدالرحیم اشرف۔

(۲) المیثاق: تالیف مولانا امین صاحب اصلاحی۔

اور تعبیر کی غلطی (۱) میں نہایت مفصل بیان موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے متعلق مودودی کا مسلک

سوال [۶۶۲]: عصمتِ انبیاء کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ مع دلائل اور نص حدیث سے مدلل فرمائیں، مودودی صاحب کی کتاب میں کس کس عبارت سے عصمتِ انبیاء کے خلاف ہیں؟ جواب تفصیل مع حوالہ ارقام فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ کتب عقائد و تفسیر میں مفصل موجود ہے، شرح فقہ اکبر میں چار پانچ صفحات میں اس کو بیان کیا ہے (۲) اسی طرح شرح عقائد نسفی (۳) اور اس کے حواشی میں

---

(۱) (تعبیر کی غلطی، تالیف وحید الدین خان)

(۲) "والأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح، وقد كانت منهم زلات وخطيئات". (الفقه الأكبر للإمام الأعظم رحمه الله تعالى عليه)

وفي شرحه للقاري: "(منزهون) أي معصومون (عن الصغائر والكبائر) من جميع المعاصي (والكفر) خص لأنه أكبر الكبائر (والقبائح) والمراد بها القتل والزنا واللواطة والسرقة وقذف المحصنة والسحر والفرار من الزحف ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح (وقد كانت منهم) أي من بعض الأنبياء قبل ظهور مرتبة النبوة أو بعد ثبوت وصف الرسالة (زلات) أي تقصيرات (وخطيئات) أي عثرات بالنسبة إلى ما لهم من أعلى المقامات وأسنى الحالات" اهـ

وفي شرح العقائد: "إن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الكذب خصوصاً فيما يتعلق بأمر الشرع وتبليغ الأحكام وإرشاد الأمة، أما عمداً فبالإجماع، وأما سهواً فعند الأكثرين، وفي عصمتهم عن سائر الذنوب تفصيل، وهو أنهم معصومون عن الكفر قبل الوحي وبعده بالإجماع، وكذا عن تعمد الكبائر عند الجمهور خلافاً للحشوية". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۴۹-۵۲، قديمي)

(۳) (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۰۱، قبيل قول المتن: "والملائكة عباد الله تعالى عاملون بأمره" سعيد)

نبراس(۱) وغیرہ میں نیز شرح مقاصد(۲)، الیواقیت والجواہر(۳)، تفسیر کبیر(۴) بیضاوی(۵) اور اس کے حواشی شیخ زادہ(۶) وغیرہ میں ہے فرقہ باطلہ حشویہ منکر عصمت ہے، ان کے اوہام کو بیضاوی میں نقل کر

---

(۱) (النبراس، ص: ۲۸۳، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) "الأنبياء معصومون عما ينافي مقتضى المعجزة كالكذب في التبليغ وعن الكفر وعن الصغائر المنفردة، وكذا تعمد غير المنفردة والمختار عن سهو الكبيرة أيضاً الخ" (شرح المقاصد، ص: ۳۰۸-۳۲۳، المقصد السادس، المبحث السادس، فصل في النبوة، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۳) "قال أئمة الأصول: الأنبياء كلهم معصومون، لا يصدر عنهم ذنب ولو صغيرة سهواً، ولا يجوز عليهم الخطاء في دين الله قطعاً. ويشترط في حق الرسول العصمة ... يجب تنزيه الأنبياء عليهم الصلوة والسلام عن كل ما يجب تنزيهنا من ذكر خطايا هم الخ". (اليواقيت والجواهر ۲/ ۲۰۵-۲۲۴، المبحث الحادي والثلاثون: في بيان عصمة الأنبياء عليهم الصلوة والسلام، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۴) (التفسير الكبير للرازي رحمه الله تعالى: ۳/ ۱۰، تحت آية سورة البقرة رقم ۳۶، المسئلة الثانية، دار الكتب العلمية بيروت)

(۵) "وقد تمسكت الحشوية بهذه القصة على عدم عصمة الأنبياء عليهم الصلوة والسلام لوجوه الأول أن آدم صلوات الله عليه كان نبياً، ارتكب المنهي عنه، والمرتكب له عاص، والثاني أنه جعل بارتكابه من الظالمين، والظالم ملعون لقوله تعالى: ﴿ألا لعنة الله على الظلمين﴾ الخ والجواب عن وجوه: الأول أنه لم يكن نبياً حينئذ، والمدعي مطالب بالبيان، والثاني أن النهي للتنزيه الخ" (تفسير البيضاوي، ص ۱۰۱، (البقرة: ۳۹) سعيد)

(وأيضاً تفسير البيضاوي، ص: ۱۰۲، تحت آية سورة البقرة رقم ۳۰، سعيد)

(۶) قال الشيخ زاده في حاشيته: "(قوله: وقد تمسكت الحشوية) وهم طائفة يجوزون على الأنبياء الكبائر على جهة العمد. (قوله: فسيأتي الجواب عنه في موضعه): أي في "سورة طه" في تفسير قوله تعالى: ﴿وعصى آدم ربه فغوى﴾ ثم قال: وفي النعي عليه بالعصيان والغواية مع صغر زلته تعظيم للزلة وزجر بليغ لأولاده عنها. انتهى كلامه. فكأنه قيل لهم: انظروا واعتبروا كيف يكتب على النبي المعصوم حبيب الله لايجوز عليه اقتراف الصغيرة المغفورة زلته بهذه الغلظة، وفي هذا للنص التبيع دلالة على قبح ما يصدر منكم من السيئات والصغائر فضلاً عن أن يتجاسروا على التورط في الكبائر". (حاشية محي الدين شيخ زاده على تفسير القاضي البيضاوي: ۱/ ۴۴۰، (سورة البقرة ۳۹)، المكتبة الإسلامية)

الجواب حامداً ومصلیاً:

مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے متعلق ساتھ والے (آٹھ و) فتویٰ میں تحریر کر دیا گیا اس کو دیکھ لیں، اس جماعت کو کافر نہیں کہنا چاہیے، کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا، بلا تحقیق جماعت کو کافر کہنے سے پرہیز کرنا لازم ہے، اس کا یہ کام ہرگز نہیں کہ کفر کا فتویٰ دے (۱) وہ نہ جماعت اسلامی کو کافر کہے (۲) نہ ان سے بحث ومباحثہ کرے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۳/۹۵ھ۔

جماعت اسلامی شریعت کی روشنی میں

سوال [۲۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین ان مسائل میں کہ آجکل ایک گروہ یا جماعت مودودی جس کو ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جاری کیا ہے، یہ جماعت کیسی ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں قرآن کریم کو حکم اور حدیث پاک سے مشرح ومدلل اس کا جواب جلدی عنایت فرما کر ممنون احسان فرمائیں۔

اس مذہب یا جماعت کے ماننے والے اور اتباع کرنے والے صحیح مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ ہم اہل

(۱) "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من أفتى بغير علم كان إثمه على من أفتاه". (سنن أبي داود: ۱۵۸/۲، كتاب العلم، باب التوقي في الفتيا، امداديه)

قال العلامة السهارنفوري: "(من أفتى) بصيغة المجهول (بغير علم) أي من أفتاه رجل جاهل بغير علم (كان إثمه على من أفتاه) أي إن عمل على فتوى الجاهل فليس الإثم على العامي الذي استفتى من الجاهل الذي كان بصورة العلماء، ولكن الإثم فيه على المفتي". (بذل المجهود، كتاب العلم، باب التوقي في الفتيا: ۲۴/۵، امداديه)

(۲) "عن أبي ذر أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قديمي)

(۳) "عن المغيرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات، ومنعاً وهات، ووأد البنات، وكره لكم قيل وقال، وكثرة السؤال وإضاعة المال". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر: ۸۸۴/۲، قديمي)

سنت والجماعت ہیں، ہم اپنی لڑکی کا نکاح مودودی جماعت کے عقیدہ رکھنے والے فرد کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی اتباع کرنے والا مودودی جماعت کے لڑکے کے نکاح میں شرکت کرنے پر شریعت کا کوئی الزام تو نہیں آتا ہے، اگر شرکت کرلی تو اس پر شرعی کیا جرم کا ارتکاب ہوا؟ اس مسئلہ کا خلاصہ شرح بسط کے ساتھ مدلل ثبوت پیش فرما کر جواب عنایت فرمائیے۔ فقط والسلام۔

خدا بخش ولد منصوری محلہ ... باز پور ضلع نینی تال۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے نئے طرز میں اسلام کی جو تشریحات کی ہیں وہ مسلک اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ہٹی ہوئی ہیں، چنانچہ ان کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس کا نام ہے "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" اس کو سامنے رکھ کر وحید الدین خان صاحب نے اعتراضات اور شبہات پیش کیے اور متعلقہ جماعت اسلامی کے سربراہوں اور حضرات کو خطوط لکھے، مگر کسی نے جواب و تسلی بخش نہیں کی، بلکہ ان کے اعتراضات سے سخت ناراضگی کا اظہار کیا، پھر سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی خدمت میں وہ اعتراضات بھیجے اور وعدہ کیا کہ میں سمجھنے کیلئے ان سے جو بات چاہتا ہوں اگر سمجھ میں آجائے بخوشی قبول کرلوں گا، انہوں نے ... مزید جوابات لکھنے کی درخواست کی مگر مودودی صاحب نے اس کو مشورہ دیا کہ آپ جماعت سے علیحدہ ہوجائیں، حالانکہ یہ چودہ برس جماعت کی طرف سے نشر و اشاعت کے ذمہ دار اور بہت مؤثر کارکن تھے، سب طرف سے مایوس ہو کر وہ جماعت سے علیحدہ ہوگئے اور انہوں نے "تعبیر کی غلطی" کتاب شائع کردی، تقریباً سوا تین سو صفحات پر جس میں وہ سب خط و کتابت بھی ہے جو کہ جماعت کے ذمہ داروں سے کی اور خط بھی کی ہے اور اس میں بتایا ہے "اسلام" کی جو تشریح مودودی صاحب نے کی ہے وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔

اسی طرح سے "رب" کا جو مفہوم مودودی صاحب نے بتلایا ہے وہ بھی اس کے خلاف ہے جو کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔

وحید الدین خان صاحب سے پہلے وہ حضرات جنہوں نے جماعت اسلامی کی تشکیل کی اور دستور بنایا تھا، آہستہ آہستہ علیحدہ ہوچکے، مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے لکھا ہے کہ "میں سولہ برس تک اس ادارہ کے گروہ قائد (جماعت اسلامی) کا ساتھ دے کر علیحدہ ہوا ہوں، ہیا نے ... مجبور کئے ... الوں میں شاید ایک دو

آرہی موجود ہوں، ورنہ سب تقسیم ہو چکے ہیں۔ پھر میثاق (۱) اور المنبر (۲) وغیرہ میں ان پر تنقید کرنے والے حضرات نے بہت تفصیل سے بتایا ہے کہ یہ جماعت اپنے دستور و بنیاد کی حیثیت سے کتاب وسنت اور اہل سنت والجماعت سے کتنی ہٹی ہوئی ہے۔

جو شخص ان کی پوری باتوں کو تسلیم کرتا ہے، وہ امام بنانے کے لائق نہیں (۳) ایسے شخص سے اپنی لڑکی کی شادی کردی جائے گی تو وہ بھی اس سے متاثر ہوگی اور مختلف قسم کے خیالات کی اشاعت ہوگی جس سے گمراہی پھیلے گی، خاص کر صحابہ کرام اور سلف صالحین کے بارے میں تنقید و تخریب کا مرض پیدا ہوگا، جس سے نجات دشوار ہو جائے گی۔

تفصیلات خط میں نہیں آسکتیں، ان کیلئے کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کا مطالعہ کیجئے۔ "کشف حقیقت"، "مودودی دستور"، "مودودی مذہب"، "جماعت اسلامی کا دینی رخ"، "مولانا مودودی کی تحریک اسلامی"، "تعبیر کی غلطی"، وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، ۱۰/۷/۹۰ھ

کیا جماعت اسلامی گمراہ جماعت ہے؟

سوال[۵۹۳]: ۱... کیا جماعت اسلامی گمراہ جماعت ہے؟

۲... اہل حدیث کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور اہل سنت والجماعت میں شامل ہے یا نہیں؟

---

(۱) ملاحظہ فرمائیں "المیثاق" تالیف حضرت محمد عثمان صاحب اصلاحی۔

(۲) "المنبر" تالیف حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف۔

(۳) "ويكره إمامة عبد ... وفاسق الخ" (قوله: وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر الخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره: ۱/۸۵، رشيديه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کی تشکیل ۱۹۴۱ء میں ہوئی اور بہت سے اہل قلم واہل فہم بھی اس کے ساتھ شریک ہوگئے تھے، دستور، دعویٰ، دعوت، طریق کار، نصب العین میں دیر تک تعاون کرتے رہے، اور ان حضرات کی شرکت ومعاونت کو امیر جماعت سید صاحب نے اپنے اور اپنی جماعت کے برحق ہونے کی دلیل وسند کے طور پر پیش کیا تھا کہ "اگر میں غلطی پر ہوتا تو یہ حضرات میرا ساتھ نہ دیتے، میرے ساتھ تعاون نہ کرتے، اور میرے ساتھ ایسے ایسے اہل علم اور اہل قلم موجود ہیں، جو کسی طرح غلط بات میں ساتھ نہیں دے سکتے، اور آئندہ بھی اگر میرا کوئی قدم غلط رہے گا تو مجھے فوراً روک دیں گے، یہ کھلی دلیل ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اور جس چیز کی دعوت دے رہا ہوں وہ حق ہے"۔

جن حضرات کے نام گنوائے تھے اور انہوں نے سر جوڑ کر دستور بنایا اور جماعت کی تشکیل کی تھی اور مودودی صاحب کے نزدیک وہ پہلے ہی سے حق کے جویاں تھے اور حق سامنے آتے ہی بغیر کسی تربص کے فوراً ابوبکر اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حق کو قبول کر لیا اور یہ سوسائٹی کے محسن کی حیثیت رکھتے تھے، ان حضرات نے بہت نزدیک سے سید ابوالاعلیٰ صاحب کو دیکھا اور پرکھا، ایک ایک چیز کی جانچ کی، غلطیوں پر سید صاحب کو متنبہ کیا، بار بار مراسلت ومکاتبت کی مگر مودودی صاحب اپنی جگہ پختہ رہے، اور ان کے اشکالات کا تشفی بخش جواب دینے کے بجائے ان کو جماعت سے علیحدہ ہوجانے کا مشورہ دیا کہ آپ کا ہمارے ساتھ نباہ نہیں ہوسکتا۔

مولانا امین صاحب اصلاحی سے کسی نے معلوم کیا:

سوال: "جو اصحاب ۴۱ء میں آپ کے ہمراہ جماعت اسلامی سے منسلک ہوئے ان میں سے اب کتنے جماعت اسلامی میں رہ گئے؟

جواب: جہاں تک میرا خیال ہے ممکن ہے کہ ان میں سے دو ایک اصحاب بطور تبرک ابھی جماعت اسلامی سے منسلک ہوں، باقی سارے دیرینہ کارکن کبھی کے علیحدہ ہوچکے ہیں۔

سوال: آپ کا آئندہ پروگرام کیا ہے؟

جواب: میں نے سولہ سال بعد ایک گم کردہ راہ قافلہ کا ساتھ چھوڑ دیا

ہے الخ"۔

مولانا صدر الدین اصلاحی پر سید صاحب امیر جماعت کو بہت اعتماد تھا، ان کو نائب بھی تجویز فرمایا کرتے تھے، ان کو صحیح العلم اور صحیح الفہم بھی فرمایا کرتے تھے، ان کی رائے خانہ سید صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق زیادہ وزنی ہوگی، انہوں نے سو سال تک ذمہ دارانہ کام کرنے کے بعد اس جماعت کو "گم کردہ راہ" بتایا ہے اور جماعت کے افعال اور کتاب وسنت سے انحراف پر "میثاق" میں دریتک مدلل و موثق طریق سے بہت سے امور کی نشاندہی کی ہے۔

اسی طرح حکیم عبد الرحیم صاحب اشرف نے مدت تک جماعت میں رہنے اور پورا تعاون کرنے کے بعد علیحدگی اختیار کی اور "المنبر" میں ایک ایک چیز کو واشگاف کیا۔ وحید الدین خان صاحب نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ جماعت میں رہ کر نشر و اشاعت کی خدمت انجام دی، اشکالات پیدا ہوئے، ان کو حل کرنے کیلئے اکابر جماعت مولانا صدر الدین اصلاحی، مولانا جلیل احسن صاحب ندوی، مولانا ابو اللیث صاحب امیر جماعت اسلامی ہند سے خط وکتابت کی اور ہر ایک کو اشکالات سے رجوع ہوا، چنانچہ مولانا جلیل احسن صاحب ندوی نے فرمایا کہ "اس تحریر کو پڑھ کر میں تحت کبیدہ خاطر ہوا"۔ ایک تحریر کے جواب میں لکھا:

"جس آدمی کو اطمینان نہ ہو جماعتی فکر پر تو اس کیلئے صحیح راہ یہ ہے کہ اس سے خاموشی کیساتھ الگ ہو جائے اور اپنے پسندیدہ طریقہ پر دین کا کام کرے۔ رہی یہ صورت کہ وہ اس کی اشاعت کیلئے قلم سنبھالے قلم کو تیر و نشتر بنائے اور میثاق نکالے یہ راہ اچھی نہیں"۔

وحید الدین خان صاحب نے سید ابو الاعلیٰ مودودی کی خدمت میں جو خط لکھا تھا، اس میں تحریر ہے:

"اکتوبر ۱۹۴۹ء میں مجھے یہاں کی جماعت کے شعبہ تصنیف وتالیف میں معاونت کی غرض سے رام پور بلا لیا گیا، یہاں آنے کے بعد جو مجھے تحریری کام کرنا تھا اس کیلئے ضروری ہوا کہ میں قرآن کا باقاعدہ مطالعہ کروں، جس کا موقع اس سے پہلے کی زندگی میں مجھے بہت کم ملا تھا، میں نے قرآن کو از سرنو پڑھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ میں ایک نئے احساس سے دوچار ہو رہا ہوں، میں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم میرے موجودہ

خیالات کی تصدیق نہیں کرتا، بلکہ قرآن میں مجھے اسلام کی تصویر اس سے مختلف نظر آتی ہے جو میں نے جماعت اسلامی کے لٹریچر میں اب تک دیکھی تھی، اس چیز نے مجھے ایک طویل ذہنی کشمکش میں مبتلا کردیا، جس کا ہر لمحہ میری اس کیفیت کو شدید تر کرتا رہا"۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جواب سے معذرت ان الفاظ میں کی:

"میں نے محسوس کیا کہ مسئلہ چند اعتراضات کا نہیں ہے، بلکہ آپ کا مطالعہ آپ کو بالکل ہی اس سمت کے خلاف سمت میں لے گیا ہے جس سمت میں میرا آج تک کا مطالعہ مجھے لے گیا ہے، اس حالت میں یہ بات کچھ فضول سی محسوس ہوتی ہے کہ میں اور آپ کسی بحث میں الجھیں، میں اپنا نقطۂ نظر پوری وضاحت کے ساتھ اپنی کتابوں اور بہت سے مضامین میں بیان کرچکا ہوں، ان کو پڑھ کر اگر آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ میں نے دین کو سرے سے غلط ہی سمجھا ہے تو اس نقطۂ نظر سے برأت کا اعلان کردیجئے اور جو کچھ آپ سمجھتے ہیں اس کی تبلیغ شدت کے ساتھ شروع کردیجئے، تاہم اگر آپ میری "تعبیر کی غلطی" کو واضح کرنا ضروری سمجھتے ہوں تو میں اس سے بھی آپ کو روکتا نہیں ہوں، آپ اپنی یہ کتاب شائع کرسکتے ہیں"۔

اس کے بعد خان صاحب نے سید صاحب کی خدمت میں خدا کا واسطہ دے کر اور آخرت کی جوابدہی کا احساس دلا کر لکھا کہ:

"اگر آپ کے نزدیک میں ناحق پر ہوں اور آپ حق پر ہیں تو حق ایک امانت ہے اور اس کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو اس سے محروم ہے اور آپ کے نزدیک میرے پاس حق نہیں ہے اور میں اس کو آپ سے مانگ رہا ہوں، آپ کے ذمہ لازم ہے کہ مجھے حق عنایت فرمائیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس پر سنجیدگی سے غور کروں گا اور سمجھ میں آجانے پر اس کے قبول کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی"

مگر سید صاحب نے وہ حق عنایت نہیں فرمایا اور جواب میں عتاب کا اظہار فرما کر اعتراضات کو نقل کرنے سے انکار فرمادیا، جس پر خان صاحب نے ان اعتراضات کو شائع کردیا، جس کا نام ہے "تعبیر کی غلطی"۔

اس میں یہ سب مراسلات بھی مذکور ہیں، پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ سید صاحب کی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" پر جو تبصرہ ہے اور اس کا رد ہے، اس میں بتلایا گیا ہے کہ:

"سید صاحب نے اپنی تمام تحریک کی بنیاد اس بات کو قرار دیا ہے کہ "الٰہ، رب، عبادت، دین" یہ چار بنیادی تھے، جن کا مفہوم عرب قرآن کے نزول کے وقت سمجھتے تھے، لیکن چند روز کے بعد آئندہ امت سے ان کا مفہوم اوجھل ہو گیا، تین چوتھائی امت کے ذہن سے صحیح مفہوم رخصت ہو کر محدود اور غیر واقعی مفہوم ذہنوں میں آ گیا، پھر ان چاروں کا مفہوم سید صاحب نے بیان فرمایا تو گویا تیرہ صدی تک امت اصل مفہوم سے نا آشنا رہی اور اب مودودی صاحب نے اصل مفہوم سے آشنا کیا، اور اس پر فلاں صاحب نے بتایا ہے کہ "سید صاحب نے جو کچھ ان چاروں اصطلاحات کی تشریح کی ہے وہ خود ہی غلط ہے اور قرآن کی رو سے غلط ہے، مثلاً "الٰہ" کا صحیح مفہوم، "رب" کا، "عبادت" کا، "دین" کا"۔

یعنی مودودی صاحب جن چاروں الفاظ کو کہتے ہیں وہ قرآن کی روشنی میں الگ ہیں، جس کو "رب" کہتے ہیں وہ رب نہیں، جس کو "عبادت" کہتے ہیں وہ عبادت نہیں، جس کو "دین" کہتے ہیں وہ دین نہیں، امید ہے اس کتاب سے کافی بصیرت حاصل ہوگی۔

۲... اہل حدیث حضرات مجتہدین پر سب وشتم نہ کریں اور فرائض وواجبات میں حنفی مسلک کی رعایت کر کے نماز پڑھا کریں تو ان کے پیچھے نماز درست ہو جائے گی (۱)۔

ایسے اہل حدیث بھی اہل سنت والجماعت سے الگ نہیں جو دیانت داری سے حدیث پر عمل کرتے

---

(۱) "وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع، إنما اختلف في الكراهة ... ذهب عامتهم إلى الجواز إذا كان يحتاط في مواضع الخلاف وإلا فلا، والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة وفي غيره معها" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا: ۱/۵۶۳، سعید)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲/۸۰، رشیدیہ)

ہیں اور فقہاء سے بغض نہیں رکھتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

تبلیغی جماعت، جمعیۃ العلماء اور جماعت اسلامی کا تعارف

سوال[۲۹۶]: بندہ اپنے نزدیک جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت و جمعیۃ العلماء ہر سہ کو مسلم جماعتیں سمجھتا ہے اور دل سے قدر کرتا ہے اور عملاً حصہ بھی لیتا ہے، ان میں سے کسی کو بے دین و گمراہ جماعت نہیں سمجھتا، ہمارے یہاں بعض لوگ تبلیغی جماعت کو مسلم لیگی اور اس کے چلہ کو بدعت کہتے ہیں اور جماعت اسلامی کو گمراہ اور بے دین جماعت بتلاتے ہیں۔ میں اپنے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ میرا فیصلہ از روئے شرع کیسا ہے؟ بعض لوگ میرے اس فیصلہ سے برہم ہیں اور کہتے ہیں کہ مودودی اور جمعیۃ العلماء سب جماعتیں قابل ترک ہیں اور جو ان جماعتوں کو مسلم جماعت سمجھتا ہے وہ گمراہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

تبلیغی جماعت تو مروجہ طریقہ پر کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے، نہ اس کا کوئی ممبر سازی کا فارم ہے، نہ فیس ہے، نہ سکریٹری، نہ رجسٹر میں اندراج، بلکہ اپنے دین کی پختگی اور مشق کیلئے چھ باتوں پر عمل کرتے ہیں، ان کو یاد کرنے، ان کو پھیلانے اور اپنی عملی زندگی میں جاری کرنے کیلئے حسب توفیق وقت نکال کر باہر جاتے ہیں، تین دن، ایک ہفتہ، دس دن، ایک چلہ، دو چلہ، تین چلہ، سات چلہ حتی کہ بعض آدمیوں نے اپنی پوری زندگی اسی کام میں لگادی ہے، دوسری کسی جماعت سے لڑائی جھگڑا سے بچتے ہیں۔ جو چھ باتیں ان لوگوں نے اختیار کی ہیں وہ سب قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہیں(۱)، ان میں کسی کا اختلاف ہی نہیں، اگر کوئی

---

(۱) "عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "دخلت الجنة فرأيت في عارضتي الجنة مكتوباً ثلاثة أسطر بالذهب: السطر الأول: لا إله إلا الله محمد رسول الله الخ". (فيض القدير ۲/۳۳۳، رقم الحديث: ۲۱۸۲، مصطفى الباز مكة)

قال الله تعالى: ﴿وأقيموا الصلوة وآتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين﴾ (سورة البقرة: ۴۳)

وقال تعالى: ﴿يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات﴾ (سورة المجادلة: ۱۱)

وقال تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا اذكروا الله ذكراً كثيراً﴾ (سورة الأحزاب: ۴۱) ..... ←

شخص کم علمی اور ناتجربہ کاری کی بنا پر کوئی غلطی کرتا ہے تو وہ اس کی ذاتی غلطی ہے، اس کو اصول نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، ایسے شخص کو دوسرے لوگ تنبیہ کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔

جمعیۃ العلماء ایک مستقل جماعت ہے، صدر، جنرل سیکریٹری، دفتر، دستور، ممبر سب کچھ موجود ہے، جگہ جگہ اس کی شاخیں ہیں، اس کا اپنا اخبار ہے، ممبری کا فارم مطبوعہ ہے، دستور چھپا ہوا ہے، وقتاً فوقتاً انتخاب بھی ہوتا ہے، اس جماعت نے بہت کام بھی کیا ہے اور اب بھی ترقی کررہی ہے، دوسری جماعتوں سے مقابلہ بھی آئے دن ہوتا رہتا ہے، اس کا کام زیادہ تر ملک اور قوم کی خدمت ہے، اس میں ہر قسم کے مسلمان شامل ہیں۔

جماعت اسلامی موجودہ جماعتوں میں سب سے زیادہ منظم اور باضابطہ ہے، اس کی رکنیت کی شرطیں بھی سخت ہیں، یہ جماعت الیکشنوں میں حصہ بالکل نہیں لیتی، حکومت کی ہر قسم کی ملازمت کو ناجائز کہتی اور ہر قسم کی آمدنی کو حرام کہتی ہے موجودہ وقت میں جب تک حکومت حاصل نہ کرے، اس کے نزدیک کوئی عبادت بھی کارآمد نہیں، اس کا مقصد پوری دنیا کی اصلاح کرنا ہے، اس کے نزدیک ایمان، اسلام، توحید، رسالت، اسوہ، سنت، بدعت کا مفہوم سب سے جداگانہ ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ کسی نے بھی اسلام کو صحیح نہیں سمجھا، نہ اب، نہ گذشتہ زمانوں میں، حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں عامۃً اور خلفاء راشدین میں خاصۃً تحریر اسلامی اور غیر دینی

"عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن من موجبات المغفرة إطعام المسلم السغبان". (شعب الإيمان للبيهقي: ۳/۲۱۷)

"عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رجلاً سأل النبي صلى الله عليه وسلم: أي الإسلام خير؟ فقال: "تطعم الطعام، وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف". (صحيح البخاري: ۱/۶، كتاب الإيمان، باب إطعام الطعام من الإسلام، قديمي)

قال الله تعالى: ﴿وادعوه مخلصين له الدين﴾ (سورة الأعراف: ۲۹)

وقال تعالى: ﴿لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم﴾. (سورة الحج: ۳۷)

وقال الله تعالى: ﴿ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة﴾ (سورة النحل: ۱۲۵)

وقال الله تعالى: ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

چیزیں موجود تھیں اور ان پر بزور جاہلیت کے حصے ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ ناگوار حرکات کر جاتے تھے۔ ان کے نزدیک قرآن پاک کا مطلب سمجھانے کیلئے تفسیر وحدیث کا ذخیرہ کارآمد نہیں اور ضروری نہیں، وہ ایسی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے جس کے تصور سے دنیا ہمیشہ ناآشنا رہی ہے اور آج تک ناآشنا ہے۔

امید ہے کہ اس مختصر سے تعارف کے بعد ہر ایک کے مقاصد ونظریات کے متعلق رائے قائم کرنے میں سہولت ہوگی اور سب کا فرق بھی سمجھ میں آجائے گا، طویل بحث کو آپ خود بھی پسند نہیں کرتے اور یہاں اس کی ضرورت بھی نہیں۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۲/۸۹ھ۔

مودودی صاحب اور جماعت اسلامی

سوال [۲۰۴۷]: ۱... کیا جماعت اسلامی کے بنیادی عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں یا اس کے خلاف؟ صحیح دلائل تحریر فرمائیں۔

۲... کیا جماعت اسلامی فرق ضالہ میں سے ہے یا فرقہ حقہ میں سے یعنی ہدایت یافتہ میں سے ہے؟ صحیح دلائل تحریر فرمائیں۔

۳... جماعت اسلامی کے ارکان ومتفقین کی امامت میں ان کے پیچھے نماز صحیح طور پر ادا ہوگی یا نہیں؟ یعنی کسی مسجد وغیرہ کا امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں؟ صحیح دلائل تحریر فرمائیں۔

۴... جماعت اسلامی کے جلسے میں شرکت، وہاں کے ارکان ومتفقین کا لٹریچر پڑھنا یا ان کی تحریر کا مطالعہ کرنا، ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنا کیسا ہے؟ المستفتی: انعام الحق۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شعبان ۱۳۶۰ھ میں جماعت اسلامی کی تشکیل ہوئی، اس وقت تحریک امارت چلی تو سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت تجویز ہوئے۔ اس سے قبل مودودی صاحب کے مضامین "ترجمان القرآن" میں شائع ہوتے رہے اور دونوں کو اس لئے ہموار کیا جو کہ ماہنامہ ہے، دکن میں رہ کر ترجمان کا دفتر رہا، پھر پٹھان کوٹ میں منتقل ہوا۔ اس سے بھی پہلے دہلی سے طلوع اسلام "پرویز" سے مودودی صاحب کو کافی ربط تھا، حدیث کو ناقابل اعتبار قرار دینے کیلئے دونوں کی متحدہ کوشش رہی، پھر ایک موڑ پر اختلاف ہوا، کچھ مدت فریقین میں

خاموش رہی، اس کے بعد جب فتنۂ انکارِ حدیث نے زور پکڑا اور ہر طرف سے اس کی تردید شروع ہوئی تو مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے بھی تردیدی مضامین آنے لگے، دونوں میں کافی مراسلت اور مقابلہ کی صورت رہی، منکرینِ حدیث اپنی تائید میں جگہ جگہ مودودی صاحب کی عبارات پیش کرتے تھے۔ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ ہی کے خیالات ہیں۔

مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے ذمہ دار حضرات کی کتابوں میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں، جو اہلِ سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں اور بالکل حق ہیں، اور ایسی چیزیں بھی ہیں جو اسلام کا نام لینے والے گمراہ فرقوں خوارج، نواصب، روافض، منکرینِ حدیث، قادیانی وغیرہ کے مسلک کے مطابق ہیں، جو شخص ان کی ان تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خالص اہلِ سنت والجماعت میں سے نہیں ہے(۱)۔ ایسے شخص کو جس نے باقاعدہ دین کو حاصل کیا ہو، اسی طرح سے اللہ پاک نے دین کو نازل و مکمل فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا اور عمل کرایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعد کے لوگوں کو سمجھایا، پھر اسی طرح جو بعد والوں نے ماقبل طبقہ سے سیکھا اور یہ توارث و تواتر قرن بعد قرن رہا، ایسا ہی شخص حق و ناحق میں تمیز کرسکے گا، ورنہ وہ خود الجھ جائے گا۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) "وعن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليأتين على أمتي كما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل، حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلث وسبعين ملة، كلهم في النار إلا ملة واحدة" قالوا: من هي يا رسول الله؟ قال: "ما أنا عليه وأصحابي"". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/۳۰، قديمي)

"فكذا هنا المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنهم هم أهل السنة والجماعة، وقيل: التقدير: أهلها من كان على ما أنا عليه وأصحابي من الاعتقاد والقول والفعل، فإن ذلك يعرف بالإجماع، فما أجمع عليه علماء الإسلام فهو حق، وما عداه باطل". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، تحت حديث عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه، رقم الحديث: ۱۷۱: ۱/[illegible]، رشيدية)

"فقہ وکلام کے مسائل میں میرا ایک خاص مسلک ہے، جو میں نے اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر حاصل کیا ہے"۔

نیز فرماتے ہیں کہ:

"میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں نے کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ خود یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کہا، اسی ذریعہ معلومات کی طرف میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں"۔

آپ ہی غور کریں کہ جس نے نہ باقاعدہ اساتذہ سے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی ہو، نہ ماضی وحال کے اشخاص سے دین کو سیکھا ہو، محض کالج میں ۱۶، ۱۷ سال کی عمر تک پڑھ کر براہ راست کتاب وسنت کا مطالعہ عربی زبان پر عبور حاصل کر کے دین کو سیکھا ہو اور پونے چودہ سو سال کے تمام اکابر پر بے لاگ تحقیقی وتنقیدی نگاہ ڈال کر تحریری تنقید کر ڈالی ہو، محض ایسے فہم پر اعتماد کر کے آدمی کہاں تک پہونچے گا، تازہ شاہکار "خلافت وملوکیت" بھی ملاحظہ ہو۔ اس مختصر سے خط میں مزید تفصیل کی گنجائش نہیں، حق تعالیٰ ہوائے نفس سے بچائے اور آخرت کی جواب دہی کے تصور کو مستحکم فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ محرم ۸۹ھ۔

مولانا مودودی نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی؟

سوال [۴۹۸]: ۱- بہت سارے علماء کا کہنا ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی فاسق ہیں، اور ان کی "جماعت اسلامی" بھی فاسق ہے، وہ جماعت والے اگر داڑھی نہیں رکھتے تو نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہیں، اس جماعت میں زیادہ تر سیاسی لوگ ہیں جن کا کردار اچھا نہیں ہے، اس لئے اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا اور علمائے دیوبند کا نظریہ الگ ہے، اس لئے مولانا مودودی کی کتاب نہ پڑھنا چاہیے اور نہ اپنے پاس رکھے اور نہ لائبریری میں منگائی جائے، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

۲- مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی میں کس بات پر نااتفاقی تھی اور مولانا مودودی

نے کس مدرسہ میں تعلیم پائی اور ان کے استاذ کون تھے؟ لوگوں کا کہنا ہے کہ مولانا محمود الحسن مدنی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی ایک مدرسہ میں ایک ہی استاد کے متعلم ہیں، لیکن دونوں کا نظریہ مختلف اور الگ الگ ہے، اور مولانا محمود الحسن اور مولانا مودودی صاحب اس بات پر جھگڑ پڑے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب کہتے ہیں کہ امام مہدی جو ظہور ہوں گے تو پینٹ، کوٹ، سوٹ، کے ساتھ ہوں گے۔ جب کہ متجدد ہوں گے یعنی انگریزی لباس میں ظاہر ہوں گے۔ اور کہتے ہیں کہ داڑھی ایک مشت رکھنا ثابت نہیں، جتنا چاہے رکھے خواہ ایک مشت ہو یا اس سے کم بلکہ داڑھی رکھے سب جائز ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شہید لوگ زندہ نہیں رہتے، بلکہ لوگ جنگ میں جاتے تھے نہیں، ہول سے کہ خدا نے شوق دلانے کیلئے وعدہ کیا کہ شہید لوگ مرتے نہیں زندہ رہتے ہیں، اصل میں وہ زندہ نہیں بلکہ خدا ان کو بہت بڑا اجر دے گا اور ان کا مرتبہ بلند کرے گا، "شہید لوگ مر گئے ہیں" کہنے سے لوگوں کا دل چھوٹا ہوگا اور پست ہمت ہو جائیں گے، اسی لئے خدا نے ان کا حوصلہ بلند کرنے کیلئے ان سے وعدہ کیا کہ شہید لوگ زندہ رہیں گے، یہ کہاں تک صحیح ہے۔

مولانا محمود الحسن اور مودودی صاحب کی نااتفاقی کی وجہ سے مولانا محمود الحسن نے جمعیۃ العلماء کی پارٹی بنائی اور مولانا مودودی نے جماعت اسلامی کی پارٹی بنائی۔ مولانا محمود الحسن ہندوستان کے حامی اور کانگریس کے بانی تھے، مولانا مودودی پاکستان کے حامی اور مسلم لیگ کے طرفدار تھے، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

۳… دونوں فاضلوں کی سوانح حیات مختصر سے لکھنا، والد کا نام، کہاں پیدا ہوئے، کس مدرسہ میں تعلیم پائی، ان کے استاذ کون تھے، دونوں کا نظریہ کیسا ہے؟

۴… مولانا مودودی جو بات کہتے ہیں وہ کام آج بھی مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، ان کا کہنا غلط ہے یا صحیح؟ مودودی حق پر ہے یا نہیں یا غلط راہ پر؟ جماعت اسلامی غلط راستے پر ہے یا صحیح؟ مولانا مودودی کیا پاکستان کے بڑے عالم ہیں یا ان سے بھی بڑا کوئی عالم پاکستان میں ہے، مولانا مودودی بھی زمانہ کے بڑے عالم ہیں یا نہیں، دنیا کے بڑے عالموں میں ان کا شمار ہوتا ہے یا نہیں؟

۵… جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ یہاں کے ایک عالم مجھے منع کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جس طرح بدعتیوں کے پیچھے نماز درست نہیں، اسی طرح جماعت اسلامی کے امام کے پیچھے جماعت درست

۵.....ان کا بڑا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو یقین دلادیں کہ اب موجودہ وقت میں دین کو پوری طرح کوئی نہیں سمجھا، شاہ صاحب سے دوچار صدی پہلے کسی نے سمجھا ہے، نہ آٹھویں صدی پہلے کسی نے سمجھا ہے، شہ بارہ تیرہ صدی پہلے کسی کی پوری زندگی اسلامی زندگی تھی، حتی کہ مودودی صاحب اور ان کے متاثر اہل قلم نے صحابہ کرام پر بھی سخت قسم کی تنقید کی ہے، جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زندگی ہی میں نام لیکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا تھا کہ "یہ اہل جنت ہیں" (۱) ان کو بھی نہیں بخشا، نمونہ دیکھنا ہو تو "خلافت وملوکیت" اور "معرکۂ اسلام و جاہلیت" کو دیکھنا بھی کافی ہوگا، ان امور کے بعد آپ کے ہر سوال کا جواب خود بخود واضح ہے۔

۶.....مولانا ابواللیث صاحب ہندوستان کی جماعت اسلامی کے امیر ہیں، جس طرح کہ مودودی صاحب پاکستان کی جماعت اسلامی کے امیر ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مودودی صاحب کا ایک فتویٰ

سوال [۴۹۹]: مولانا مودودی صاحب سے ایک مسئلہ یہ پوچھا گیا کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ جواب دیا: نہیں ٹوٹے گا، سائل نے پھر پوچھا انجکشن لگوانے سے؟ جواب دیا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، سائل نے پھر پوچھا کہ اگر روزہ دار کے بھڑ ڈنک ماردے اور ڈنک کے مارنے سے سیال مادہ اس کے جسم میں پہونچادے (انجکشن کی طرح) تو کیا حکم ہے؟ جواب دیا کہ میرے خیال میں روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے کسی نے بھولے سے کھاپی لیا۔ کیا مسائل بالا میں جو حکم مودودی صاحب نے بتایا از روئے شرع درست ہے اور آخری مسئلہ میں جو قیاس کیا ہے وہ صحیح ہے؟ حافظ محمد کلیم بلی آبادی۔

(۱) "عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالیٰ عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أبو بكر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد بن أبي وقاص في الجنة، وسعيد بن زيد في الجنة، وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالیٰ عنه: ۲/۲۱۵، سعيد)

(ومشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب العشرة رضي الله تعالیٰ عنهم، الفصل الثاني: ۲، ۵۶۶، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

مودودی صاحب سے کسی نے فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "فتویٰ کسی مفتی سے پوچھو، ہاں دین کی بات میں بتاتا ہوں" اوران سے کسی نے کہا تھا کہ آپ نے فلاں چیز کا فتویٰ دیا ہے تو جواب میں کہا کہ "فتویٰ دینے کی غلطی میں نے کبھی نہیں کی" انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"مجھے گروہِ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں، میں نے جدید وقدیم دونوں قسم کے علوم کا کچھ کچھ حصہ حاصل کیا ہے، جس کی بناء پر میں نہ جدید گروہ کو پورے طور پر صحیح سمجھتا ہوں ورنہ قدیم کو، میں نے دونوں پر پوری تنقید کی ہے"۔

مودودی صاحب کا اصلی کام یہی ہے کہ سب پر تنقید کرکے ان کو ناقابلِ اعتبار قرار دیدیں اوراپنی رائے کی فوقیت سب پر جتادیں، اوراپنے ذہن سے اس کی ترجیح بھی ظاہر کردیں، ان حالات میں ان کے بیان کئے ہوئے مسائل شرعی فتویٰ کی حیثیت میں نہیں بلکہ مضمون نگاری کی حیثیت میں ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ کان میں سیال دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، آنکھوں میں ڈالنے سے فاسد نہ ہوگا۔ یہ دونوں مسئلے کتب فقہ شامی (۱) کنز (۲) فتاویٰ عالمگیری (۳) وغیرہ میں مذکور ہیں، اگر مودودی صاحب کے نزدیک ان کتابوں کے مسائل پر عمل کرنے والے جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اس وقت ان کتابوں کے مصنفوں کو لعنت بھیجیں گے اور دعاء کریں گے کہ یا اللہ! ان کو دہرا عذاب دے، انہوں نے ہم کو گمراہ کیا، ہم انکی اطاعت کیوجہ سے صحیح رستہ پر نہیں چلے بلکہ بھٹک گئے۔ (حقوق الزوجین)

نشتر وغیرہ کے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، منفذ سے کوئی چیز اندر نہیں پہنچتی، انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اس میں بھی منفذ سے کوئی چیز نہیں پہنچتی، الا یہ کہ جوفِ معدہ میں منفذ سے کوئی چیز پہنچائی جائے تو مفسد

(۱) "أو افطر في أذنه دهناً أو داوى جائفةً أو آمةً فوصل الدواء حقيقةً إلى جوفه ودماغه" (قوله: دهناً) قيد به؛ لأنه لا خلاف في فساد الصوم به الخ". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، مطلب في حكم الاستمناء بالكف: ۲/۴۰۲، سعيد)

(۲) (كنز الدقائق مع البحر الرائق، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده: ۲/۴۸۶، سعيد)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد: ۱/۲۰۳، رشيدية)

صوم ہے(۱) اصل وجہ مفسد سے جوف میں کسی چیز کا تہ پہونچنا ہے، اس کو بھول سے کھانے پر قیاس کرنا غلط ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

تفہیم القرآن کا حکم

تحریری جناب صدر المفتی صاحب، زیدت معالیکم! دارالعلوم دیوبند۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ براہین ودلائل شرعیہ فقہ حنفی کے مطابق تحریر فرما کر مشکور وممنون فرمایا جائے، عین کرم ہوگا۔

سوال[۵۰۰]: ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبداً ولا تقم على قبره﴾(۲) سورۂ توبہ۔ اس آیت کی تفسیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں لکھا ہے کہ اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ فساق وفجار اور مشہور بالفسق کی جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، یہ عبارت بعینہٖ تفہیم القرآن کی تو نہیں ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے، اس تفسیر کو لیکر کچھ لوگوں نے ہماری بستی میں یہ اعلان کیا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھے گا، اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی اور قبر کھودنے والوں پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ جو قبر کھودے گا اس پر چند روپے جرمانہ ہوگا۔

ہماری بستی میں ایک عالم صاحب ہیں، یہ سب باتیں ان کی عدم موجودگی میں ہوئیں، کچھ دنوں کے بعد وہ گھر آئے تو انہیں ایک نئی بات معلوم ہوئی انہوں نے مودودی صاحب کی تفسیر کو دیکھا اور اپنی تقریر میں

---

(۱) "أو ادهن أو اكتحل أو احتجم وإن وجد طعمه في حلقه". قال الشامي: "لأن الموجود في حلقه أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن، والمفطر إنما هو داخل من المنافذ للاتفاق من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أنه لا يفطر". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، ما يفسد الصوم وما لا يفسد: ۲/۳۹۵، ۳۹۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وفيما لا يفسد: ۱/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد: ۲/۱۷، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) (سورة التوبة: ۱۰، رقم الآية: ۸۴)

بیان کیا کہ یہ مودودی صاحب کی زیادتی ہے، یہ آیت کفار اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے نہ کہ فساق وفجار کے بارے میں، مودودی صاحب نے تفسیر بالرائے کی ہے جو سراسر ناجائز وحرام ہے، نیز انہوں نے کہا کہ ان کی تفسیر کے مطابق خود مودودی صاحب اس لائق نہیں ہیں کہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے، کیونکہ فاسق گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کہتے ہیں تو مودودی صاحب اتنے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کرتے ہوں گے کہ ان کو خود بھی پتہ نہیں ہوگا، نیز مودودی صاحب کی ڈاڑھی حدود شرعیہ سے کم ہے اور وہ علی الاعلان ڈاڑھی کٹاتے ہیں لہذا گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور مشہور بالفسق ہیں لہذا ان کی جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔

عالم صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ بے نمازی کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اگر چہ پوری زندگی میں کبھی نماز نہ پڑھی ہو بالکل حرام ہے اگر کسی نے نہیں پڑھی اور بلا جنازہ کی نماز کے دفن کر دیا گیا، سارے لوگ بستی کے گناہگار ہوں گے، لہذا ایسی زیادتی سے آپ لوگ باز آئیں۔ کچھ دنوں تک بات رک گئی پھر عالم صاحب اپنے مدرسہ میں چلے گئے، جب وہ آئے تو بستی کے لوگوں نے جب دیکھا کہ بات تو معقول ہے، اب کونسی ترکیب نکالی جائے تو لوگوں نے بہانہ شروع کر دیا کہ ہم لوگوں نے صرف لوگوں کو دھمکانے کیلئے ایسا کیا تھا، اس پر عالم صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس نیت سے ایسا کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ آپ لوگ ایسی بستی سے تعلق رکھتے ہیں جس کا ہر معاملہ میں دوسری بستیاں اقتداء کرتی ہیں، اس لئے ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ اس کو حقیقت پر محمول کر کے بلا نماز جنازہ کے کسی مسلمان کو دفن کر دیں جو بالکل ناجائز اور حرام ہے، اس پر لوگوں نے پوچھا کہ پھر کونسی شکل تبلیغ کیلئے اختیار کی جائے؟

مولانا نے کہا کہ ہر اولاد والے اپنی اولاد پر کنٹرول کریں، اولاد بالغ اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اس پر سختی کریں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تبلیغی اصول کے مطابق گشت کریں اب اگر لوگ نماز نہیں پڑھتے تو آپ کا قصور نہیں ہوگا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سوشل بائیکاٹ کر دیں۔

اب حل طلب یہ ہے کہ:

۱ بے نمازی انسان کے جنازے کی نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

۲..... آیت بالا کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی؟

۳..... مودودی صاحب کی تفسیر صحیح ہے یا نہیں؟

۴..... ڈرانے یا دھمکانے کی غرض سے جب کہ اندیشہ بھی ہو کہ دوسرے لوگ ہوسکتا ہے کہ حقیقت پر محمول کرکے بالکل جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اعلان کرنا کہ جو نماز نہ پڑھے گا اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵..... داڑھی کی حد شرعی کیا ہے؟

۶..... لوگوں کو نمازی بنانے کیلئے شریعت کی رو سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے؟ کرم فرما کر مذکورہ بالا باتوں کا جواب عنایت فرمایا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آنجناب کو جزائے خیر دیگا۔

والسلام خادم محمد بدر الحسن مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم، چاند واڑہ، ضلع مظفر پور، بہار۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... نماز فرض عین ہے(۱)، بے نمازی سخت گنہگار ہے(۲)، نماز جنازہ اس کی بھی ضروری ہے:

"الصلاۃ علیہ فرض کفایۃ بالإجماع، فیکفر منکرھا لإنکارہ الإجماع، کذا فی البدائع والقنیۃ، وقولہ تعالیٰ: ﴿وصل علیھم﴾ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: "صلوا علی کل بر وفاجر"۔ طحطاوی، ص: ۳۰۵"(۳)۔

۲..... ﴿ولا تصل علی أحد منھم مات أبدا﴾ منافقین کے متعلق ہے، عبداللہ بن ابی ابن سلول

---

(۱) "ھی (أی الصلوۃ) فرض عین علی کل مکلف بالإجماع"۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۳۵۱، کتاب الصلاۃ، سعید)

(۲) "عن عبد اللہ بن شقیق قال: کان أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئاً من الأعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ"۔ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۵۹، کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث، قدیمی کتب خانہ)

(۳) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۵۸۰، باب أحکام الجنائز، فصل الصلوۃ علیہ، قدیمی کتب خانہ)

رئیس المنافقین کا واقعہ کتب حدیث (۱) وتفسیر (۲) میں بہت مشہور ومعروف ہے کہ اس کے انتقال پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی تب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی، پھر کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی۔

۳... مودودی صاحب کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' (۳) میں بہت سی چیزیں جمہور اہل سنت والجماعت کے

---

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أنه قال: لما توفي عبد الله بن أبي، جاء ابنه عبد الله بن عبد الله إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأعطاه قميصه، وأمره أن يكفنه فيه ثم يصلي عليه، فأخذ عمر بن الخطاب بثوبه فقال: تصلي عليه وهو منافق، وقد نهاك الله أن تستغفر لهم؟ قال: "إنما خيرني الله أو أخبرني الله فقال: ﴿استغفر لهم أو لا تستغفر لهم، إن تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾. فقال: "سأزيده على سبعين" قال: فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلينا معه، ثم أنزل عليه: ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبداً ولا تقم على قبره﴾. (الصحيح للبخاري: ۲/۶۷۳، كتاب التفسير، سورة التوبة، قديمي)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول: لما توفي عبد الله بن أبي دعي رسول الله صلى الله عليه وسلم للصلوة عليه، فقام فلما وقف عليه يريد الصلاة، ثم صلى عليه ومشى معه وقام على قبره حتى فرغ منه قال: فعجبت من جرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فوالله ما كان إلا يسيراً حتى نزلت هاتان الآيتان: ﴿ولا تصل على أحد منهم مات أبداً﴾ فما صلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بعده على منافق، ولا قام على قبره حتى قبضه الله عز وجل". (تفسير ابن كثير: ۲/۴۹۹، سورة التوبة، آيت نمبر: ۸۴)

(۳) چنانچہ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ: ''حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بشری کمزوری سے مغلوب اور جاہلیت کے جذبے کے شکار ہو گئے''۔ (تفہیم القرآن: ۲/۳۴۴، سورۂ ہود، آیت ۴۶، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۷ء) اور حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے: ''حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں''۔ (تفہیم القرآن: ۲/۳۱۲، ۳۱۳، سورۂ یونس)

اور حضرت داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اس کا حاکمانہ اقتدار کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانروا کو زیب نہیں دیتا تھا''۔ (تفہیم القرآن: ۴/۳۲۷، سورۂ ص، آیت ۲۶، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۶ء)

مسلک کے خلاف ہیں، عوام الناس کا اس کو پڑھنا یا سننا اعتقادی اور عملی گمراہی وغلطی کا موجب بن سکتا ہے اس لئے اس سے پرہیز لازم ہے، ہاں جو حضرات اہل فہم ہیں، کتاب وسنت کا علم باقاعدہ معتمد اساتذہ سے حاصل کرکے اس پر استحکام رکھتے ہیں اور صحیح وغلط میں تمیز کرنے کا ان کو ملکہ راسخہ حاصل ہے ان کیلئے مضر نہیں، مگر مودودی صاحب نے آیت مسئولہ کے متعلق یہ نہیں لکھا جو ان کے معتقدین نے عمل شروع کردیا، یہ عمل سراسر غلط اور فتنہ ہے، اس کو مودودی صاحب کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے، جو معتقدین اپنے اعتقاد میں حد غلو تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس قسم کی غلطیوں میں اکثر مبتلا ہوتے ہیں پھر جو لوگ نعمت فہم سے محروم ہیں انکا تو پوچھنا ہی کیا ہے، وہ بے سمجھے ہی تقلید کرتے ہیں۔

مودودی صاحب نے اس آیت سے جو مسئلہ استنباط کرکے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:

''اس سے یہ مسئلہ نکلا ہے کہ فساق وفجار اور مشہور بفسق لوگوں کی نماز جنازہ مسلمانوں کے امام اور سربرآوردہ لوگوں کو نہ پڑھانی چاہئے اور نہ پڑھنی چاہئے''۔ تفہیم القرآن، ص: ۲۲۱(۱)۔

مودودی صاحب کا ایسا کلیہ استنباط کرنا بھی غلط اور نصوص کے خلاف ہے، اور ان کے معتقدین کا ایسا سمجھنا کہ بالکل نماز جنازہ ہی نہ پڑھی جائے اور بلا نماز ہی ان کو دفن کردیا جائے، نہ سربرآوردہ پڑھے اور نہ کوئی اور پڑھے، یہ بھی غلط اور اس کو مودودی صاحب کی طرف منسوب کرنا بھی غلط ہے۔

۴ جب کہ یہ مسئلہ ہی غلط ہے تو اس کی دھمکی بھی غلط ہے اور جہاں اس غلطی میں مبتلا ہوکر بے نماز ہی جنازہ دفن کردینے کا احتمال اور خطرہ ہو اور لوگ اقتداء میں ایسا کرنے پر آمادہ ہوں اور قبر کھودنے والے پر جرمانہ تجویز کیا جائے جس سے یہ بھی احتمال ہو کہ مردہ دفن ہی نہ کیا جائے، ویسے ہی پڑا ہوا سڑتا رہے جیسے مرا ہوا کتا، گدھا پڑا رہتا ہے تو ہرگز ایسی دھمکی اور اعلان کی بھی اجازت نہیں ہے۔

۵۔۔ داڑھی کی حد شرعی ایک قبضہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار(۲) میں سند کے

---

(۱) (تفہیم القرآن: ۲/۲۲۱، سورۃ التوبۃ، آیت: ۸۴، مکتبہ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۶۲ء)

(۲) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة". (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، إدارة القرآن)

ساتھ اس کو نقل کیا ہے اور فتح القدیر (۱) اور درمختار (۲) وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ "ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کاٹنا یا کاٹ کر ایک مشت سے کم کرا لینا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں"۔ کسی نے اس کو مباح قرار نہیں دیا، یا اجماع کے درجہ میں ہے۔

۲..... عالم صاحب نے جو تدبیریں بتائی ہیں وہ اختیار کی جائیں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کیا جائے، ہر مکان اور مسجد میں اہل اللہ کی کتابیں سنانے کا انتظام کیا جائے، اکابر اہل اللہ کی خدمت میں جا جا کر کچھ وقت اپنی تربیت کیلئے گذارا جائے، اپنے احوال کی ان کو اطلاع کر کے ہدایات حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کی فکر کیجائے، انشاء اللہ صحیح ماحول بنے گا، دین کا عام چرچا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

تحریک جماعت اسلامی کا خلاصہ

سوال [۱۰۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان دین وشریعت جماعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی کتابوں کی خرید وفروخت درست ہے یا نہیں، نیز ان کی کتب کا مطالعہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

افضل ابراہیم افریقی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

"میری عمر سولہ سال کی تھی جب میں نے کالج چھوڑا، پھر آوارہ خوانی شروع کی کہ جو کچھ سامنے آیا پڑھ ڈالا، اس کا بہت برا اثر میرے دل ودماغ پر پڑا (کہ خدا پر سے

---

(۱) "وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد". (فتح القدير: ۳۴۸/۲، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، مصر)

(۲) "وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم" (رد المحتار: ۴۱۷/۲، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، مطلب الأخذ من اللحية، سعيد)

یقین ہٹ گیا، عقائد بے معنی نظر آتے تھے) وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ عربی زبان پر عبور کافی تھا اس لئے براہ راست کتاب وسنت کا مطالعہ کیا، شکوک وارتیاب کے پردے چاک ہوتے گئے اور یقین مستحکم ہو گیا" وغیرہ وغیرہ۔

مودودی صاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے کہاں اور کس سے علم حاصل کیا؟ اس کا جواب دیا کہ:

"یہ بات مجھ سے دریافت کرنے کی نہیں، یہ بات تو ان حضرات سے پوچھنے کی ہوتی ہے جن کے علم کیلئے چند ناموں کا گنا دینا کافی ہے (جیسے حدثنا فلان عن فلان عن فلان) آپ مجھ سے یہ نہ پوچھئے بلکہ میرا کام دیکھئے، میرا کام چھپا ہوا ہے چھپا ہوا نہیں، اس کو دیکھ کر ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ میں نے کتنا علم حاصل کیا ہے، اس کو کتنا ہضم کر سکا ہوں"۔

کسی نے مودودی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے، صدیاں گذر گئی ہیں کسی نے وہ بیان نہیں کیا اور بڑے علماء ومشائخ نے آپ کے بیان کے بعد بھی اس کو قبول نہیں کیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب اکابر دین غلطی پر ہیں یا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حق کے نام پر کوئی غلط چیز پیش کر رہے ہیں؟

مودودی صاحب نے اس کا جواب دیا کہ "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لیے میں کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مؤمن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کیا"۔ ترجمان القرآن (۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب نے خدا کے دین کو نہ زمانہ حال کے کسی شخص یعنی استاذ سے سمجھا، نہ زمانہ ماضی چودہ سو سال میں کوئی شخصیت ایسی گذری جس سے وہ خدا کے دین کو سمجھ سکتے، قرآن کریم کا مطالعہ بھی خود ہی بغیر استاد کے کیا ہے اور سنت کا بھی، ان کے نزدیک قرآن کریم کا مطلب سمجھنے کیلئے نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ تفسیر کی، چنانچہ لکھتے ہیں:

---

(۱) (تنقیحات بحوالہ رو نیاد جماعت اسلامی، حصہ سوم، ص: ۲۷)

جیسا کہ ترجمان جلد ۲۶ (۱) میں ہے:

''اسی لئے ان کے نزدیک جماعت اسلامی میں داخل ہونے کے لئے تجدید ایمان ضروری ہے اور کوئی بڑے سے بڑا عالم اور شیخ طریقت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں''۔

اسی لئے جو شخص ان کی جماعت میں داخل ہونے کے بعد جماعت سے نکل جائے اس پر یہ لوگ ارتداد کا حکم لگاتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

''یہ وہ راستہ نہیں ہے، جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا دونوں یکساں ہوں، نہیں یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں، خدا کی طرف سے منھ موڑنے کے ہیں''۔ (جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع)۔

جماعت ہند کے ایک اہم ذمہ دار کی کتاب ''تنقیحات'' میں ہے:

''یہاں تبلیغ اسی مشنری ڈھنگ کی ہے، جیسے عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہے، وہی مذاہب چند بے جان عقائد، بے معنی منتر اور بے مقصد حرکات کی معجون سی بنے ہوئے ہیں، پنڈت، پادری، بالکرشن اور مولوی اپنے اپنے کارخانوں کی ذاتی معجونیں لئے پھرتے ہیں، دو گندگی بجائی، لوگوں کو جمع کیا اور اپنی معجون کے حق میں گلا کر اور تحرک تحرک کر ایک رنگین تقریر کر ڈالی''۔

نیز ایک صاحب نے مودودی صاحب کی خدمت میں رہ کے ایک کتاب تصنیف کی جس کو مودودی صاحب نے بہت پسند کیا ہے اس کا نام ''معرکہ اسلام و جاہلیت'' ہے، اس میں چن چن کر ایسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق لکھا ہے جن کے افضل اور جنتی ہونے اور مستحق خلافت ہونے کی بشارتیں صحیح احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں، کہ ان پر بار بار جاہلیت کے حملے ہوتے تھے جس کی وجہ سے غیر دینی جذبات بھڑک گئے اور وہ تا کروہی دغا خلاف اسلام حرکت کر گذرتے تھے۔

مودودی صاحب نے ایک مستقل قاعدہ کلیہ کے طور پر ''ترجمان القرآن'' میں لکھا ہے کہ:

---

(۱) (ترجمان القرآن، حوالہ مذکورہ)

"حقیقت یہ ہے کہ اسلام وجاہلیت کے درمیان کوئی بیچ کی راہ نہیں ہے"۔

اب پڑھنے والا سوچتا ہے کہ جن اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود براہ راست دین کی تعلیم دی، ایک ایک چیز کو سکھایا اور ان پر اعتماد کر کے دین کی پوری امانت ان کے سپرد فرمائی اور تبلیغ دین کا ان کو ذمہ دار ٹھہرایا اور آئندہ آنے والوں کیلئے ان کو مقتدیٰ بنایا، جماعت اسلامی کے نزدیک ان کے پاس بھی پورا صحیح دین نہیں تھا، بلکہ ان پر جاہلیت کے حملے ہوتے تھے اور جاہلیت تو بالکل اسلام کی ضد ہے، تو پھر انہوں نے امت کو اسلام پہونچایا یا اسلام کی ضد پہونچائی، انہیں کے پہونچانے سے امت کے پاس اسلام پہنچا مگر مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے نزدیک کسی کے پاس بھی صحیح دین اسلام نہیں پہونچا۔ تقریباً چودہ صدی اس گہری گمراہی، بے دینی و ضلالت میں بیت گئیں کہ لوگ بے دینی کو دین سمجھتے رہے، اور اسلام کی ضد کو اسلام سمجھتے رہے، اب مودودی صاحب نے اسلام کو صحیح طور پر پیش کیا ہے، تو ظاہر ہے کہ ایسے بانیٔ جماعت اور ایسی جماعت کو اہل سنت والجماعت سے کیا تعلق ہے؟ ایسی کتابیں جن میں یہ سب کچھ بھرا ہوا ہو خریدنا اور فروخت کرنا کب درست ہو سکتا ہے؟(۱) اور ایسے لوگوں سے دینی تعلق کیسے رکھا جا سکتا ہے؟

مودودی صاحب کی کتاب "خلافت وملوکیت" دیکھئے کہ کس کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نشانۂ ملامت بنا رکھا ہے، پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد کسی کی کوئی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے، مسلمانوں نے جس جس جماعت، جس جس فرد کیساتھ دینی عقیدت قائم کر کے ان کو اپنا رہنما تسلیم کیا ان پر مودودی صاحب نے ایسی تخریبی تنقیدیں کی ہیں کہ جس سے ساری عقیدت ختم ہو کر طبیعتوں میں نفرت بیٹھ جائے، جو شخص اپنے زمانہ کا تمام طرز خیال بدلنا چاہتا ہو اور لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کر دینا خواہشمند ہو وہ مجبور ہے کہ ابتداء میں تعمیری افکار کو آہستہ آہستہ بتدریج اور باحتیاط پیش کرے، تخریبی تنقید کے بغیر دو الفت وتحفظ کی وہ نہیں کی

---

(۱) قال تعالیٰ: ﴿ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله﴾. وفی أسباب النزول للواحدی عن الکلبی ومقاتل أنه کان یخرج تاجراً إلی فارس فیشتری أخبار الأعاجم، وفی بعض الروایات: کتب الأعاجم، فیرویها ویحدث بها قریشاً ویقول لهم: إن محمداً علیه الصلاة والسلام یحدثکم بحدیث عاد وثمود، وأنا أحدثکم بحدیث رستم واسفندیار وأخبار الأکاسرة، فیستملحون حدیثه ویترکون استماع القرآن فنزلت" (روح المعانی: [illegible]، سورۂ لقمان، آیت: ۶، دار إحیاء التراث بیروت)

جا سکتی، جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے اور جب تک یہ الفت وورثہ بھوان کے دماغ کسی نئی بنیاد پر تعمیری نقشہ سوچنے اور سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے، لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کے ساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے۔ (ترجمان القرآن، جلد: ۱۳، عدد: ۲، ص: ۱۳۳)(۱)۔

اس اصول کی بناء پر دستور میں تجویز کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، یہ بنیادی عقیدہ ہے اس کے پیش نظر کسی کو بخشا نہیں جائے گا۔ اسی وجہ سے "صحیح بخاری شریف" پر بھی تنقید کرتے ہوئے ایک حدیث کے متعلق لکھ دیا ہے "یہ جھوٹ ہے، مہمل افسانہ ہے"۔ (رسائل و مسائل، ج: ۲، نمبر: ۲)(۲)۔

اور "تفہیم القرآن" میں حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی تحت تخریبی تنقید کی ہے(۳)۔ مودودی صاحب تخریبی تنقید کے زور میں وہ چیزیں بھی اپنا لیتے ہیں، جن کو اہل باطل نے اختیار کیا ہے۔

کبھی ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوارج کی محفل میں ہیں اور ان کی تائید کر رہے ہیں اور جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں ان کو مسلمانوں پر اور ان کے مقتداؤں پر چسپاں کر رہے ہیں، کبھی خیال آتا ہے کہ روافض کی مجلس میں ہیں اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذوات مقدسہ میں کیڑے ڈال رہے ہیں، کہیں تصور ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے دربار میں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو عقیدہ تثلیث سے مربوط کر رہے ہیں، کہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ معتزلہ کی ہنگامہ آرائیوں میں گنہگار مسلمانوں کو ایمان سے خارج ہونیکا نوٹس دے رہے ہیں۔ اور جہاں جس مقصد کے لئے مناسب سمجھتے ہیں، اپنی فہم کے مطابق کسی آیت یا کسی حدیث یا کسی قول کا بھی سہارا لے لیتے ہیں تاکہ دیکھنے والا سمجھے کہ

---

(۱) (ترجمان القرآن، جلد: ۱۳، عدد: ۲، ص: ۱۳۳)

(۲) (رسائل و مسائل، ج: ۲، ص: ۳۶، طبع سوم)

(۳) "حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا"۔ (تفہیم القرآن، ج: ۲، ص: ۳۱۲، سورۂ یونس، آیت: ۹۸، پارہ: ۱۱)

نوٹ: تفہیم القرآن کے طبع سوم میں یہی الفاظ بعینہ موجود ہیں، بعد کے ایڈیشنوں میں اس عبارت کو تبدیل کیا گیا ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں (معارف القرآن: ۳/۵۴۰، مکتبہ ادارۃ المعارف کراچی)

ان کو تو حدیث سے بھی تعلق ہے اور کسی قول سے بھی استدلال کر لیتے ہیں۔ خدائے پاک ان کو ہدایت دے اور ان کی گمراہیوں کو ان پر واضح فرما کر توبہ کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے اور جتنی گمراہی ان کے ذریعہ سے پھیلی ہے اس کی اصلاح کی بھی توفیق دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایضاً

سوال [۲۰۵]: جماعت اسلامی کے بارے میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بڑی اچھی جماعت ہے، دین کی صحیح سمجھ اس جماعت میں حاصل ہوتی ہے، مگر میرے بعض دوست کہتے ہیں کہ یہ جماعت اچھی نہیں ہے اس سے دور رہنا چاہئے، حالانکہ میں نے ان کی کئی کتابیں پڑھی ہیں بظاہر کوئی قابلِ اعتراض بات نظر نہیں آئی، آپ سے گذارش ہے کہ حکم اس جماعت کے متعلق ارشاد فرمائیں تاکہ یہاں کے لوگ ہدایت پائیں۔ عزیز الرحمٰن واضباڑی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی نے باقاعدہ معتبر اساتذہ سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل نہیں کی، زیادہ تر ان کی معلومات اپنے مطالعہ سے ہیں، وہ اپنی رائے کے مقابلہ میں کسی کو معتبر نہیں سمجھتے، بلکہ اپنی رائے کے ذریعہ موجودہ علماء اور گذشتہ فقہاء، محدثین، اولیائے کرام حتی کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذوات مقدسہ پر بھی رکیک حملے کرتے ہیں، اور فہم دین میں ان کو ناقص تصور کرتے ہیں۔

بسا اوقات وہ اہل سنت والجماعت کے متفقہ مسلک سے ہٹ کر معتزلہ، خوارج، روافض، غیر مقلدین، منکرین، مرزائیوں کی باتوں کو ترجیح دے کر اختیار کر لیتے ہیں، جس سے سخت گمراہی پھیلی ہے اور ان سے متاثر لوگوں کے ذہن میں آہستہ آہستہ یہ بات قائم ہو جاتی ہے کہ چودہ صدی میں دین کو صحیح سمجھنے والا اور پورے دین کو اختیار کرنے والا کوئی شخص نہیں پیدا ہوا صرف مودودی صاحب نے پورے دین کو صحیح سمجھا ہے اور سب لوگوں کی غلطیوں کا پردہ چاک کیا ہے، کیونکہ سب لوگ اپنی نا سمجھی، خود غرضی یا خدا پرستی کی بناء پر دین کو غلط اور بے دینی کو دین سمجھے ہوئے تھے، یہ تصور نہایت خطرناک ہے جس کی حد نہیں ساری امت کو، ان کے دین کو ناقص اور غلط سمجھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خدمات کو ختم کرنا اور ان سے اعتماد کو ختم کر دینا ہے۔ استغفر اللہ۔

معلوم نہیں کہ آپ نے مودودی صاحب کی کیا کتابیں دیکھی ہیں اور آپ کے پاس قرآن کریم، حدیث شریف، تفسیر، اصول فقہ کے علوم کس قدر ہیں جن کے ذریعہ حق کو باطل سے پرکھا جاسکتا ہے۔

کیا "خلافت وملوکیت" کا آپ نے مطالعہ نہیں کیا؟ جس میں اونچے اونچے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر کس قدر تخریبی تنقید یں کی ہیں، حالانکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی، ان کو جنتی قرار دیا ہے(۱) ان پر اعتماد کرنے کیلئے حکم فرمایا(۲) ایسے حضرات مودودی صاحب کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں۔

ان کی دوسری کتابیں: "تنقیحات، تجدید و احیاء دین، تفہیمات، رسائل و مسائل" میں بھی اس قسم کے مضامین بھرے ہوئے ہیں مگر ان کو مضمون نگاری میں مہارت ہے، عبارت آرائی میں عام طور پر لوگ جھک جاتے ہیں، ان کے رد میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً "کشف حقیقت" "تعبیر کی غلطی" "مودودی مذہب" "مودودی صاحب کے غلط نظریات" "علمی محاسبہ"۔ خدا جانے ایسی بھی کوئی کتاب آپ نے دیکھی ہے یا نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أبوبكر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد بن أبي وقاص في الجنة، وسعيد بن زيد في الجنة، وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة". (جامع الترمذي: أبواب المناقب، مناقب عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه: ۲/۲۱۵، سعيد)

(وكذا في مشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب العشرة، الفصل الثاني، ص: ۵۶۶، قديمي)

(۲) "عن أبي بردة رضي الله تعالى عنه، عن أبيه قال: صلينا المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... فرفع رأسه إلى السماء وكان كثيراً مما يرفع رأسه إلى السماء فقال: "النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم أتى السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابي فإذا ذهبت أنا أتى أصحابي ما يوعدون، وأصحابي أمنة لأمتي، فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون". (الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب بيان أن بقاء النبي صلى الله عليه وسلم أمان لأصحابه: ۲/۳۰۸، قديمي)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه: ۵/۵۳۳، رقم الحديث: ۱۹۱۷۳، دار إحياء التراث بيروت)

جماعت اسلامی کا تفصیلی جائزہ ایک خط کے جواب میں

محترمی زید مجدہ . . . . السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[۳۰۰۵] جماعت اسلامی تقریباً ۲۵ سال سے تشکیل پاکر صورت میں کارفرما ہے اس کے بے شمار
اخبار رسالے لٹریچر کثیر تعداد میں شائع ہو چکے ہیں اور شائع ہوتے رہتے ہیں اس کا دستور بڑی اہمیت کے
ساتھ مرتب کیا گیا نصب العین اور طریق کار بھی تجویز کیا گیا جو حضرات مفکر اور اہل قلم اس میں شریک ہوئے
انہوں نے بڑی جدوجہد سے اس کی حمایت کی دوسرے حضرات اہل علم نے اس کو قبول نہیں فرمایا لکھتے اپنی
نجی مجلسوں میں اس پر تنقید کی سوالات پیدا ہوئے بات زیادہ بڑھی تو جلسوں تک نوبت آئی اور بڑے بڑے عام
جلسوں میں تقریریں کی گئیں اور جماعت کی جو چیزیں کتاب و سنت سے ٹکراتی تھیں ان کو پیش کیا گیا۔

پھر سوالات تحریری شکل میں آنے شروع ہوئے ان کے جوابات دیئے گئے مستقل رسالے رد میں
لکھے گئے ان رسائل و جوابات کا بھی کچھ خاصا ذخیرہ ہو گیا غرض یہ کہ جماعت اسلامی کے لٹریچر کے مقابلہ
ہو سکے وہ رسائل لٹریچر کے مقابلہ میں پیش ہونے کے برابر ہے دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، امروہہ، علی گڑھ،
اعظم گڑھ، مونگیر وغیرہ مقامات سے بھی جماعت کا رد لکھا گیا اور دلائل پیش کئے گئے دونوں طرف کے
حضرات کو بارہا گفتگو کا موقعہ ملا بعض مقامات پر تبادلۂ خیال کی بھی نوبت آئی۔

امیر جماعت سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے مخالف نقطۂ نظر والے حضرات کی کسی تحریر و تقریر کو حق اور
نیک نیتی پر محمول نہیں کیا بلکہ یہی فرمایا کہ یہ لوگ افتخار کی وجہ سے ہماری مخالفت کرتے ہیں کبھی لکھا کہ یہ سابق
تعصب میں مبتلا ہیں کبھی کہا کہ یہ قرآن و حدیث کو نہیں سمجھتے ان کا ایمان محض تقلیدی ایمان ہے انہوں نے اپنا
ایمان اکابر کے سپرد کر رکھا ہے خدا کے سپرد نہیں کیا ان کے دلوں میں خوف خدا نہیں یہ جو کچھ اعتراض کرتے
ہیں وہ جھوٹ ہے افترا ہے بدیانتی ہے یہ لوگ شخصیت پرستی میں مبتلا ہیں اپنی غلطیوں کو دین و تقویٰ بنا کر پیش
کرتے اور کراتے رہتے ہیں اس کو چھوڑ کر دین قبول کرنا ان کیلئے آسان کام نہیں ہے یہی تو وہ جہاد اکبر ہے
جس کے اہل بہت کم ملتے ہیں۔

ان لوگوں کے لئے آزمائش کا وقت آ گیا ہے جو حق پرست ہیں وہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور جو
شخصیت پرست ہیں وہ ہم سے الگ ہو جائیں گے میں تو سمجھتا ہوں کہ خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کو دین کی

خدمت کی توفیق ہی نہیں دے گا، بلکہ جن فتنوں کی خدمت کر رہے ہیں انہیں میں مشغول رہیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ غرض کسی کے اختلاف کو حق پر محمول نہیں کیا، لیکن جماعت کے اونچے حضرات نے بہرحال غور کیا، جن پر اپنی غلطی منکشف ہوگئی وہ جماعت سے علیحدہ ہوگئے، آپ کو واقفیت ہوگی کہ وہ چودہ بیس سال تک جماعت میں عہدوں پر فائز رہے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ نیک نیتی سے خدمات انجام دیتے رہے، اس کے بعد ان پر اپنی غلطی منکشف ہوئی اور وہ جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔ علیحدہ ہونے والوں کو جماعت نے جن خطابات سے نوازا آپ سے مخفی نہیں ہوں گے: "یہ دین سے ہٹ گئے"، "خدا سے منہ موڑ لیا"، "مرتد ہوگئے" (نعوذ باللہ) جماعت سے علیحدہ ہونے والوں کی تفصیلی فہرست بھی آپ کے علم میں ہوگی، وہ ایسے بلند پایہ لوگ ہیں جن کے متعلق نام بنام سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ "میرے ساتھ ایسے ایسے اہل علم و اہل قلم ہیں کہ اگر میری کوئی بات بھی غلط ہوتی تو یہ لوگ مجھے فوراً ٹوک دیتے اور اگر کبھی میرا کوئی غلط قدم اٹھے گا تو مجھے فوراً روک دیں گے، یہ کھلی علامت ہے اس بات کی کہ جو کچھ میں نے کہا اور اختیار کیا وہ حق ہے"۔

اب تلاش کر کے دیکھئے کہ اس دستور بنانے والوں اور تشکیل کرنے والوں اور جماعت کا سنگ بنیاد رکھنے والوں میں سے مودودی صاحب کے ساتھ کتنے آدمی باقی رہ گئے، مولانا امین احسن صاحب نے لکھا ہے کہ "شاید ایک دو تبرک کے طور پر باقی ہوں ورنہ سب الگ ہوگئے کسی نے خاموشی اختیار کی، کسی نے جماعت کی خامیوں اور کبری غلطیوں اور گمراہیوں کو تفصیل سے بیان کیا"۔ الفرقان ناظرین کے دو قابل دیکھئے جس میں مولانا منظور احمد صاحب نعمانی نے اپنی علیحدگی کے اسباب کو بیان کیا ہے اور کس طرح توبہ کی، معلوم ہوتا ہے کہ سخت ترین گمراہی وضلالت میں دیر تک پھنسے رہے، جس سے خدا کے سامنے عہدہ برآ ہونے کی صورت تلاش کی، مولانا امین احسن صاحب کا "میثاق" ملاحظہ کیجئے، وہ لکھتے ہیں: "میں سولہ سال تک ایک راہ گم کردہ قافلہ کا ساتھ چھوڑ کر آیا ہوں"۔ مولانا عبدالغفار صاحب، حکیم شمس الحسن بھی علیحدہ ہوئے اور اسباب علیحدگی بیان کئے۔

مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مودودی صاحب کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تردید بہت زوردار طور پر کی گئی اور جماعت اسلامی کے بہت سے اہل قلم نے کی ہے، نیز دستور کا وہ چھوٹا سا نمونہ لے کر بہت سے علما سے دریافت کیا گیا ہے اور فتوے حاصل کئے گئے ہیں جن میں سے بعض کے حوالے آپ نے بھی دیئے ہیں کہ اس کی تردید میں حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب نے مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے

"کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟" مگر حضرت کی قدرت کہ جیسے ہی وہ کتاب شائع ہوئی ویسے ہی ان کی اپنی غلطی ان پر منکشف ہوئی، جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے اور پچھلے ہوئے گذشتہ مضامین کے رد میں اب تک مسلسل مشغول ومنہمک ہیں ملاحظہ کیجئے "المنبر" لائل پور۔ جماعت کی گمراہی صرف دستوری دفعہ نمبر ۶ کی وجہ تھی جس کو مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا تھا اور اس کی تردید حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب نے "کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟" کے ذریعہ کردی تھی اور جماعت کی گمراہی ختم ہو کر حقانیت ثابت ہو چکی تھی تو حکیم عبدالرحیم اشرف کی توبہ اور تحریر سے اس تردید کی تردید ہو کر وہ گمراہی پھر لوٹ آئی۔

غور طلب ہے کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دستور کی دفعہ نمبر ۶ کی تردید کے لئے تو صریح (آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کو پیش کیا ہے) اور آپ اس کی مخالفت میں اقوال اشخاص کو پیش کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے معیارِ حق اشخاص کو قرار دیا ہے جس سے احتراز لازم تھا۔

مثلاً تقلید سے جو جماعت اسلامی کا مقصد ہے اور جو ہر تحریر میں چھپا ہوا ہے کہ کس طرح تقلیدی قیود سے آزادی حاصل کی جائے، اس کی روشنی میں دفعہ نمبر ۶ کا سوال کیا ہے تو مجرد جواب غلط جو آپ نے نقل کیا ہے اس جماعت نے بیان کیا ہے شائع کیا ہے، بلکہ صاف اور صریح جواب ہر ذی علم سے یہی ملے گا جو کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ دونوں طرف کی کتابیں دیکھیں، جن کی شرکت کو مودودی صاحب نے معیارِ حق قرار دیا تھا، دیکھئے وہ کیسی قوی دلائل سے اس تحریک وتاریخ رفقاء لکھ رہے ہیں، وحید الدین خان صاحب اعظم گڑھ نے سو پانچ سو صفحات کی کتاب "تعبیر کی غلطی" لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں "رب، الٰہ، دین، عبادت" کی تعبیر مودودی صاحب نے غلط کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

جماعت اسلامی پر غور کرنے کیلئے بنیادی امور

سوال [۱۰۰۸] ۱: جماعت اسلامی برحق ہے یا گمراہ ہے، اور اس کے بنیادی عقیدے جو ہیں آپ ان کو مانتے ہیں؟

۲: جماعت کے افراد کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

۳... اس جماعت کی مخالفت کرنا ہمارے لیے درست ہے یا غلط؟

۴... مدارس دینیہ میں اس جماعت کے افراد کی خدمت قبول کی جا سکتی یا نہیں؟

۵... اس جماعت کے اجتماعات میں شرکت کرنا اور اس کا لٹریچر پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

چند امور عرض ہیں ان پر غور فرمائیں:

۱- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امت کا سب سے پہلا طبقہ ہے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تعلیم دی، ان کے قلوب میں اس کا یقین راسخ فرمایا اور ان سے عمل کرا کے ان کی زندگی میں راسخ کیا، تمام امت کیلئے ان پر نقل دین میں اعتماد لازم ہے، کسی صحابہ نے کوئی بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ منسوب نہیں کی، تمام صحابہ کرام کا دامن اس سے پاک صاف ہے (۱)۔

۲- صحابہ کرام میں نفس صحابیت میں شرکت کے باوجود فرق مراتب بھی ہے، ان میں سے بعضے باپ ہیں ان میں سے بعضے بیٹے، بعضے دادا ہیں بعضے پوتے، بعضے استاذ ہیں بعض شاگرد، بعض بڑے ہیں بعض چھوٹے ہیں، بعض زیادہ حاضر باش ہیں بعض کم، بعض کی زندگی اسلام میں زیادہ گذری بعض کی کم، بعض کو فہم نصوص زیادہ حاصل ہوا بعض کو کم۔ پس اگر کسی استنباط اور اجتہاد میں اختلاف ہو، یہاں استاذ کے قول کو شاگرد کے قول پر ترجیح دی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں، یہ چیز شان احترام صحابہ کے خلاف ہے، نہ اس پر کوئی اعتراض ہے، لیکن محض اپنی رائے سے بغیر دلیل شرعی کے صحابہ کرام کے قول کو رد کرنے کا کسی کو اختیار نہیں (۲)۔

---

(۱) "عن إبراهيم بن عبد الرحمن العذري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۶، كتاب العلم، الفصل الثاني، قديمي)

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أصحابي كالنجوم، فبأيهم اقتديتم اهتديتم" (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة، قديمي)

(۲) "لقد يقع التعارض بين الحجج، وحكمها (أي المعارضة) بين الآيتين المصير إلى السنة وبين السنتين المصير إلى أقوال الصحابة الخ" (نور الأنوار، ص: ۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

"تقليد الصحابي واجب يترك به القياس أي قياس التابعين ومن بعدهم". (نور الأنوار، ص: ۲۱۶، سعيد)

۳- یہ بھی ممکن ہے کہ کسی وقت کسی باپ نے اپنے بیٹے کو یا استاذ نے اپنے شاگرد کو کوئی سخت کلمہ کہہ یا ہو یا چپت بھی ماردیا ہو تو آج اس کی حرص کرتے ہوئے کسی کو اس کا حق نہیں پہونچتا کہ ان صحابہ کی شان میں وہ بھی سخت کلمہ استعمال کرے اور استدلال کرے کہ ان کے باپ اور ان کے استاذ نے بھی تو یہ لفظ کہا تھا، تب نے کہہ یا تو کیا قصور کیا؟ جیسے کہ کسی شخص کے والد کو اس کے دادا نے کبھی سخت کلمہ کہا ہو بلکہ کبھی چپت بھی ماردیا ہو تو اب یہ پوتا اپنے باپ کیساتھ وہی معاملہ کرنا چاہے جو اس کے دادا نے کیا تھا تو کوئی ادنیٰ عقل والا بھی اس کی اجازت نہیں دیگا اور اس کو پسند نہیں کریگا۔

۴- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مناقب اور فضائل قرآن کریم (۱) اور مستند احادیث میں موجود ہیں (۲)، تاریخ کی رطب ویابس روایت پر بھروسہ کرتے ہوئے ان فضائل ومناقب سے صرف نظر کرنا ہرگز درست نہیں، خاص کر جب کہ یہ بھی معلوم ہو کہ ان تاریخوں کے لکھنے والے اس حیثیت کے آدمی نہیں جس حیثیت کے حضرات محدثین ہیں۔

۵- حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "میرے صحابہ سے اگر کوئی لغزش ہوجائے تو اس کو درگذر کرو اور اس کو ذکر مت کرو" (۳) حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے کارنامے اتنے بلند ہیں کہ امید ہے کہ وہاں پکڑ نہیں ہوگی، پھر تنقید صحابہ کو مستقل مشغلہ بنانا اور اس میں کتابیں تصنیف کرکے ان کی پاکیزہ

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس﴾ الآیة. قیل: اتفق المفسرون علی انه وارد في اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم. وقال تعالیٰ: ﴿وکذلک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس﴾. وهذا خطاب مع الموجودین حینئذ. وقال سبحانه وتعالیٰ: ﴿محمد رسول اللہ والذین معه أشداء علی الکفار﴾. (مقدمة ابن الصلاح، ص: ۲۶۴، النوع التاسع والثلاثون)

(۲) "عن ابي سعید الخدري قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "لا تسبوا اصحابي، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصیفه". (مشکوة المصابیح، ص: ۵۵۳، مناقب الصحابة رضي اللہ تعالیٰ عنهم، قدیمي)

(وأیضاً مقدمة ابن الصلاح، المصدر السابق آنفاً)

(۳) قوله علیه الصلاة والسلام: " اقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسیئهم". (کنز العمال: ۱۲/۱، ج ۱۰، رقم الحدیث: ۳۳۲۶۲، المکتبة التراث العربي)

زندگیوں میں سے عیوب تلاش کر کے لکھنا "ان میں یہ عیب تھا، ان سے یہ گناہ صادر ہوا، ان سے یہ کوتاہی ہوئی، ان سے یہ چوک ہوئی، آخر تھے تو وہ بشر ہی، بشری کمزوریوں سے خالی نہیں تھے، ان پر غیر دینی جاہلیت کے دورے کے حملے ہوتے تھے جس کی بنا پر وہ ناکردنی حرکات کر گذرتے تھے، دین کی روح تڑپ اٹھتی تھی، انھوں نے باہمی جنگ وجدل میں جاہلیت میں جان دی" وغیرہ وغیرہ۔ اس تنقید کی کہاں اجازت ہے (۱) جس سے ان کی ساری زندگی ہی ناصاف زندگی اور مخدوش زندگی بن جاتی ہے جس کی بنا پر ان کا نقل کردہ دین ہی ناقابل اعتماد بن جاتا ہے، مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کی کتابوں میں مثلاً "خلافت وملوکیت" (۲) "تفہیمات" (۳) "معرکۂ اسلام وجاہلیت" وغیرہ میں یہ مضامین بھرے ہوئے ہیں۔

دور صحابہ کے بعد محدثین کا نمبر آتا ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ کو نشانہ تنقید بنا کر مجروح کرنے سے نہیں روک سکے تو پھر محدثین کرام کا درجہ تو صحابہ کرام سے کم ہے ان کا کیا خیال کرتے، جو جو تنقید چاہے وہ ان کو کہا گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ فہم دین میں صرف اپنے دماغ وفہم پر اصالۃً اعتماد ہو گیا، جو چیز صحابہ کرام اور محدثین وغیرہ حضرات سے اپنے فہم ودماغ کے مطابق مل جاتی وہ علی الراس والعین ہے اور جو چیز خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے اور استدلال یہی کہ ہر ایک کی تنقید درست ہے (۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے جو کچھ آپ نے نقل کیا ہے انصاف کے ساتھ غور کریں کیا واقعی ان کا مقصد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس

---

(۱) "عن عبد اللہ بن مغفل قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اللہ اللہ فی اصحابی، لا تتخذوهم غرضاً من بعدی". الحدیث (مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة، قدیمی)

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: "ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں"۔ (خلافت وملوکیت، ص: ۱۷۴، طبع سوم)

(۳) "بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا ہے"۔ (تفہیمات، ص: ۳۵۸، مسلک اعتدال، حصہ اول، اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

(۴) "رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے"۔ (دستور جماعت اسلامی پاکستان، ص: ۲۴)

طرح مجروح کرنا اور نشانۂ ملامت بناتا ہے؟

۶- حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر جو تنقید کی گئی ہے اس کو بھی شاید آپ نے مودودی صاحب وغیرہ کی کتابوں میں ملاحظہ کیا ہوگا جہاں انہوں نے لکھا ہے کہ "امت کو بت پرستی سے تو بچایا ہے مگر پیر پرستی میں مبتلا کردیا کہ مرید ہوتے ہی پیر کو رب سمجھا جانے لگا" کس قسم کی تنقید یں ہیں کہ روا نہیں رکھی گئی اور مسلمانوں کو اس مہلک مرض میں مبتلا کردیا، جس شخص کا یہ حال ہو صحابہ پر تنقید کرتے ہیں، اس کے قول سے استدلال کرتے ہیں، تجدید و احیاء دین وغیرہ آپ کی نظر سے گذری ہوگی۔

۷- قرآن کریم کی آیات اور متعدد احادیث صحابہ کرام کے حق میں ذرا ملاحظہ کیجئے: ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه، وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار، خالدين فيها أبداً، ذلك الفوز العظيم﴾ (۱)

"أصحابي كالنجوم، فبأيهم اقتديتم اهتديتم"۔ (۲) ﴿رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه، فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر، وما بدلوا تبديلا﴾ (۳) ﴿ولكن الله حبب إليكم الإيمان وزينه في قلوبكم، وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان﴾ (۴)۔

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، مابلغ مد أحدهم ولا نصيفه" (۵)۔ (وقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم): "من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس

---

(۱) (سورۃ التوبۃ، پ: ۱۱، آیت: ۱۰۰)

(۲) (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث، قديمي)

(۳) (سورۃ الأحزاب، پ: ۲۱، آیت: ۲۳)

(۴) (سورۃ الحجرات، پ: ۲۶، آیت: ۷)

قال الله تعالى: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم، تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً﴾۔ (سورۃ الفتح، پ: ۲۶، آیت: ۲۹)

(۵) (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۳، باب مناقب الصحابة، قديمي)

أجمعين، لا يقبل منه صرفاً ولا عدلاً"(۱)۔ "إن الله اختار أصحابي على جميع العالمين سوى النبيين والمرسلين، واختار لي منهم أربعة: أبابكر، وعمر، وعثمان، وعلياً، فجعلهم خير أصحابي، وفي أصحابي كلهم خير"(۲)۔

"أيها الناس! إن الله غفر لأهل بدر والحديبية، احفظوني في أصحابي وأصهاري وأختاني، لا يطالبنكم أحد منهم بمظلمة، فإنها مظلمة لا توهب في القيامة غداً" (۳)۔

اور چند احادیث کا خلاصہ عرض ہے:

۱-"جس نے میرے صحابہ میں میری رعایت کی اللہ اس کی دنیا و آخرت میں حفاظت فرمائے گا اور جس نے ان میں میری رعایت نہ کی اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لے گا" (ہلاک فرمادیگا) (۴)

۲-"جس نے میرے اصحاب میں میرے حق کی حفاظت کی وہ حوض کوثر سے سیراب ہوگا اور جس نے حفاظت نہ کی حوض کوثر سے سیراب نہ ہوگا (۵) اور نہ مجھے

---

(۱) (مظاهر حق: ۴/۸۰۲، باب مناقب الصحابة، مكتبة اشاعت دينيات انار كلي لاهور)

"قال صلى الله تعالى عليه وسلم: "من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين". (فيض القدير: ۶/۳۸۵۳، رقم الحديث: ۸۶۳۴)

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم". (جامع الترمذي: ۲/۲۲۵، باب من يسب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، سعيد)

و (مشكوة المصابيح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابة، قديمي)

(۲) (جمع الجوامع للعلامة السيوطي، ص: ۲۲۲۳، بيروت)

(۳) (كنز العمال بلفظ: "يا أيها الناس احفظوني في أختاني وأصهاري، لا يطالبنكم الله بمظلمة أحد منهم فإنها ليست مما توهب". (۱۱/۵۳۰، رقم الحديث: ۳۲۵۳۱، مكتبة التراث الإسلامي، حلب)

(۴) (حكايات صحابه، ص: ۲۰۰، كتب خانه فيضي لاهور)

(۵) (حكايات صحابه، ص: ۲۰۰، كتب خانه فيضي، لاهور)

دیکھنے کو مکروہ رکھے“۔

اب کچھ اکابر کے اقوال بھی سنئے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جس میں دو خصلتیں ہوں گی وہ نجات پا جائے گا: حق تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ سچائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ محبت“۔

حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا، اور جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ کے راستہ کو واضح کیا، اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت کی وہ اللہ کے نور کے ساتھ مستنیر ہوا، اور جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا، جس نے تمام صحابہ کی تعریف کی وہ نفاق سے بری ہو گیا، جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا وہ مبتدع ہے اور سلف صالحین کی مخالفت کرنے والا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتا جب تک [illegible] سے محبت نہ کرے اور اس کا دل ان کیلئے بغض و کینہ سے صاف نہ ہو“۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کا ارشاد ہے: ”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی توقیر نہ کرے اور ان کے اوامر کا احترام نہ کرے، اس کا ایمان ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے“۔ شروح بخاری، مسلم شریف، مشکوۃ شریف، مجالس وغیرہ کتب میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔

۸- مودودی صاحب و ان کی جماعت کے ذمہ دار لوگوں کی تحریرات میں کچھ باتیں معتزلہ کی ہیں(۱) اور کچھ باتیں روافض کی ہیں(۲) کچھ خوارج کی ہیں، کچھ غیر مقلدین کی ہیں(۳) کچھ منکرین حدیث کی ہیں، کچھ قادیانیوں کی ہیں، جو شخص ان فرق کی تمام تحریرات سے باخبر ہے وہ [illegible]

---

(۱) ”کیونکہ مودودی صاحب نے مرزائیوں کی [illegible] عصمت کو انبیاء علیہم السلام کے درمیان [illegible] قرار دیا ہے جو معتزلہ کا مذہب ہے“۔ (الحسن الجلی ۲۲۵ [illegible])

(۲) ”اسلئے کہ مودودی صاحب کی عبارت سے شیعوں کے عقیدۂ تحریف قرآن [illegible] کی تائید ہوتی ہے“۔ (الحسن القوی ۳۳۴)

(۳) ”چنانچہ مودودی صاحب کے نزدیک تقلید [illegible] مذہب [illegible] سے بدتر ہے“۔ (رسائل و مسائل ص ۲۳۴)

علیہ واصحابی) (۱) سے نہیں۔

۵-مودودی صاحب کے نزدیک ”الٰہ، رب، عبادت، دین، اسلام، ایمان، توحید، رسالت، تقویٰ، سنت، اسوہ، معرفت“ وغیرہ اصطلاحات کے مفہومات جو امت میں شائع ہیں وہ غلط ہیں، نہ ان کے نزدیک کسی کا ایمان ایمان ہے، نہ کسی کا اسلام اسلام ہے، نہ کسی کی عبادت عبادت ہے، نہ کسی کا دین دین ہے، الغرض ہزار سال سے زیادہ مدت گذر چکی کہ ساری امت اس ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ مودودی صاحب نے ان تمام اصطلاحات کی وہ تشریح کی ہے جس کو اکابر سلف کی تشریح سے کوئی ربط نہیں، سب سے جدا گانہ ہے۔ ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ دیکھئے تو بات خوب واضح ہو جائے گی، اسی وجہ سے اسکے رد میں ”تعبیر کی غلطی“، ”دور حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح“ وغیرہ کتابیں ایسے لوگوں کے قلم سے نکلی ہیں جو مدت دراز تک دور شور کے ساتھ مودودی صاحب کی حمایت کرتے رہے ہیں اور صدہا صفحات بلکہ ہزاروں کی تعداد میں پہلے لکھ چکے تھے، امید ہے کہ ان امور معدودہ سے آپ کے بھیجے ہوئے سوالات کا جواب خود بخود آپ پر واضح ہو گیا ہوگا، مزید توضیح وتشریح کی حاجت نہیں رہی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۲/۷/۲۰ھ۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہے؟

سوال [۵۰۵]: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گناہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مودودی صاحب کیا کہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد فرما کر دین ان کو منتقل کیا اور اس کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا، انہوں نے عمر بھر اس کی اشاعت کی، جہاں جہاں تک وہ پہنچے

---

(۱) (مشکوٰۃ المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

سکتے تھے وہاں جاکر دین کو پہنچایا۔ جن مقدس ہستیوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امین قرار دیا(۱) آج ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوتے تھے اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں جیسا کہ جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کی کتابوں میں بے لاگ تنقید کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی امانت و ذمہ داری کو مجروح کرکے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے، جس کی زد حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جاکر پڑتی ہے کہ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نااہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سپرد کی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش اور نا قابل اعتماد ہوجائے گا، اس لئے کہ جب صحابہ کرام پر اعتماد نہیں ہوگا تو تابعین، محدثین، فقہاء، مفسرین، اولیاء کاملین، متکلمین کسی پر بھی اعتماد نہیں رہے گا، کیونکہ ان سب کو جو کچھ دین پہونچا ہے وہ حضرات صحابہ کرام سے ہی پہونچا ہے، اول طبقہ کو بلا واسطہ، بعد والوں کو بالواسطہ۔

لہٰذا اخیر میں صحیح دین وہ شمار ہوگا جس کو مودودی صاحب بیان فرمائیں، کیونکہ بغیر ان کے واسطے کے فرمائیں گے، جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے: انہیں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ

---

(۱) "عن أبي بردة عن أبيه -رضي الله تعالى عنه- قال: "صلينا المغرب مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (وساق الحديث إلى أن قال): قال: فرفع رأسه إلى السماء وكان كثيراً مما يرفع رأسه إلى السماء، فقال: "النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم أتى السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابي، فإذا ذهبت أنا، أتى أصحابي ما يوعدون، وأصحابي أمنة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون". (الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب بيان أن بقاء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أمان لأصحابه الخ: ۲/۳۰۸، قديمي)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه ۵/۵۳۳، رقم الحديث: ۱۹۰۴۲، ط: دار إحياء التراث بيروت)

قال القاري في المرقاة: "أي أمن، وقيل: أمان وحرمة، وقيل: حفظة جمع أمين، وهو الحافظ". (كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة رضي الله تعالى عنهم أجمعين، الفصل الأول: ۱۰/۳۵۷، رقم الحديث: ۶۰۰۸، رشيدية)

قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی" (ترجمان القرآن)(۱)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو شخص برا کہے، ان کے عیوب شمار کرے، حدیث شریف میں ایسے لوگوں پر لعنت آئی ہے، حدیث شریف میں صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ: "میرے صحابہ کو گالی مت دو، برا مت کہو"۔ لیکن ایک مستقل جماعت ہے جو اس کام میں لگی ہوئی ہے، اللہ پاک ہدایت دے۔

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا: لعنۃ اللہ علی شرکم"۔ رواہ الترمذی (۲)۔

"عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذہباً ما بلغ مد أحدہم ولا نصیفہ"۔ متفق علیہ"(۳)۔

"عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: "سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "سألت ربی عن اختلاف أصحابی من بعدی، فأوحی إلی: یا محمد! إن أصحابك عندی

(۱) "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا"۔ (روئیداد جماعت اسلامی، حصہ سوم، ص:۳۸)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: (اختلاف امت اور صراط مستقیم، تالیف حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ، تحت نمبر: ۵ سید ابوالاعلیٰ مودودی)

(۲) (جامع الترمذی: ۲/۲۲۵، أبواب المناقب، باب فی من سب أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سعید)

(۳) (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب بلا ترجمۃ بعد مناقب أبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۱/۵۱۸، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب المناقب، باب تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم: ۲/۳۱۰، قدیمی)

(وجامع الترمذی، المصدر السابق)

بمنزلة النجوم في السماء، بعضها أقوى من بعض، ولكل نور، فمن أخذ بشيء مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي على هدى". قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أصحابي كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم". رواه رزين". مشكوة شريف، ص: ۵۵۴ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا اقوالِ صحابہ فرقہ بندی کا سبب؟

سوال [۱۵۰۶]: آپ کا مختصر سا جواب مجھ جیسے کم علم انسان کی ہدایت کیلئے ناکافی ہے، خاص طور سے وہ حدیث جو جناب نے وضاحت کے طور پر تحریر فرمائی ہے یعنی "جس طریقہ پر (اعتقادی، عملی، اخلاقی حیثیت سے) میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں جو فرقہ اس طریقہ پر رہے گا نجات پائے گا"۔ جہاں تک مجھ کمترین کا علم ہے کہ فرقِ اسلام میں کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کا مدعی نہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم ہیں اور صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر جتنے فرقے اپنے کو مسلمان کہتے ہیں خواہ حقیقۃً مسلمان نہ ہوں، یہاں تک کہ قادیانی بھی کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کے طریقہ پر قائم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیسے سمجھا جائے کہ ان میں سے کون سا فرقہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ پر قائم ہے جو باقی نہیں ہیں، جبکہ اکثر فرقوں کی بنیاد صحاح ستہ کی احادیث اور قرآن پاک کی تفسیریں ہیں، مزید برآں یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے طریقہ میں صحابہ کے طریقوں کی شرط کیوں لگائی؟ کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ میں فرق تھا اور اگر نہیں تھا تو اس قید کی کیا ضرورت تھی؟ صحابہ کے اعمال و اقوال میں نمایاں فرق کتبِ احادیث میں قدم قدم نظر آتا ہے اور کوئی مسئلہ خواہ اعتقادی ہو، عملی یا اخلاقی، میں نے سمجھا ایسا نظر نہیں آتا جس میں کوئی بھی فرقہ تمام صحابہ کو ہم خیال سمجھتا ہو اور ہر مسئلہ کیلئے بالکل مخالف سمت میں لے جانے والے صحابہ کے قول آپ احادیث میں پاتے ہیں اور سب کی تعمیل تو ہو ہی نہیں سکتی جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

اور یہی اختلافِ اقوال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب بنتے ہیں، اس لئے یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ہستیاں جن کے قول اور افعال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہیں، انہیں کے طریقہ پر عمل ورنہ

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۵۵۴، باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم، قدیمی

نجات کا باعث ہو سکتا ہے، جبکہ مذکورہ اور مصدقہ حدیث شریف میں بہتر کی ہلاکت اور صرف ایک کی نجات کی خبر دی گئی ہے۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔　تجمل حسین بہرائچی کوٹھہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ "اقوالِ صحابہ میں تضاد ہے، یہ تضاد ہی امت میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے حتی کہ امت کے تہتر فرقے ہوگئے، صرف ایک فرقہ ناجی ہے، بہتر فرقے جہنمی ہیں، ان میں سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، لہذا فرقہ ناجیہ تو وہ ہوگا جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوگا نہ کہ وہ جو کہ صحابہ کرام کے طریقہ پر ہوگا، بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں ارشاد فرمایا جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام ہیں اس طریق کی پیروی کرنے والا فرقہ ناجی ہے (۱) یعنی اپنے ساتھ صحابہ کرام کو کیوں شامل کیا؟ جبکہ وہ خود ہی اپنے اختلاف کے ذریعہ بہتر فرقوں کو دوزخی بنا رہے ہیں، ان کے اتباع سے تو آدمی دوزخی بنے گا نجات نہیں پا سکتا"۔ اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہی ہے تو جذبات سے یکسو ہو کر ذرا غور کریں کہ اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟!

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جو اقوال کتبِ حدیث میں بسند منقول ہیں جن کی وجہ سے امت کے اتنے فرقے بن گئے اور ان اقوال کی نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے دو حال سے خالی نہیں: یہ نسبت صحیح کی گئی ہے یا غلط کی گئی؟ اگر صحیح کی گئی تو اس میں صحابہ کرام کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے تو جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، عمل کرتے دیکھا اس کو نقل کر دیا، کیونکہ وہ اس کے مامور تھے (۲)۔ اس لحاظ سے

---

(۱) "وعن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لیأتین علی امتی کما أتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل". فذکر الحدیث، وفیہ - "وإن بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ، وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ، کلھم فی النار إلا ملۃ واحدۃ". قالوا: من ھی یارسول اللہ؟ قال: "ما أنا علیہ وأصحابی" رواہ الترمذی" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) "عن أبی بکرۃ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "فإن دماءکم وأموالکم". قال محمد: وأحسبہ قال: "وأعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا، ألا لیبلغ الشاھد منکم الغائب". (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب لیبلغ الشاھد الغائب: ۲۱/۱، قدیمی)

ان کواں میں شق کے سوا کچھ بھی ذخیرہ نہیں، اور نقل صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خود ہی جز جز کی متضاد باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں سے ہر جز کو اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا ٹکٹ تجویز فرمایا، دوزخی ہونے کی سند دی اور صرف ایک کو اختیار کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ایسے متضاد قولوں کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ کی ہے (معاذ اللہ) تو پھر خود بھی اعتماد کے قابل نہیں رہتے۔ لہذا جو چیز بھی وہ نقل فرمائیں کوئی بھی قابل اعتبار نہیں ہوگی، پس قرآن کریم، حدیث، توحید و رسالت، ایمان، اسلام، سنت، عبادات، معاملات، اخلاق، واحکام یہ سب چیزیں جو کہ حضرات صحابہ ہی کے نقوش قدم کے ذریعہ بعد والوں کے پاس پہونچی ہیں، ان پر کیسے اعتماد کیا جائے گا؟ جبکہ ان پاکیزہ ہستیوں ہی کو نقل میں کاذب تصور کر لیا جائے گا، استغفر اللہ العظیم، پھر اس حدیث منقول ہی پر کب اعتماد ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ ایک صورت میں تو حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ وہ تو ۷۲ متضاد باتیں فرما کر ان کے تسلیم کرنے والوں کو خود ہی جہنم میں بھیج دیتے ہیں، حالانکہ اللہ پاک نے ان کی بعثت کا مقصد یہ فرمایا ہے کہ وہ جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لائیں، تو جس آدمی کو اپنے پر اعتماد نہ ہو خود ہی غور کرنا ہوگا کہ اس کا مقام رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کہاں ہے؟ اور اللہ پاک کے نزدیک کہاں ہے؟ دوسری صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پر اعتماد نہ کرکے سارے دین حق کو ناقابل اعتماد قرار دیا جاتا ہے۔

غرض دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی کسی کے سینہ میں ہوگی اس سینہ میں نہ ایمان ہوگا، نہ توحید و رسالت، نہ قرآن وحدیث، نہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ، یہ سب چیزیں گویا رخصت ہو کر اس سینہ میں شیطان کا گھونسلہ ہوگا اور اس کے لوازمات۔

اس لئے کوئی مومن تو اپنے سینے میں اس سوال کو جگہ دے ہی نہیں سکتا، ہاں کوئی غیر مومن اس کو جگہ دے کر مومنوں کے دل میں وسوسہ اندازی کرے تو یہ ممکن ہے، اس کے جواب کی صورت اس کے مسلمان معلوم ہونے پر پیش کی جاسکتی ہے کہ آیا وہ قرآن وحدیث سے آزاد ہو کر صرف اپنی عقل کی روشنی میں جواب کا طالب

ہے یا کوئی اور صورت ہے، اور جن اصول کے پیش نظر وہ جواب کا خواہشمند ہے وہ اصول خود بھی صحیح ہیں یا مجروح ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آں محترم نے بھی یہ سوال کسی ایسے ہی شخص سے سنا ہے، خود آپ کے قلب میں پیدا نہیں ہوا ہے اور خدا کرے پیدا بھی نہ ہوں، اگر بطور وسوسہ آئے بھی تو اس کی تباہ کن خطرناکی کے تصور سے (جس کی تفصیل احقر نے عرض کی ہے) فوراً ختم ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱/۴/۹۰ھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مودودی صاحب کا طرز تنقید

سوال [۵۰۷]: ۱..... ابوالاعلیٰ مودودی کے خود ساختہ اصول پر عمل کرنا اور بزرگان ملت (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اوپر تنقید کرنا کیسا ہے؟

جنگ جمل اور جنگ صفین کو عوام کے سامنے بیان کرنا!

سوال [۵۰۸]: ۲..... حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے باہمی نزاع و اختلاف کو لوگوں میں بیان کرنا اور ان پر تنقید کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً اکابر مہاجرین وانصار سے خوشنودی حق تعالیٰ نصوص میں مذکور ہے، ان کے اتباع کا حکم ہے(۱)، جو شخص ان اکابر کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے، اس پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے(۲) اور بعد والے جو اکابر و اسلاف ان کے طریق پر چلے اور ان کا اتباع کیا وہ بھی سب قابل

---

(۱) قال اللہ عز وجل: ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه، وأعد لهم جنت تجري تحتها الأنهر، خلدين فيها أبداً، ذلك الفوز العظيم﴾ (التوبة: ۱۰۰)

"قال العلامة الآلوسي تحتها: "(وقال محمد بن كعب القرظي): وشرط على التابعين شرطاً، قلت: وما ذلك الشرط؟ قال: شرط عليهم أن يتبعوهم بإحسان وهو أن يقتدوا بهم في أعمالهم الحسنة، ولا يقتدوا بهم في غير ذلك". (روح المعاني ۱۱/۷، دار إحياء التراث بيروت)

(۲) "عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي، فقولوا: لعنة الله على شركم". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب فيمن سب أصحاب =

اجزاء ہیں، اگر ان حضرات پر تنقید کر کے ان کو مجروح کر دیا جائے تو پھر صحیح صورت دین کے ہم تک پہونچنے اور آگے چلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی، کیونکہ اعتماد دین برحق جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حضرات نے سیکھا اور حاصل کیا ہے وہ ان پر اعتماد ہے تو دین برحق کی کوئی صورت اور کوئی چیز قابل اعتماد نہیں رہے گی۔ جس تحریک اور جن کتابوں کا نتیجہ یہ ہو نہ اس تحریک میں شرکت درست ہے، نہ ایسی کتابوں کے مطالعہ کی اجازت ہے، الا یہ کہ کوئی اس کی تردید کی صلاحیت رکھتا ہو اور اسی مقصد سے مطالعہ کرے۔

۳۔ ان کے معاملات کیلئے محمل حسن تجویز کرنا لازم ہے(۱)۔

اس کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ”ازالۃ الخفاء“ وغیرہ بہت مفید ہیں، ہرگز ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہ کی جائے کہ ایمان کیلئے خطرناک ہے، ایسے واقعات کو عوام کے سامنے بیان نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۹۱ھ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنقید مع جواب

سوال[۱۰۵۱]: گرامی القدر جناب مفتی صاحب مدرسہ دارالعلوم دیوبند!

= النبي صلى الله عليه وسلم، ۲/۲۲۵، سعيد)

(۱) ”ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا بخير، يعني وإن صدر من بعضهم بعض ما هو في الصورة شر فإنه إما كان عن اجتهاد، ولم يكن على وجه فساد من إصرار وعناد، بل كان رجوعهم عنه إلى خير ميعاد بناءً على حسن الظن بهم، ولقوله عليه الصلاة والسلام: ”خير القرون قرني“. الحديث ... ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أن الصحابة رضي الله تعالى عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدها، وما نقل فيما شجر بينهم، واختلفوا فيه، فمنه ما هو باطل وكذب فلا يلتفت إليه، وما كان صحيحاً أولناه تأويلاً حسناً؛ لأن الثناء عليهم من الله تعالى سابق، وما نقل من الكلام اللاحق محتمل للتأويل، والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق والمعلوم جداً. وقال الشافعي: تلك دماء طهر الله أيدينا منها، فلا نلوث ألسنتنا“. (شرح الفقه الأكبر للقاري، قبيل قول الماتن: ولا نكفر مسلماً بذنب، ص: ۷۱، قديمي)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش یہ ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتاب "خلافت وملوکیت" چھٹا ایڈیشن ص: ۱۰۶:

"لیکن ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانشین ہوئے، رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے گئے، انہوں نے رشتہ داروں کو پے در پے بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراضات بن کر رہیں الخ"۔

"مثال کے طور پر انہوں نے فلاں جنگ کا مال غنیمت کا پورا خمس ۵ لاکھ دینار مروان کو بخش دیا، جب ملوکیت کا دور آیا تو مختصر یہ کہ ان بادشاہوں کی سیاست دین کے تابع نہ تھی، اس کے تقاضے ہر جائز وناجائز طریقے سے پورے کرتے تھے، اس معاملہ میں حلال وحرام کی تمیز روا نہ رکھتے تھے"۔ (ص: ۱۷۳)

خلافت وملوکیت، ص: ۳۴۳: "اجتہادی غلطی کیا ہے اور کیا نہیں، اوپر میں نے جو کچھ عرض کیا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن حضرات نے بھی قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدلہ لینے کے لئے خلیفہ وقت کے خلاف تلوار اٹھائی ان کا یہ فعل شرعی حیثیت سے بھی درست نہ تھا اور تدبیر کے اعتبار سے بھی غلط تھا، مجھے یہ تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے کہ انہوں نے یہ غلطی نیک نیتی کے ساتھ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہوئے کی تھی، مگر میں اسے محض غلطی سمجھتا ہوں، اس کو اجتہادی غلطی ماننے میں مجھے سخت تامل ہے"۔ (ص: ۱۷۴)

خلافت وملوکیت: "حضرت معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے آکر اس بدعت کو موقوف کیا" (۱)۔

ص: ۱۷۴: "مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی تھی" (۲)۔

۱...کیا مندرجہ بالا عقائد رکھنے والے مولوی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۲...کیا اس عقیدہ رکھنے والی جماعت کو چندہ دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) (خلافت وملوکیت، ص: ۱۷۳، مکتبہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

(۲) (خلافت وملوکیت، ص: ۱۷۴، مکتبہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور)

۴- اس قسم کی تنقیدات مودودی کی جائز ہوئی یا نہیں؟

مہربانی فرما کر ان سوالات کا جواب ہمارے کاغذوں کی پشت پر لکھیں اور جلد سے جلد بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیں۔

نوٹ: جوابی پرچہ پر قاری محمد طیب صاحب کے دستخط اور مہر دارالعلوم دیوبند کا چھپا ہوا نہایت ضروری ہے۔ فقط والسلام۔

المستفتی: مولوی محمد نعیم صاحب رو کانڈر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس کتاب میں خاص طور سے ہدفِ تنقید اور تنقیص بنایا گیا ہے، حالانکہ یہ دونوں بہت مقبول ہیں، دونوں کے مناقب میں حدیثیں موجود ہیں (۱)۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ "اس وقت یہ (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہدایت پر

---

(۱) "حضرت عثمان و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی منقبت سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں، جن کا احصاء واستقصاء اس مقام کی حیثیت سے ناممکن ہے، لہٰذا بطور نمونہ ایک ایک حدیث نقل کی جاتی ہے:

"عن أبي موسى أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دخل حائطاً وأمرني بحفظ باب الحائط، فجاء رجل يستأذن، فقال: "ائذن له وبشره بالجنة" فإذا أبو بكر، ثم جاء آخر يستأذن، فقال: "ائذن له وبشره بالجنة" فإذا عمر، ثم جاء آخر يستأذن، فسكت هنيهة، ثم قال: "ائذن له وبشره بالجنة على بلوى ستصيبه". فإذا عثمان بن عفان. قال حماد: ... عن أبي موسى بنحوه، وزاد فيه عاصم: أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان قاعداً في مكان فيه ماء، قد انكشف عن ركبتيه أو ركبته، فلما دخل عثمان غطاها". (صحيح البخاري، كتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان: ۱/۵۲۳، قديمي)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول یہ تھا:

"عن أبي إدريس الخولاني قال: لما عزل عمر بن الخطاب عمير بن سعد عن حمص، ولى معاوية، فقال الناس: عزل عميراً وولى معاوية، فقال عمير: لا تذكروا معاوية إلا بخير، فإني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "اللهم اهد به". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب معاوية رضي الله تعالى عنه: ۲/۲۲۴، سعيد)

ہوں گے"(۱) لیکن افسوس کہ اس وثیقۂ نبویہ کے بعد بھی آج کل کے اہلِ قلم ان کو جاہلیت کا شکار قرار دے رہے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ "یا اللہ! ان کو ہدایت کرنے والا بنا، ہدایت یافتہ بنا، ان کے ذریعہ ہدایت پھیلا" (۲) مگر آج ان کو غیر ہدایت یافتہ کہا جاتا ہے، غرض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک زندگیوں میں سے عیوب تلاش کئے جاتے ہیں اور ان کو منظرِ عام پر لاکر فخر کیا جاتا ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میرے اصحاب کو برا مت کہو، اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستہ میں خرچ کیا جائے، تو اس کا اللہ کے یہاں وہ درجہ نہیں جو سیر آدھ سیر جَو یا گندم کا درجہ ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خرچ کیا ہے"(۳)۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "میرے صحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کو نشانِ ملامت نہ بناؤ،

---

(۱) "عن أبي الأشعث الصنعاني أن خطباء قامت بالشام، و فيهم رجال من أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقام آخرهم رجل يقال له: مرة بن كعب، فقال: لو لا حديث سمعته من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ما قمت، و ذكر الفتن فقربها، فمر رجل مقنع في ثوب، فقال: "هذا يومئذ على الهدى". فقمت إليه، فإذا هو عثمان بن عفان، فأقبلت إليه بوجهه فقلت: هذا؟ قال: "نعم" هذا حديث حسن صحيح". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضي الله تعالىٰ عنه: ۲/۲۱۱، سعيد)

(۲) "عن عبد الرحمن بن أبي عميرة ... عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال لمعاوية: "اللهم اجعله هادياً مهدياً، واهد به". (جامع الترمذي، مناقب معاوية رضي الله تعالىٰ عنه: ۲/۲۲۴، ايج ايم، سعيد)

(۳) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه". (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب بلا ترجمة بعد مناقب أبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه: ۱/۵۱۸، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب تحريم سب الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم: ۲/۳۱۰، قديمي كتب خانه)

ان سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے، ان سے بغض رکھنا مجھ سے بغض رکھنا ہے، جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت دی، قریب ہے کہ اللہ پاک اس کو پکڑے گا" (۱)۔

ایک حدیث میں ہے کہ "جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ پاک کی لعنت تمہارے شر پر" (۲) یہ حدیثیں مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں (۳)۔

رطب و یابس روایات تاریخ کی بناء پر ان مقدس ہستیوں کو برا کہنا اپنے لئے ایک راہ تیار کرنا ہے جس کی آخری منزل نہایت خطرناک ہے (۴)۔ اس کتاب "خلافت و ملوکیت" پر تفصیلی رد بھی شائع ہو چکا ہے جس کا

---

(۱) "عن عبد الله بن مغفل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً من بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه". (جامع الترمذي: ۲۲۵/۲، باب في من سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، أبواب المناقب، سعيد)

(۲) "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم". (جامع الترمذي، ۲۲۵/۲، باب في من سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، سعيد)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، وباب مناقب عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنهم أجمعين، ص: ۵۵۴، قديمي)

(۴) وہ منظر باغی قاری کی آخر میں دیکھیں:

"وفي شرح مسلم: إعلم أن سب الصحابة حرام من أكبر الفواحش، ومذهبنا ومذهب الجمهور أنه يعزر، وقال بعض المالكية: يقتل، وقال القاضي عياض: سب أحدهم من الكبائر. لكن يعلم نهي سب غير الصحابي للصحابي من باب الأولى؛ لأن المقصود هو الزجر عن سب أحد ممن سبقه في الإسلام والفضل، إذ الواجب تعظيمهم وتكريمهم حيث قال الله تعالى: ﴿والذين جاء وا من بعدهم يقولون: ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان﴾ الآية ... وأخرج الخطيب البغدادي =

نام ہے "تجدید سبائیت"۔

گزارش بالا کے بعد آپ کے ہر سوال کا جواب ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۳/۱۲/۱۴۰۰ھ۔

مسئلہ یزید اور مودودیت

علامت محمود شیخ محلہ امام باڑہ، بی ۱۲۸، راولپنڈی

جناب مقام استاذ علماء حضرت قاری محمد طیب صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند ایک مسائل ہیں جن کو اگر آپ حل کر دیں تو میرے لئے بہت بڑی سعادت مندی ہوگی اور آج کل یہاں یہ بھی مسائل بڑے زور وشور سے دینی پرچوں کا موضوع بنے ہوئے ہیں "ترجمان القرآن، البلاغ، جنات، ترجمان اسلام، خدام الدین" وغیرہ۔ وہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱...... فقہی اعتبار سے یزید کافر ہے یا مؤمن فاسق؟

۲...... اگر وہ کافر نہیں اور اس کو فاسق کہا جائے تو اس پر لعنت کرنا اور سب وشتم کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۳...... اگر وہ مؤمن فاسق تھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کس بنیاد پر خلافت عنایت فرمائی؟

۴...... حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں یزید کا دخل ہے کہ نہیں، وہ ایسا چاہتا تھا کہ نہیں؟

۵...... اگر اس سلسلہ میں حضرت امام اعظم کا فتویٰ یا روایات کتب فقہ وغیرہ میں مرقوم ہوں تو مستفید فرمائیں۔

۶...... کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے گناہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

مودودی کی کتاب "خلافت وملوکیت" پر آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا جن کتب کا مودودی نے حوالہ دیا ہے جن پر وہ واقعی علمائے دیوبند کی نظر میں قابل قبول کتابیں ہیں؟ والسلام: علامت محمود شیخ راولپنڈی۔

---

(۱) فی الجامع رغیرہ، انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "إذا ظهرت الفتن ...... و سبّ أصحابي، فليظهر العالم علمه، فمن لم يفعل ذلک فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، ولا يقبل الله له صرفا ولا عدلا". (مرقاة المفاتيح: كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، الفصل الأول: ۱۰/۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، رشیدیہ)

مکرمی زید احترامہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

یزید کے کفر واسلام سے بحث کرنا نہ تو اعتقادی مسئلہ ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی معتبر نہ ہو، نہ ہی عملی مسئلہ ہے کہ اعمال شرعیہ اس پر موقوف ہوں، اس بحث میں پڑنا اپنے وقت عزیز کو ضائع کرنا ہے، وقت خدائے پاک کی طرف سے ایک بیش بہا خزانہ ہے اس کی قدر لازم ہے، ناقدری سے اس کو ضائع کردینا اور لغو میں صرف کردینا انتہائی ناقدری ہے جس کا کوئی بدل نہیں، اس "اضاعت" کا وبال بہت سخت ہے، تاہم آپ کو صرف جواب عرض ہے۔

۱..... حنفیہ نے یزید کی تکفیر نہیں کی (۱)، اس کے حالات سے فسق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ کتب تواریخ میں ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (۲) اور علامہ کیا ہراسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تکفیر منقول ہے (۳)۔

۲..... امام غزالی نے احیاء العلوم میں اس پر بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے روکا ہے کہ اس میں کیا فائدہ ہے، سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنے میں تو فائدہ بھی ہے، لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں (۴)۔

---

(۱) "قال القاري: "فقد علم مما (أي من التفصيل الذي) تقدم أنه (أي يزيد) كان مسلماً، ولم يثبت عنه ما يخرجه عن كونه مؤمناً". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۳، تحت قول الفقه الأكبر: "ولا نكفر مسلماً بذنب"، قديمي)

(۲) "قال الإمام أحمد بتكفيره بما ثبت عنده من نقل تقريره، لا لما وقع عنه من الاجتراء على الذرية الطاهرة كالأمر بقتل الحسين وما جرى". (شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۷۳، قديمي)

(۳) "قال ابن تيمية رضي الله تعالى عنه: "وأما الذين لعنوه من العلماء كأبي الفرج بن الجوزي والكيا الهراسي وغيرهما، فلما صدر عنه من الأفعال التي تبيح لعنته". (مجموعة الفتاوى لابن تيمية، فصل في افتراق الناس في يزيد على ثلاث فرق: ۳/۲۹۶، مكتبة العبيكان)

(۴) "وعلى الجملة ففي لعن الأشخاص خطر فليجتنب، ولا خطر في السكوت عن لعن إبليس مثلاً، فضلاً عن غيره، فإن قيل: هل يجوز لعن يزيد، لأنه قاتل أو آمر به؟ قلنا: هذا لم يثبت أصلاً، فلا يجوز أن يقال: إنه قتله أو أمر به ما لم يثبت، فضلاً عن اللعنة؛ لأنه لا يجوز نسبة مسلم إلى كبيرة من غير تحقيق ... والاشتغال بذكر الله تعالى أولى، فإن لم يكن ففي السكوت سلامة". (إحياء العلوم، كتاب آفات اللسان، الآفة الثامنة اللعن: ۳/۱۵۰، ۱۵۲، مكتبه حقانيه پشاور)

(وكذا في النبراس على شرح العقائد، ص: ۳۳۰، ۳۳۱، مكتبه امداديه ملتان)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۷۲، قديمي)

شرح عقائد نسفی (۱) میں اس پر لعنت کی اجازت دی ہے، لیکن لعنت نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت ولی عہد بنایا ہے اس وقت حالات خراب نہیں تھے، بعد میں خراب ہوئے، لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام نہیں، کمافی روضۃ العلماء (۲)۔

۴۔ مستند روایت سے یزید کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم ثابت نہیں (۳) اس کا مقصود ان پر قابو پانا تھا، لیکن ان کو شہید کردیا گیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۔ "حقیقت یزید" مفتی مہدی حسن صاحب نے تصنیف کی ہے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

۶۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے دین کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد فرما کر دین ان کو سکھایا اور اس کی تبلیغ کا ان کو ذمہ دار بنایا (۴)، پھر انہوں نے عمر بھر اس کی اشاعت کی، جہاں جہاں تک

---

(۱) "وبعضهم أطلق اللعن عليه لما أنه كفر حين أمر بقتل الحسين اهـ" (شرح العقائد، ص: ۱۱۶، تحت قوله: ويكف عن ذكر الصحابة إلا بخير، سعيد)

(۲) "وأما الذين سوغوا محبته أو أحبوه كالغزالي والدستي، فلهم مأخذان: أحدهما: أنه مسلم ولي أمر الأمة على عهد الصحابة وتابعه بقاياهم، وكانت له خصال محمودة، وكان متأولاً فيما ينكر عليه من أمر الحرة وغيره، فيقولون: هو مجتهد مخطئ، ويقولون: إن أهل الحرة هم نقضوا بيعته أولاً" (مجموعة الفتاوى، فصل في افتراق الناس في يزيد على ثلاث فرق: ۲۹۴/۴، مكتبة العبيكان)

(۳) "بل الذي تولى قتاله هو أمير الكوفة عبيد الله بن زياد، وكان يزيد على مسافة شهر ذهاباً ورجوعاً، فلا يمكن أن يأتي أمره في ذلك الزمن القليل، وروي أن يزيد أنكر على ابن زياد، وقال: زرعت لي العداوة في قلب كل بر وفاجر. وقال: رحمك الله يا حسين -رضي الله تعالى عنه- لقد قتلك رجال لم يعرفوا حق الرحم" (النبراس، ص: ۳۳۱، تحت قوله: والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين رضي الله تعالى عنه اهـ، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(وكذا في مجموعة الفتاوى لابن تيمية رحمه الله تعالى: فصل في افتراق الناس في يزيد بن معاوية على ثلاث فرق: ۳۰۸/۴، مكتبة العبيكان سعودي)

(۴) "وعن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "تعلموا العلم وعلموه الناس، تعلموا الفرائض وعلموها الناس، تعلموا القرآن وعلموه الناس، فإني امرء —

پہنچ سکتے تھے وہاں جا کر دین کو پہنچایا۔

جن مقدس ہستیوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امین قرار دیا(۱)، پھر ان کے متعلق یہ بحث کرنا کہ ان سے گناہ صادر ہوتے تھے اور انہوں نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں، جیسے کہ جماعت اسلامی مودودی کی کتابوں میں بے لاگ تنقید کی جاتی ہے، درحقیقت ان کی امانت و ذمہ داری کو مجروح کر کے ان سے بے اعتمادی پیدا کرنا ہے جس کی زد حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جا کر پڑتی ہے کہ معاذ اللہ آپ نے نا اہلوں پر اعتماد فرمایا اور اتنی بڑی امانت کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جس کے وہ اہل نہیں تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا دین مخدوش اور ناقابل اعتماد ہو جائے گا، اس لئے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہیں ہوگا تو تابعین، محدثین، فقہاء، مفسرین، اولیاء کاملین، متکلمین کسی پر بھی اعتماد نہیں رہے گا کیونکہ ان سب کو جو دین پہونچا ہے وہ حضرات صحابہ سے ہی پہونچا ہے، اول طبقہ کو بلا واسطہ بعد والوں کو بواسطہ۔

لہذا اخیر میں صحیح دین وہ شمار ہوگا جس کو مودودی صاحب بیان فرمائیں کیونکہ بغیر ان کے واسطے کے فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ: "میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے ہمیشہ قرآن وسنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے"(ترجمان القرآن ۱۲ ھ ج۲۶، عدد ۳، ۴، ۵:۹/ ۱۳۱)(۲)۔

صحابہ کرام کو جو شخص برا کہے، ان کے عیوب شمار کرے، حدیث شریف میں ایسے کام پر لعنت آئی ہے، حدیث شریف میں صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ "میرے صحابہ کو گالی مت دو، برا مت کہو" لیکن ایک مستقل جماعت ہے جو اسی کام میں لگی ہوئی ہے، اللہ پاک ہدایت دے۔

= مقبوض، والعلم سيقبض". الحديث رواه الدارمي والدار قطني". (مشكوة المصابيح، كتاب العلم، قبيل كتاب الطهارة، ص: ۳۸، قديمي)

(۱) "وعن أبي بردة في حديث ..... قال: فرفع رأسه إلى السماء وكان كثيراً مما يرفع رأسه إلى السماء، فقال: "النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم، أتى السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابي، فإذا ذهبت أنا، أتى أصحابي ما يوعدون، وأصحابي أمنة لأمتي، فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون".

(الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب بيان أن بقاء النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أمان لأصحابه الخ: ۲/ ۳۰۹، قديمي)

(۲) (ترجمان القرآن ج ۲۶، عدد ۳، ۴، ۵، ص: ۲/ ۱۳۱)

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي، فقولوا: لعنة الله على شركم"۔ رواه الترمذي (١)۔

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا تسبوا أصحابي، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً، ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه"۔ متفق عليه". (٢)۔

"عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: "سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "سألت ربي عن اختلاف أصحابي من بعدي، فأوحى إلي يا محمد! إن أصحابك عندي بمنزلة النجوم في السماء، بعضها أقوى من بعض ولكل نور، فمن أخذ بشيء مما هم عليه من اختلافهم، فهو عندي على هدى"۔

قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أصحابي كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم"۔ رواه رزين"۔ مشکوٰۃ شریف (٣)۔

" خلافت وملوکیت" کی تردید کے لئے متعدد کتب شائع ہوچکی ہیں جن میں اس کی روایات اور حوالجات پر تفصیلی کلام موجود ہے "تجدید سبائیت، شواہد تقدس" وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

معیارِ حق کی تشریح

سوال[۵۱۱]: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیارِ حق نہیں ہیں اور نہ کوئی تنقید

---

(١) (جامع الترمذي: ٢/٢٢٥، أبواب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، سعيد)

(٢) (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب بلا ترجمة: ١/٥١٨، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب تحريم سب الصحابة: ٢/٣١٠، قديمي)

(٣) (مشكوة المصابيح، ص: ٥٥٤، كتاب المناقب والفضائل، الفصل الثالث، باب مناقب الصحابة، قديمي)

سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی معیارِ حق ہیں یا نہیں؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہر پیغمبر نے اللہ کے دین کو ٹھیک ٹھیک پہنچایا ہے، اس میں ذرہ برابر تحریف نہیں کی، نہ کمی بیشی کی، کوئی حکم نہیں چھپایا، کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا، کوئی حکم نہیں بدلا، کوئی بات اللہ پاک کی طرف غلط منسوب نہیں کی (۱)، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالکل معیارِ حق ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر دین حاصل کیا وہ دوسروں کو اسی طرح پہنچایا، اس میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا، کوئی حکم نہیں بدلا، کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب نہیں کی، جس بات کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ یہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وہ بالکل صحیح ہے، اس کو صحیح ماننا لازم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اگر اعتماد نہ ہو اور ان کے نقل کی ہوئی چیز کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر سارے دین سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور حق

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وإذا تتلى عليهم آياتنا بينات قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت بقرآن غير هذا أو بدله قل ما يكون لي أن أبدله من تلقاء نفسي إن أتبع إلا ما يوحى إلي إني أخاف إن عصيت ربي عذاب يوم عظيم﴾ (يونس: ۱۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وإذ قال الله يا عيسى ابن مريم أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله قال سبحانك ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق إن كنت قلته فقد علمته تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما في نفسك إنك أنت علام الغيوب. ما قلت لهم إلا ما أمرتني به أن اعبدوا الله ربي وربكم وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شيء شهيد﴾ (المائدة: ۱۱۶، ۱۱۷)

وقال تعالى: ﴿ولا مبدل لكلمات الله ولقد جاءك من نبإ المرسلين﴾ (الأنعام: ۳۴)

وقال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالى تحتها: "الظاهر أن أحداً غيره تعالى لا يستطيع أن يبدل كلمات الله عز وجل بمعنى أن يفعل خلاف ما دلت عليه ويحول بين الله عز وجل وبين تحقيق ذلك" (روح المعاني: ۷/۱۳۸، دار إحياء التراث بيروت)

دین دوسروں تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی، جیسا کہ روافض نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد نہیں کیا تو ان کے نزدیک نہ احادیث قابلِ اعتماد ہیں اور نہ قرآن پر ان کو اعتماد ہے، ان کے پاس دینِ برحق پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ہے، وہ اس نعمتِ عظمیٰ اور ذریعۂ نجات سے محروم ہیں، لہٰذا نقلِ دین میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیارِ حق ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

(رسالہ)

جماعتِ اسلامی اور تنقید

سوال [۲ : ۵]: جناب مفتی صاحب! عاجز مستفسر نہایت صفائی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح رضاخانی جماعت نے علمائے دیوبند کے خلاف ایک محاذ قائم کیا اور علمائے دیوبند پر افتراء پردازی کر کے انہیں بدنام کیا اور ان کی کتابوں میں کتربیونت کر کے سیاق وسباق سے صرفِ نظر کر کے کفریہ عبارات تیار کرلیں، ٹھیک وہی طریقہ علمائے دیوبند جماعتِ اسلامی کے ساتھ برت رہے ہیں، اس وقت مثال کے طور پر آپ کی تحریر پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے ماہنامہ "نظام" کانپور جلد: ۵ نمبر: ۸، صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں "اجتماعی جماعت پر اعتراض" کے جواب میں تحریر کیا ہے کہ:

> "جماعتِ اسلامی اپنے تجویز کردہ اصول کے ماتحت (جن کی قربانی اس کیلئے غالباً ناممکن ہے) دوسری جماعتوں اور افراد پر جرح وتنقید کرتی ہے اور وہ اپنے نزدیک اس پر مجبور ہے، وہ تنقید بسا اوقات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ان جماعتوں اور افراد کے متعلق یہ تصور قائم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اصل دین کو سمجھا ہی نہیں، بلکہ اصل دین کو تحریف کر کے خواہشاتِ نفسانی کے مطابق ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا ہے جس سے جہاں گمراہی پھیلی ہے اور لوگوں نے بدعقیدگی کو دین سمجھا ہے جس کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں، جماعتِ اسلامی کی اس قسم کی تنقیدات سے موجودہ نسل بدظن ہو گئی پچھلی گذشتہ صدیوں کے علماء اور مقتداؤں تک سے۔"

خط کشیدہ عبارات کو غور سے پڑھئے، ان تحریروں میں آپ نے جماعت اسلامی پر تین الزام لگائے

۱. جماعت اسلامی تخریبی تنقید کرتی ہے۔

۲... اور یہ اس کے اہم اصول میں داخل ہے۔

۳.. جماعت اسلامی کی تنقید سے گذشتہ صدیوں کے اکابر اور مقتدا بھی نہیں بچے۔

آپ کے یہ بلا دلیل یہ الزامات افتراء نہیں تو اور کیا ہیں؟ کیا صراحت کے ساتھ ذمہ داران جماعت اسلامی کی کسی تحریر یا تقریر سے اپنی باتوں کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ عبارات میں تحریف کرنا، سیاق وسباق سے صرف نظر کر لینا یا کسی عبارت کو مصنف کے مقصد کے خلاف معنی پر محمول کرنا ایک عام مومن کے بھی شایان شان نہیں ہے۔ محمد زکی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی زید احترامہ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

محبت نامہ باعث یادآوری ہوا "الفاظ" کے کالم میں "تبلیغی جماعت پر اعتراض اور اس کا جواب" شائع ہوا تھا اس کے متعلق آپ نے جس بے تکلفی سے اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیا اس سے مسرت ہوئی کیونکہ یہ احساس زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ جن افراد یا جماعتوں کے احساسات مر چکے ہوں ان کو کب خیال آتا ہے کہ وہ کس قسم کی تردید کریں، ان کا تو حال یہ ہوتا ہے کہ کہنے والے کچھ کہتے رہیں اور لکھنے والے کچھ لکھتے رہیں، وہ سب طرف سے کان اور آنکھ بند کر کے اپنے مقصد کی تکمیل میں شب وروز منہمک رہتے ہیں، یہ شان تو با مقصد منظم تنقیدی جماعت کی ہے کہ وہ ہر طرف سے چوکنا رہتی ہے۔ جہاں کسی نے اس کے نصب العین، مقصد، طریقہ کار کے متعلق زبان ہلائی یا قلم اٹھایا کہ فلاں چیز کتاب اللہ کے خلاف ہے، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے، عقل وقیاس کی رو سے غلط ہے، بس پھر کیا تھا اس کی تردید کیلئے فاناً فاناً اخبار، رسالے، پمفلٹ منظر عام پر آگئے، اور بانی جماعت کی سرخ پر خود ذہانت سے نکال نکال کر جوابات دینے شروع کر دیئے۔

آپ مخلصانہ دل سے "ترجمان القرآن" ۳، عدد ۵ میں مسائل کا جائزہ کردہ ... دیکھ لیجئے اگر وہ

حوالہ صحیح ہوتا تو اس اقتباس نامہ کی زحمت نہ کرتے، اگر غلط ہوتا تو تحریر فرماتے اور آپ کا یہ طریقہ مخلصانہ طریقہ ہوتا، لیکن آپ حضرات کو تو شروع سے تعلیم ہی یہ دی گئی ہے کہ ہم پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ افتراء ہے، الزام ہے، کتر بیونت ہے، سیاق وسباق سے صرف نظر ہے، مقصدِ مصنف کے خلاف معنی پر حمل کرتا ہے، جس طرح رضا خانیت کے علمبرداروں نے علمائے حق کی عبارتوں کو مسخ کر کے بدنام کیا ہے، اسی طرح جماعت اسلامی کو بدنام کیا جا رہا ہے۔

کانپور میں ہمارے ایک رفیق تبلیغ ہیں جن کو جماعت اسلامی کے ساتھ خاص وابستگی تھی، جب ان کے سامنے ایک کتاب آئی جس میں جماعت اسلامی کی بعض عبارات نقل کر کے بتایا گیا تھا کہ یہ فلاں فلاں روایات کے خلاف ہیں، تو اس کو دیکھ کر یکدم مشتعل ہو گئے کہ یہ تو وہی کتر بیونت ہے جو رضا خانی کرتے ہیں، نہایت غلط طریقہ ہے، مجھے اس سے سخت تکلیف پہونچی، پھر کچھ مدت بعد ان کے سامنے ایک اور مسئلہ کا تذکرہ آیا کہ "ترجمان القرآن" میں ایسا ایسا لکھا ہے، اس پر وہ پھر بھی بگڑے بلکہ بہت برہم ہوئے کہ بالکل غلط ہے، اس میں ایسا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ تو نص قطعی کے خلاف ہے، میں ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا، جب تک بچشم خود نہ دیکھ لوں، چنانچہ ان کو وہ رسالہ دیدیا گیا بہت گہرے مطالعہ کے بعد (کہ کہیں سیاق وسباق سے صرف نظر تو نہیں) انہوں نے مجھ سے خود فرمایا کہ اللہ اکبر! ہمارے علماء بھی کس قدر محتاط ہیں کہ اس جماعت کی تکفیر نہیں کرتے، حالانکہ اس میں صاف صاف نصوص قطعیہ کا انکار ہے۔

مجرب حربہ

بریلوی طبقے نے اکابر علمائے حق حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر مسخ کیا، ان سے ایسے مطالب نکالے جو ان اکابر کے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوں گے جس سے فتنہ عظیم پھیلا، بہت بڑی جماعت بدعقیدہ ہو گئی، علمائے دیوبند نے اس فتنہ کا سدِ باب اس طرح کیا کہ اصل عبارتیں قوم کے سامنے پیش کیں، ان کے اصلی مطالب کو بیان کیا، ان پر دلائل قائم کئے جو کتر بیونت کی گئی تھی ایک ایک چیز کو کھول کر رکھ دیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بریلوی طبقہ سنجیدہ وانصاف پسند مسلمانوں کی نظروں میں اس قابل نہیں رہا کہ اس کی تحریر وتقریر کی طرف توجہ کی جائے، یہی مجرب حربہ اب جماعت اسلامی نے شروع کر دیا اور جو لوگ مودودی

صاحب کی آواز کو حق کی آواز قرار دیتے ہیں، انہوں نے اشتراکیت پرستی سے انتہائی بیزاری، الا ماشاء اللہ بالغ نظری، اخلاص حق پرستی کے بلند آہنگ دعووں کے باوجود اس آواز کی پیروی شروع کردی اور ذرا اس کی زحمت گوارا نہ کی کہ اصل واقعہ کیا ہے۔

لیکن دنیا میں بسنے والے سب ہی تو بے وقوف، جذبات سے مغلوب، دین کی عقل کا ہوں کے متعلق قرآن، کتاب وسنت سے نابلد (اور) جہل مرکب میں مبتلا نہیں، (بلکہ) ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو محض مودودی صاحب کی آواز پر ایمان نہیں لاتے، بلکہ اکابر کے فتاویٰ کو دیکھ کر نقل کردہ عبارات کو بھی اصل کتابوں سے ملاتے ہیں، اور جب دیکھتے ہیں کہ واقعۃً جماعت کی اصل کتابوں میں وہ عبارتیں موجود ہیں جو فتاویٰ میں نقل کی گئی ہیں اور ان کا مطلب بھی وہی ہے جو فتاویٰ میں بتایا گیا ہے، سیاق وسباق پڑھ کر بھی دوسرا مطلب نہیں بنتا، اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی کی طرف سے ان فتاویٰ کے جواب میں ڈنکے کی چوٹ کہا جارہا ہے کہ یہ ہم پر افتراء ہے، دروغ بے بنیاد ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے، ہم نے کہیں ایسا نہیں لکھا، تو وہ انتہائی حیرت واستعجاب سے سوچتے ہیں کہ یا اللہ! یہی ہے جماعت اسلامی کا موقف؟ اور اسی کا نام ہے دیانت، راست بازی، خدا ترسی، آخرت کی جواب دہی کا احساس جس کا اس جماعت کو قدم قدم پر دعویٰ ہے؟ پھر اس کی جو زد جماعت کے امیر اور دیگر اہل قلم پر فطری طور پر پڑنی چاہیے، وہ پڑتی ہے اور اس سے کسی طرح گریز ممکن نہیں۔

اے کاش! اہل شعور اس کو سمجھیں اور اپنی غلطیوں کی طرف متوجہ ہوں، جب یہ حضرات چودہ سو سال تک کے بزرگان دین اور اسلاف کے کارناموں پر بے لاگ تنقید کرتے، اور ان کی غلطیاں پکڑتے ہیں تو اگر کسی نے ان کے کارنامہ پر تنقید کردی اور وہ تنقید واقعۃً بالکل صحیح اور حق بجانب ہے تو اس پر ناک بھوں کیوں چڑھاتے ہیں، ان کو تو چاہیے تھا کہ شکریہ کے ساتھ قبول کرکے اصلاح کرلیتے جیسا کہ جگہ جگہ اپنی تحریرات میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں، مگر معاملہ بالکل برعکس ہے۔

شعوری یا غیر شعوری طور پر آپ کی یہ تحریر بھی اسی ذہنیت کی آئینہ دار ہے، پھر اس تحریر کو پھر ایک نظر دیکھئے اور مودودی صاحب کے اس جواب کو ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ ثانی، مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ دیوبند، مفتی سعید احمد صاحب سہارنپور، مفتی جمیل احمد صاحب تھانہ بھون، مولانا اعزاز علی صاحب دیوبند کے فتاویٰ کی تردید میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:

۱- "جس وقت یہ فتوے لکھے جارہے تھے اس وقت خدا کا خوف اور آخرت کی جواب دہی کا احساس شاید ان کے قریب بھی موجود نہیں تھا، خصوصاً مفتی سعید احمد صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے فتووں میں تو صریح بددیانتی کی بدترین مثالیں پائی جاتی ہیں جنہیں دیکھ کر گھن آتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں ان حضرات کے ساتھ بڑا حسن ظن رکھتا تھا، مگر اب ان کے یہ فتوے دیکھ کر تو میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ بریلوی طبقے کے فتوے باز و کافر ساز مولویوں سے ان کا مقام کچھ اونچا نہیں"۔ (رسائل و مسائل: ۲/ ۵۱۳)۔

مودودی صاحب کا یہ پورا جواب "رسائل و مسائل" میں پڑھ جائیے، کسی ایک لفظ کے متعلق بھی تو متعین طور سے نشاندہی نہیں کر سکے کہ فلاں لفظ غلط لکھا ہے، فلاں حوالہ غلط دیا ہے، فلاں عبارت میں کتر بیونت کی ہے، فلاں عبارت کے سیاق و سباق سے صرف نظر کیا ہے۔ مفتی سعید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً دودرجن عبارتیں ان کی کتابوں سے نقل کی ہیں اور ہر ایک کا پورا حوالہ دیا ہے، مگر مودودی صاحب کیسے شریفانہ لہجہ میں فرماتے ہیں:

۲- "یہ لوگ اگر دیانت اور سچائی کا ہتھیار لے کر حملہ آور ہوتے اور مجھ میں یا جماعت اسلامی کی تحریک و نظام میں کوئی ایسی خرابی بتاتے جو فی الواقع ان کے دلائل سے ثابت ہوتی تو میں یقیناً ان کے آگے جھکتا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنی اصلاح کرتا لیکن انہوں نے ہتھیار جھوٹ کا استعمال کیا ہے اور نا خدا ترسی کی راہ اختیار کی ہے اس لئے میں ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کروں گا جو ایک شریف آدمی کو کرنا چاہئے۔ یعنی "وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا"(۱)۔ (رسائل و مسائل: ۲/ ۵۱۳)۔

کرامت و شرافت کا معیار

ان اکابر علماء کرام کا مودودی صاحب کی غلطیوں پر متنبہ کرنا اور عامۃ المؤمنین کو فتنوں کی راہ سے بچا کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جادۂ مستقیم کی دعوت دینا مودودی صاحب کے نزدیک کیا قرار پایا؟ "اللغو" اور خوف خدا اور آخرت کی جواب دہی سے بے حسی، بددیانتی کی بدترین گھناؤنی

(۱) (سورۃ الفرقان: ۷۲)

شامیں بریلوی طبقہ کی فتوے بازی، کافر سازی، دنا وتی کی راہ، جھوٹ کو تقیہ، "جیسی گالیوں کا استعمال کرنا کیا قرار پایا؟ کرامت وشرافت دوالقی ان حضرات کی کرامت وشرافت کا یہی معیار ہے، مودودی صاحب نے اپنے کس تحریر میں نیک دلی اور کرامت کا اظہار فرمایا ہے:

آزمائش کا وقت آگیا ہے

> ۳- "اس میں شک نہیں کہ دیوبند اور سہارنپور کے ان فتووں کا ان لوگوں پر برا اثر پڑے گا جو ان دونوں مراکز علمی سے وابستہ ہیں، لیکن سنت اللہ کے مطابق آزمائش ضروری ہے اور اب اس پورے دیوبندی اور مظاہری گروہ کے لیے آزمائش کا وقت آگیا ہے، دیکھنا ہے کہ ان میں سے کتنے حق پرست ہیں اور کتنے اشخاص پرست ہیں، جو حق پرست ہیں وہ انشاء اللہ ہمارے ساتھ رہیں گے اور آئندہ بھی ہمارے ساتھ آتے رہیں گے، اور جو اشخاص پرست ہیں وہ جاہلی عصبیت میں مبتلا ہیں وہ ہم سے الگ ہو جائیں گے اور آئندہ بھی ہمارے ساتھ نہ چلیں گے، ہم کو صرف پہلے گروہ کی ضرورت ہے، دوسرے گروہ سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں، وہ جس قدر ہٹ جائے گا تو ہم خدا کا شکر ادا کریں گے اور آئندہ وہ ہم سے بے تعلق رہے گا تو مزید شکر کریں گے"۔ (رسائل ومسائل: ۳۱۲)۔

اس عبارت میں مودودی صاحب نے آزمائش میں کامیابی کی یہی صورت تجویز کی ہے کہ لوگ ان کی بات مان لیں اور ان کے ساتھ آجائیں، جو لوگ ان کے ارشاد پر عمل نہ کریں وہ ان کی جماعت میں داخل نہ ہوں وہ ناکام ہیں۔

حق کی تشخیص

مودودی صاحب نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو لوگ ان کے ساتھ آجائیں گے وہ حق پرست ہیں اور جو لوگ سہارنپور و دیوبند کے فتوے پر عمل کریں گے وہ شخصیت پرست ہیں، دوسرا شخص خواہ کتنا ہی دیانتداری سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائے مگر اس پر عمل کرنیوالے مودودی صاحب کے نزدیک اشخاص پرست ہیں اور مودودی صاحب کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو ماننے والے حق پرست ہیں، یہ دو چیزیں

بالکل مقابل ہوئیں، اشخاص اور حق، اشخاص کون ہیں؟ دیوبند اور سہارنپور کے مفتی۔ حق کون ہیں؟ مودودی صاحب۔

یہ ان کا عام طرز نگارش ہے کہ وہ صاف صاف "انا الحق" تو نہیں کہتے (کہ اس کے لئے شیخ منصور درکار ہے) لیکن اپنے مقصد کو "مقصدِ حق" اور اپنی دعوت کو "دعوتِ حق" اپنے طریق کو "طریقِ حق" ضرور کہتے ہیں، اور اس پر اتنا زور دیتے ہیں کہ جب ان کی کسی بات سے کوئی اختلاف کرتا ہے خواہ وہ کتنے ہی قوی اور صریح دلائل حقہ کی روشنی میں کرتا ہو، مگر اس کے حق میں وہ سب روایات وآیت کو لاکر پیش کر دیتے ہیں، جو مخالف حق جاہل جہال کے بارے میں وارد اور نازل ہوئی ہیں۔ (خارجیوں کا طریقہ بھی یہی تھا کہ جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے تھے)، ملاحظہ ہو بخاری شریف ۱۰۲۴/۲ (۱)۔

مودودی صاحب کی جماعت سے الگ ہونے والوں کی تفصیلی فہرست آپ کے علم میں ہے کہ جن حضرات نے جماعت کی تشکیل و تاسیس کی اور نہایت محکم دستورِ حق تیار کیا تھا، وہ ایک ایک کر کے تقریباً سب ہی الگ ہو گئے، سب نے ہی اس خود ساختہ حق سے منہ موڑ لیا، بلکہ جماعتِ اسلامی تو یہاں تک کہتی ہے کہ انہوں نے ارتداد اختیار کر لیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حق سے الگ ہونے پر شکریہ

یہ بھی غور کا مقام ہے کہ جو لوگ حق سے الگ ہو جائیں، وہ ان کے ساتھ آگئیں تو ان کی علیحدگی پر مودودی صاحب شکر ادا کرتے ہیں، حالانکہ "الخلق عیال اللہ" (الحدیث) (۲) کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کی جائے اور ہر انسان کی ہدایت کے لئے آخری سانس تک پوری کوشش کی

---

(۱) "وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال: إنهم انطلقوا إلى آيات نزلت في الكفار، فجعلوها على المؤمنين". (صحيح البخاري، كتاب استتابة المعاندين والمرتدين وقتالهم، باب قتال الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم: ۱۰۲۴/۲، قديمي)

(۲) والحديث بتمامه: "عن أنس وعن عبد الله رضي الله عنهما: قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الخلق عيال الله، فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث: ۴۲۵/۲، قديمي)

جائے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل سے واضح ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے:

﴿فلعلك باخع نفسك على آثارهم إن لم يؤمنوا بهذا الحديث أسفا﴾(۱)۔

(ترجمہ) ”شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائیں تو غم سے اپنی جان دیدیں گے“۔

کسی کے حق سے کٹنے اور بچنے پر شکر ادا کرنا اور خوش ہونا نہیں معلوم کس نص سے ثابت ہے؟ اگر آپ کی نظر سے اس مضمون کی کوئی نص گذری ہو تو براہِ کرم مطلع فرمائیں ممنون ہوں گا۔

ایک اور مقام پر مودودی صاحب نے بہت ہی مسرت کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں:

۴- ”میں بہت خوش ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ فتنہ پسند گروہ قریب آنے کے بجائے دور ہو رہا ہے“۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۲۷)(۲)۔

کجا مودودی صاحب کا یہ وظیفۂ مسرت اور کجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ غم جس سے جان دینے کا خطرہ لاحق ہو جائے جس کا تذکرہ آیت بالا میں ہے، غور فرمائیے کہ مودودی صاحب کا اپنے طریق کو پیغمبرانہ طریق قرار دینا جس کا متعدد مقامات پر دعویٰ کیا گیا ہے کہاں تک برمحل ہے؟ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

”عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”مثلي كمثل رجل استوقد نارا فلما أضاءت ما حولها جعل الفراش وهذه الدواب التي تقع في النار يقعن فيها، وجعل يحجزهن ويغلبنه فيتقحمن فيها، فأنا آخذ بحجزكم عن النار وأنتم تقحمون فيها“. هذه رواية البخاري ولمسلم نحوها وقال في آخرها: قال: ”فذلك مثلي ومثلكم أنا آخذ بحجزكم عن النار، هلم عن النار، هلم عن النار، فتغلبوني تقحمون فيها“. متفق عليه“(۳)۔ مشكوة المصابيح، ص: ۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة (۴)۔

---

(۱) (سورۂ کہف: ۶)

(۲) (ترجمان القرآن، جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۲۷)

(۳) (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي: ۲/۹۶۰، قديمي) (وأخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الفضائل، باب شفقته صلى الله عليه وسلم على أمته: ۲/۲۴۸، قديمي)

(۴) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/۲۸، قديمي)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری مثال اس شخص کے مثل ہے جس نے آگ روشن کی جب اس کے آس پاس روشنی پھیل گئی تو پروانے اور تتلی وغیرہ جانور جو آگ میں گرا کرتے ہیں گرنے لگے، وہ شخص ان کو پکڑ پکڑ کر نکالنے اور روکنے لگا مگر وہ پروانے وغیرہ اس پر غالب آگئے وہ آگ میں گرگئے (ایسا ہی حال میرا ہے) کہ تمہاری پشت پکڑ پکڑ کر آگ سے نکال رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گھسے جاتے ہو"۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے مثلاً آگ جلائی اس کے گرد اگرد سے پتنگے اور دوسرے جانور آ آکر آگ میں گرنے لگے اور وہ شخص انتہائی کوشش سے ان کو آگ سے بچاتا ہے مگر وہ اس کے قابو سے باہر ہوکر آگ میں گرتے اور ہلاک ہوتے ہیں، اسی طرح میں تم کو آگ سے بچانے اور پکڑنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں مگر افسوس کہ تم لوگ قابو میں نہیں آتے اور آگ میں گھسے چلے جاتے ہو، جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اظہار مسرت فرما کر سبکدوش ہوجاتے مگر وہاں تو قلب مبارک میں امت کے درد و غم کی آگ شعلہ زن تھی جس نے مجبور کیا کہ پھر بھی دعا ہی دیں (۱)۔ ایک دوواقعہ

---

(۱) "عن عروة أن عائشة رضي الله تعالى عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم حدثته أنها قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: هل أتى عليك يوم كان أشد عليك من يوم أحد؟ قال: "لقد لقيت من قومك ما لقيت وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة إذ عرضت نفسي على ابن عبد يا ليل بن عبد كلال، فلم يجبني إلى ما أردت، فانطلقت وأنا مهموم على وجهي، فلم أستفق إلا وأنا بقرن الثعالب، فرفعت رأسي فإذا أنا بسحابة قد أظلتني، فنظرت فإذا فيها جبرئيل فناداني فقال: إن الله قد سمع قول قومك لك، وما ردوا عليك، وقد بعث الله إليك ملك الجبال لتأمره بما شئت فيهم. فناداني ملك الجبال، فسلم علي، ثم قال: يا محمد فقال ذلك، فما شئت إن شئت أن أطبق عليهم الأخشبين، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "بل أرجو أن يخرج الله عز وجل من أصلابهم من يعبد الله عز وجل وحده لا يشرك به شيئاً". (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم آمين، والملائكة في السماء آمين الخ: ۱/۴۵۸، قدیمی)

تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: (حیاة الصحابة، باب تحمل الشدائد في الله، ما تحمله عليه السلام من الأذى في الطائف: ۱/۲۷۰، دار القلم)

نہیں بے شمار واقعات اس کے شاہد ہیں، حق سے الگ رہنے والوں پر رحم و شفقت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی حزن و غم کو دیکھئے اور مودودی صاحب کی مسرت اور خوشی کو دیکھئے۔ پھر مودودی صاحب کے اس بلند آہنگ دعوی کا جائزہ لیجئے، کس جسارت کے ساتھ اپنے طریق کار کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے سر تھوپا جا رہا ہے:

۵۔ ”اس دعوت کو عملاً لے کر اٹھنے والے اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچانے اور اس سے متاثر حضرات کو سمیٹنے اور جذب کرنے کا صحیح اور بہترین طریقہ یقیناً وہی ہو سکتا ہے، جو ابتداء سے آخر تک اس دعوت کے اصل علمبردار یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اختیار کرتے رہے ہیں، قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ وہ طریقہ ایک ہی ہے اور وہی ایک طریقہ بلا استثناء ہر زمانہ میں اختیار کیا جاتا رہا ہے، چنانچہ اسی طریق کار کو ہم نے اختیار کیا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریق کار کے علاوہ دوسری تمام دعوتیں اور طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں“۔ (ترجمان القرآن جلد: ۴۶، عدد: ۳، ص: ۱۱۱)(۱)۔

اب میں آپ کے سامنے وہ تینوں چیزیں پیش کرتا ہوں، جن کو آپ نے بیک جنبش قلم الزام اور افتراء پردازی قرار دے کر اپنے نزدیک جماعت اور امیر جماعت کو بھاری بوجھ سے ہلکا کر کے حق کی بہت بڑی خدمت و حمایت کی ہے، اصل کتابوں سے ملا کر دیکھیں کہ یہ چیزیں الزام ہیں یا واقعہ اور ہر قسم کی عصبیت سے علیحدہ ہو کر غور کریں کہ ان حوالات میں آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

جماعت اسلامی تخریبی تنقید پر مجبور ہے

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

۶۔ ”جو شخص اپنے زمانے کے عام طرز خیال اور طرز عمل کو بدلنا چاہتا ہو اور لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کرنے کا خواہشمند ہو، وہ مجبور ہے کہ ابتداء میں تخریبی تنقید پر زیادہ قوت صرف کرے اور تعمیری افکار کو آہستہ آہستہ بتدریج اور باقساط پیش کرے، تخریبی تنقید

---

(۱) ورترجمان القرآن، ج: ۴۶، عدد: ۳، ص: ۱۱۱

کے بغیر وہ الفت اور پختگی دور نہیں کی جاسکتی جو لوگوں کو رائج الوقت تخیلات اور طریقہ ہائے عمل سے طبعی طور پر ہوا کرتی ہے، اور جب تک یہ الفت دور نہ ہو ان کے دماغ کسی نئی بنیاد پر تعمیر کا نقشہ سوچنے اور سمجھنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے، لہذا تخریب کے بغیر یا ناکافی تخریب کیساتھ نئی تعمیر کا نقشہ پیش کرنا سراسر نادانی ہے اھ"۔ (ذیل ترجمان القرآن، جلد:۲۰، عدد:۲، ص:۱۳۲)(۱)۔

اس عبارت میں مودودی صاحب نے لوگوں کی روش میں اصولی تغیر پیدا کرنے کیلئے تخریبی تنقید کو ضروری اور اس پر زیادہ قوت صرف کرنے کو لازم، اور بغیر تخریب کے تنقید کو، بلکہ ناکافی تخریب کو بھی ناکافی قرار دیا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی قوم عموماً عام طور پر اپنے اندر اصولی تغیر پیدا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کے اختیار کردہ اصول، تخیلات، طریق ہائے عمل کو کافی تخریبی تنقید کے ذریعے سے بیکار، غلط، ناقابل التفات، بلکہ مضر اور مہلک نہ ثابت کر دیا جائے، کیونکہ جن اصولوں کے ساتھ ساری قوم کی معاشی، معاشرتی، عدالتی، جنگی، ملکی، بین الاقوامی پالیسی کا ہر ہر پہلو وابستہ ہے وہ اصول اس کے قلب و دماغ پر پوری طرح حاوی ہیں، اور ہر چھوٹا بڑا عمل ان ہی اصولوں کی بنیاد پر برگ و بار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، ایسے اصول کو ساری قوم کے دل و دماغ اور قوائے عمل سے نکال کر پھینکنا کچھ کھیل نہیں ہے، اس کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنا ہوگا اور یہ کام کسی ایک ایڈیٹر، اخبار، رسالہ کا نہیں، بلکہ اس کیلئے بڑی مضبوط جماعت کی ضرورت ہوگی جو اپنی زبان، اپنے قلم، اپنے کردار، اپنے عزم، اپنے یقین، غرض ہر اعتبار سے ساری قوم میں صالح ترین اور ممتاز ہو کہ اس کے ہر فرد کو دور سے دیکھ کر سمجھ لیا جائے کہ یہ فلاں جماعت کا آدمی ہے۔

امیر جماعت کے صفات

اس جماعت کیلئے امیر بھی ایسا ضروری ہے جو بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہو، وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہو، زندگی کے سارے مسائل جدیدہ کو خوب حل کر سکتا ہو، عقلی و ذہنی ریاست، سیاسی تدبر، اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ بٹھا دے تب عالمگیر انقلاب رونما اور دنیا کا انتظام درست ہوسکتا ہے۔

(۱) ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۱)

جماعت اسلامی کا کام

مودودی صاحب فرماتے ہیں:

۷- "جو کام ہم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے یعنی اخلاقی اصولوں پر دنیا کی اصلاح کرنا اور دنیا کے نظم کو درست کرنا، اس کا تقاضہ ہے کہ اخلاقی حیثیت سے ہم اپنے آپ کو دنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائیں"۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)(۱)۔

اس سے جماعت اسلامی کے کام کی تشخیص ہو گئی یعنی دنیا کی اصلاح کرنا اور دنیا کے نظم کو درست کرنا، اور اس کام کا تقاضہ ہے کہ جماعت اسلامی اپنے آپ کو دنیا کا صالح ترین گروہ ثابت کر دکھائے۔ امید تو یہ رکھنی چاہئے کہ یہ جماعت واقعے میں بھی صالح ترین ہونے کی کوشش کرے گی بصرف ثابت کر دکھانے تک اپنی کوشش کو محدود نہیں رکھے گی، آگے چند مثبت وقتی ہدایات کے بعد فرماتے ہیں: (اگر ان پر عمل نہ ہوا)

۸- "تو دنیا ہم سے اور ہمارے ہاتھوں ہونے والی "اصلاح" سے خدا کی پناہ مانگے گی اور یہ محسوس کرے گی کہ اگر کہیں زمین کا انتظام ان لوگوں کے ہاتھ میں آ گیا تو یہ ساری زمین کو ایسا ہی کر کے چھوڑیں گے جیسے یہ خود ہیں"۔ (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)(۲)۔

اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کیلئے پروگرام کیا ہے۔ سنئے:

جماعت اسلامی کا پروگرام

۹- "ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہم پہلے اس نظام فکر کو درہم برہم کر دینا چاہتے ہیں جس پر دنیا کا موجودہ غلط نظام زندگی قائم ہے اور اس کی جگہ اس نظام فکر کو دلوں کے اندر راسخ کرنا چاہتے ہیں جس پر صحیح نظام کی بنیادیں قائم کی جا سکتی ہیں"۔ (ترجمان القرآن

---

(۱) (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

(۲) (ترجمان القرآن جلد: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)

جلد:۳۰،عدد:۵،ص:۲۹۷)(۱)۔

دنیا بھر کے نظام فکر کو درہم برہم کرنے کیلئے ظاہر ہے کہ کس قدر سخت تخریبی تنقید کی ضرورت ہوگی، اسی عالمگیر انقلاب کیلئے یہ جماعت عمل میں آئی اور مودودی صاحب اس کے امیر مقرر ہوئے، اس لئے کہ وہی صفات بالا کے حامل ہونے کی وجہ سے اس مجمع میں سب سے اعلیٰ تر اور طریق انقلاب کے ماہر ترین تھے، پھر اسکی زبردست تخریبی تنقید کی مہم شروع کی گئی کہ موجودہ اور گذشتہ سیاسی اور مذہبی افراد اور جماعتوں، انجمنوں اور اداروں سب ہی کی دھجیاں اڑا کر رکھدیں۔

مگر مودودی صاحب اور ان کے پیرو حضرات کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ جب ان کے قلم سے نکلی ہوئی کسی بات پر گرفت کی جاتی ہے اور اس کو دلائل کی روشنی میں غلط ثابت کر کے سب طرف سے راستہ بند کر دیا جائے، اور وہ جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں تو اس بات کا رخ بدل دیتے ہیں کہ ہمارا مدعا یہ نہیں، حالانکہ ان کی تاویل کے خلاف خود ان کے کلام میں صراحت موجود ہوتی ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنی غلطی واضح ہونے پر اعتراف کرتے اور اصلاح کر لیتے، جیسا کہ اپنی تحریرات میں بار بار اعلان کیا جا چکا ہے، لیکن وقت آنے پر ہوتا کچھ اور ہے(۲) چنانچہ تخریبی تنقید کے رویہ پر جب گرفت کی گئی اور اس کے جواز کا پہلو نکالا تو فرماتے ہیں:

> ۱۰– "درحقیقت مسلم لیگ ہو یا مسلمانوں کی بڑی جماعتوں میں سے کوئی اور جماعت ہو اس کے مسلک یا طریق کار پر تنقید کرنے سے میرا مدعا یہ کبھی نہیں رہا کہ ان جماعتوں کی تخریب کروں اھ"۔(ذیل ترجمان، جلد:۱۳،عدد:۲،ص:۱۳۰)(۳)۔

جن لوگوں کو مسلم لیگ سے "الفت اور شیفتگی" تھی ان کے تخیلات اور طریق ہائے عمل میں

---

(۱)(ترجمان القرآن جلد: ۳۰، عدد: ۵، ص: ۲۹۷)

(۲)قال تعالی: ﴿ولم یصروا علی ما فعلوا وهم یعلمون﴾.(سورہ آل عمران: ۱۳۵): "أی تابوا من ذنوبهم ورجعوا إلی الله عن قریب، ولم یستمروا علی المعصیة، ویصروا علیها غیر مقلعین عنها ولو تکرر منهم الذنب تابوا عنه". (ابن کثیر: ۱/۵۴۳، دار الفیحاء دمشق)

(۳) (ذیل ترجمان القران جلد: ۱۳، عدد: ۲، ص: ۱۳۰)

اصولی تغیر پیدا کرنے بیٹھے ہیں: ص:۱۳۳(۱) پھر مودودی صاحب "تخریبی تنقید" کو یہ ضروری سمجھتے تھے کہ اس پر "زیادہ قوت صرف کرنے پر مجبور تھے، اور تا کوئی تخریب کو نا کوئی قرار دیتے تھے" تعمیری ص:۱۴۰(۲) پر تنقید کر رخ جماعت اسلامی فریقین کیوں توڑ دیا ہے؟ اس قسم کا تضاد اس جماعت کے لٹریچر میں بکثرت موجود ہے کہ دفع الوقتی کیلئے دوسرا رخ بھی پیش کیا جا سکے۔

ایک شبہ کا ازالہ

مسلم لیگ یا مسلمانوں کی کسی اور جماعت پر تنقید کو یہ تصور نہ کیا جائے کہ مودودی صاحب کی طرف سے یہ سیاسی تنقید ہے، جو کہ عام سیاسی جماعتوں میں ایک دوسرے پر ہوتی رہتی ہے نہیں بلکہ یہ خالص اسلام کی روشنی میں ہے، چنانچہ فرماتے ہیں

۱۱۔ "اس سلسلہ میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں معاملات کو جماعتوں کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ محض اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہوں، اس لئے میں نے اب تک سیاسی مسائل پر جو کچھ لکھا ہے اس میں کسی مسئلہ پر بھی اس حیثیت سے بحث نہیں کی ہے کہ کسی خاص جماعت کی نسبت سے اس مسئلہ کی کیا نوعیت ہے؟ میں صرف یہ دیکھتا ہوں اور یہی دکھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ اسلام کی نسبت سے صحیح یا غلط، اور مناسب یا نا مناسب کیا ہے اھ"۔ (ذیل ترجمان ۲۰، عدد۲، ص:۱۴۰)(۳)۔

اب تک کی نقل کردہ عبارتوں سے اس کے دو نمبروں کا جواب بخوبی روشن ہو گیا کہ نمبر۱: جماعت مودودی تخریبی تنقید کرتی ہے، نمبر۲: اور یہ اس کے اہم اصول میں داخل ہے اور امیر جماعت اس روش پر بہت خوش ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۲ "میں یہ دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوتا ہوں کہ ہماری اس جماعت میں شخصیت پرستی اور ذہنی غلامی موجود نہیں ہے بلکہ ہر شخص کے اندر اچھی خاصی تنقیدی نظر

---

(۱) ذیل ترجمان القرآن جلد ۲۰، عدد ۲، ص ۱۳۳

(۲) ذیل ترجمان القرآن جلد ۲۰، عدد ۲، ص ۱۴۰

(۳) ذیل ترجمان القرآن جلد ۲۰، عدد ۲، ص ۱۴۰

موجود ہے"۔ (ترجمان، ج: ۲۱، عدد: ۳، ص: ۱۰۹)(۱)۔

اب اپنے سوال کے تیسرے نمبر کو دلائل کی روشنی میں دیکھئے، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا ضمیر خود جواب دے گا کہ "نظام" مئی ۱۹۵۰ء میں جو کچھ جماعت سے متعلق لکھا گیا ہے وہ افتراء نہیں بلکہ روشن حقیقت ہے، تاہم آپ کی تسلی کیلئے جماعت اسلامی کی تحریری تنقید کے نمونے پیش کئے جاتے ہیں، جن کی طرف میں نے "نظام مئی ۱۹۵۰ء" میں اشارہ کیا ہے۔

تبلیغ کرنیوالوں پر تنقید

۱۳- "یہ ان تبلیغ بالکل اسی مشنری ڈھنگ کی ہے جیسی عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہے، یہاں تمام مذاہب چند بے جان عقائد، بے معنی منتر اور بے مقصد حرکات کی معجون سی بنے ہوئے ہیں۔ پنڈت، پادری، گرنتھی اور مولوی اپنے اپنے کارخانوں کی بنی معجونیں لئے پھرتے ہیں، ڈگڈگی بجائی، لوگوں کو جمع کیا اور اپنی معجون کے حق میں گلا کر اور حرکت کرکر ایک رنگین تقریر کر ڈالی"۔ (تنقیحات، ص: ۳۳)(۲)۔

(ترجمان جلد: ۳۰، عدد: ۵)(۳) میں تبلیغی جماعت کے طریقۂ کار کے متعلق بتایا گیا تھا کہ "یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے طریقے کی پیروی نہیں، بلکہ شیطان کا ایک بہت بڑا دھوکا ہے"، عبارت منقولہ نمبر: ۱۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ "یہ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں کا طریقہ ہے"۔

تبلیغ کا کام بفضلہ تعالیٰ آج نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام عالم انسانی میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی مساعی کی برکات سے تمام دنیا فیض یاب ہو رہی ہے، کتنی بڑی تعداد اسی کی برکت سے ہر سال صحیح طریق پر ارکان حج ادا کرتی ہے۔ بمبئی، کراچی، جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منیٰ، عرفات، اور تقریباً ہر جہاز میں اس جماعت کے افراد بے نظیر دینی خدمات انجام دیتے ہیں، کتنے غیر مسلم اس جماعت کے طفیل حلقہ بگوش اسلام ہو چکے اور

---

(۱) ترجمان القرآن جلد: ۲۱، عدد: ۳، ص: ۱۰۹

(۲) تنقیحات، ص: ۳۳

(۳) ترجمان القرآن ج: ۳۰، عدد: ۵، ۱۹۴۸ء

ہوتے رہتے ہیں؟ اس کی خدمات کی تفصیل بہت طویل ہے، اس کو یہاں بیان کرنا مقصود نہیں، البتہ اس کے طریق کار اور اصول کار کو مختصر طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ بھی الفاظ میں نہیں، بلکہ ایسے مفکر، صاحب قلم کے الفاظ میں جس نے مودودی صاحب کو دیر تک بہت قریب سے دیکھا اور ان کی جماعت کیلئے دستور تیار کیا اور ان کی بڑے بڑے رواتی پر چشم پوشی کی اور ان کے کام کی ظاہری شکل وصورت کو بھی بہت سراہا، اور ان کی خاطر اپنے مربی اکابر کی برگزیدگی کو تنگ نظری قرار دے کر بطوع ورغبت برداشت کیا، اس امید پر کہ جماعت اسلامی کے اچھی صلاحیتیں رکھنے والے اہل قلم کے افکار ونظریات کا رخ صحیح ہو جائے اور اسلام اور اہل اسلام کے حق میں ان کی مساعی مثمر خیر ہوں، اور غلط رخ پر چل کر اسلام واہل اسلام کی بربادی اور تباہی کا ذریعہ بننے سے محفوظ ہو جائیں، لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی "ایک اہم دینی دعوت" ص: ۱۲ میں لکھتے ہیں:

طریق کار

۱- "اس وقت امت کی بڑی ضرورت ہے کہ دین کے سیکھنے کا نبوی اور فطری طریقہ دوبارہ زندہ کیا جائے، کتابی نقوش کیساتھ زندہ نقوش سے استفادہ کو (جو کہیں زیادہ آسان اور عمومی طریق تعلیم ہے) عام کیا جائے، مستقل دینی اداروں اور اسلامی درسگاہوں کے ماتحت یہ چلتی پھرتی درسگاہیں، جیتی جاگتی خانقاہیں اور بولتے چالتے مکتبے ہوں، جو علوم نبویہ کے ان سمندروں سے (دینی مدارس) نکلیں پھر پھر کر عام زندگی کی کشت زاروں میں تاجروں کی تجارتوں، مزارعین کی زراعتوں اور اہل صنعت کی صنعتوں میں دین کا آب حیات پہونچا ئیں"۔

۲- "دین کیلئے عملی جدوجہد، علم کیلئے نقل وحرکت اور سعی وعمل کو جس کا رواج مدت دراز سے جاتا رہا پھر فروغ دیا جائے کہ اسلام کی فطری ساخت اور علم دین کی وضع وفطرت یہی ہے اور اللہ کی سنت اسی طرح جاری ہے"۔

۳- "دین کی تعلیم وتفہم اور دین کی خدمت وسعی کو مسلمانوں کی زندگی کا جزء لا ینفک بنانے کی کوشش کی جائے اور اس کی دعوت دی جائے کہ مسلمان اپنے مشاغل وفکر معاش کو اس کے ماتحت کر دیں کہ ﴿وما خلقت الجن والانس الا

پھرا کرتا تھا مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی تعداد افراد کے درمیان تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت وشخصیت کے منفردا دوسروں پر حق پیش کرنے کیلئے کوشش کرتا رہا مدینہ میں اجتماعی اور متمدن زندگی تھی وہاں پہنچتے ہی آپ نے چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کردیں اور جو بڑھتے گئے وہ عسکریت کی طرف بڑھتے گئے۔ سکونی زندگی صرف انہیں کو حاصل تھی، جو پھرنے والوں کیلئے "قوبہ" اور پھراتے رہنے کا ذریعہ بن سکیں، غرض پھرنا اور دین کیلئے جدوجہد اور نقل وحرکت میں رہنا اصل تھا جب یہ چھوٹ گیا جب ہی خلافت ختم ہوئی"۔

اس نکلنے کی حالت میں کیا ہوگا، کیا دعوت دی جائے گی، اس کا جواب مولانا ہی کے الفاظ میں سنیے:

"اصل تبلیغ صرف دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیلیں ہے، ان دو چیزوں میں ایک مادی ہے اور ایک روحانی: مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی، سو وہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کرکے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے۔ روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما﴾(۱)۔ ﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾(۲) یعنی اللہ کی باتوں اور اوامر خداوندی میں جان کا بے قیمت اور نفس کا ذلیل ہونا۔

چھٹا اصول:

نکلنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں میں جو چیز زیادہ سے زیادہ اہم ہے اس میں اس کی حیثیت سے کوشش کرنا چاہیئے۔

---

(۱) (سورۃ النساء: ٦٥)

(۲) (سورۃ الذاریات: ٥٦)

۱.....کلمہ کی تصحیح وتبلیغ

اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے ناآشنا ہو رہے ہیں اس لئے سب سے پہلے اسی کلمہ کی تبلیغ ہے جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، یعنی اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہ ہوگا(۱)۔

۲.....نماز کی تصحیح وترقی

کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگے رہنا(۲)۔

۳..... تحصیل علم وذکر

تین وقتوں کو (صبح، بعد عشاء اور کچھ حصہ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب علم وذکر میں مشغول رکھنا(۳)۔

---

(۱) قال تعالى: ﴿وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه لا إله إلا أنا فاعبدون﴾. (سورة الأنبياء: ۲۵)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الإيمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة، فأفضلها قول: لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان: ۱/۴۷، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "جددوا إيمانكم". قيل: يا رسول الله! وكيف نجدد إيماننا؟ قال: "أكثروا من قول: لا إله إلا الله". (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث: ۸۶۹۳، ۳/۳۲۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "وعن مالك بن الحويرث رضي الله عنه قال: قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا كما رأيتموني أصلي". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب فيه فصلان: ۱/۶۶، قديمي)

(۳) قال تعالى: ﴿كما أرسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم آيتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون﴾. (سورة البقرة: ۱۵۱)

قال تعالى: ﴿وأنزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم، وكان فضل الله عليك عظيما﴾ (سورة النساء: ۱۱۳)

=

۴ ..... تفریغِ وقت

ان چیزوں کو پھیلانے کیلئے فریضۂ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ کر نکلنا، یعنی ملک بملک دورہ کرنا رائج رہا(۱)۔

= "عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن في الصفة فقال: "أيكم يحب أن يغدو كل يوم إلى بطحان أو إلى العقيق فيأتي منه بناقتين كوماوين في غير إثم ولا قطع رحم"؟ فقلنا: يارسول الله! نحب ذلك، قال: "أفلا يغدو أحدكم إلى المسجد فيعلم أو يقرأ آيتين من كتاب الله خير له من ناقتين، وثلاث خير له من ثلاث، وأربع خير له من أربع، ومن أعدادهن من الإبل". (الصحيح لمسلم، كتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه: ۱/ ۲۷۰، قديمي)

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع". هذا حديث حسن غريب". (سنن الترمذي، أبواب العلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل طلب العلم: ۲/ ۹۳، سعيد)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن الدنيا ملعونة، ملعون ما فيها إلا ذكر الله وما والاه وعالم أو متعلم". هذا حديث حسن غريب". (سنن الترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا على الله: ۲/ ۵۸، سعيد)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة﴾ (سورة النحل: ۱۲۵)

وقال الله تعالى: ﴿لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم﴾ (سورة التوبة: ۱۲۸)

وقال الله تعالى: ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله﴾. (آل عمران: ۱۱۰)

"عن حذيفة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "والذي نفسي بيده! لتأمرن بالمعروف، ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عذاباً من عنده، ثم لتدعنه ولا يستجاب لكم". رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۲/ ۴۳۶، قديمي)

۵..... تخلق

اس سفر میں اخلاق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا، اپنے فرائض کی ادائیگی کی سرگرمی خواہ خالق کے ساتھ متعلق ہوں یا خلق کے ساتھ، کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا (۱)۔

۶..... تصحیح نیت

ہر عمل کے بارے میں اللہ نے جو وعدے وعید فرمائے ہیں ان کے موافق اس امر کی تحصیل کے ذریعہ اللہ کی رضا اور موت کے بعد والی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا (۲)۔

دین سیکھنے کیلئے اللہ ورسول کی باتیں دوسروں تک پہنچانے اور پھیلانے کیلئے یہ نقل وحرکت، یہ سفر اور یہ ذہنی غربت، چند مرغوبات و مالوفات کی یہ عارضی مفارقت، معمولات وعادات کی خفیف سی تبدیلی دین کیلئے جدوجہد قربانی کا ادنیٰ درجہ ہے جس کے بغیر دین کے برکات وثمرات کا حصول مشکل ہے اور جو اس نعمت عظمیٰ (اسلام) کی شکر گذاری کا سہل ترین طریق ہے۔

"جس مذہب کیلئے ہزار ہا جانوں کا طیب خاطر سے پیش کردینا اس کی قیمت کیلئے کافی نہیں ہوسکتا اور جس مذہب کی اصلی قیمت سویدائے جگر اور خون وغیرہ بہانا تھی اس کیلئے ہمارا یہ برائے نام قدموں کا اٹھانا اور اس قدر ضعیف اور کم مقدار تکلیفوں کا وابستہ رکھنا اصل فریضے سے کچھ نسبت نہیں رکھتا لیکن خدائے پاک کی ذرہ نوازی ہے کہ دوسرا ہم سے فرمانا (شاباش) اور آخر زمانہ والوں کیلئے ان کی مساعی پر صحابہ کے پچاس کے برابر اجر وثواب

---

(۱) قال تعالى: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرى﴾ (سورة فاطر: ۱۸)

(۲) قال تعالى: ﴿لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم﴾ (سورة الحج: ۳۷)

وقال تعالى: ﴿وما آتيتم من زكوة تريدون وجه الله فأولئك هم المضعفون﴾ (سورة الروم: ۳۹)

"عن عمر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "الأعمال بالنية، ولكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله، ومن كانت هجرته لدنيا يصيبها أو امرأة يتزوجها، فهجرته إلى ما هاجر إليه" (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة: ۱/۱۳، قديمي)

تنقید کا اثر

جماعت اسلامی عموماً حق و باطل کو ایک ہی صف میں پیش کرتی ہے اور تنقید بما حق پر ایسا باطل کا ملمع چڑھاتی ہے کہ دیکھنے والوں کو ان کی تنقید کے آئینہ میں دونوں کی صورت یکساں نظر آتی ہے، اس کا ایک ادنیٰ اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک حقیقت ناشناس کے ذہن میں حق کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی بلکہ حق کی طرف سے اجتنابی میلان پیدا ہو جاتا ہے، جماعت اسلامی کے اس طرز تنقید سے اہل حق مجددین، محدثین، فقہاء، مفسرین، متکلمین، صوفیاء، تابعین، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خلفائے راشدین بھی نہیں بچ سکے، جس کے نمونے ان شاء اللہ تعالیٰ پیش کروں گا، اور طرفہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ حق (اسلام) و باطل (جاہلیت) میں خط امتیاز قائم کرنے کے نام پر کیا جاتا ہے۔

جماعت اسلامی کا یہ زور قلم بڑھتے بڑھتے شعوری یا غیر شعوری طور پر بعض دفعہ انبیاء علیہم السلام پر بھی ایسے ناروا حملے کر جاتا ہے کہ دل کانپ اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور کمال یہ ہے کہ افراد جماعت کی طرف سے بھی اس پر آفرین اور شاباش کے تحسینی کلمات کہے جاتے ہیں، حق و باطل کے ساتھ خلط کر کے پیش کرنے کی سعی کی مثال ملاحظہ کیجئے۔

وفات پیغمبر کی تصویر

۱:- "جس قانون بے اختیاری کے تحت ایک بدکاری مرتا ہے اور زمین و آسمان اس کا ماتم نہیں کرتے، اسی کے مطابق سلطان وقت بلکہ پیغمبر (علیہ السلام) بھی مرتا ہے اور نہ زمین اس سے متاثر ہوتی ہے، نہ آسمان آنسو بہاتا ہے، نہ چاند سورج کو گہن لگتا ہے، نہ کاہکشاں کی لڑیاں ٹوٹتی ہیں۔" (ترجمان جلد: ۱۲، عدد: ۳، ص: ۲۰۲، ۱۹۳۸ء)(۱)۔

اس عبارت میں ایک باطل پر کاری ضرب لگائی گئی ہے، اگر معاملہ یہیں تک رہتا تو ٹھیک تھا اور ضرور اس کو خدمت حق کہا جاتا لیکن زور تنقید میں بات آگے بڑھی اور اس باطل کے رد کے ساتھ ایک حق کو بھی پاش پاش کر دیا گیا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں ارشاد فرمائیں، ایک

(۱) (ترجمان القرآن، ج: ۱۲، عدد: ۳، ۱۹۴۷ء)

منفی، دوسری مثبت، منفی یہ ہے کہ "چاند سورج کو کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ دونوں اللہ پاک کی نشانیاں ہیں، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بندوں کو گناہوں سے بچانے کیلئے ڈراتے ہیں لہذا جب گرہن دیکھو تو دعاء و استغفار میں مشغول ہو کر اللہ کی پناہ حاصل کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۱۳۰)(۱) بحوالہ بخاری (۲) و مسلم (۳) یہ روایت موجود ہے۔

مثبت یہ ہے کہ "عبادت گذار بندہ جب مرجاتا ہے تو اس پر آسمان کا وہ حصہ آنسو بہاتا ہے جہاں سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے اور اس کا رزق اترتا تھا، اسی طرح زمین کا وہ حصہ روتا ہے جس پر وہ عبادت کرتا تھا"۔ دوسری روایت میں ہے کہ "جب مومن پردیس میں مرتا ہے جہاں اس کے رونے والے موجود نہیں تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں"۔ اس مضمون کی متعدد احادیث محدث کبیر حافظ عماد الدین ابن کثیر نے سند کے ساتھ نقل کی ہیں، ایک روایت نقل کرتا ہوں، جس میں سند کے بعد لکھا ہے۔

"قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن الإسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً كما بدأ، ألا! لا غربة على مؤمن، وما مات مؤمن في غربة غابت عنه فيها بواكيه إلا بكت عليه السماء والأرض" ثم قرأ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ﴿فما بكت عليهم السماء والأرض﴾ ثم قال: "إنهما لا يبكيان على الكافر" -. (ابن كثير: ۴/۱۴۲) (۴)۔

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اسلام ابتدائی زمانہ میں غریب اور اجنبی تھا اور عنقریب اسی حالتِ غربت کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ ابتداء میں تھا، اسی طرح من لوگ مؤمن بھی

---

(۱) "وعن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: خسفت الشمس، فقام النبي صلى الله عليه وسلم فزعاً يخشى أن تكون الساعة، فأتى المسجد، فصلى بأطول قيام وركوع وسجود ما رأيته قط يفعله، وقال: "هذه الآيات التي يرسل الله لا تكون لموت أحد، ولا لحياته، ولكن يخوف الله بها عباده، فإذا رأيتم شيئاً من ذلك فافزعوا إلى ذكره ودعائه واستغفاره". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب صلوة الخسوف: ۱/۱۳۰، قديمي)

(۲) (أخرجه البخاري في صحيحه، أبواب الكسوف، باب الذكر في الكسوف: ۱/۱۴۵، قديمي)

(۳) (وأخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الكسوف: ۱/۲۹۹، قديمي)

(۴) (ابن كثير، سورة الدخان، پ: ۲۵، ۴/۱۴۲، سهيل اكيڈمي لاهور)

اور بہت سے تجزیٔ عمل و واقعات پیش کیا ہے، مولانا امین احسن اصلاحی کا "میثاق" تو گویا جاری ہی اس مقصد کے لئے ہوا، مولانا اصلاحی جس وقت جماعت سے علیحدہ ہوئے، ان سے کچھ سوالات کئے گئے

سوال: "جو اصحاب ۱۹۴۱ء میں آپ کے ہمراہ جماعت اسلامی سے متعلق ہوئے تھے ان میں اب کتنے جماعت اسلامی میں رہ گئے؟

جواب: جہاں تک میرا خیال ہے لکھتا ہوں، ان میں سے دو ایک اصحاب بطور تبرک ابھی تک جماعت اسلامی سے منسلک ہیں، باقی سارے دیرینہ کارکن یکے بعد دیگرے علیحدہ ہوچکے ہیں۔

سوال: آپ کا آئندہ پروگرام کیا ہے؟

جواب: میں نے سولہ سال کے بعد ایک گم کردہ راہ قافلہ کا ساتھ چھوڑا ہے الخ"۔

یعنی سولہ سال کی طویل مدت تک ایک راہ پر چل کر اس کی غلطی و گمراہی معلوم ہونے کے بعد کئی علیحدہ ہوئے اور اس راہ کی غلطی کا اعتراف و اقرار کرنے میں تنگ دل نہیں تو پھر کیوں نہ یہی توقع کی جائے ایسے صاحب قلم سے جو کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کے فارغ التحصیل ہیں اور بانی جماعت سید ابو الاعلی مودودی کی صحبت میں رہ کر "حقیقت نفاق" تصنیف فرما چکے اور جن کی زندگی کا شاہکار "معرکۂ اسلام و جاہلیت" ہے جس پر جماعت اسلامی کو بڑا فخر حاصل ہے، امید ہے کہ وہاں تو ان کو بھی اپنی غلطی کے اعتراف کرنے سے دریغ نہیں ہوگا۔

اس قدر صرف ہو صحیح حدیث کی مخالفت اور تردید کا تیسرا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ تو عقل شخص ان کا رو اس حدیث میں نیا کلام ہوا، پھر اس کو عملی چند جہت میں ایک جہت یہ ہے کہ عقل جلدی نہیں پہنچ سکتی ہے اس کو اس میں کچھ خطرہ ہو جیسا کہ ایک دوسری زبان روایت سے متعلق تحقیق واقع کرنے کے لئے خود ایک جلد لکھا ہے:

حدیث پرکھنے کا طریقہ

۱۹- تمام دوسری کے ائمہ نے جب مسلمانوں میں احادیث کے متعلق جزئیات

پھیلانا چاہا تو نہایت بے باکی سے "حب الوطن من الایمان" کی حدیث گھڑ ڈالی، اور اس منصب عرب کو منصب رسول کی حیثیت سے مسلمانوں میں براڈکاسٹ کرنے لگے۔ اصول روایت کو چھوڑ دیجئے کہ اس دور تجدید میں "اگلے وقتوں کی بکواس" کون سنتا ہے۔ عقل سلیم اور اصول درایت کی کسوٹی پر کس کر دیکھئے کیا اس چمکتی ہوئی چیز میں سو فیصد کھوٹ کے علاوہ کوئی اور شئی بھی ہے؟" (ترجمان ج:۱۳، عدد:۲، ص:۱۱۱)(۱)۔

محدثین نے بھی سند "اصول روایت" کے اعتبار سے اس کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی نے "مقاصد حسنہ" میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "موضوعات کبیر" (۲) میں اس پر تفصیل بحث کی ہے، اور "اصول درایت" کے پیش نظر اس کے بعض معانی کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔

مجھے اس وقت ان معانی سے بحث مقصود نہیں صرف طرز تنقید کا نمونہ پیش کرنا ہے، مگر ممکن ہے اسی جہت سے اس حدیث کو بھی عقل سلیم کی کسوٹی پر کس کر دیکھا ہو اور اصول روایت کو ناقابل التفات سمجھا ہو۔

دوسری جہت یہ ہے کہ اصول روایت سند سے بحث کرنے کے باوجود حدیث سے گمان صحت ہی حاصل ہوتا ہو اور علم یقینی حاصل نہ ہوتا ہو جیسا کہ بانی جماعت مودودی فرماتے ہیں:

احادیث مفید یقین نہیں

"احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی ہوئی آئی ہیں، جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے، نہ کہ علم یقین"۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۹۷)(۳)۔

---

(۱) (ترجمان القرآن، ج:۱۳، عدد:۲، ص:۱۱۱)

(۲) حدیث: "حب الوطن من الإيمان" قال الزركشي: لم أقف عليه، وقال السيد معين الدين الصفوي: ليس بثابت، وقال السخاوي: لم أقف عليه ومعناه صحيح نظراً إلى قوله تعالى حكاية عن المؤمنين: ﴿وما لنا ألا نقاتل في سبيل الله وقد أخرجنا من ديارنا﴾ الآية". والموضوعات الكبرى لملا علي القاري رحمه الله تعالى، رقم الحديث: ۱۶۴، ص: ۱۰۹، ۱۱۰ القديمي)

(۳) (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۹۷)

جو چیز مفید یقین نہ ہو اس کی طرف توجہ کرنا یا معرض بحث میں لانا تو شاید بے سود سمجھا ہوگا لیکن اس کو رد کرنا تو کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا، جب تک اس کے خلاف اس سے قوی دلیل موجود نہ ہو۔

تیسری جہت یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک اس کی سند تو صحیح ہو لیکن جماعت اسلامی اپنے اصول کے ماتحت اس کو حدیث رسول قرار دینے کیلئے تیار نہ ہو جیسا کہ بانی جماعت مودودی صاحب نے لکھا ہے:

کیا ہر صحیح حدیث کو حدیث رسول مان لیا جائے؟

"اصل واقعہ یہ ہے کہ کوئی روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اس کی نسبت کا صحیح و معتبر ہونا بجائے خود زیر بحث ہوتا ہے آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے، جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں، لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں، ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے، بلکہ وہ ان ذرائع میں سے ایک ہے جن سے کسی روایت کے حدیث رسول ہونے کا ظن غالب حاصل ہوتا ہے، اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے، قرآن وحدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو فہم ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملہ میں قوی تر ذرائع سے جو سنت ثابت ہم کو معلوم ہو، اس پر بھی نظر ڈالی جائے۔ علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے"۔ (رسائل ومسائل ج:۱،ص:۲۹۰)(۱)۔

حدیث کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف درست ہونے کیلئے جو متعدد پہلو مبہم رہ گئے ہیں ان میں بہت وسعت ہے۔

مودودی صاحب کا موقف

اس عبارت میں مودودی صاحب نے اپنا موقف متعین کر لیا ہے کہ وہ محدثین کے مقابلہ میں اپنی

(۱) (رسائل ومسائل، ج:۱،ص: ۲۹۰)

(رسائل ومسائل، ج:۱، ص:۲۹۲)(۱)۔

جب فن حدیث اور محدثین کی کمزوریوں کا جائزہ لیا گیا تو بڑے سے بڑے محدث کو بھی بخش دیا گیا حتی کہ بخاری شریف کی ایک مرفوع متصل صحیح حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

۲۱- "یہ جھوٹ ہے، محض افسانہ ہے"۔ ملاحظہ ہو (رسائل ومسائل ۳۵/۲)(۲)۔ حالانکہ بخاری شریف کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا ہے:

"أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع، وأنهما متواتران إلى مصنفيهما، وأن كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين" حجة الله البالغة: ۱/ ۱۳۴(۳)۔

یعنی بخاری ومسلم کے متعلق محدثین کا اتفاق ہے کہ ان کی تمام متصل مرفوع حدیثیں صحیح و یقینی ہیں اور ان کی سند ان کے مصنفوں تک متواتر ہے اور جو شخص ان کو کمزور اور ہلکا قرار دے وہ مبتدع اور مسلمانوں کے راستے کو چھوڑ کر ان کے خلاف راستے پر چلنے والا ہے۔

جب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا مودودی صاحب کے نزدیک یہ حال ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سند متصل کے ساتھ جھوٹ اور محض افسانہ منسوب کر دیا گیا ہے تو مودودی صاحب کیسے اس پر کلی اعتماد کر سکتے ہیں، ان حالات میں مودودی صاحب کیوں نہ اپنے لئے ایسا موقف تجویز کر لیں کہ سارے محدثین ایک طرف اور مودودی صاحب ایک طرف، اب جس حدیث کو ان کا فہم صحیح بتائے گا وہ اس کی سند پر اعتماد بھی کر لیں گے اور اس حدیث کو حدیث رسول بھی فرمائیں گے، اور جو حدیث ان کے فہم کی میزان میں پوری نہ

(۱) (رسائل ومسائل، ص:۲۹۲)

(۲) (رسائل ومسائل، ج:۲، ص:۳۵)

(۳) حجة الله البالغة لشاه ولي الله رحمه الله تعالى باب طبقات كتب الحديث من كتب الطبقة الأولى الصحيحان: ۱/ ۳۸۶ تا ۳۸۹، قدیمی)

تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے قرآن وسنت کی تعلیم نہ دی جائے

۲۳- ”قرآن وحدیث رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں، ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن وسنت کے مغز کو پہنچے ہوں“۔ (تنقیحات، ص:۱۲۶)(۱)۔

غرض یہی معلوم کہ حدیث کا پرانا ذخیرہ چھوڑ کر مودودی صاحب اور ان کے متبعین نئی حدیثیں کہاں سے اور کیسے پیدا کریں گے؟ اور ان کو حدیث کہنا کس بنا پر درست ہوگا کیونکہ نئے رسول پیدا ہونے بند ہوگئے (۲) کہ ان کے ارشادات کو حدیث رسول قرار دیا جائے (آنحضرت ﷺ پر تو چودہ صدیاں گذر چکی ہیں)۔ عجیب معمہ ہے قرآن وسنت کی تعلیم ضروری مگر تفسیر وحدیث سے سخت بیزاری، محدثین نے کس قدر جانکاہ مشقتیں برداشت کرکے ان ذخیروں کو جمع کیا ہے، مگر آج وہ مودودی صاحب کے نزدیک اس قابل نہیں کہ تفسیر قرآن اور تشریح سنت میں ان سے مدد لی جاسکے۔

اسی قسم کی تحریرات سے مجبور ہوکر اہل حدیث حضرات کو لکھنا پڑا کہ ”یہ نظریات تمام ائمہ واہل حدیث کے خلاف ہیں اور ان میں آج کے جدید افکار ومغرب کے جراثیم چھپے ہوئے ہیں“۔ (جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث، ص:۱۱۰)(۳)۔

---

(۱) (تنقیحات، ص:۱۲۶)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين، وكان الله بكل شيء عليماً﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)

"فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده صلى الله عليه وسلم، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولى". (تفسير ابن كثير: ۳/۴۹۳، سهيل اكيڈمي)

"حدثنا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن الرسالة والنبوة قد انقطعت، فلا رسول بعدي ولا نبي" الحديث. (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۳۴۰۴، ۴/۱۰۱، دار إحياء التراث، بيروت)

(۳) (جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث، ص:۱۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے تو یہ تدبیر کی تھی کہ براہِ راست خود نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے اقوال کو حدیث قرار دیا۔ اس کے متبعین نے حدیث کے پرانے ذخیروں کو پسِ پشت پھینک کر نیا ذخیرہ جمع کر لیا۔

مسٹر عنایت اللہ خان مشرقی نے اتباعِ سنت پر بہت زور دیا مگر اتباعِ سنت کی تشریح کچھ اس طرح کی کہ:

"علماء نے دنیا کو بہکا رکھا ہے، سنت اور اتباعِ سنت کا مفہوم لوگوں کے دلوں میں غلط بٹھا کر ان کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اتباعِ سنت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ جو بات تیرہ سو سال پہلے فرما دی گئی بس اسی پر ہمیشہ عمل کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں امیر اور ڈکٹیٹر تھے جس طرح آپ کی بات آپ کے زمانہ میں بحیثیت امیر مانی جاتی تھی اسی طرح ہر زمانہ میں اس زمانہ کے امیر کی بات بے چون و چرا مانی جائے، یہ ہے اتباعِ سنت کا مفہوم"۔

اسی تشریح کے ماتحت اپنی بات کا وہ وزن قائم کر لیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا تھا، نہ صاف لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کیا کہ ختمِ نبوت کے انکار کی وجہ سے قرآن و سنت سے انحراف ہو کر کفر عائد ہو، نہ سنت کو ناقابلِ اعتماد کہا کہ منکرِ سنت کہلائے، نہ اپنے اقوال کو حدیث قرار دیا۔ بغرض اپنے نزدیک ہر قسم کے خرخشوں سے دامن بچا کر اپنے اقوال کی وہ حیثیت ضرور قائم کر لی کہ پرانے ذخیرۂ حدیث کی طرف توجہ کی ضرورت پیش نہ آئے، بلکہ وہ سب کالعدم ہو کر ہر قسم کی روشنی خود مشرقی صاحب کے اقوال سے حاصل کی جائے۔

پانچویں جہت حدیث پر اعتماد نہ کرنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ جو حدیث حافظ ابن کثیر نے نقل کی ہے، تفسیر ابن کثیر اور ابن جریر کے متعلق جماعتِ اسلامی کی طرف سے سخت تنقید کی گئی کہ ا ا مان الحفیظ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ انکارِ حدیث کا جو فتنہ آج ابھر رہا ہے وہ ان کی جمع کردہ احادیث کا لازمی نتیجہ ہے، خود مودودی صاحب کے ارشادات سے اس فتنۂ انکارِ حدیث کو کس قدر شہ ملتی ہے، فرماتے ہیں:

ترکی علماء و مشائخ پر تنقید

۴۵- "وہ اب بھی اپنے حلقوں میں قرآن کی وہی تفسیریں اور وہی ضعیف حدیثیں سنا رہے تھے جن کو ان کے سو برس پہلے تک کے لوگ تو سر دھنتے تھے مگر آج کل کے

قرآن فہمی کا نیا طریقہ

۲۷- "قرآن کو پوری طرح سمجھنے کی بہترین صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ اس کا خواہشمند پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ الہام اس پر نازل ہو رہا ہے اور وہ پھر یہ سمجھ کر پڑھے کہ وہ خود اس کلام کو نازل کر رہا ہے اور میں نے قرآن کو سمجھنے کیلئے یہی طریقہ اختیار کیا ہے"۔ نوائے پاکستان ص:۴، کالم:۲، ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء (۱)۔

اسی طرز قرآن فہمی کی تلقین ترجمان اخبار دعوت دہلی ج:۱۱ شمارہ ۱۲۵ سہ روزہ ایڈیشن میں اقبال کے والد محترم کی طرف سے کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

۲۸- "بیٹا کہنا یہ تھا کہ تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم پر اتر رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہو رہا ہے" (۲)۔

غرض قرآن پاک سمجھنے کیلئے حدیث و تفسیر سے استغناء تام ہو گیا بلکہ یہاں تو رسول کا واسطہ بھی ختم کر دیا گیا، پھر حدیث کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ جب حدیث کی حیثیت کو اس طرح ختم کر دیا گیا تو پھر اگر جماعت اسلامی کہیں اپنے مقاصد کیلئے حدیث نقل کرتی اور دعوت بھی دیتی ہے تو پھر پڑھنے والوں کے اذہان میں اس کا وزن قائم ہونا دشوار ہوگا اور فطری طور پر ذہن یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ محض تحسین مقصد کیلئے مسلمانوں کو حدیث رسول کا واسطہ دے کر مرعوب کیا جا رہا ہے۔

جماعت اسلامی نے اس طرز بیان کو جس ہموار طرح پر آگے پرویز صاحب نے پوری بے باکی سے ان چلے اور حدیث کے مقابلہ میں تمام جذبات فکر اور تمام چالیں چل رہے ہیں حتیٰ کہ جماعت اسلامی بھی ان کا منصوبانہ شکار ہو گیا، اگر آپ کو طلوع اسلام کے اجراء کی کیفیت اور چوہدری پرویز صاحب اور سید مودودی صاحب کے وابستہ حالات کی تاریخ معلوم ہوتی تو آپ میری اس بات کی پوری تصدیق اور تائید کریں گے۔

اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب جماعت اسلامی ان کی کسی بات کو نقل کرتی ہے تو وہ فوراً جماعت اسلامی کی عبارت پیش کر دیتے ہیں کہ "ہا لیجئے! اعتراض نہ ہوں ہم جو کچھ حدیث پر اعتماد کرنے کے

(۱) (نوائے پاکستان ص:۴، کالم:۲، ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء)

(۲) (ترجمان اخبار دعوت دہلی ج:۱۱ شمارہ ۱۲۵ سہ روزہ ایڈیشن)

حلقہ میں کہتے اور لکھتے ہیں وہ سب کچھ آپ کا ہی عطا فرمودہ اور آپ ہی کی تعلیم کا ثمرہ ہے، دیکھئے فلاں کتاب میں آپ نے یہ لکھا ہے، اب اپنے لکھے ہوئے کو کیوں ہضم نہیں کر پاتے؟ آپ نے تو دوسری جماعتوں کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

> ''میں مسلمانوں کی موجودہ سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں دیکھتا کہ وہ ہماری بگاڑی ہوئی گولیوں کو ہضم کر سکے''۔ [ترجمان، ج ۲۹، عدد ۳، ص: ۱۸۷] (۱)۔

کیا ان اپنی بگاڑی ہوئی گولیوں کو ہضم کی صلاحیت سے آپ حضرات خود بھی محروم ہو گئے؟ جماعت اسلامی اپنی عبارت میں ترمیم و تبدیلیات کرتی اور نئے نئے مطالب تراشتی ہے مگر کام بنتی ہے اور بات بنائے نہیں بنتی، ان حالات کو دیکھ کر جو دل اندر سے کڑھتا ہے، اے کاش! کھلے دل سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنی عبارات اور اپنے خیالات کی اصلاح کر لی جاتی تو نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور جماعت اسلامی صحیح معنی میں حق کی خادم اور اقامت دین کی علمبردار قرار پاتی، مگر جماعت اسلامی کا مزاج ہی کچھ ایسا واقع ہوا ہے اور اس کے اصول ہی کچھ ایسے تجویز ہوئے ہیں کہ اعتراف تقصیر جماعت کے اندر رہتے ہوئے دشوار معلوم ہوتا ہے، جس کو اعتراف تقصیر کرنا ہو وہ جماعت سے باہر جائے۔

دین کا مفہوم

اللہ وحدہ لا شریک لہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے، اس نے کوئی گوشۂ حیات اور کوئی زندگی اپنے احکام اور ہدایات سے خالی اور آزاد نہیں چھوڑا، ہر مکلف کو ہر حرکت و سکون کا جواب دینا ہوگا کہ اس کے احکام و ہدایات کی پابندی کی ہے یا نہیں، پھر اس کا فیصلہ ہوگا۔

اسی مقصد عظیم کیلئے خدائے پاک کی دی ہوئی تمام قوتوں کو اور صلاحیتوں کو خرچ کرنے کی لگن ہو جانا دین پر عمل کرنا ہے، دین اپنی تفصیلات اور پھیلاؤ کے اعتبار سے بے شمار امور پر مشتمل ہے، اصولی بنیادی حیثیت سے ان تفصیلات کو پانچ قسموں میں محدود کیا جا سکتا ہے۔ ۱: اعتقادات۔ ۲: آداب۔ ۳: عبادات۔ ۴: معاملات۔ ۵: عقوبات۔

(۱) ترجمان، ج ۲۹، عدد ۳، ص: ۱۸۷)

۱=علم کلام

اعتقادات سے جس علم میں بحث کی جاتی ہے اس کو علم الکلام، علم العقائد، علم اصول الدین کہتے ہیں، زمانہ خیر القرون میں قلوب کی سلامتی اور فیض نبوت کی بنا پر اس علم کے مدون کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن بعد میں جس وقت یونانی علوم (فلسفہ، منطق) عربی زبان میں منتقل ہوئے اور حکومت کی پشت پناہی اور تعاون سے ان کو فروغ ہوا تو ان کی زد اسلامی عقائد پر براہ راست پڑی جس سے ایمان، اسلام، خدا کی ذات وصفات، رسولوں کی رسالت، ملائکہ کی حقیقت، کتب سماویہ کی حیثیت وصداقت، متشابہات کی تاویل وتشریح، حدوث عالم، تقدیر، حیات بعد الموت، سوال وجواب قبر، حشر ونشر، وزن اعمال، جنت، جہنم وغیرہ سے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اعتقادات میں گوناگوں شبہات ووساوس پیدا ہونے شروع ہوئے، تجہم، تجسم، تعطل، تشبہ، اعتزال وغیرہ کی بنیادیں پڑنے لگیں۔

اول اول تو علماء نے عوام کو ان کے دین کے تحفظ کی خاطر یونانی علوم پڑھنے سے منع کیا جس طرح ہر باطل تحریک، قادیانیت وغیرہ کی کتابیں پڑھنے سے عوام کو آج بھی روکا جاتا ہے مگر "الانسان حریص فیما منع" اور حکومت کے "ترقی منصوبہ" کے پیش نظر ان کا رواج بڑھتا گیا، جیسے کہ آج بھی باطل تحریکات کا لٹریچر اور جبر یہ تعلیم کا نصاب باوجود ہر طرح کی مساعی واحتجاج کے بڑھتا جارہا ہے اور الحاد وزندقہ کا بے پناہ سیلاب امڈا جس سے بنیادی عقائد متزلزل ہونے لگے تو اہل حق علمائے اسلام نے علم کلام کو کتاب وسنت کی روشنی میں مرتب فرمایا اور مسائل مذکورہ پر نقلی براہین قاطعہ کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کئے اور فلاسفہ کے پیدا کردہ مغالطات ووساوس کے بخئے ادھیڑ کر رکھ دیئے، نیز ان کے مفروضہ اصول کے ماتحت خود ان پر بے شمار اعتراضات کرکے ان اصولوں کو بے معنی اور مہمل ثابت کردیا، کہیں کہیں ان کے اعتراضات کا جواب ان ہی کے اصولوں سے ٹکراؤ کی صورت میں دیا، اس راہ میں ان علماء کو انکی قربانیاں پیش کرنے کی نوبت آئی جو کہ قرن اول کی سرفروشان اسلام سے ملتی جلتی ہیں، مشکیں بندھی گئیں جس سے شانوں کے جوڑ الگ ہوگئے، سو سو کوڑے روزانہ لگائے گئے، جیلوں میں بے دردی اور سفاکی کی بھیانک صورت اختیار کی گئی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ احمد ابن نصر رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ نعیم ابن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اسی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھائے گئے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ، امام

الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ، امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ، قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، صدر الدین شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ، سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ، میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ، جلال الدین دوانی رحمہ اللہ تعالیٰ، شیخ آمدی رحمہ اللہ تعالیٰ، ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ، علماء نے اپنے اپنے دور میں اس سیلاب عظیم کا بڑی جدوجہد سے مقابلہ کیا اور چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں تصنیف فرما کر ایک ایک مسئلہ کی پوری تنقیح کی اور مسلمانوں کے سامنے فرقۂ ناجیہ "ما انا علیہ واصحابی"(۱) کے عقائد کو اس طرح نکھار کر پیش کیا کہ کسی راہزن کو ایوانِ اسلام میں نقب زنی کا موقع نہ مل سکے۔

ان حضرات کی مساعئ جمیلہ اس وقت کا اتنا زبردست جہاد تھا کہ فرقِ باطلہ کی ریشہ دوانیوں سے اللہ پاک نے اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ فرمادیا، پھر صدیوں تک پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات اسی علم کلام کی روشنی میں دیے جاتے رہے، بعد میں بھی جو کتابیں عموماً اس علم میں لکھی گئیں اور لکھی جارہی ہیں وہ بھی ان اکابر کی مرہونِ منت ہیں، نمونہ دیکھنا ہو تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا انور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا اشرف علی رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا شبیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔

اصول اور بنیادی طریق پر صراطِ مستقیم کے ایسے واضح اعلام نصب کردیے گئے کہ راہرو ان کو دیکھ کر ٹھیک منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور بھٹکنے سے محفوظ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کے مدارج عالیہ کو بلند فرمائے، ان کا تمام مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے، یہ ہے علم کلام کا مختصر خاکہ۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ جماعت اسلامی کی نظروں میں علم کلام اور متکلمین کی حیثیت کیا ہے؟ جس کی وجہ سے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے مسلکِ کلامی پر تنقید مقصود نہیں کہ ان کا مسلک جمہور متکلمین سے کس قدر ہم آہنگ اور کس قدر متضاد اور کتنا کتاب وسنت سے قریب اور کتنا بعید ہے؟

متکلمین پر تنقید

۳۰- "ہمارے متکلمین نے بالعموم یہ غلطی کی ہے کہ اسلام کے کسی اصول کی

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، قدیمی

متکلمین نے حصہ لیا ہے اسی طرح ہمارے نئے متکلمین نے بھی حصہ لیا ہے اور اس میں بنیادی غلطی جو چھپی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ حق کی حمایت کیلئے ان لوگوں نے حق کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کیلئے باطل کا تعاون ضروری سمجھا، حالانکہ حق کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ثابت اور محکم ہوتا ہے اور عقل وفطرت کے اندر اس کی جڑیں نہایت دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں، لیکن ہمارے متکلمین یونانیوں کے بتائے ہوئے طریقۂ فکر واستدلال کے اتنے خوگر ہو چکے تھے کہ وہ قرآن کے طرز استدلال کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے، حالانکہ اگر وہ استدلال کی ان خلاف فطرت روشوں کو چھوڑ کر قرآن اور پیغمبر کے حکیمانہ طرز استدلال کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ قرآن کے ہر دعوی کی بنیاد ایسے محکم دلائل پر قائم ہے جو زمان ومکان کی تمام قیود وحدود اور انقلاب آراء وافکار کے تمام اثرات سے بالکل آزاد ہیں"۔ (ترجمان القرآن، ج: ۴۴، عدد: ۹، ۱۰)(۱)۔

کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسی تقریروں کو پڑھنے کے بعد ہمارے سادہ لوح وناواقف مسلمانوں کے دلوں میں ان اکابر اسلاف، ائمۂ ھدیٰ کے خلاف کس قدر حقارت، نفرت، غیظ وغضب کے جذبات پیدا ہوں گے؟ جب کہ جماعت اسلامی کے نزدیک پرانے اور نئے علمائے متکلمین سب کا یہ حال ہے کہ وہ اسلام کی عقلیت کی قدر وقیمت کو پہچان نہیں سکتے تھے، ان کا مذاق بگڑ چکا تھا، ان کا مذاق فاسد تھا، وہ قرآن سے محروم تھے، وہ اسلام کو محض اس عصبیت پر مانتے تھے کہ یہ ان کے باپ دادا کا دین ہے جس طرح مشرکین کہا کرتے تھے ﴿وجدنا علیہ آباء نا﴾(۲) کہ ہم بت پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے باپ دادا کا دین ہے یعنی وہ محض نسلی مسلمان تھے، انہوں نے اسلام کی غلط وکالت کر کے اسلام کو ایسا سخت نقصان پہونچایا کہ اسلام کے مخالفین نے بھی ایسا نقصان نہیں پہونچایا جس سے بعضوں کو یہ خیال ہو گیا کہ اسلام پرانا ہو گیا یعنی اب قابل عمل نہیں

---

(۱) (ترجمان، ج: ۴۴، عدد: ۱، ص: ۹، ۱۰)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وإذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباء نا﴾ الآیۃ (الأعراف: ۲۸، پ: ۸)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وإذا قیل لہم تعالوا إلی ما أنزل اللہ وإلی الرسول، قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباء نا﴾ الآیۃ (المائدۃ: ۱۰۴، پ: ۸)

ہیں کہ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا (۱) اے لوگو جو ایمان کے مدعی ہو تحقیقی ایمان لاؤ، اور ان کے اعمال سے لے کر ان کے عقائد تک میں رخنے بتاتے ہیں، تو قدرتی طور پر ان کو اس بات سے چوٹ لگتی ہے اور ان کی دینداری کا دیرینہ پندار مجروح ہوتا ہے، وہ یہ بات آسانی کے ساتھ ماننے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے کہ وہ آج تک ایک بالکل غلط راہ پر بھاگ رہے تھے"۔ (ترجمان ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۳)(۲)۔

اس عبارت میں عام مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ فقہی اور کلامی تصنیفات ان کو بے دینی اور دین سے منحرف کرنے کیلئے مرتب کی گئی ہیں اور ان کو مرتب کرنے والے ارباب دین ہیں، جب عوام کو ارباب دین کے ان مظالم کا شعور ہوگا جن کی وجہ سے وہ آج تک حق کو قبول کرنے سے محروم رہے اور جب وہ سمجھیں گے کہ فقہ اور کلام کی کتابیں ان مظالم سے بھری ہیں تو ان کی دینی غیرت کیسے اجازت دے گی کہ وہ فقہ اور کلام کی طرف متوجہ ہوں، پھر ان کتابوں کا دنیا میں رہنا کیسے گوارا کریں گے اور متکلمین و فقہاء سے کوئی اعتقادی یا عملی مسئلہ پوچھنے کے کب روادار ہوں گے۔ اب رہا یہ سوال کہ خود علماء اس دعوت کو کیوں قبول نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

علماء کی بے پرواہی؟

۳۴- "ہماری دعوت سے عام مسلمانوں کی بے پرواہی کی وجہ یہ ہے، رہے علماء تو ان کی نسبت ہر سنجیدہ شخص جانتا ہے کہ یہی حضرات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ان کی موجودہ حالت تک رہنمائی کی ہے، یہ بہار انہی کی لائی ہوئی ہے، دینداری اور تقویٰ، اسلام اور ایمان، توحید اور رسالت کا موجودہ مفہوم جو عوام کے ذہنوں میں راسخ ہے انہی کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ لوگ نیک نیتی کے ساتھ سمجھتے ہیں، یا انہی کا کام تھا کہ آفات و مصائب کے اندر سے وہ اسلام کو بچا لائے اور آج بھی اس کو بچائے ہوئے ہیں، جو انتہائی درجہ خوش گمانیوں میں مبتلا ہوں، آپ یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ آج وہ کھلے دل سے اس بات کا اقرار کریں گے کہ آج تک انہوں نے جو رہنمائی کی ہے وہ غلط ہے اور صحیح راہ وہ ہے

(۱) سورۃ النساء، پ:۵، آیۃ:۱۳۶

(۲) ترجمان ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۳

جس کی دعوت فلاں جماعت دے رہی ہے"۔ ترجمان، ج: ۲۹، عدد: ۳، ص: ۱۸۵ (۱)۔

معلوم ہوا کہ جس طرح جماعت اسلامی کے نزدیک عام مسلمانوں کا دین دین نہیں، بلکہ حق سے انحراف ہے اور ان کی راہ شریعت کی صراط مستقیم نہیں بلکہ غلط راہ ہے، اسی طرح علماء کا اسلام اسلام نہیں ہے، ان کا ایمان ایمان نہیں ہے، ان کی دینداری دینداری نہیں، ان کا تقویٰ تقویٰ نہیں، ان کی توحید توحید نہیں، ان کی تسلیم رسالت تسلیم رسالت نہیں، غرض جن امور پر مدار نجات ہے سب غیر معتبر ہیں۔

جماعت اسلامی کا خاص کمال

بریلوی اور قادیانی جماعتوں نے اپنے سے باہر تمام مسلمانوں پر کفر کے بم برسائے تھے اس کے نتائج نہایت ناخوشگوار برآمد ہوئے، جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

جماعت اسلامی نے تکفیر کے معاملہ میں بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ قلم اٹھایا ہے اور بڑی حد تک صاف لفظوں میں کفر کا حکم نہیں لگایا ہے، یہاں تک کہ جو شخص عالم کو حادث نہ مانے اور مادہ کو قدیم کہے اس کو بھی کافر نہیں کہا، بلکہ کفر کا حکم لگانے سے دوسروں کو بھی روکا ہے۔

۳۳۔"اگر ایک شخص عالم کو حادث نہیں مانتا اور مادہ کو قدیم کہتا ہے تو آپ محض اس قول کی بناء پر اسے کافر کہنے کا حق نہیں رکھتے"۔ (ترجمان، ج: ۸، عدد: ۵، ص: ۳۴۴)(۲)۔

لیکن اپنی فنی مہارت اور دلکش عبارت سے یہ چیز ذہنوں میں ضرور پیدا کردیتی ہے کہ پڑھنے والا خود بخود تجویز کرنے پر مجبور ہوجائے کہ جب علماء کا ایمان ایمان نہیں ہے تو ایمان کی ضد آخر ہے کیا چیز، اور اسلام کی ضد کیا ہے؟ توحید کی ضد کیا ہے؟ رسالت کی ضد کیا ہے؟ جب یہ سوال بار بار پیدا ہوگا تو "ک۔ف۔ر" کی زحمت برداشت کیے بغیر، وخود ہی وہاں تک پہونچ جائے گا، پھر عام مسلمان، متکلمین، متقدمین ومتاخرین کی طرف رخ کریں گے نہ فقہاء کی طرف بلکہ سب طرف سے کٹ کر جماعت اسلامی ہی کو ایمان واسلام کا حقیقی علمبردار، توحید ورسالت کا واقعی رمز شناس، دینداری وتقویٰ کا اصلی مخزن تصور کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور جب تک

(۱) (ترجمان: ۲۹، عدد: ۳، ص: ۱۸۵)

(۲) (ترجمان: ۸، عدد: ۵، ص: ۳۴۴)

جماعت اسلامی کی پیش کردہ راہ پر کوئی شخص گامزن نہیں ہوگا، اس کے ایمان واسلام کا کوئی وزن تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے، اگر کوئی کم فہم ایک چیز کو دیکھ کر اس کی ضد کو معلوم نہ کرسکے اور استعارات کی حدود تک نہ پہنچ سکے اور وہ جانتا ہی نہ ہو کہ ایمان کی ضد کیا ہے تو اس کی خاطر اس سے زیادہ واضح کلمات لکھنے کا تلخ فریضہ بھی ادا کرنے سے انکار نہیں۔

قبول حق کے سلسلہ میں عوام اور علماء کے درمیان نفسیاتی فرق کس خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

دنیا داروں کی نفسیات

۴۴-"آپ کو یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ احساسِ دینداری کا فتنہ دنیاداری کے فتنہ سے زیادہ سخت ہے جو لوگ کسی نفس پرستی میں دنیاداری کی راہ سے مبتلا ہوئے ہیں، جونہی ان کے دل پر حق کی تجلی پرتو فگن ہوتی ہے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور صحیح راہ ان پر آشکارا ہوجاتی ہے ان کی رکاوٹیں زیادہ تر سستی اور پست ہمتی کی قسم کی ہوتی ہیں، جو دل کی معمولی تبدیلی سے دور ہوجاتی ہیں"۔ (ترجمان، ج:۲۶، عدد:۳، ص:۱۸۵)(۱)۔

یہاں تک تو عوام پر شفقت اور ہمدردی کا اظہار ہے کہ بہت جلد جماعت اسلامی کی بتائی ہوئی حق کی تجلی ان کی آنکھیں کھول سکتی ہے جس سے وہ صحیح راہ اختیار کرسکتے ہیں اس لئے کہ ان غریبوں کے پاس حق کو حق نما سے جدا کرنے کی کوئی کسوٹی نہیں۔ آگے علماء کے متعلق ارشاد ہے کہ:

علماء کی نفسیات

۴۵-"لیکن جو حضرات دینی غلطیوں کو دین وتقوی بنا کر پرستش کرتے اور کراتے رہتے ہیں ان کیلئے اپنے محبوب بتوں کو توڑ پھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں، یہی تو جہادِ اکبر ہے جس کے اہل بہت کم نکلتے ہیں اور اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ اس کمزوری میں ہمارے علماء بھی مبتلاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کیلئے آزمائش رکھی ہیں اور جن کی نگاہیں جتنی تیز ہیں ان کیلئے فتنہ کا جال اتنا ہی باریک اور مخفی ہے"۔ (ترجمان،

---

(۱) (ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۸۵)

ج:۲۶،عدد:۳،ص ۸۵)(۱)۔

اس عبارت میں صاف صاف کہہ دیا کہ علماء نے اپنی تفاضیوں کو دین وتقویٰ بنا کر رکھا ہے اور یہی ان کے مخفی بت ہیں جن کی وہ خود بھی پرستش کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی پرستش کراتے ہیں یعنی اصلی دین جس کا قرآن پاک میں تذکرہ ہے:﴿إن الدين عند الله الإسلام﴾(۲) ان کے پاس نہیں ہے۔

ایک نیا دین

یہ بھی بتادیا گیا کہ جماعت اسلامی کا پیش کردہ دین ایک نیا دین ہے جس سے عوام اور علماء سب ناواقف ہیں اسلئے جماعت اسلامی میں داخلہ کیلئے ازسرِ نو کلمہ شہادت ادا کرنا ضروری ہے اور اس شرط سے کسی بڑے عالم اور شیخ طریقت کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔

۳۶-''جماعت میں جب کوئی نیا شخص داخل ہو تو اسے پورا احساس ذمہ داری دلا کر ازسرِ نو کلمہ شہادت ادا کرنا چاہئے اور پھر اس سے دریافت کرایا جائے کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے کس طبقہ میں شامل ہونے کیلئے پیش کرتا ہے؟ اس معاملہ میں کسی مشہور شخص اور بڑے سے بڑے کے لئے بھی استثناء نہیں ہے، بڑے سے بڑے عالم اور شیخ طریقت کو بھی داخل جماعت ہوتے وقت تجدید ایمان کرنی ہوگی''۔(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص:۲۷)(۳)۔

جو عوام اور علماء جماعت اسلامی میں شریک نہیں ان کے ایمان واسلام کی حقیقت اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو جماعت سے علیحدہ ہوجانیوالوں کا حکم پڑھ لے، ارشاد ہوتا ہے:

جماعت اسلامی سے نکلنا ارتداد ہے

۳۷-''یہ وہ راستہ نہیں جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا دونوں یکساں ہوں نہیں! یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں اور خدا کی طرف سے پیٹھ موڑنے کے

---

(۱)(ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۸۵)

(۲)(سورۃ آل عمران، پ: ۳ آیۃ ۱۹)

(۳)(جماعت اسلامی کا پہلا اجتماع، ص: ۲۷)

ہیں، لہذا جو قدم بڑھاؤ اس عزم کے ساتھ بڑھاؤ کہ اب یہ قدم پیچھے نہیں پڑے گا، جو شخص
اپنے اندر ذرہ برابر بھی کمزوری محسوس کرتا ہے بہتر ہے کہ وہ اسی وقت رک جائے"۔ (جماعت
اسلامی کا پہلا اجتماع)۔

"ارتداد" کا لفظ بہت ہی واضح ہو گیا تھا جس کا مطلب سب ہی سمجھ جاتے ہیں اور ایسا لکھنا حزم
واحتیاط کے خلاف تھا اس لیے جدید ایڈیشن میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے: "اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس
جماعت سے نکلنا ارتداد کا ہم معنی ہے، بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ حق کے راستہ میں پیش قدمی کرنے کے بعد
مشکلات، مصائب، نقصانات اور خطرات کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا اپنی روح اور اپنی حقیقت کے اعتبار سے
ارتداد ہے۔ "ومن یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ
وماواہ جہنم وبئس المصیر"(۱)۔

محض لفظ کے اعتبار سے اس کو ارتداد کے ہم معنی قرار دیا جائے، بلکہ یہ اپنی اصل حقیقت اور روح
کے اعتبار سے ارتداد ہے جس کا نتیجہ "باء بغضب" وجہنم ہے، اگرچہ کفر کا صریح حکم تو یہاں بھی نہیں لگایا گیا لیکن اس کی
روح اور حقیقت ضرور وہی بتائی گئی ہے۔

دین جن امور پر مشتمل ہے ان میں سے ایک قسم "عقائد" اور علمائے متکلمین کے متعلق جماعت
اسلامی کی طرف سے تحریری تنقید کا نمونہ آپ نے دیکھ لیا، اب دوسری قسم "آداب" کے متعلق جماعت کی آراء
پر غور کریں۔

تصوف اور سلوک

سلوک کا مقصود یہ ہے کہ بندہ کا دل حق تعالیٰ کی مرضیات کا ایسا طالب ہو جائے جیسے کہ جسم غذا کا
طالب ہے اور اس کو عبادات کی ایسی خواہش ہو جائے جیسی کہ معدہ کو غذا اور پیاس کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ
اس وقت ہو سکتا ہے کہ قلب حق تعالیٰ کی محبت وعظمت سے پُر ہو جائے اور ماسوی اللہ کی محبت وعظمت سے خالی
ہو جائے، جب تک کہ اغیار کی محبت وعظمت اس میں جمی ہوئی ہے تاآنکہ یہ اس کی محبت وعظمت سے مزاحمت کرتی
ہے اس وقت تک وہ مرضیات حق کا طالب نہیں ہو سکتا اور مرضیات حق سے پوری طرح ہٹ سکتا ہے۔

(۱) (سورۃ الأنفال، پ: ۹، آیۃ: ۱۶)

جملہ اعضاء سے متعدی ہو کر قلب تک پہنچ جائے اور شرح و انکشاف تک ان باطنی تعلق کا ثمرہ بن جائے۔

اعمال و عقائد و ثمرات کے لحاظ سے اس کی بہت سی تعبیریں ہیں۔ تصوف، سلوک، طریقت، معرفت، تصحیح الاخلاق، اصلاح نفس، تزکیۂ باطن، احسان، آداب وغیرہ۔

اس فن کا اصلی سرچشمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی شان میں "یزکیھم" (۱) اور "إنك لعلى خلق عظيم" (۲) نازل ہوا ہے اور خود ارشاد فرماتے ہیں "بعثت لأتمم مكارم الأخلاق" بعثت۔ (۳) چنانچہ آپ کی تربیت و تزکیہ کی بدولت آپ کے خدام و اصحاب حضرات منصب جلیلہ عطا ہونے کہ شیطان کے فتنوں سے محفوظ ہیں، ان کی زبان پر حق ہوتا ہے (۴) شیطان اس راستہ پر نہیں چلتا جس راستہ پر وہ چلتے ہیں (۵)، ان سے ملائکہ حیا کرتے ہیں (۶)، یہ خدا تبارک و تعالیٰ کی

---

(۱) سورة البقرة، پ: ۱، آية: ۱۲۹

(۲) سورة القلم، پ: ۲۹، آية: ۴

(۳) لم أجده بهذا اللفظ، وقد أخرجه الإمام أحمد رحمه الله تعالى عليه في مسنده بلفظ: عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنما بعثت لأتمم صالح الأخلاق".
(مسند أحمد بن حنبل: ۳۰۳/۲، رقم الحديث: ۸۹۵۴، دار إحياء التراث، بيروت)

(۴) "عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه" الحديث. (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: ۲۰۹/۲، سعيد)

(۵) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالساً، فسمعنا لغطاً وصوت صبيان، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا حبشية تزفن والصبيان حولها، فقال: "يا عائشة"..... قالت: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إني لأنظر إلى شياطين الجن والإنس قد فروا من عمر" قالت: فرجعت". (جامع الترمذي، أبواب المناقب، مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: ۲۱۰/۲، سعيد)

(۶) "عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مضطجعاً في بيته كاشفاً عن فخذيه أو ساقيه..... قالت عائشة: دخل أبوبكر فلم تهتش له ولم تباله، ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله، ثم دخل عثمان فجلست وسويت ثيابك؟ فقال: "ألا أستحي من رجل تستحي منه =

تلوار ہیں، سیف اللہ کے شیر ہیں (۱) ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے زیادہ وزنی ہے، ان کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی برابر ہیں (۲)، ان کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائیگا (۳)، یہ علم کا دروازہ ہے، ان سے قرآن سیکھو (۴)، انکا اتباع تمہارے ذمہ لازم ہے (۵)، ان سے اللہ راضی ہے، اور یہ اللہ سے

= الملائکۃ" (الحدیث) (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل عثمان، الفصل الأول: ۲/۲۷۷، قدیمی)

(ومشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الفصل الأول، ۲/۵۶۰، ۵۶۱، قدیمی)

(۱) "عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلاً، فجعل الناس یمرون، فیقول رسول اللہ ﷺ: "من ھذا یا أبا ہریرۃ؟" فأقول: فلان، فیقول: "نعم عبداللہ ھذا" ... حتی مر خالد بن ولید، فقال: "من ھذا؟" قلت: خالد بن ولید، قال: "نعم عبداللہ خالد بن ولید، سیف من سیوف اللہ". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب خالد بن الولید: ۲/۲۲۳، سعید)

(۲) "عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: بینا رأس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ إذ قلت: یارسول اللہ! ھل یکون لأحد من الحسنات عدد نجوم السماء، قال: "نعم، عمر". الحدیث. (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب أبی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، الفصل الثالث، ص: ۵۶۰، قدیمی)

(۳) "عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: "من أنفق زوجین فی سبیل اللہ، نودی من أبواب الجنۃ، یا عبداللہ! ھذا خیر، فمن کان من أھل الصلاۃ دعی من باب الصلاۃ ..... فقال أبو بکر: بأبی أنت وأمی یارسول اللہ! ماعلی من دعی من تلک الأبواب من ضرورۃ، فھل یدعی أحد من تلک الأبواب کلھا؟ قال: "نعم، وأرجو أن تکون منھم". (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین: ۱/۲۵۴، ۲۵۵، قدیمی)

(۴) "عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أنا دار الحکمۃ وعلی بابھا" (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب علی بن أبی طالب، ۲/۲۱۳، سعید)

(۵) "عن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أکرموا أصحابی، فإنھم خیارکم، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم".

"وعن عمر بن الخطاب قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: .... "أصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم". (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی والثالث، ص: ۵۵۴، قدیمی)

راضی ہیں (۱)، جنت ان کی مشتاق ہے، یہ جنت میں میرے رفیق ہیں (۲) میں ان سے راضی ہوں، جس نے ان کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا (۳)، ان کو برا مت کہو (۴)، اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس کا تذکرہ مت کرو، ان کی دو رکعت دوسروں کی دولاکھ رکعت سے بڑھ کر ہیں، جو شخص ان کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت بھیجو (۵)۔ الغرض عجیب عجیب طریق پر اس تزکیہ کا ظہور ہوا۔

اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ﴾ (البینۃ، پ: ۳۰، آیت: ۸)

(۲) "عن طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "لکل نبی رفیق، ورفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۲/۲۱۰، سعید)

(۳) "عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اللہ اللہ فی أصحابی، اللہ اللہ فی أصحابی، لا تتخذوہم غرضاً من بعدی، فمن أحبہم فبحبی أحبہم، ومن أبغضہم فببغضی أبغضہم، ومن آذاہم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی اللہ". (الحدیث) (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثانی، ص: ۵۵۴، قدیمی)

(۴) "عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذہباً ما بلغ مد أحدہم ولا نصیفہ" (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، ص: ۵۵۳، قدیمی)

(۵) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا: لعنۃ اللہ علی شرکم". (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، ص: ۵۵۴، قدیمی)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دیگر امانات: تلاوت، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت کی طرح اس امانت "تزکیہ" کو بھی بعد والوں کے سپرد کیا، پھر جیسے جیسے خیر القرون سے بعد ہوتا گیا اور مادیات کے اختلاط کا غلبہ ہوتا گیا، تزکیہ کیلئے مجاہدات وریاضات کی ضرورت زیادہ پیش آتی گئی، لہذا اس علم نے مستقل فن کی صورت اختیار کرلی، اخلاق فاضلہ توکل، صبر، شکر، قناعت، سخاوت، شجاعت، ایثار، حلم، عفو، تواضع، احسان، شفقت، رضا، تسلیم، زہد، ورع، امانت، خوف، رجاء، صدق، اخلاص، وغیرہ کی تفصیلات اوران کی تحصیل کے طرق کو جمع کیا گیا، اور اخلاق رذیلہ: بخل، حسد، غضب، حقد، حسد، حرص، کذب، ریا، جدال، عجب، تکبر، لعن، غیبت، نمیمہ، حب جاہ وغیرہ اوران کے معالجات کو مرتب کیا گیا۔ بہت سی کتابیں "قوت القلوب، عوارف المعارف، احیاء العلوم، قشیریہ، منہاج العابدین" وغیرہ تصنیف کی گئیں، اور یہ سب کچھ قرآن پاک، احادیث وآثار کی روشنی میں ہوا، اس فن کے چار امام زیادہ مشہور ہوئے جن کے سلسلے مستقل چلے اور اب تک جاری ہیں: حضرت سید عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ان سے پہلے اوران کے بعد بھی بہت سے اکابر نے بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں:

شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ، فضیل ابن عیاض، سری سقطی، شیخ محی الدین ابن عربی، امام غزالی، شیخ عبدالقدوس، سلطان نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ محمد معصوم، حضرت مرزا مظہر جانجاناں، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت سید احمد شہید، حضرت محمد اسماعیل شہید وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی بدولت اکناف عالم میں اسلام پھیلا، گروہ در گروہ مسلمان تزکیہ باطن کر کے صفت احسان: "أن تعبد الله كأنك تراه" (۱) کی دولت سے مالا مال ہوئے علوم نبوی کے ساتھ

---

(۱) (أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الإيمان، باب سؤال جبرئيل النبي صلى الله عليه وسلم عن الإيمان والإسلام والإحسان: ۱/۱۲، قديمي)

(والترمذي في جامعه في أبواب الإيمان عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، باب في وصف جبريل للنبي صلى الله عليه وسلم الإيمان: ۲/۸۸، سعيد)

اخلاقِ نبوی کی اشاعت ہوئی بے شمار مواقع پر اہلِ باطل کے ساتھ باطنی تزاحم وتصادم کی نوبت بھی آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرمایا، بعض اکابر کے ہاتھ پر لاکھوں آدمی مشرف با سلام ہو کر ابدی جہنم سے نجات پا کر مستحق جنت قرار پائے، ہزاروں کی جماعتیں ایک ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اخلاقِ نبویہ کے ساتھ متصف ہوئیں اور نسبت یادداشت سے نوازی گئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آج جہاں بھی اسلام واخلاق کی روشنی نظر آتی ہے، اس میں ان حضرات کی جدوجہد کا بڑا حصہ ہے تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا۔ یہ ہے مختصر تصوف کا مختصر خاکہ۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ جماعت اسلامی کی نظروں میں تصوف اور اصحابِ تصوف کی کیا حیثیت ہے؟

مودودی صاحب جاہلیت راہبانہ کی تشریح کے بعد فرماتے ہیں:

یوگ، تصوف، کوکین، افیون

۲۸۔ ”یہ نظریہ بجائے خود غیر تمدنی نظریہ ہے، مگر تمدن پر یہ متعدد طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے، اس کی بنیاد پر ایک خاص قسم کا نظام فلسفہ بنتا ہے جس کی مختلف شکلیں ویدانتزم، اشراقیت، یوگ، تصوف، مسیحی رہبانیت اور بدھ ازم وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں، اس فلسفہ کے ساتھ ایک ایسا نظام اخلاق وجود میں آتا ہے جو بہت کم ایجابی اور بہت زیادہ سلبی بلکہ تمام تر سلبی نوعیت کا ہے، یہ دونوں چیزیں مل جل کر لٹریچر، عقائد، اخلاقیات، اور عملی زندگی میں نفوذ کرتی ہیں اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہونچتے ہیں وہاں افیون اور کوکین کا کام کرتے ہیں“۔ (تجدید واحیائے دین ص: ۱۴) (۱)۔

یہ وہی انداز و مزاج ہے کہ جماعت اسلامی تحریر وتنقید کے پیش نظر حق وباطل کو ایک ہی ساتھ صف میں پیش کرتی ہے، جس طرح تبلیغ کرنے والوں کے پیش کردہ مذہب اسلام کو بے جان عقائد، بے معنی منتر، بے مقصد حرکات کی خانہ ساز ذہنی مجون بنا کر چند توں، پادریوں، مرتضیوں کا ہم دوش، ہم نوا، ہم رنگ قرار دیا اور رفات وتعبیر کا نقشہ اس طرح کھینچا کہ بھکاری اور تعبیر کے مرنے پر آسمان وزمین یکساں طور پر متاثر نہیں ہوئے، ملاحظہ ہو عبارت: ۱۴،۱۳ (۲)۔

---

(۱) (تجدید احیاء دین، ص: ۱۴)

(۲) (تنقیحات، ص: ۳۳، و ترجمان، ج: ۱۲، عدد: ۳، ۲، ۱۳۷۸ھ)

اسی طرح یہاں تصوف کو "ویدانت ازم، اشراقیت، یوگ، مسیحی رہبانیت، اور بدھ ازم" کی صف میں لاکر کھڑا کردیا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام عالم کی صفوں کا نظم ونسق اور یہ تجویز کہ کس کو کس صف کا نمبر دیا جائے اور کس صف میں بٹھایا جائے انہی حضرات کے سپرد ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں

۳۹ "میں حیران ہوجاتا ہوں جب سنتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ویدانتی فلسفہ اور اسلامی فلسفہ کا جوڑ لگا کر کسی ہندی قومیت کیلئے فکری اساس فراہم کرنے کی کوشش کی تھی، مجھے ان کی کتابوں میں اس کوشش کا کہیں سراغ نہ ملا اور اگر مل جاتا تو بلا تامل شاہ ولی اللہ صاحب کو مجددین کی فہرست سے خارج کرکے متجددین کی صف میں لا بٹھاتا"۔ (تجدید واحیائے دین ص ۴۸)(۱)۔

امام غزالی کے تجدیدی کارناموں کا جائزہ لیتے ہوئے، ان کی تعریف وتوصیف کے بعد جب جرح وتنقید پر بے لاگ تحقیقی نگاہ کی باری آئی تو جن امور کو ان کے کمالات میں شمار کیا تھا ان کو بھی نقائص کی فہرست میں داخل فرمادیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

امام غزالی کے نقائص

۴۰- "امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کام میں علمی وفکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے، دوسری قسم ان نقائص کی جو ان کے ذہن پر عقلیات کے غلبہ کی وجہ سے تھے"۔ (تجدید واحیائے دین ص ۵۳)(۲)۔

حالانکہ خود اس سے قبل ان کی عقلیات کے تجدیدی کارنامے لکھ چکے ہیں کہ: "انہوں نے (امام غزالی نے) اسلام کے عقائد واساسیات کی ایسی معقول تعبیر پیش کی جس پر کم از کم اس زمانے اور بعد کی صدیوں تک کے معقولات کی بناء پر کوئی اعتراض نہ ہوسکتا تھا، اس کے ساتھ انہوں نے احکام شریعت، عبادات ومعاملات کے اسرار ومصالح بھی بیان کئے اور دین کا ایک ایسا تصور لوگوں کے سامنے رکھا جس سے وہ غلط فہمیاں دور ہوگئیں جن کی بناء پر یہ گمان ہونے لگا تھا کہ اسلام عقلی امتحان کا بوجھ نہیں سہہ سکتا"۔ (تجدید واحیائے دین ص

(۱) تجدید احیاء دین، ص ۴۸

(۲) تجدید احیاء دین، ص ۵۳

"انہوں نے فلسفہ کا گہرا مطالعہ کر کے اس پر تنقید کی اور ایسی زبردست تنقید کی کہ اس کا وہ رعب جو مسلمانوں پر چھایا تھا کم ہو گیا الخ۔

امام کی اس تنقید کا اثر مسلم ممالک تک ہی محدود نہ رہا بلکہ یورپ تک پہنچا اور وہاں بھی اس نے فلسفہ یونان کے تسلط کو مٹانے اور جدید دور تنقید وتحقیق کا فتح باب کرنے میں حصہ لیا امام غزالی نے بروقت اس کی اصلاح کی اور مسلمانوں کو جتایا کہ تمہارے عقائد دین کا اثبات ان غیر معقولات کے التزام پر منحصر نہیں بلکہ اس کیلئے معقول دلائل موجود ہیں"۔ (تجدید ص: ۴۳، ۴۴)(۱)۔

یہ سب کچھ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عقلیات کی مدد سے کیا مگر برا ہو جذبۂ تخریب کا کہ امام موصوف کی یہ ساری محنتیں کاوشیں دینی خدمتیں نقائص یا باعث نقائص بن رہی ہیں۔

افسوس اس مضمون کی تکمیل نہ ہو سکی۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔

حکومت الٰہیہ کا قیام

سوال [۱۲۰۵]: میرے کچھ قریبی عزیز جو مجھ سے عمر میں کچھ بڑے بھی ہیں میرے یہ کہنے پر کہ "بندوں کے اوپر بندوں کی نہیں بلکہ اللہ کی حکومت ہونی چاہئے اور اسی کا حکم ہونا چاہئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام دستور حیات ہم کو دیا ہے اور آخرت میں اس کا جواب دینا ہے" مجھے "کوتاہ فہم" اور بے عقل قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ مذاق بھی اڑاتے ہیں۔ مزید یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ وقت کے حاکم کا حکم ماننا چاہئے، خواہ شریعت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور اسی وجہ سے ہم "ڈاکٹر امبیڈکر" کے دستور کو بھی مانتے ہیں، یہاں جائز اور ناجائز پیش نظر نہیں ہے۔ یہ لوگ مزید کہتے ہیں کہ اللہ کی حکومت تو جاری ہے اور کیسی حکومت، لیکن میں اسلام اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے جس نتیجہ پر پہونچا ہوں وہ یہ کہ ایمان مسلمانوں کو اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستور اور طریقوں پر ہی رکھنا چاہئے، نہ کہ کسی انسان کے مقرر کردہ دستور پر جو شریعت کے خلاف ہو۔ اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کے لئے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے عمر بن عبدالعزیز، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام غزالی، سید احمد شہید رحمہم اللہ تعالیٰ نے تمام عمر کوشش کی، حال ہی میں سید قطب کو اسلام کو مصر میں لانے کی جدوجہد میں پھانسی دی گئی اور ان کی نعش

---

(۱) (تجدید احیاء دین، ص: ۴۲، ۴۳)

بھی کسی مسلمان کو نہیں دی گئی، اس لئے سعودی عربیہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ کون غلطی پر ہے اور کیوں؟ اور ساتھ ہی ساتھ حکومتِ الٰہیہ کا مفہوم بھی سمجھا دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم میں ہے ﴿إن الحكم إلا لله﴾(۱)، جن امور میں اللہ پاک کا ارشاد موجود ہے یا حدیث شریف موجود ہے یا ائمہ مجتہدین نے قرآن و حدیث سے استخراج کر کے اتفاق کر لیا ہے، ان میں سے ان سب کو چھوڑ کر محض خواہشاتِ نفسانی کے ماتحت نئے طریق پر عمل کرنا، ان کو مستقل حاکم تسلیم کرنا جائز نہیں۔ جن مسائل میں قرآن کریم و حدیث شریف یا ائمہ مجتہدین سے دونوں طرح کی گنجائش ملتی ہے ان میں زیادہ تنگی نہیں، مگر اتباعِ نفس سے وہاں بھی اجتناب ضروری ہے۔ اگر ہم اپنے اختیار سے کوئی قانون بنائیں اور ملازمین اس کی پابندی کریں تو یہ خدائی قانون کے مقابلہ پر نہ ہوگا۔

مثلاً ہمارے پاس زمین کے متعدد قطعات ہیں، کسی میں ہم مکان بنائیں، کسی میں دکان، اور کسی میں گندم کی کاشت کریں، کسی میں چنے کی، کسی میں باغ لگائیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اسی طرح جو جائز اور اختیاری امور ہیں ہم اگر کوئی بڑا ان کو تجویز کرے جیسے والد صاحب یا استاذ یا قبیلہ کا بڑا یا جماعت ہو تو اس کا حکم تسلیم کرنا غیر اللہ کو معبود تسلیم کرنا نہیں ہے، نہ اس کو طاغوت یا فرعون یا ہامان کا لقب دیا جائے گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں والدین کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے(۲)، نیز یہ بھی ارشاد ہے۔

---

(۱) (یوسف: ۴۰)

(۲) "قال: سألت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: أي الأعمال أحب إلى الله؟ قال: "الصلاة على وقتها". قال: ثم أي؟ قال: "ثم بر الوالدين"". (صحيح البخاري: ۲/۸۸۲، كتاب الأدب، باب قوله تعالى: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه حسناً﴾، قديمي)

"عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من أصبح مطيعاً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وإن كان واحداً فواحداً، ومن أصبح عاصياً لله في والديه أصبح له بابان مفتوحان من النار، إن كان واحداً فواحداً". قال رجل: وإن ظلماه؟ قال: "وإن ظلماه وإن ظلماه وإن ظلماه"". (مشكوة المصابيح: ۲/۴۲۱، كتاب الآداب، باب البر والصلة، قديمي)

بہت مبارک چیز ہے، آپ نے خود بھی تو اس کا کچھ مفہوم سمجھا ہوگا اور اس کا کچھ نقشہ بھی آپ کے پاس ہوگا، آپ تحریر فرمائیں کہ اس کا مفہوم کیا ہے اور وہ کہاں سے ثابت ہے اور کیا وہ دنیا میں کبھی قائم ہوئی بھی ہے، یا یہ لفظ ایسا ہے کہ اس کا مصداق کبھی دنیا میں قائم نہیں ہوا اور دنیا اس سے ناآشنا ہے جیسا کہ موجودہ دور کے حکومت الٰہیہ کے سب سے بڑے داعی اور لیڈر نے لکھا ہے "اصول حکومت وہ چیز ہے جس سے دنیا ہمیشہ ناآشنا رہی ہے اور آج تک ناآشنا ہے"(۱)۔

تنبیہ: تنہا نماز جنازہ کی اجازت نہیں، میت کا سامنے ہونا ضروری ہے، اگر کوئی بغیر نماز جنازہ پڑھے میت کو دفن کردیا گیا ہو تو مجبوراً قبر پر نماز جنازہ پڑھ لی جائے، وہ بھی اتنی مدت کے اندر کہ میت کے پھٹ جانے کا ظن غالب نہ ہو، اس کے بعد قبر پر بھی نہ پڑھی جائے جیسا کہ کتب فقہ درمختار(۲)، بحرالرائق(۳) وغیرہ میں ہے۔ جو شخص منفیات کے اوپر واقف ہو تو اس کو صحیح راہ بتادی جائے، مذاق نہ اڑایا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۸ھ۔

ایضاً

سوال[۱۰۱۵]: عرض ہے کہ

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے ... نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

... خلقت آدم کی غایت، نسل آدم کو اپنے داعی آدم علیہ السلام کا "لا الٰہ الا اللہ، آدم صفی اللہ" سے

---

(۱) مولانا مودودی صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) "(وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أو بها بلا غسل أو ممن لا ولاية له (صلي على قبره) استحساناً (ما لم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير، هو الأصح، وظاهره أنه لو شك في تفسخه صلي عليه، لكن في النهر عن محمد: "لا" كأنه تقديماً للمانع". (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۲۴/۲، باب صلاة الجنازة، سعيد)

(۳) "فإن دفن بلا صلاة صلي على قبره ما لم يتفسخ، لأن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلى على قبر امرأة من الأنصار ... قال: وقيد بعدم التفسخ: لأنه لا يصلى عليه بعد التفسخ، لأن الصلاة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً". (البحر الرائق: ۳۲۰/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، رشيدية)

بھی ان کو حقیر نہیں کیا جاتا، روئے زمین پر کوئی چھوٹی سے چھوٹی بستی بھی ایسی نہ ہوگی جہاں کے لوگ ان کو اختیار کئے ہوئے ہوں تو یا تحقیر نہ کرنے والے کا قصور ہے ان اخلاق کا نقص نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مسلک علماءِ دیوبند

سوال [۵۱۹]: مسلک علمائے دیوبند وغیرہ اور ان میں نقائص نکالنا، ان کو سب وشتم کرنا اور طریقۂ جماعتِ اسلامی پر عمل کرنا کیسا ہے؟ مسلمانوں سے کدورت رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسلک علمائے دیوبند یقیناً کتاب وسنت اور طریقۂ اسلافِ عظام کے مطابق ہے، اس میں نقص نکالنا غلط ہے، افراد میں کوتاہی ہو سکتی ہے اور اپنی کوتاہی کی اصلاح سے کسی کو بھی غافل نہیں رہنا چاہئے اور جو عام مسلمان عملی کوتاہی میں مبتلا ہیں وہ قابلِ رحم ہیں ان سے کدورت رکھ کر ان کو حقیر سمجھنا درست نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۳/۸۹ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿یا أیہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیراً منہم﴾ (الحجرات: ۱۱)

"وقال القرطبي: السخریۃ الاستحقار والاستہانۃ والتنبیہ علی العیوب والنقائص بوجہ یضحک منہ، وقد تکون بالمحاکاۃ بالفعل والقول، أو الإشارۃ أو الإیماء أو الضحک علی کلام المسخور منہ إذا تخبط فیہ ... والآیۃ علی ماروی عن مقاتل نزلت في قوم من بني تمیم سخروا من بلال وسلمان وعمار وخباب وصہیب، وابن فہیرۃ، وسالم مولی أبي حذیفۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہم" (روح المعاني: ۲۶/۱۵۲، دار إحیاء التراث بیروت)

"عن أبي ہریرۃ - رضي اللہ تعالیٰ عنہ - قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ، التقوی ہہنا" ویشیر إلی صدرہ ثلث مرار "بحسب امرء من الشر أن یحقر أخاہ المسلم، کل المسلم علی المسلم حرام: دمہ ومالہ وعرضہ". رواہ مسلم" (مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق: ۲/۴۲۲، قدیمی)

مودودی صاحب کی ایک کتاب سے متعلق مشورہ

سوال [۷۰۱۵]: مولانا مودودی کی ایک کتاب کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کا حسب ذیل جواب دیا گیا۔

جواب: مکرم ومحترم زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی مرسلہ کتاب پہونچی جس کے متعلق آپ نے داخلِ نصاب کرنے کا مشورہ طلب کیا ہے، اولاً معذرت پیش کرتا ہوں کہ جواب میں تاخیر ہوگئی، زحمتِ انتظار کو معاف فرمائیں۔ صورت یہ پیش آئی کہ کتاب الماری میں دوسری کتابوں کے ساتھ رکھ دی تھی، جب بھی باہر جانا ہوگیا تو طلباء نے دیمک کے ڈر سے سب کتابوں کو دھوپ دی، واپسی پر دیکھا تو کتاب وہاں نہیں تھی، معلوم ہوا کہ غیر مجلد کتابیں مخلوط ہوگئیں، ترتیب قائم نہیں ہوسکی، اس اثناء میں آپ کا خط بصورتِ تقاضا پہونچا جو کہ بالکل برمحل تھا، بڑی تفتیش کے بعد مل گئی، وللہ الحمد۔

کتاب کو دیکھنا شروع کیا طرزِ تحریر اور بچوں کی زبان میں عام فہم بیان سے دل مسرور ہوا اور خیال پیدا ہوا کہ جماعتِ اسلامی اگر اسی طرح جمہور اہلِ سنت والجماعت کے موافق دین (عقائد واعمال) کو پیش کرے اور سلف صالحین کے خلاف اپنے خصوصی تفردات کو ان میں داخل نہ کرے تو ان سے اختلاف کی کوئی وجہ نہ ہو بلکہ ایسی کتابیں سب جگہ داخلِ نصاب کرلی جائیں، اور مصنفین کیلئے صمیمِ قلب سے دعائیں نکلیں، ابتدائی حصہ میں کچھ مسامحات بھی معلوم ہوئیں، ان کو کوتاہی پر محمول کیا کہ اس قسم کی فروگذاشت کا ہوجانا بعید نہیں، مگر آہستہ آہستہ کتاب میں اس جماعت کی خصوصی چیزیں بھی آنا شروع ہوگئیں، وہ کافی مقدار میں آگئیں، افسوس صد افسوس کہ یہ کتاب بھی جماعت کے جرثیم سے محفوظ اور پاک نہ رہ سکی "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

جماعتِ اسلامی کے بانی سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے فقہ اور کلام میں اپنا ایک خاص مسلک تجویز کیا ہے (۱) اور اس کا اعلان کردیا ہے جو سب سے جداگانہ ہے، اس کا اثر اس کتاب میں کافی موجود ہے، امیر جماعت کے مسلک کا اثر جماعت اور جماعتی لٹریچر پر پڑنا فطرتاً ضروری ہے، اس لئے اس کتاب کو داخلِ نصاب

---

(۱) "میں نہ مسلکِ اہلِ حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت ہی کا پابند ہوں"۔ (رسائل ومسائل: ۱/۲۳۵)

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: (حسن الفتاوی، رسالہ مودودی صاحب اور تخریبِ اسلام: ۱/۲۹۰، سعید)

نہ کیا جائے ورنہ معصوم بچوں کے قلب ودماغ پر ایسے ہی نقوش قائم ہوں گے جیسے مودودی صاحب قائم کرنا چاہتے ہیں، آپ نے بطور مشورہ دریافت کیا تھا، اس لئے "المستشار مؤتمن" (۱) کے تحت بغیر کسی بحث وجدال، تفصیل کے مخلصانہ مشورہ یہی ہے، کتاب حسب ہدایت کتب خانہ دار العلوم میں داخل کردی ہے، جس کی رسید ارسال ہے۔ امید کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ طالب دعاء۔

احقر محمود غفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۵/۸/۸۹ھ۔

دیوبند کے ایک فتویٰ پر اعتراض اور اس کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بخدمت شریف جناب قاری محمد طیب دامت برکاتہم مہتمم دار العلوم دیوبند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں بنگلور میں ایک صاحب مولوی کے، ایچ، ابراہیم نامی جو بال کی کھال نکالنے میں بڑے ہوشیار ہیں اور جو مدتوں سے مولانا مودودی کی کتابوں سے عبارتوں کو نکال کر توڑ مروڑ کر کے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں، شروع میں تو ان کی یہ چالبازی چلتے گئی مگر رفتہ رفتہ ناقضین میں سے ہی بہت سے لوگ خود انہیں کو اب ملامت کرنے لگے ہیں اور انہیں چاروناچار بنگلور چھوڑنا پڑا، چونکہ ان کی چالبازی کا اثر لوگوں میں سرد پڑ گیا ہے اس لئے وہ اب بنگلور سے کچھ میل دور "ایلی تمکور" نامی شہر میں فتنہ کرنا شروع کردیا ہے اور پھر سے مسلمانوں کو لڑانے کے درپے ہوگئے ہیں، اور اب ایک نیا فتنہ کھڑا کیا ہے۔ وہ یہ کہتے جارہے ہیں کہ دار العلوم کا وہ فتویٰ جو مفتی محمود احمد صدیقی صاحب نے جماعت اسلامی کے بارے میں ۱۹۶۵ء میں دیا تھا اس کے بارے میں دار العلوم میں بہت بڑا جھگڑا ہوگیا اور اس فتویٰ کو منسوخ کردیا گیا ہے۔

اور مفتی محمود صاحب کو دار الافتاء سے خارج کردیا گیا ہے اور ایک نئے مفتی کو جو مفتی محمود حسن صاحب

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه في حديث: فقال النبي صلى الله عليه وسلم "أخبر منهما" فقال: يا نبي الله! أخبرني، فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن المستشار مؤتمن، فخذ هذا، فإني رأيته يصلي ويعرض به". رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الحذر والتأني في الأمور، الفصل الثاني، ص: ٤٣٠، قديمي)

کے نام سے ہیں منتخب کیا گیا ہے اور اب انہی مفتی صاحب نے سابقہ فتوی کے خلاف میں ایک نیا فتوی صادر کیا ہے جس کی نقل اس استفتاء کے ساتھ ہے جس کا فتوی نمبر: ٢٥٠١ بتایا جاتا ہے، اس فتوی کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا تو دل تو اسمیں فتوی ہی ایک مفتی کی شایان شان معلوم نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ ہے کہ کٹر سے کٹر بد دین بھی اس خیر القرون کو جہالت سے تعبیر نہیں کر سکتا۔

براہ کرم! آپ اس کو ایک اہم دینی خدمت جانتے ہوئے اس کی پوری تحقیق کریں، اگر یہ دار العلوم کی مہر کے ساتھ ایک جعلی فتوی ہے تو اس ملا صاحب کی انشاء اللہ خوب خبر لی جائے گی کہ انہوں نے ایسی گستاخی اور بدنامی کو ایک بہترین اور خالص دینی ادارہ دار العلوم کے سر کیوں تھوپا اور اگر یہ صحیح ہے تو اس مفتی صاحب کو مولانا مودودی کی وہ کونسی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے سلف الصالحین حتی کہ خلفائے راشدین تک کو اسلام سے کورے اور جاہل بتادیا؟ اور یہ بات کہاں کہی گئی ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں اور امیر کے بغیر جماعت نہیں اور امیر اعلیٰ وہ ابو الاعلیٰ مودودی ہیں لہذا جو اس جماعت میں شریک ہوں وہ مسلمان جو خارج ہوں وہ مرتد ہیں؟

براہ کرم! اس بارے میں خصوصی توجہ دیں اور تحقیق کریں اس لئے کہ ایسی جماعت کے تو ہم بھی سخت مخالف ہیں اور جو خیر القرون کے اسلام کو جہالت کہے تو اس کے کفر میں ذرا بھی شک نہیں۔ اللہ رب العزت آپ کو دونوں جہانوں میں جزائے خیر دے مہتو انوجروا آمین۔ فقط:

حکیم محمود معرفت بدریا کلاتھ اسٹور، آئی تکلہ ولی، میسور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوى نمبر: ٢٥٠١ - خاصةً ومطلباً: الفرقة المحدثة المودودية المسماة بالجماعة الإسلامية حدثت سنة ١٣٦٠ هـ وتشكلت، وهي ليست على الطريقة السنية، بل أخذت بعض الأمور من المعتزلة وبعضاً من الخوارج والروافض والجهمية، وادعت أن الحياة الإسلامية لا توجد اليوم في فرد من أفراد المسلمين، ولا في من سلف، وهي من أعيان المسلمين المحمدية من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين والصوفية، بل من التابعين والصحابة حتى الخلفاء الراشدين، بل كانت حياتهم متبرون من الجاهلية، وكانت الجاهلية تشتعل مرة بعد مرة، وكانت تصدر من أكابر الصحابة أعمال الجاهلية، وقال رئيس تلك الفرقة: لا يبقى بين الإسلام والجاهلية، وهذه

الفرقة لا تعتمد على أحد بل تقول: نحن نأخذ ديننا من الكتاب والسنة ولا نأخذ من الأشخاص الموجودين في الحال ولا ممن سلف في الماضي. وتقول: من كان صادقاً ومخلصاً عملاً منا لا يمكن الإيمان فيه وتقول: من يريد أن يدخل في جماعتنا لا بد له من تجديد شهادتي الإيمان ومن خرج عن جماعتنا عنده المجموع فهو مرتد۔

فالحاصل أن الإسلام هو الدخول في الجماعة والارتداد هو الخروج عنه. وتقول: لا إسلام بدون الجماعة ولا جماعة إلا بأمير والأمير هو أبو الأعلى مودودي وطاعة الأمير واجبة ونحمل كتبه على التعليمات والأحاديث. وقد أثبتت كتب متعددة في ترديد هذه الفرقة من دار العلوم ديوبند وغيرها ولكن المحيي لم يطلع عليها من أعلم غير الفتوى المذكورة في السؤال فقط۔

والمرجو أن تبين الفتوى من زلة القلم ووضع عليها أرباب دار العلوم مراراً وأشيع هذا التشنيع في الأخبار والرسائل حتى عزل المفتي الموصوف من دار الإفتاء وصاحب الفعل لا يعلم ولا يعرف الفنون الموصوفة، وهذا يحتاج من علماء تمت الفرقة. والله الموفق لما يحب ويرضى۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱/۵/۹۵ھ

مکرم ومحترم زید احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

دارالعلوم کے صدر مفتی مہدی حسن صاحب اور نائب مفتی مسعود احمد صاحب رخصت علیل ہو گئے تھے اس وجہ سے عارضی طور پر مفتی محمود احمد صاحب نانوتوی کو کچھ عرصہ قیام کیلئے تجویز کیا گیا، دارالافتاء میں سوال سب طرح کے آتے ہیں، چنانچہ جماعت اسلامی اور اس کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے متعلق بھی سوالات آئے، مفتی محمود احمد صاحب صدیقی نانوتوی نے اپنے دیگر مشاغل کی وجہ سے اس جماعت کے بانی اور دوسرے بڑے ذمہ داروں کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور بعض آدمی اس جماعت سے منسلک بھی ہو گئے تھے

اجتماع" بہ دفتر ترجمان القرآن پونچھ روڈ لاہور سے شائع ہوا ہے، اس کے صفحہ: ۱۳ پر ہے:

"آخری چیز جو جماعتی زندگی کیلئے اہم ترین ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امارت کے نہیں ہے۔ اس قاعدہ کلیہ کے مطابق آپ کیلئے ضروری ہے کہ جماعت بننے کے ساتھ ہی آپ اپنے لیے ایک امیر منتخب کرلیں"۔ ص: ۱۸ پر ہے: "اس کے بعد باتفاق کل لوگوں نے سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو اپنا امیر منتخب کیا"۔ اسی کتاب کے ص: ۲۷ پر ہے: "جماعت میں جب بھی کوئی نیا شخص داخل ہو تو اسے پورا احساس ذمہ داری دلا کر از سر نو کلمۂ شہادت ادا کرایا جائے اور پھر اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے کس طبقہ میں شامل ہونے کے لئے پیش کرتا ہے، اس معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے اور مشہور سے مشہور شخص کے لئے بھی استثناء نہیں ہے، بڑے سے بڑے عالم اور شیخ طریقت کو بھی داخل جماعت ہوتے وقت تجدید ایمان کرنی ہوگی"۔ اسی کتاب کے ص: ۲۰ پر ہے: "اس کے بعد سب سے پہلے ابوالاعلیٰ صاحب اٹھے اور کلمۂ شہادت "اشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمداً رسول الله" کا اعادہ کیا، اور کہا کہ لوگو! گواہ رہو کہ میں آج از سر نو ایمان لاتا اور جماعت اسلامی میں شریک ہوتا ہوں"۔

اس کتاب کے ص: ۲۱ پر ہے: "جب سب لوگ شہادت ادا کرچکے تو مودودی صاحب نے اعلان کیا کہ اب جماعت اسلامی کی تشکیل ہوگئی"۔ اسی کتاب کے ص: ۹ پر ہے: "البتہ یہ بات ہر اس شخص کو جو جماعت اسلامی میں آئے اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جو کام اس جماعت کے پیش نظر ہے وہ کوئی ہلکا اور آسان کام نہیں، اس لئے ہر شخص کو قدم بڑھانے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کن خارزاروں میں قدم رکھ رہا ہے، یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹ جانا دونوں یکساں ہوں، نہیں! یہاں پیچھے ہٹنے کے معنی ارتداد کے ہیں، خدا کی طرف سے پیٹھ موڑنے کے ہیں"۔

اپنی طرف سے میں ان عبارتوں کی تشریح نہیں کرنا چاہتا، اصل عبارات نقل کردی ہیں جو کہ ایک ہی کتاب میں ہیں۔ صفحہ کا حوالہ بھی دے دیا۔ اکابر محدثین، فقہاء، اولیاء، تابعین، صحابہ پر جو تخریبی تنقید کی ہے وہ بھی سب چھپی ہوئی ہے۔ مولانا صدرالدین صاحب اصلاحی نے مودودی صاحب کی خدمت میں رہ کر ان کی ہدایات کے تحت ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے "معرکۂ اسلام و جاہلیت"۔ مودودی صاحب نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت

نہیں بخشا، ان کے اور دوسرے صحابہ کرام کے متعلق لکھا ہے کہ ''فلاں وقت ان پر غیر اسلامی اور غیر دینی اور جاہلیت کا غلبہ ہوا، وہ اس قسم کے شکار ہوتے رہتے تھے، جاہلیت کے جذبات بار بار ان میں ابھرتے تھے''۔

''خلافت و ملوکیت'' میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مودودی صاحب نے اتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ اقربا پروری کا الزام لگایا ہے، وہ خلافت کے اہل نہیں تھے، انہوں نے نفسانی جذبات کے تحت بہت مظالم کئے، یہ تو نہیں لکھا کہ یہ لوگ اسلام سے خارج تھے، یہاں کے فتویٰ میں ان کی طرف یہ بات ان کی طرف منسوب کی گئی ہے، بہرحال ان کی تحریرات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک ان صحابہ کرام کی مقدس زندگی بھی پوری معیاری زندگی نہیں تھی، جیسی زندگی مودودی صاحب چاہتے ہیں اس سے یہ اسلاف کرام صحابہ وغیرہ محروم تھے، نہ تجربہ و دنیا نے دیکھا اس میں بھی ان کے کوئی نمونے موجود ہیں۔ مودودی صاحب سے کہا گیا کہ آپ کی تحریک کو علماء اور مشائخ قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ مخالفت کرتے ہیں، اس کا جواب مودودی صاحب نے جو کچھ دیا ہے وہ سوال و جواب بعینہ نقل کرتا ہوں:

علماء ومشائخ کی آڑ

''ایک اعتراض جو پہلے بھی بار بار سننے میں آتا تھا اور آج بھی دہرایا جا رہا ہے، اب تحریری شکل میں آیا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر یہ بڑے بڑے علماء اور پیشوایان دین (جن کے علم و تقویٰ مانے گئے ہیں) کیا دین سے اس قدر ناواقف تھے کہ صرف آپ ہی کو یہ معلوم ہوا کہ دین کے ان تقاضوں کو جو آپ بیان کرتے ہیں، نہ سمجھا اور نہ اس کی طرف توجہ کی، بلکہ تمہارے بیان کرنے کے بعد بھی انہوں نے اسے حق نہیں سمجھا اور تمہارا ساتھ دینا قبول نہ کیا، کیا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب دین سے ناواقف ہیں؟ یا اس بات کا کہ آپ نے خود دین کے نام سے ایک نئی چیز پیش کی ہے جو مسلمہ تعلیمات دین سے مختلف ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب میرے پاس یہ ہے کہ میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے قرآن و سنت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ خدا کا دین مجھ سے اور ہر مومن سے کیا چاہتا ہے، یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں بزرگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کہا، اسی ذریعہ معلومات کی طرف میں

آپ لوگوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں"۔ (ترجمان القرآن، جلد ۲۲، ۳، ۴، ۱۵۲، ص: ۱۳۱)(۱)۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ مودودی صاحب دین کے سمجھنے میں ماضی اور حال کے اشخاص سے بالکل بے نیاز ہیں اس لیے وہ اپنی تحریک کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو علماء ان کیساتھ شریک نہیں بلکہ ان سے اختلاف رکھتے ہیں یہ لوگ فی الواقع دین کے کسی کام کے نہیں اور یہ ان کا ہمارے قریب آنا ان کے دور رہنے بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ (ترجمان القرآن مذکور ص: ۲۰۷ اور جلد: ۱، ص: ۲۷) میں لکھتے ہیں (۲):

"ان کی اس کیفیت کو دیکھنے کے بعد میں بہت خوش ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ فتنہ پسند گروہ قریب آنے کے بجائے دور جا رہا ہے"۔ پھر اسی صفحہ ۲۰۷ پر آگے لکھتے ہیں: "مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان لوگوں کو یہ توفیق ہی نہیں دینا چاہتا کہ یہ لوگ اس کے دین کی خدمت کریں جن فتنوں کی یہ خدمت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی غالباً یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ ان کو انہیں فتنوں کی توفیق عطاء فرماتا رہے۔ اپنی جماعت کے متعلق ان کو جو کچھ عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کا اصل ہی دستور ہے یعنی قرآن و سنت کے تحت دستور بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ جو کچھ یہ جماعت کرتی ہے وہی دستور ہے اس میں ذرہ برابر جاہلیت کا شائبہ نہیں، اس کا پورا عمل حجت ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

"ہمارا پہلا دستور اب سے دس سال پہلے اس وقت بنا تھا جب جماعت قائم ہوئی تھی، اس وقت ہم نے صرف چند اصولی باتیں درج کردی تھیں اور تفصیلات کو قصداً چھوڑ دیا تھا کہ تحریک اور نظام کی وسعت و ترقی کے ساتھ ساتھ جماعت کا ضابطہ عمل خود بخود بنتا چلا جائے چنانچہ اس کے بعد پچھلے دس سال کے دوران میں پوری جماعت اپنی مجموعی عمل درآمد سے بتدریج اپنا ایک دستور بناتی رہی ہے جو کہیں لکھا ہوا موجود نہیں ہے بلکہ صرف جماعتی روایات کے اندر

---

(۱) (ترجمان القرآن: ۲۲، ۳، ۴، ۱۵۲، ص: ۱۳۱)

(۲) (ترجمان القرآن جلد: ۳۷، ص: ۲۰۷)

محفوظ ہے۔ جماعت کے کام کا جو تعلق ہے وہ اب بھی کسی تحریر و دستور کا محتاج نہیں ہے"۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۶، عدد:۶، ص:۳۸۳، اسی شمارے کے ص:۳۸۹) میں لکھتے ہیں (۱):

"اس جماعت کے اصول و مزاج کو دنیا کی دوسری جماعتوں کے اصول اور مزاج سے کوئی مناسبت نہیں"۔

اسی شمارے کے ص:۳۸۴ پر ہے کہ:

"دیوبندی، بریلوی، احراری، مسلم لیگی، وہابی اور تبلیغی جماعت سب مودودی جماعت کی مخالفت پر متحد و متفق ہیں" (۲)۔

ان عبارات میں غور کریں اور جذبات کو نکال کر ٹھنڈے دل سے غور کریں، حق تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ وہ ہدایت اور صراط مستقیم پر چلائے، گمراہی سے محفوظ رکھے، کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں، ان میں سے اصل عبارات کو دیکھیں، کسی کو یہ خیال نہ گذرے کہ عبارات کو توڑ مروڑ کر غلط بات منسوب کی ہے، خدائے پاک تلبیس سے بچائے۔ فقط واللہ الموفق لما یحب ویرضی۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

تبلیغی جماعت پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال [۵۱۱]: میرا صرف خیال ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ موجودہ وقت میں تبلیغی جماعت اہم دینی خدمت انجام دے رہی ہے اور یہ جد و جہد بڑی حد تک ملت مسلمہ کی اصلاح کا ذریعہ بن رہی ہے اور آئندہ غیر مسلموں کی ہدایت کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ اس جماعت کا مقصد بہت ہی مقدس اور اعلیٰ ہے، صرف کلمہ اور نماز کی تبلیغ نہیں۔ نیز اس کے طریق کار کو کتاب و سنت کے مزاج کے مطابق سمجھتا تھا، مگر تبلیغی جماعت کے بارے میں جماعت اسلامی کے ارکان کی نجی مجلسوں کے تبصرے اور اس کے لیڈروں کی تقریروں اور تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا طریقہ کار انبیاء والا ہی نہیں بلکہ شیطان کا ایک زبردست دھوکہ ہے اور یہ تبلیغی جماعت والے تبلیغ کے دوسرے بہتر طریقہ کار سے محرومی کے باعث اپنے طریقہ کار کو محترم و مقدس سمجھتے ہیں اور یہ کہ آج کے دور میں اگر کوئی شخص یورپ وغیرہ میں جا کر تبلیغی جماعت کے اصول کے

---

(۱) (ترجمان القرآن، جلد: ۳۶، عدد: ۶، ۱۳۸۳ھ، ص: ۳۸۹)

(۲) (ترجمان القرآن، جلد: ۳۶، عدد: ۴، ۱۳۸۳ھ، ص: ۲۸۴)

مطابق کام کرے گا تو وہ اپنے بے ذوقے پن سے اپنی محنت بھی ضائع کرے گا اور کلمہ اور نماز کی عزت بھی خاک میں ملائے گا۔ ملاحظہ ہو (ترجمان القرآن جلد:۳، عدد:۵، زیر عنوان: دعوت کے طریقے از ص:۲۷۳ تا ۲۹۳)۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے متعلق جماعت اسلامی کے مقررین کی یہ رائے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد صرف ان پڑھ مسلمانوں میں کلمہ اور نماز کی تبلیغ ہے، کہاں تک درست ہے؟ جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں مگر اپنی طرف سے نہیں بلکہ تبلیغی جماعت کے بانی اور اس کے ذمہ دار حضرات کے کلام سے تاکہ مزید اطمینان کا باعث ہو۔ فقط المستفتی: محمد ابو سعید تبتی، دہلوی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جماعت اسلامی اپنے تجویز کردہ اصول کے مطابق (جس کی قربانی ان کیلئے ناممکن ہے) دوسری جماعتوں اور افراد پر تو سخت تنقید کرتی ہے اور وہ اپنے نزدیک تقریباً اس پر مجبور ہے اور یہ تنقید بسا اوقات اس حد تک پہونچ جاتی ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ان جماعتوں اور افراد کے متعلق یہ تصور قائم ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اصل دین کو سمجھا ہی نہیں، بلکہ اصل دین کو تحریف کر کے خواہشات نفسانی کے مطابق ڈھال کر عوام کے سامنے پیش کیا ہے جس سے اتباع قرآنی مختل ہے اور لوگوں نے بددینی کو دین سمجھا ہے جس کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

جماعت اسلامی کی اس قسم کی تنقیدات سے موجودہ تبلیغی جماعت ہی نہیں گذشتہ صدیوں کے اکابر اور متقدمین بھی نہیں بچے۔ ہم آپ کو نفس واقعہ کی تحقیق کیلئے جماعت اسلامی یا کسی اور معترض کا نام لینے کی ضرورت نہیں، آپ کیلئے مناسب یہ ہے کہ اس قسم کی دعوت اور تحریر و تقریر سے جو شبہ پیدا ہوا اس کو ٹھنڈے دل سے غور کریں، اگر حقیقۃً وہ کوئی اصلاح طلب چیز ہے تو قرآن پاک، حدیث شریف، کلام، اصول فقہ کی روشنی میں اصلاح کرلیں اور معترض کا شکریہ ادا کریں کہ اس کی تنقید کی وجہ سے اصلاح کا موقع ملا، اگر آپ کے پاس یہ علوم موجود نہیں تو بلا تکلف دریافت کرلیا کریں۔

شبہ مسئولہ کے جواب کیلئے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا ایک ملفوظ نقل کرتا ہوں اس کو دیکھئے، یہ ملفوظات کا مجموعہ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے تیار کیا تھا جب کہ انہوں نے ایک مقصد عظیم کیلئے سفر کیا تھا اور دیر تک دہلی نظام الدین میں قیام کر کے تبلیغی کام کو بہت نزدیک سے دیکھا اور جانچا تھا، تب وقت کی کسوٹی پر

پر لکھا ملفوظ یہ ہے:

''ہماری جماعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین پورا پورا سکھاریں، یہ تو ہمارا اصل مقصد ہے، رہی قافلوں کی چلت پھرت تو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی ''الف، ب، ت'' ہے''۔

ایک چھوٹا سا رسالہ ''چھ باتیں'' نامی ہے اس کے اخیر میں ''تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایات'' کا عنوان ہے اس کے ذیل میں نمبر: ۳۰ پر بھی یہ ملفوظ منقول ہے(۱)، اگر اس رسالہ ہی کو بغور دیکھ لیا جائے تو یہ شبہ اور اس قسم کے دیگر شبہات خود بخود ختم ہو جائیں، ایسے غلط شبہات وہ ساوس کی وجہ سے نہ کام سے بددل ہوں نہ معترض سے الجھیں خاص کر جب کہ معترض کا مزاج بھی معلوم ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

جماعت اسلامی سے متعلق قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریر اور اس کی وضاحت

سوال [۵۲۰]: حضرت مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے کہ جو غالباً ۹۱ء کے کسی مہینے کے دارالعلوم میں ''کوائف دارالعلوم'' کے زیر عنوان موجود ہے، اور یہ مضمون رسالہ ''زندگی'' رامپور ۹۱ء سے لیا گیا۔ جہاں تک احقر کی رائے کا تعلق ہے یہ صحیح نہیں ہے کہ مودودی صاحب کا لٹریچر دیکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ممدوح (قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اسلامی اجتماعیات کے بارے میں نہایت مفید اور قابلِ قدر ذخیرہ فراہم کر دیا ہے، اس دور غلط و اغلاط اور تلبیس والتباس میں جس بے جگری سے انہوں نے اسلامی اجتماعیات کا تجزیہ اور تنقیح کر کے اجتماعی مسائل صاف کئے ہیں، وہ انہی کا حصہ ہے، میں انہیں اسلامی اجتماعیت کا ایک بہترین سیاسی مفکر سمجھتا ہوں۔

البتہ فقیہ اور مفتی نہیں مانتا، یہ لکھنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اس جماعت میں داخل ہونے سے ایمان چلا جاتا ہے، آخر میں لکھا ہے کہ:

---

(۱) (چھ باتیں مرتب مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری عنوان: تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایات: رقم: ۳۰ ص: ۹۰، مکتبہ ...)

اپنی تصانیف میں ان سب سے متضاد نظر آتے ہیں اور ان کا یہ مجموعی مسلک سابقین میں سے کسی کے مسلک سے ہم آہنگ نہیں بلکہ ایک جدید چیز ہے، چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کہ اس کے متعلق بہت ہی محتاط تحریر فرمایا ہے اور اس سے اکابر علماء نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے:

"مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ ائمہ ہدایت کی اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام میں بے راہ روی اور گمراہی کا باعث ہیں اور دین سے صحیح وابستگی قائم رکھنے کیلئے سلف تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسلاف علماء سے جو تعلق رہنا چاہئے اس میں کمی آجاتی ہے، نیز مودودی صاحب کی جماعت کی تحقیقات خاطی ہیں لوگ ان سے متاثر ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر ان امور سے ایک جدید فقہ بلکہ دین کی ایک جدت اور ایک نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو انجام کار مسلمانوں کے دین میں مضر ہے، اس لئے ہم ان امور پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں"۔ (ملخص قول فیصل)

کسی چیز کا کفر ہونا اور قطعی طور پر اس کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دینا ایک الگ مستقل چیز ہے اور اس چیز کو غلط ہونا اور گمراہی کا سبب ہونا جداگانہ چیز ہے، اس لئے مودودی صاحب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ان کی جماعت پر کفر کا حکم کیا جاتا اور اس سے اکابر علماء نے اتفاق کیا ہے۔ نہ یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی کتابوں میں تو کفر صریح ہے، نہ یہ بات ہے کہ ان کی لکھی ہوئی ہر بات غلط ہے، بلکہ اصل حقیقت وہی ہے جو "قول فیصل" میں بتا دیا گیا ہے۔ جن حضرات نے دستور جماعت بنایا تھا تقریباً ایک ایک کر کے سب ہی اس سے الگ ہو گئے، پھر کسی نے خاموشی اختیار کی اور کسی نے اس کی گمراہی کو پوری وضاحت سے بیان کیا۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی، مولانا عبدالغفار حسن صاحب، حکیم نیازی صاحب، مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب، مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، وحید الدین خان صاحب، عبدالرحیم صاحب اشرف، مولانا صبغۃ اللہ بختیاری صاحب یہ سب جماعت کے اونچے اونچے اور بہت ہی قابل احترام ارکان تھے وہ سب علیحدہ ہو چکے ہیں اور "نوائے پاکستان" نے "تعبیر کی غلطی" میں اس جماعت کی غلطیوں اور گمراہیوں کو تفصیل سے شائع

ہوچکی ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ ہادی الی صراط مستقیم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۳/۹۰ھ۔

مسئلہ تقلید اور جماعت اسلامی

مکرم ومحترم جناب مفتی صاحب!

سلام مسنون

آپ کی خدمت میں چند سوالات ارسال کئے تھے سب کے جوابات تو آپ نے دیدیئے مگر مودودی جماعت کے متعلق سوال کا جواب نہیں دیا، بلکہ ٹلا دیا کہ فلاں جگہ سے دریافت کرلو اب مکرر گذارش ہے کہ ہمیں صاف صاف بتایا جائے کہ مودودی صاحب کا عقیدہ کیا ہے؟ اور وہ مسائل میں کس امام کے پابند ومقلد ہیں، حنفی ہیں یا شافعی ہیں یا اہل حدیث ہیں؟ براہ کرم صاف صاف بتایا جائے اور دلیل کیساتھ ساتھ مع حوالہ ونقل عبارات مفصل جواب تحریر کیا جائے۔ نور محمد مظفر نگر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے پہلے آپ کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ اس جماعت کے عقائد واعمال کو خاص کر یہ چیز کہ وہ کس کے مقلد ہیں خود ان سے ہی دریافت کیا جائے۔ صاحب عقیدہ اور صاحب عمل کے ہوتے ہوئے کسی اور سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عقیدہ ایک قلبی چیز ہے جس کو صاحب عقیدہ خود ہی بہتر بیان کرسکتا ہے، عمل کی بنا عقیدے پر ہوتی ہے، اس کیلئے ہندوستان اور پاکستان کے دو پتے بھی تحریر کردیئے تھے جہاں اس جماعت کا مرکز ہے، چند کتب کے نام بھی بتادیئے تھے جن میں اس جماعت کے عقائد وافکار سے علمی اور استدلالی بحث کی گئی ہے، مختصر کارڈ میں تو مسائل کے جائز یا ناجائز کا مختصر حکم ہی لکھا جاسکتا ہے، تفصیلی بحثیں اس میں نہیں آسکتیں، مگر آپ کا پھر اصرار ہے کہ بتاؤ "وہ مسائل میں کس امام کے پابند اور مقلد ہیں، حنفی ہیں یا شافعی ہیں یا اہل حدیث" ؟ آپ کے جواب کی اب دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب میں اپنے الفاظ میں تحریر کردوں، دوسری صورت یہ ہے کہ تحریک اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جو اس سوال کا

---

(۱) (تعبیر کی غلطی، تالیف: وحید الدین خان صاحب)

ہے کہ آپ تک ہوئی دیکھنے اور اطاعت کرنے کے باوجود متأثر نہیں ہوں گا، اس کے مقابلہ میں تحقیقی آزادی محض زینت قرطاس بن کر رہ جائے گی، یہ خود ان کے الفاظ میں یوں کہئے کہ اس پر وات آزادی کی حیثیت محتاط طریقہ پر مرتب کئے ہوئے ریزولیوشن اور فقرئی اعلان سے زیادہ نہ ہوگی، اس کی تائید خود امیر جماعت کے تصریح سے ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

مودودی صاحب کی آزادی مسلک عطا کرنے کی حقیقت

"۳- جماعتوں کے نفس کا حقیقی اظہار ان کے محتاط طریقہ پر مرتب کئے ہوئے ریزولیوشن اور فقرئی اعلانات میں نہیں ہوا کرتا بلکہ ان اشخاص کے انتخاب میں ہوتا ہے جنہیں وہ اپنا لیڈر اور کارفرما اور کارکن بناتی ہیں، اور جن کے کام کو وہ ایک طویل مدت تک نظر استحسان سے دیکھتی رہتی ہیں"۔ (ترجمان، ج: ۱۱، عدد: ۳، ص: ۱۲۰) (۱)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری جماعت کے نفس کا حقیقی مظہر یعنی جماعت سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں اور وہ اپنا مسلک صاف لکھ چکے ہیں جیسے کہ عبارت نمبر ۱: میں موجود ہے۔

سوم: اس آزادی کا فائدہ جماعت کے "بے علم" افراد کو تو شاید کچھ حاصل ہو جائے مگر جماعت کے "اہل علم" اس سے فائدہ حاصل کرنے کے کسی طرح مجاز نہیں جیسا کہ امیر جماعت کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے:

تقلید اہل علم کیلئے درست نہیں

"۴- جو لوگ دینی علوم کیلئے باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کیلئے مقلدانہ اتباع کی طرز بھی درست نہیں کہ بیچارے تقلید کو لازم کر لیں الخ"۔ (ترجمان ۱۳، عدد ۹، ص ۲۲) (۲)۔

لہٰذا جماعت کے بے علم افراد تو حنفی، شافعی (مقلد) رہ سکتے ہیں لیکن اگر جماعت میں کچھ لوگ ایسے

---

(۱) (ترجمان، ج: ۱۱، عدد: ۳، ص: ۱۲۰)

(۲) (ترجمان ۱۳، عدد ۹، ص ۲۲۔ نیز کہتے ہیں کہ "میرے نزدیک صاحب علم آدمی کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے"۔ رسائل ومسائل ۱: ۲۳۴، بحوالہ احسن الفتاوی: ۱: ۷۱، سعید)

بھی ہیں جنہوں نے علوم دین کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے، اور وہ امیر کی صف میں رہ کر آزادی کے ماتحت اب تک بھی حنفی، شافعی (مقلد) ہیں یا اہل حدیث ہیں تو نہیں معلوم ان کے پاس اپنے مسلک پر قائم رہنے کیلئے سند جواز کیا ہے، اور وہ سند عقل ونقل کی کسوٹی پر کیسے پوری اترتی ہے، پھر ان کا حنفیت یا شافعیت پر قائم رہنا بالکل عقل ونقل کے خلاف ہے؟ اگر یہ ہے تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ امیر جماعت ایسے لوگوں کو کس دلیل وسند کے ماتحت برداشت کرتے اور اعتماد فرماتے ہیں جن کا مسلک ہی عقل ونقل کے خلاف ہے۔ یا وہ اہل علم جماعت میں داخل ہوتے ہی حنفیت وشافعیت کو خیرباد کہہ چکے ہیں کہ وہ نہ حنفی، شافعی، نہ اہل حدیث، اگر وہ ان سب سے بیزار ودست بردار ہو کر بھی اپنے آپ کو حنفی، شافعی، اہل حدیث کہتے ہیں تو ان کو صادق قرار دیجئے کیسے یا تاویل اختیار کی جاتی ہے، نیز اگر وہ نہ حنفی رہے نہ شافعی (مقلد) نہ اہل حدیث بلکہ سب سے خارج ہو گئے تو آخر وہ کیا بن گئے؟ وہ ایسا فرقہ بن گئے جس کے وجود سے اب تک دنیائے اسلام کا دامن خالی رہا ہے۔

تنبیہ: جواب تحریر ہے کہ مودودی صاحب اہل حدیث کو بھی مقلد ہی قرار دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

اہل حدیث بھی مقلد ہیں

"یہ عام اہل حدیث جو ان مسائل پر بحث کرتے پھرتے ہیں ان کا حال عام حنفیوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، ان کا علم بھی ویسا ہی تقلیدی ہے جیسا کہ حنفیوں کا ہے، یہ اپنے ائمہ وعلماء پر اعتماد کرتے ہیں اور حنفی اپنے ائمہ وعلماء پر، ان میں خود اجتہاد کی قابلیت نہیں، نہ حدیث کا اتنا علم اور نہ اصول میں اتنی بصیرت رکھتے ہیں کہ ان احکام کی تحقیق کر سکیں، ان کا یہ کہنا کہ قراءت خلف الامام، یا رفع یدین یا آمین بالجہر حدیث سے ثابت ہے اور اس کا خلاف ثابت نہیں، دراصل تقلید کی بنیاد پر ہے نہ کہ اجتہاد کی بنیاد پر، لہٰذا ان کے جواب میں خاموشی بہتر ہے۔" (رسائل ومسائل ص: ۲۴۰)(۱)۔

یہاں پہونچ کر تو اہل حدیث حضرات بھی انگشت بدنداں ہوں گے کہ یا اللہ تقلید سے بیزاری کا اعلان کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں مگر وہ اب تک گلے کا ہار ہی ہوئی ہے۔

---

(۱) رسائل ومسائل ۱ / ۲۴۰

تقلید کا مفہوم اور عدم تقلید کا اثر

اس عبارت میں جناب امیر نے تقلید کا خلاصہ بھی بتا دیا کہ ''تقلید نام ہے ائمہ وعلماء پر اعتماد کرنے کا'' مودودی صاحب نہ خود حنفیت کے پابند ہیں، نہ شافعیت کے، نہ مسلک اہل حدیث کے، جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ مودودی صاحب کو نہ امام ابوحنیفہ پر اعتماد ہے، نہ امام شافعی پر اعتماد ہے، نہ ائمہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ، امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ پر اعتماد ہے، یہ حضرات ائمہ اعلام مودودی صاحب کے نزدیک اس قابل نہیں کہ ان پر اعتماد کرکے ان کی تقلید کرسکیں۔

اہل حدیث حضرات کس جرم میں مقلد قرار پائے؟

محض اس جرم میں کہ ان غریبوں نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت قدر، مہارت فن، خدمت حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ ان کی بیان فرمودہ حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور قابل ترجیح ہے اور انہوں نے بھی براہ راست حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی، بجماعت مسلمہ نے ان کی جلالت قدر کا اعتراف کرتے ہوئے ان پر اعتماد کیا، یہ اعتماد کرنا اس قدر سنگین جرم ہے کہ اس کی پاداش میں یہ لوگ مقلد گردانے جارہے ہیں۔

سوم: امیر جماعت سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی صاحب علم وفضل جو معروف مذاہب فقہ: ''حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی'' چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنے کا حقدار ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کس دلیل سے؟ اس کے جواب میں وہ لکھتے ہیں:

تقلید کرنا گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے

۶۔ ''میرے نزدیک صاحب علم کیلئے تقلید ناجائز اور گناہ، بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے''۔ (رسائل ومسائل ج:۱ ص:۲۴۳) (۱)۔

یہاں ''صاحب علم'' سے مراد غالباً وہی لوگ ہوں گے جو دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں جیسا کہ عبارت نمبر:۳ میں مذکور ہے، خیال ہوتا ہے کہ بانی جماعت مودودی صاحب بھی خود ان ہی لوگوں میں

---

(۱) (رسائل ومسائل: ص:۲۴۴، بحوالہ: احسن الفتاوی ۱/۴۱۰، سعید)

دوسرا رخ

۹- "سب سے پہلی اور بڑی رکاوٹ کسی موزوں آدمی کا نہ ملنا ہے جو ہماری تعمیری اسکیم کو اپنے ہاتھ میں لے سکے، اس کیلئے ہمیں ایسا آدمی درکار ہے جو تعمیری کام کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو، ہم سے اور جماعت سے ہمدردی رکھتا ہو، تجربہ کار منتظم اور دیانت دار ہو اور اس کام کو عملاً سرانجام دینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو، تاکہ ہم اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کر سکیں اور وہ اپنی ذمہ داری پر اس کو سنبھال سکے"۔ (ترجمان، ج: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۲۶) (۱)۔

ظاہر ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری سنبھالنا کسی بے علم آدمی کا کام تو ہے نہیں، نہ کسی بے علم آدمی کے حوالہ کرنا دانشمندی کا تقاضہ ہے، لامحالہ ایسے آدمی کیلئے جس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا جاسکے باعلم ہونا ضروری ہے، پھر اگر وہ باقاعدہ علم دین کی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہے تب تو وہ مقلد ہوگا جو جناب امیر کے نزدیک گناہ بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز میں گرفتار ہے، اس پر مودودی صاحب کیسے اعتماد کر سکتے ہیں، اگر وہ اعتماد کرتے ہیں تو سمجھ لیا جائے کہ ان کے نزدیک کیسے لوگ قابل اعتماد ہیں؟ وہ لوگ جو تقلید جیسی ناجائز، گناہ اور اس سے بھی شدید تر چیز میں مستقل دائمی طور پر مبتلا اور اس پر مصر ہیں (گناہ سے شدید تر چیز سب جانتے ہیں کیا ہے) اگر وہ باقاعدہ علم دین کی تعلیم حاصل کئے ہوئے نہیں بلکہ کچھ کچھ حسب تعلیم حاصل کیا ہے اور وہ نیم ملا ہے تو پھر اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنے کا انجام معلوم۔

لہذا اہل علم حضرات کیلئے جماعت میں رہ کر مودودی صاحب کا اعتماد حاصل کرنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ حنفیت، شافعیت وغیرہ (تقلید) کی پابندی سے بالکل تائب ہو جائیں اور تقلید کو گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید چیز تصور کرنے لگیں۔

پنجم: جماعت میں رہنے والوں کو امیر کی اطاعت لازم اور نافرمانی گناہ ہے

چنانچہ لکھتے ہیں:

---

(۱) (ترجمان: ۲۶، عدد: ۳، ص: ۱۲۶)

۱۰- "یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے ، ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں اھ"۔ (ترجمان ، ج:۲۲، عدد:۳، ص:۱۳۵)(۱)۔

غور کا مقام ہے کہ جماعت کے کچھ باعلم افراد مقلد ہوں گے تو جناب امیر کا فرض کیا ہوگا جبکہ تقلید ان کے نزدیک گناہ ہے۔

یہ صاحبِ امر ان افراد کو اس منکرِ عظیم سے منع کریں گے یا نہیں ، اگر منع نہیں کرتے تو ایسے موقعہ پر سکوت کی شرعاً کب اجازت ہے؟ حدیث پاک میں ہے:"انسا کت عن الحق شیطان أخرس"۔ اگر منع کرتے تو پھر یہ لوگ نافرمانی کر کے اگر مقلد ہی رہے تو ایک گناہ (تقلید) میں پہلے سے مبتلا تھے دوسرا گناہ امیر کی نافرمانی کا سرچڑھا اور یہ گناہ امیر سے بغاوت کے ہم معنی ہو کر ایسے نافرمان افراد کے لئے جماعت اسلامی سے اخراج کا موجب ہوگا اور جو شخص جماعت اسلامی سے خارج کر دیا جائے اس کا ٹھکانہ پھر کہاں؟

ششم: بعض لوگ تقلیدِ ائمہ سے ناخوش تھے اور اس کو شرک فی الرسالۃ تصور کرتے اور اخبارات ورسائل میں اس کی مذمت کیا کرتے تھے، وہ بہت مسرور ہو گئے کہ ہماری ہم نوا ایک نئی جماعت وجود میں آگئی جو کہ تقلید کو بالکل ہماری طرح ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز سمجھتی ہے (اگرچہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے عرصہ ہوا اس جماعت کے تعاقب اخبار اہل حدیث میں شدومد کے ساتھ اس کی تردید کر دی تھی) اور بعض آزادی پسند مقلدین بھی اپنی غذا پا کر خوش ہوں گے اور جوشِ مسرت میں جماعت اسلامی کی رکنیت کا فارم پُر کر چکے ہوں گے کہ اب تو تقلید کا بارِ گراں ہماری گردن سے بالکل اتر گیا اور ہم کلیۃً آزاد ہو گئے اور اس حد تک ان کا خیال صحیح بھی ہے کہ تحریک جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب نے ان کو تقلیدِ ائمہ سے آزادی دیدی بشرطیکہ انہوں نے دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہو، لیکن شاید ان کو شعور نہیں کہ وہ اب بھی آزاد نہیں

---

(۱)(ترجمان: ج:۲۲، عدد:۳، ص:۱۳۵، بحوالہ: احسن الفتاوی: ۱/۲۷۱، سعید)

ہوئے، بلکہ تقلید سے بھی بھدی طرح اپنائی ہوئی ہے، جیسا کہ ملاحظہ فرماتے ہیں:

امارت کا منصب لیڈرشپ کا منصب ہے

۱۱- مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض مقامی جماعتوں میں امارت کے انتخاب میں کچھ انجمن کی صدارت کا سا رنگ اختیار کر لیا گیا، یہ منصب دراصل مقامی لیڈرشپ کا منصب ہے الخ۔ (ترجمان، ج ۳۶، عدد ۱، ۳ اپریل ۵۱ء)(۱)۔

کسی امام کے لئے خواہ وہ مقلدین کا امام ہو جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ یا اہل حدیث کا امام ہو جیسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ، لیڈرشپ کا منصب تجویز نہیں کیا گیا، نہ ہی ان ائمہ نے خود اپنے لئے یہ منصب تجویز کیا، البتہ شیعہ صاحبان کے مذہب میں ضرور امام کا یہی منصب ہے۔

مفتتم: یہ لیڈرشپ کا منصب تو مقامی جماعت کے امیر کیلئے حاصل ہے، اب رہے بانی تحریک جو کہ امیر الامراء ہیں جن کے قبضہ میں زمام کار ہے، اور جو تحریک اسلامی کی گاڑی چلانے والے ڈرائیور کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا منصب کیا ہے؟ تو جماعت ان کی تقلید کرنے اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے پر قدرتاً مجبور ہے، وہ ان کے ہاتھ میں پروانۂ آزادی کی وہی حقیقت ہوتی جو کلکتہ کے ٹکٹ کی ہوتی ہے اس مسافر کے ہاتھ میں جو پنجاب جانے والی گاڑی میں سوار ہو گیا ہو اور دوسرے لوگوں کو ٹکٹ دکھا کر کہتا ہو کہ میرے پاس یہ کلکتہ کا ٹکٹ ہے میں کلکتہ جا رہا ہوں، ظاہر ہے کہ وہ اس ٹکٹ کے ذریعہ سے اس گاڑی سے کلکتہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہ ہر اسٹیشن پر بجائے کلکتہ سے نزدیک ہونے کے دور ہوتا جائیگا اور دیکھنے والے بچے اس پر ترس کھائیں گے اور سمجھدار اس کا مذاق اڑائیں گے، ٹکٹ کی جانچ کرنے والا کوئی آ گیا تو وہ جرمانہ کردے گا، خود مودودی صاحب کے قلم سے اس کا ثبوت لیجئے۔ وہ فرماتے ہیں:

۱۲- انسانی زندگی کے مسائل میں جس کو تھوڑی سی بھی بصیرت حاصل ہوگی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو سکتا کہ انسانی معاملات کے بناؤ اور بگاڑ کا آخری فیصلہ جس مسئلہ پر منحصر ہے وہ یہ سوال ہے کہ معاملاتِ انسانی کی زمام کار کس کے ہاتھ میں ہے، جس طرح گاڑی ہمیشہ اسی سمت چلا کرتی ہے جس سمت پر ڈرائیور اس کو لے جانا چاہتا ہو

(۱) (ترجمان ۳۶، عدد ۱، ص ۲۳)

چنانچہ اسی اجتماع میں ابتداءً جماعت کی تشکیل ہوئی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو امیر منتخب کیا گیا، کیونکہ ان سب لوگوں میں اول تحریکی تھے اور جملہ شرکاء نے فرداً فرداً کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور از سرِ نو اسلام میں داخل ہوئے اور جملہ حاضرین کو اپنے اس نئے ایمان پر ہر ایک نے گواہ بنایا اب جس کو اسلام مطلوب ومحبوب ہے وہ جماعت میں داخل ہونے پر مجبور ہے کیونکہ "اسلام بغیر جماعت کے نہیں" اور جب جماعت میں داخل ہو تو امیر کی نافرمانی کی مجال نہیں۔ اس لئے کہ یہ منصب لیڈر شپ کا منصب ہے اور امیر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ہیں تو ان کی نافرمانی کرنے سے اسلام جیسی محبوب متاع پر زد پڑے گی۔ (اگر گو یم زباں سوزد)

سوم: امیر الامراء بانیٔ تحریک اسلامی جماعت سے کس نوع کی اطاعت چاہتے ہیں (ایک ہی جیسی مقلدین اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں یا اس سے کچھ مختلف؟) وہ ایسی اطاعت چاہتے ہیں جیسی شکاری بندوق کی اطاعت چاہتا ہے کہ فائر کرنے میں بندوق کیلئے حق و ناحق سوچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا فرماتے ہیں۔

"اب آپ سے امیر کی اطاعت اور ضابطے کی پابندی اور رضا کارانہ خدمت کی ادائیگی میں جتنی کمزوری ظاہر ہوتی ہے اتنا ہی میں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہوں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایسی بندوقوں سے کام لے رہا ہوں جو لبلبی دبانے پر بھی فائر نہیں کرتیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے ہتھیاروں کو لیکر کون ایسا نادان ہوگا جو کسی بڑے اقدام کا ارادہ کر بیٹھے، برعکس اس کے جب میں آپ کے اندر اطاعت اور تطوع اور باضابطگی کے اوصاف پاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ایک آواز پر آپ جمع کئے جا سکتے ہیں، ایک اشارہ پر آپ حرکت کر سکتے ہیں، اور خود اپنے دل کی لگن سے اس کام کو کرتے رہتے ہیں جو آپ کے سپرد کیا جائے تو میرا دل قوی اور میری ہمت بلند ہونے لگتی ہے اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اب مجھے وہ طاقت حاصل ہو رہی ہے جس سے میں اس مقصد عظیم کیلئے کچھ زیادہ کام کر سکوں گا"۔ (ترجمان ۲۴، عدد ۳، ص: ۱۰۹) (۱)۔

عجیب تضاد

دوم: لٹریچر میں جگہ جگہ "ذہنی غلامی، شخصیت پرستی، اشخاص سے مرعوبیت اور تقلید" کی مذمت اور

---

(۱) (ترجمان ۲۴، عدد ۳، ص ۱۰۹)

اس سے اپنی اور اپنی جماعت کی براءت کی گئی ہے اور آزادیٔ رائے، نقادانہ نظر، جمہوریت، شورائیت کو سرا ہا اور اپنا طرۂ امتیاز بتایا گیا، امیر کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ تنقید سے بالاتر نہ ہوگا، ہر عامی شخص کو اس کی پبلک زندگی ہی پر نہیں بلکہ پرائیویٹ زندگی پر بھی تنقید کا حق حاصل ہوگا۔

مگر اس ہدایت (عبارت منقولہ نمبر: ۱۳) سے معلوم ہوا کہ آزادیٔ رائے جمہوریت، شورائیت کی آخری منزل جہاں اس کا سفر ختم ہوتا ہے آمریت اور لیڈر شپ ہے جس میں ادنیٰ سرتابی، اختلاف رائے اور مشورے دینے کی گنجائش نہیں، تمام جماعت بے بس، بے شعور ہو کر بندوق کی طرح اطاعت کرنے پر مجبور ہے، فرق اتنا ہے کہ بندوق سوچنے والے دماغ اور دیکھنے والی آنکھ سے قدرۃً محروم ہے اور جماعت سے مطالبہ ہے کہ وہ سوچنے والے دماغ اور دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہوئے اپنے اختیار سے بے اختیار و بے شعور ہو کر ایک اشارہ میں حرکت میں آجائے، اس کے بالمقابل تقلید میں جس کو گناہ سے بھی کچھ شدید تر کہا گیا ہے، یہاں تک تو سنا ہے کہ کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ نہ ہو تو امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے، دلائل کی قوت وضعف سے بھی بحث کیجا سکتی ہے کیونکہ وہاں لیڈر شپ نہیں ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

امید ہے کہ ان چند سطور سے جماعت اسلامی کے مقلد یا غیر مقلد ہونے پر غور کرنے کا موقع مل سکے گا۔

آپ کے یہاں جماعت اسلامی کا دفتر ہے جس میں جماعت کی کتابیں موجود ہیں میں نے جن کتابوں کے حوالہ دیکر عبارتیں نقل کی ہیں اصل کتابوں سے ان عبارات کو ملا لیجئے اور ان کا اول و آخر بھی اطمینان سے پڑھ کر دیکھئے، نہ کسی جگہ نقل میں کتربیونت پائیں گے نہ ایسا ہے کہ درمیانی جملے نے اصل مقصد کو خبط کر دیا گیا ہو، اس لئے لکھا ہے کہ جماعت کا طرز یہ ہے کہ جب کوئی مضمون یا رسالہ دیکھا جس میں ان کی کسی غلطی پر فقہ، حدیث، قرآن سے ان کے انحراف کی نشاندہی کی گئی ہو، فوراً امیر اور جماعت نے کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ یہ ہم پر افتراء ہے، جھوٹ ہے، بہتان ہے، دنائت ہے، ہماری عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان سے خطاب کیا جائے، نہ ان کے اعتراض کا جواب دیا جائے۔ فقط واللّٰہ یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم۔

فتاویٰ کی حیثیت مودودی صاحب کی نظر میں

۲۳ ربیع الاول ۹۰ھ، مئی ۱۹۷۰ء

محترم المقام حضرت مفتی محمود الحسن صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مکتبہ نظام ترنگل گنج کانپور سے طبع شدہ آں محترم کا جماعت اسلامی کے بارے میں ایک فتویٰ "تنقید اور جماعت اسلامی" نظر سے گذرا جس میں آپ نے مودودی صاحب ہی کی عبارتوں سے ان کے مسلک اور ان کی گمراہی کو واضح فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ۔

اس طرح دیگر علماء کرام مثلاً حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت مفتی مہدی حسن صاحب، مولانا محمد میاں صاحب، مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی وغیرہ نے بھی خود بانی تحریک کے اقوال و اقتباسات کے پیش نظر جماعت اسلامی کی تحریک کو خطرناک اور عامۃ المسلمین کیلئے گمراہ کن قرار دے کر اس میں شرکت کرنا ناجائز بتلایا تھا اور اجتناب کلی کو ضروری قرار دیا تھا۔

۱ اب سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں کی تحریرات شائع ہو کر جماعت اسلامی کے ذمہ داران تک پہنچے کے بعد جماعت اسلامی کے ذمہ داران کا ان اقوال و تحریرات (کہ جن کی بنیاد پر اس تحریک کو مضر، گمراہ کن، واجب الاحتراز قرار دیا گیا تھا) کی اصلاح کرنا اور ان سے رجوع کرنا آپ کے علم میں ہے یا نہیں؟ اگر جماعت اسلامی نے اصلاح اور رجوع کر لیا ہو تو براہ کرم اس سے مطلع فرمائیں، اور اگر ان اقوال و اقتباسات سے رجوع نہ کیا ہو تو پھر یہ عرض ہے کہ آج کل بہت سے مقامات پر جماعت اسلامی کا لٹریچر اور اس کی کتابیں پہونچ رہی ہیں، اس کا حلقہ اثر وسیع ہو رہا ہے تو اس کو روکنا اور اس کی گمراہی سے لوگوں کو واقف کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

۲ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے بارے میں اب علمائے دیوبند کا وہ نظریہ نہیں رہا، اس میں تبدیلی ہوئی ہے، یہ بات کس حد تک صحیح ہے؟ بالخصوص آں محترم کی رائے گرامی جماعت اسلامی کے بارے میں حسب سابق ہے یا نہیں؟ امید کہ جواب سے مشرف فرمائیں گے، جوابی کارڈ مرسل ہے۔ والسلام۔

از سیمل، عبدالرحیم، بڑودہ، گجرات

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... اکابر علماء کی جو تحریرات جماعت اسلامی سے متعلق شائع ہوئی ہیں، ان کے سلسلہ میں مودودی صاحب کی تحریر یہ ہے:

"ایک صاحب نے مجھے مفتی سعید احمد صاحب کا مفصل فتوی جو "کشف حقیقت" کے نام سے چھپا ہے، بھیج دیا ہے اور اس کے ساتھ دوتین اشتہار بھی بھیجے جن میں مولانا کفایت اللہ صاحب، مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی، مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتوے درج تھے، ان تمام فتووں کو دیکھنے کے بعد میری رائے بدل گئی ہے، اب یہ حضرات اس مقام سے گذر چکے ہیں، جہاں ان کو خطاب کرنا مناسب اور مفید ہو، سب سے زیادہ افسوس مجھے مولانا کفایت اللہ صاحب پر ہے کیونکہ میں ۳۲ سال سے ان کا نیازمند ہوں اور ہمیشہ ان کا احترام کرتا رہا ہوں، افسوس کہ انہوں نے بھی جماعتی عصبیت میں آنکھیں بند کرکے یہ فتوی تحریر فرما دیا۔ باقی رہے دوسرے حضرات تو ان کے فتوے پڑھ کر میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ جس وقت یہ فتوے لکھے جارہے تھے اس وقت خدا کا خوف اور آخرت کی جواب دہی کا احساس شاید ان کے قریب بھی موجود نہ تھا، خصوصاً مفتی سعید احمد صاحب کے فتوے میں تو صریح بددیانتی کی بدترین مثالیں پائی جاتی ہیں، جنہیں دیکھ کر گھن آتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں ان حضرات کے متعلق بڑا حسن ظن رکھتا تھا، مگر اب ان کے یہ فتوے دیکھ کر تو میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ بریلوی طبقہ کے فتوے باز وکافر ساز مولویوں سے ان کا مقام کچھ اونچا نہیں ہے"۔ (رسائل ومسائل)۔

اور "رسائل ومسائل" ۲/۱۳۵، کسی نے مشورہ دیا تھا کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا اعزاز علی صاحب، مولانا محمد طیب صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا حفظ الرحمن صاحب، مولانا احمد سعید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، مولانا محمد زکریا صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ سے خط وکتابت کرکے انہیں مشورہ دیں کہ اگر میرے متعلق یا جماعت کے متعلق کوئی اشتباہ آپ کے سامنے آئے تو پہلے

جواب دینے سے آپ مجھ سے اصل حقیقت معلوم کرلیا کریں۔ اس مشورہ کے جواب میں تحریر مذکور امیر جماعت نے لکھی ہے:

۲۔۔ جماعت کے جن خلاف حق نظریات وافکار کی بناء پر اول رائے قائم کی گئی تھی جب وہ نظریات وافکار موجود ہیں۔ ان کی اصلاح نہیں ہوئی تو وہ رائے بھی قائم ہے اس میں بھی تغیر نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆......☆......☆......☆......☆

متفرقات الفِرَق

دیوبندیت اور بریلویت

سوال[۵۲۳]: اختلافاتِ علماء کی برکت سے آج کل مذہبِ حنفی میں دو فرقے ہوگئے ہیں اور دونوں فرقوں کا دعویٰ نجات ہے: ایک فرقہ بریلوی اور دوسرا دیوبندی، ان دونوں میں کونسا فرقہ قابلِ عمل ہے، بصورت ناقابلِ عمل اس کے وجوہ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اختلافِ روایات، تعارضِ نصوص، تنسیخِ احکام، ترتیبِ احکام اور تصادمِ دلائل کی وجہ سے علمائے حقانی میں اختلاف ہوا جس کی برکات اہلِ علم محققین و متبعین مذہب پر مخفی نہیں، علمائے دیوبند اور فرقہ بریلویہ میں چند مسائل میں اختلاف ہے۔ نصوصِ قرآنی، احادیثِ نبویہ (علی صاحبها ألف تحية) اصولِ کلامیہ، فروعِ فقہیہ کے لحاظ سے ان مسائلِ مختلفہ میں علماءِ دیوبند حق پر معلوم ہوتے ہیں، جس مسئلہ کے متعلق دریافت کرنا ہو اس کو لکھئے، انشاء اللہ تعالیٰ کافی اور تسکین بخش دلائل سے اس کو ثابت اور واضح کردیا جائے گا۔

بریلوی فتنہ کا علاج

سوال[۵۲۴]: بریلویوں کی طرف سے اشتہار شائع ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے عوام میں سخت بے چینی اور پریشانی ہوجاتی ہے، براہِ کرم عوام کی اصلاح کے لئے جو مناسب صورتِ حال ہو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ بدعات و خرافات کا دروازہ بند ہوجائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس فرقہ رضاخانیہ کی تردید میں "عقائد علمائے دیوبند" چھوٹا سا رسالہ ہے جو کہ اصل عربی میں تھا اس کو اردو میں شائع کیا گیا ہے جس پر ہندوستان اور عرب کے علماء کے دستخط ہیں اس کو آپ چھپوا کر شائع کردیں، اصل کتاب کا نام "التصديقات لدفع التلبيسات" (المهند) ہے، اس میں اصل عبارت عربی میں ہے اور

آپ کے بعد کسی اور کی نبوت پر ایمان لائے، وہ شخص کافر ہے(۱) اس کے ساتھ مسلمانوں کو تعلق نکاح وغیرہ جائز نہیں (۲) نماز، روزہ، حج، ارکانِ دینِ اسلام ہیں نصوصِ قطعیہ سے ان کی فرضیت ثابت ہے جو شخص ان کی فرضیت کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے(۳)۔

قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ الآية(٤) وقال الله تعالیٰ: ﴿وأقيموا الصلوة﴾ الآية (٥) وقال الله تعالیٰ: ﴿يا أيها

---

(۱) کیونکہ عقیدۂ ختمِ نبوت نصِ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ الآية.

"عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "مثلي ومثل الأنبياء كمثل قصر أحسن بنيانه، ترك منه موضع لبنة، فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه إلا موضع تلك اللبنة، فكنت أنا سددت موضع اللبنة، ختم بي البنيان وختم بي الرسل" وفي رواية: "فأنا اللبنة، وأنا خاتم النبيين" (مشكوة المصابيح، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم السلام: ۲/۵۱۱، قديمي)

"ودعوى النبوة بعد نبينا صلی الله تعالیٰ عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص: ۱۶۳، قديمي)

(۲) "(ولا) يصلح (أن ينكح مرتد أو مرتدة أحداً) من الناس مطلقاً" وفي رد المحتار: "(قوله: مطلقاً) أي مسلماً أو كافراً أو مرتداً، وهو تأكيد لما فهم من النكرة في النفي". (رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، مطلب: الولد يتبع خير الأبوين ديناً: ۳/۲۰۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، باب أحكام المرتدين: ۲/۲۵۵، رشيديه)

(۳) قال الملا علي القاري رحمه الله تعالیٰ: "ومن وصف الله بما لا يليق به أو سخر باسم من أسمائه أو بأمر من أوامره أو أنكر وعده أو وعيده يكفر ... وكذا مخالفة ما أجمع عليه وإنكاره بعد العلم به يعني من أمور الدين كفر". (شرح الفقه الأكبر، استحلال المعصية ولو صغيرة كفر، ص: ۱۵۳، قديمي)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

(وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ: ۶/۳۲۳، رشيديه)

(۴) (الأحزاب: ۴۰)

(۵) (البقرة: ۴۳)

الذین امنوا کتب علیکم الصیام﴾ الآیة (۱)۔ وقال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وللہ علی الناس حج البیت﴾ الآیة (۲)۔

مسلمانوں کو ایسے عقیدوں سے اور ایسے عقیدے والوں سے اجتنابی پرہیز کرنا چاہئے اور بالکل علیحدہ رہنا چاہئے، اللہ پاک سب کو صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/شوال/۷۰ھ۔

فرقۂ مہدویہ کے عقائد

سوال [۵۲۶]: ۱- مہدویوں سے تعلقات نکاح درست ہے یا نہیں؟ جو مولوی محمد جون پوری کو مہدی مانتے ہیں، ان کے عقائد چند جو بے مشکل معلوم ہو سکے ہیں وہ یہ ہے کہ نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کی زندگی کا وجود کفر ہے۔ تقویم مہدیہ ص: ۳۰، ۱۹۶۸ء۔

۲- حضرت مہدی کی تصدیق بیعت کے ساتھ کرنا، منکر مہدی کو کافر جاننا حدیث شریف "من انکر المهدی، فقد کفر"۔

۳- توبہ خاتمین کا حق جاننا، رسول مہدی کو برابر جاننا، جو حدیث، کتاب اللہ اور احوال مہدی کے موافق ہو اس کو صحیح جاننا، مہدی کے حضور میں مردود اور مقبول کی تمیز کو حق جاننا، جو علم مجتہدین و بیان مفسرین وغیرہ جو کہ بیان مہدی کے مخالف ہو اس کو صحیح نہ جاننا، مذاہب اربعہ میں تقلید کو ناروا جاننا، خصوصیت بحسب مہدی کے احکام ولایت محمدی کے ظاہر کرنے کے لئے سمجھنا۔ آیت کریمہ ﴿ثم إن علینا بیانه﴾ (۳) بیان مہدی موعود کی زبان مبارک سے ثابت ہے اس کو جاننا، دنیا میں خدا کے دیدار کو جائز و ممکن ماننا، یہ جاننا کہ ایمان ذات خدا ہے۔

اب آپ فرمائیں کہ شرعاً ان مہدیوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں۔ اور مہدیوں کی لڑکی سے اہل سنت والجماعت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا اپنی لڑکی دے سکتا ہے یا نہیں؟ یہاں پر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینا کیسا ہے؟ اور اہل سنت والجماعت کی لڑکی کا نکاح وہاں کر دیا گیا ہے۔ براہ کرم شرعاً جو حکم ہو اس سے مطلع

---

(۱) (البقرة: ۱۸۳)

(۲) (آل عمران: ۹۷)

(۳) (القیمة: ۱۹)

فرمائیں، وران لوگوں کو قربانی کے جانور میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

میں نے اس فرقہ کی یہ کتاب نہیں دیکھی، جو چیزیں آپ نے درج کی ہیں وہ مسلک اہل سنت والجماعت کی رو سے صحیح نہیں بعض اجماعی زیغ اور ضلالات کی چیزیں ہیں، اگر ان کی طرف ان امور کی نسبت صحیح ہے و ر بیان کے عقائد ہیں تو ان کا خلاف اسلام ہونا ظاہر ہے، اہل سنت والجماعت کو ان سے مناکحت نہیں کرنا چاہئے، کلی پرہیز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۸۸ھ

فرقہ مہدویہ اور احمدیہ

سوال [۵۲۷]: کیا مہدویہ فرقہ جونپوری اور احمدیہ فرقہ سرسید احمد خان کے پیرو ہیں؟ مختصر طور پر ان کے حالات بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

دونوں الگ الگ ہیں، ان میں کوئی کسی کا پیرو نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۲/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۱۵/۲/۹۱ھ۔

خاکساری فتنہ کا حکم

سوال [۵۲۸]: خاکساری کو تحریک جو موجودہ زمانہ میں چل رہا ہے آیا اس لائن میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ خاکسار کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں، خاکساروں کے ساتھ اسلامی تعلق رکھنا، بیت ہونا و کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کا عقد مسلمان لڑکی سے جائز ہے یا نہیں عنایت اللہ کا تذکرہ درست ہے یا اسلامی طریقے سے خلاف ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار نے جو کتاب "تذکرہ" لکھی ہے اس میں بہت چیزیں ایسی ہیں جو بالکل

اسلام کے خلاف میں تحریر کی ہیں، وہ کفریہ عقائد ہیں اسی طرح اور بھی بہت سی تحریرات ہیں، کفریہ عقائد لکھے کر شائع کئے ہیں۔ جس شخص کے عقائد تحقیق سے معلوم ہو جائیں کہ کفریہ ہیں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا (۱) اور اس سے اسلامی تعلق رکھنا ناجائز ہے (۲)، اسی طرح ان کا مسلمانوں کے ساتھ عقد نکاح کرنا بھی ناجائز ہے (۳) مگر پہلے اس کی خوب تحقیق کر لی جائے کہ اس کے عقائد کیا ہیں کیوں کہ محض شبہ کی بناء پر کسی کو کافر کہنا جائز نہیں (۴)۔

تحریک خاکسار میں داخل ہونا جو کہ ہے مسلمانوں کو اس فتنہ سے احتراز ضروری ہے، ہر شخص پر حسب استطاعت مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانا اور اس کی خرابیوں سے آگاہ کرنا نیز اس کی مدافعت کر کے اہل اسلام کو تحفظ اسلام پر آمادہ کرنا لازم و ضروری ہے، جو شخص باوجود قدرت کے اس فتنہ سے مدافعت نہیں کرے گا وہ گنہگار ہوگا (۵)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۱/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۲۳/ محرم/ ۵۹ھ۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ولا تصل علی احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره، انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون﴾ (التوبة: ۸۴)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿لا يتخذ المؤمنون الكافرين أولياء من دون المؤمنين﴾. (آل عمران: ۲۸)

(۳) "ولا يجوز للمرتد أن يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة أصلية، وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع أحد كذا في المبسوط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، القسم السابع المحرمات بالشرك: ۲۸۲/۱، رشيدية)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في عدم نكاح الكافر المسلمة: ۳/۱۵۴، دار الكتب العلمية)

(وكذا في الهداية، كتاب النكاح، باب نكاح أهل الشرك: ۲/۳۴۵، ۳۳۶، مكتبه شركت علميه)

(۴) "ولا يجوز أن يرمى مسلم بفسق و كفر من غير تحقيق". (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري، ص ۲۰۴، قديمي)

(۵) قال الله تعالیٰ: ﴿ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات﴾. (سورة آل عمران: ۱۰۴)

دینِ بہائی

سوال [۱۰۹۵]: زید نے دینِ بہائی قبول کیا، یعنی بہاء اللہ کو مجددِ کل ادیان مان کر قرآن تسلیم کرتے ہوئے اس کی شریعت پر ایمان لایا جس کے مدعی بہاء اللہ ہیں۔ اس کتاب کا نام "اقدس" ہے، جس کی تعلیمات کی رو سے تمام انبیاء ورسل اور آسمانی کتب برطرف ہیں اور سلسلۂ رسالت ابھی ختم نہیں ہوا، یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔ کیا اب زید دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا، حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے، کیونکہ اس سے اس کے مندرجہ بالا عقائد پر ضرب نہیں پڑتی۔ اگر زید دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا تو کیا اس کا نکاح فسخ ہوجائے گا؟ اگر نکاح فسخ ہوجائے گا تو زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے جب کہ وہ مسلمان ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان عقائد کے اختیار کرنے کے بعد زید ایمان سے خارج ہوگیا(۱) اس کا نکاح فسخ ہوگیا(۲)، جب شوہر کے ساتھ وہ رہ چکی ہے تو پورا مہر لازم ہوگیا(۳)، اب اپنا مہر وصول کرسکتی ہے اور اس سے بالکل الگ رہے، کوئی تعلق زوجیت نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، یکم/ ربیع الثانی/ ۹۵ھ۔

= "عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: "ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي ثم يقدرون على أن يغيروا ثم لا يغيرون، إلا يوشك أن يعمهم الله بعقاب". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، ص: ۴۳۶، قديمي)

(۱) "والمراد بالضروريات على ما اشتهر في الكتب: ما علم كونه من دين محمد صلى الله تعالى عليه وسلم بالضرورة، بأن تواتر عنه واستفاض، وعلمته العامة، كالوحدانية والنبوة وختمها بخاتم الأنبياء وانقطاعها بعده، وهذا مما شهد الله به في كتابه، وشهدت به الكتب السابقة، وشهد به نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم". (مجموعة رسائل الكشميري، إكفار الملحدين: ۳/ ۲، إدارة القرآن)

(۲، ۳) "(وارتداد أحدهما) أي الزوجين (فسخ عاجل) (فللموطوءة كل مهرها) لتأكده به". (الدر المختار، باب نكاح الكافر، كتاب النكاح: ۳/ ۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

"وإذا ارتد أحد الزوجين عن الإسلام، وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول وبعده، ثم =

مودودیت ورضاخانیت میں کون زیادہ مضر ہے؟

سوال[۱۰۳۵]: ملت مسلمہ کے لئے فتنۂ مودودیت زیادہ مضر ہے یا فتنۂ رضاخانیت؟

(عبداللہ بہاری)

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتنوں کی نوعیت مختلف ہے، ایک نوع کے دو فرد ہوں تو ان میں توازن وتقابل دیکھا جاتا ہے، جب نوع جداگانہ ہو تو اس میں مقابلہ وموازنہ کیسا؟ ہر فتنہ اپنی نوع میں مستقل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

چندر شیکھر اور صدیق دیندار کے عقائد

سوال[۳۶]: ۱... جنوبی ہند میں ایک جماعت ہے جسے لوگ عام طور سے چندر شیکھر کہتے ہیں، کیا یہ لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟ کیا ان کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں؟

۲... صدیق دیندار کون تھا؟ کیا اس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

۳... کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور صدیق دیندار دونوں کے معتقدات ایک ہی جیسے ہیں یا کچھ فرق ہے؟

۴... صدیق دیندار کی تحریر کردہ ملفوظات یا کوئی کتاب ہو تو تحریر فرمائیں۔ صدیق دیندار کے معتقدین کا دعویٰ ہے کہ علماء کا ہم پر الزام اور تہمت ہے، ہم صدیق دیندار کو صرف مجدد مانتے ہیں نہ کہ نبی، ایسے لوگوں کا بیان اور ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور نماز سے انہیں روکنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... چندر شیکھر اور ان کے عقائد سے میں بالکل واقف نہیں۔

۲... میں صدیق دیندار کو نہیں جانتا، نہ ان کے عقائد کا مجھے کچھ علم ہے۔

"إن كان الزوج هو المرتد، فلها كل المهر إن دخل بها". (الفتاوى العالمكيرية، باب نكاح الكفار، ۱/۳۳۹، رشيدية)

"وارتداد أحدهما فسخ في الحال، فللموطوءة المهر ولغيرها النصف". (كنز الدقائق، باب نكاح الكافر، ص: ۱۱۱، امدادیہ ملتان)

۳۔۔ غلام احمد قادیانی کی کتابیں دیکھی ہیں، مگر صدیق دینداری کی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

۴۔۔۔۔ مجھے ان کی کتابوں اور ایسے ملفوظات کا کوئی علم نہیں، بلا تحقیق کے کوئی حکم نہیں لگا سکتا، وہیں کے مقامی علماء سے تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

تہتر فرقے

سوال [۳۰۰۷]: یہود اکہتر فرقے ہوئے اور نصاریٰ بہتر اور اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے اور سب کے سب گمراہ ہوں گے بجز ایک کے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث کیسی ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟ بینوا بالدلیل

مولوی محمد یاسین مدنی مدرسہ احیاء علوم مظفر نگر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثانی میں ہے(۱) سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض اربعین اس کو نقل کیا ہے، علقمی نے سند کے اعتبار سے اس کو حسن صحیح کہا ہے:

"قال العلقمي: قال شيخنا ألف الإمام أبو منصور عبد القادر بن طاهر التميمي في شرح هذا الحديث كتابًا قال فيه: قد علم أصحاب المقالات أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لم يرد بالفرق المذمومة المختلفين في فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، وإنما قصد بالذم من خالف أهل الحق في أصول التوحيد وفي تقدير الخير والشر وفي شروط النبوة والرسالة وفي موالاة الصحابة وما جرى مجرى هذه الأبواب؛ لأن المختلفين فيها قد كفر بعضهم بعضًا بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير ولا تفسيق للمخالف فيه، فيرجع تأويل الحديث في افتراق الأمة إلى هذا النوع الأول من الاختلاف، وقد حدث في آخر أيام الصحابة خلاف القدرية من معبد الجهني وأتباعه، وتبرأ منهم المتأخرون من الصحابة كعبد الله بن

---

(۱) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: .... وإن بني إسرائيل تفرقت ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة". قالوا: من هي يا رسول الله؟ قال: "ما أنا عليه وأصحابي". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص: ۳۰، قديمي)

عمر رضي الله تعالى عنهما و جابر رضي الله تعالى عنه وأنس رضي الله تعالى عنه و نحوهم، ثم حدث الخلاف بعد ذلك شيئاً فشيئاً..... الخ". السراج المنير: ١/٢٤٠ (١)۔

ان فرق ضالہ کو نام بنام بھی شراحِ حدیث نے شمار کیا ہے۔ شروحِ ترمذی (٢) و ابوداؤد میں تفصیل موجود ہے(٣)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ٣٠/١١/٦٦ھ۔

تہتر فرقہ والی حدیث پر اشکال

سوال [٥٢٢]: سرچشمہ ہدایت شیخ علم و فضل! اسلام مسنون

---

(١) (السراج المنير شرح الجامع الصغير، ص: ٢٥١، مكتبة الإيمان، المدينة المنورة)

(٢) "(تفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة) المراد من أمتي أمة الإجابة، وفي حديث عبدالله بن عمرو الآتي: "كلهم في النار إلا ملة واحدة"، وهذا من معجزاته صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر عن غيب وقع. قال العلقمي: قال: شيخنا ألف الإمام أبو منصور: قد علم أصحاب المقالات أنه صلى الله عليه وسلم لم يرد بالفرق المذمومة المختلفين في فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، إنما قصد بالذم من خالف أهل الحق في أصول التوحيد وفي شروط النبوة والرسالة ... بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير وتفسيق الخ". (تحفة الأحوذي، أبواب الإيمان، باب افتراق هذه الأمة: ٧/٣٩٧، مكتبه ألفيه، مدينه منوره)

(٣) "(افترقت اليهود الخ) هذا من معجزاته صلى الله عليه وسلم، لأنه أخبر عن غيب وقع، قال العلقمي: قال شيخنا ... قد علم أصحاب المقالات أنه صلى الله عليه وسلم لم يرد بالفرق المذمومة المختلفين في فروع الفقه من أبواب الحلال والحرام، وإنما قصد بالذم من خالف أهل الحق في أصول التوحيد وفي تقدير الخير والشر، وفي شروط النبوة والرسالة وفي موالاة الصحابة وما جرى مجرى هذه الأبواب؛ لأن المختلفين فيها قد كفر بعضهم بعضاً بخلاف النوع الأول، فإنهم اختلفوا فيه من غير تكفير ولا تفسيق للمخالف فيه". (عون المعبود شرح سنن أبي داؤد، أول كتاب السنة، باب شرح السنة: ١٢/٢٢٢، دارالفكر، بيروت)

(وكذا في بذل المجهود شرح سنن أبي داؤد: ٥/١٨٨، كتاب السنة، باب شرح السنة، معهد الخليل الإسلامي بهادر آباد، كراتشي)

آپ کا مختصر سا جواب مجھ جیسے کم فہم انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ خاص طور سے وہ حدیث جو جناب نے وضاحت کے طور پر تحریر فرمائی ہے یعنی: "جس طریقہ پر اعتقادی، عملی، اخلاقی حیثیت سے میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو فرقہ اس طریقہ پر ہے گا نجات پا جائے گا"۔

جہاں تک مجھ کمترین کا علم ہے کہ فرق اسلامیہ میں کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اس کا مدعی نہ کہتا ہو کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم ہیں اور صرف ایک فرقہ کو چھوڑ کر جتنے فرقے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں خواہ وہ حقیقۃً مسلمان نہ ہوں یہاں تک کہ قادیانی بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کے عقائد پر قائم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیسے سمجھا جائے کہ کونسا فرقہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ پر قائم ہے اور باقی نہیں ہیں جب کہ اکثر فرقوں کی بنیاد صحاح ستہ احادیث اور کلام پاک کی تفسیریں ہیں۔

مزید برآں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے طریقہ کے ساتھ صحابہ کے طریقہ کی شرط کیوں لگائی کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقوں اور حضور کے طریقہ میں فرق تھا اور اگر نہیں تھا تو اس قید کی کیا ضرورت تھی۔

صحابہ کے اقوال واعمال میں نمایاں تضاد کتب احادیث میں قدم قدم پر نظر آتا ہے کوئی مسئلہ خواہ وہ اعتقادی ہو یا عملی ہو یا اخلاقی ہو مابین فرق مسلمین ایسا نظر نہیں آتا جس میں کوئی بھی فرقہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہم خیال سمجھتا ہو اور ہر مسئلہ کے لئے بالکل مخالف سمت میں لیجانے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کتب احادیث میں ملتے ہیں اور سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اور یہی اختلاف اقوال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہے۔

اس لئے مجھے یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ہستیاں جن کے اقوال واعمال مسلمانوں میں فرقہ بندی کا سبب ہیں انہیں کے طریقہ پر عمل مدار نجات کا باعث ہو سکتا ہے۔ جب کہ مذکورہ اور مصدقہ حدیث میں بہتر کی ہلاکت اور صرف ایک کی نجات کی خبر دی گئی ہے۔ امید ہے کہ جواب باصواب سے مشکور فرمائیں گے۔ تجمل حسین۔

مکرم و محترم حمید مجید صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون اللہ تعالیٰ أزمۃ الحق والصواب حامداً و مصلیاً:

آپ کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ:

اقوال صحابہ میں تضاد ہے اور یہ تضاد ہی امت میں فرقہ بندی کا سبب بنا ہے حتیٰ کہ امت کے تہتر فرقے ہونے صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور بہتر فرقے جہنمی ہیں ان سب کی نہیں تو زیادہ تر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے لہذا فرقہ ناجیہ تو وہ ہوگا جو کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے پر ہوگا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیوں ارشاد فرمایا کہ جس طریقے پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اس طریقہ کی پیروی کرنے والا فرقہ ناجی ہے، یعنی اپنے ساتھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کیوں شامل کیا جب کہ وہ خود ہی اپنے اختلاف تضاد کے ذریعہ بہتر فرقوں کو جہنمی بنا رہے ہیں ان کی اتباع سے تو آدمی دوزخی ہے کا نہوت نہیں پا سکتا۔

اگر واقعی آپ کے سوال کا حاصل یہی ہے تو جذبات سے یکسو ہو کر ذرا غور کریں کہ اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے؟

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جو اقوال کتب احادیث میں بسند منقول ہیں جن کی وجہ سے امت کے اتنے فرقے بن گئے اور ان اقوال کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے، دو حال سے خالی نہیں: یہ نسبت صحیح کی گئی ہے یا غلط، اگر صحیح کی گئی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کیا قصور ہے کہ انہوں نے جو کچھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا یا عمل کرتے ہوئے دیکھا اس کو نقل کر دیا، کیونکہ وہ اس کے مامور تھے اس لحاظ سے ان کو اس میں نقل کے سوا کچھ بھی دخل نہیں۔ اور نقل صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی تہتر قسم کی متضاد باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں بہتر کے اختیار کرنے والوں کے لئے جہنم کا ٹکٹ تجویز فرما کر دوزخی ہونے کی سند دی اور صرف ایک کو اختیار کرنے والوں کے لئے جنت کی بشارت مرحمت فرمائی۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اقوال کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف غلط

کیا حنفی مسلک قبول اسلام سے مانع ہے؟

سوال [illegible]: مقدمہ سوال یہ ہے کہ مولوی سراج احمد فیروز آبادی نے اپنا نام فرضی "محب الاسلام" رکھ کر "ترویج تکمیل مناظرہ آریہ سماج" کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو جاتا مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسائل کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتا۔ اور لکھا ہے کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے، مردہ یا چوپایہ سے جو جماع کرے تو روزہ کا کفارہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

اس شخص کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں خرابی ہی خرابی نظر آئی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کے مذہب میں تو کوئی خرابی نظر نہیں آئی، تو صاف اور واضح یہ ہے کہ جس مذہب میں خرابی اور برائی نظر نہیں آئی اس کو قبول کرے، امام بخاری، امام مسلم، ابن تیمیہ وغیرہ جن کا مذہب پسند ہو اس کو اختیار کرلے، جب وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا اور کسی بھی امام کے مسلک کو اختیار کرے گا تو اس کو مذہب کا مستحق ہو جائے گا، پھر ہم اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید پر مجبور نہیں کریں گے۔

یہ جواب اس وقت ہے کہ سائل کے دل میں قبول اسلام کا داعیہ اور جذبہ ہو اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کو خراب سمجھ کر اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ ہو رہی ہو، جب سائل اسلام قبول کرے گا تو اس کے سمجھے ہوئے اعتراضات بہت سہولت سے حل ہو جائیں گے۔ اگر سائل کا مقصود اسلام قبول کرنا نہیں بلکہ صرف اعتراض کرکے دل کی بھڑاس نکالنا مقصود ہے تو جب اس کے نزدیک اسلام ہی صحیح نہیں تو مذہب حنفی پر اعتراض کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ کیونکہ یہ تو مجموعۂ اسلام کی شاخ ہے، اس اعتراض کو اخبارات میں شائع کرنا ہے تو جس طرح اور جس نام سے چاہے شائع کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود عفی عنہ [illegible]

[illegible]

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، [illegible] ھ۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کی امت کو "مسلمان" کہا جاتا ہے؟

سوال [illegible]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کی امت کو "مسلمان" کہتے تھے یا کچھ

بھیجے گئے ہیں، یہود ونصاریٰ، ہنود سب کے ذمہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے(۱)، جو ایمان لائیں گے ان کو امتِ اجابت کہا جائے گا، پس ہیں تو سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں، کیونکہ آپ سب کے نبی ہیں مگر جو ایمان نہیں لائے انہوں نے سرکشی اور کفر اختیار کرکے خدا کے غضب کو سر لیا اور جو ایمان لائے انہوں نے رحمت ونعمت کو لیا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۵/۸/۹۳ھ۔

یہود ونصاریٰ اہلِ کتاب ہیں یا نہیں، ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کا ذبیحہ

سوال [۱۵۲۷]: کیا جو عیسائی اور یہودی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعاً﴾ (الأعراف: ۱۵۸)

وقال الله تعالى: ﴿وما أرسلناك إلا كافة للناس بشيراً ونذيراً﴾. (سبا: ۲۸)

"قل يا محمد لجميع البشر من العرب وغيرهم، أبيض وأسود: إني رسول الله إليكم جميعاً، لا إلى قومي العرب خاصة، وإلى كل وقت وزمن إلى يوم القيامة". (التفسير المنير: (الأعراف: ۱۵۸): ۹/۱۲۸، دار الفكر)

"أمر عليه الصلاة والسلام بأن يصدع بما فيه تبكيت لليهود الذين حرموا اتباعه، وتنبيه لسائر الناس على افتراء من زعم منهم أنه صلى الله تعالى عليه وسلم مرسل إلى العرب خاصة، وقيل: إنه أمر له عليه الصلاة والسلام ببيان أن سعادة الدارين المشار إليهما فيما تقدم غير مختصة بمن اتبعه من أهل الكتابين بل شاملة لكل من يتبعه كائناً من كان، وذلك ببيان عموم رسالته صلى الله تعالى عليه وسلم، وهي عامة للثقلين كما نطقت به النصوص حتى صرحوا بكفر منكره، وما هنا لا يأبى ذلك" (روح المعاني، (الأعراف: ۱۵۹): ۹/۸۲، دار إحياء التراث العربي)

(۲) "الأمة جمع لهم جامع من دين أو زمان أو مكان أو غير ذلك، فإنه مجمل يطلق تارة ويراد بها كل من كان مبعوثاً إليهم نبي آمنوا به أو لم يؤمنوا، ويسمون أمة الدعوة، والأخرى ويراد بهم المؤمنون به المصدقون له، وهم أمة الإجابة". (فيض القدير تحت رقم الحديث: ۱۲۲۱، ۳/۱۳۲۰، مصطفى الباز)

(وشرح الطيبي، كتاب الإيمان: ۱/۲۹۲)

(وفتح الباري، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفاً بغير حساب: ۱۱/۴۱۱، دار المعرفة بيروت)

معتقد تھے اور وہ ایمان نہیں لائے اور جواب تک ایمان نہیں لائے کافر ہیں یا نہیں اور وہ اہل کتاب کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا ان کے ساتھ بیاہ شادی کھانا پینا اب بھی ان کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"(وصح نكاح كتابية) وإن كره تنزيهاً (مؤمنة بنبي) مرسل (مقرة بكتاب) منزل، وإن اعتقدوا المسيح إلهاً، وكذا حلّ ذبيحتهم على المذهب. بحر الخ" (درمختار) قلت: علل ذلك في البحر بأن التحريمية لابد لها من نهي أو ما في معناه؛ لأنها في رتبة الواجب الخ. وفيه: أن إطلاقهم الكراهة في الحربية يفيد أنها تحريمية، والدليل عند المجتهد على أن التعليل يفيد ذلك، ففي الفتح: ويجوز تزوج الكتابيات، والأولى أن لا يفعل، ولا يأكل ذبيحتهم إلا للضرورة، وتكره الكتابية الحربية إجماعاً لافتتاح باب الفتنة من إمكان التعلق المستدعي للمقام معها في دارالحرب، وتعريض الولد على التخلق بأخلاق أهل الكفر وعلى الرق بأن تسبى وهي حبلى فيولد رقيقاً، وإن كان مسلماً الخ"۔

"فقوله: (والأولى أن لا يفعل) يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية، وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية تأمل (قوله: على المذهب): أي خلافاً لما في المستصفى من تقييد الحل بأن لا يعتقدوا ذلك، ويوافقه ما في مبسوط شيخ الإسلام: يجب أن لا يأكلوا ذبائح أهل الكتاب إذا اعتقدوا أن المسيح إله وأن عزيراً إله، ولا يتزوجوا نساءهم، قيل: وعليه الفتوى الخ"۔ ردالمحتار (۱)۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جو فرقے کتابی ہیں، کسی نبی رسول پر ایمان رکھتے ہیں، کسی آسمانی کتاب کے مقر اور معتقد ہیں، ایسے فرقوں کی عورتوں سے نکاح کرنا صحیح ہے، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ پھر بعض علماء کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ کتابیہ ذمیہ سے تو مکروہ تنزیہی ہے اور حربیہ سے مکروہ تحریمی

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب النکاح: ۴۵/۳، سعید)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۱۸۲/۳، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۴۷۷/۲، عباس أحمد الباز)

ہے۔ ذمی وہ ہے جو اسلامی حکومت میں مسلمان بادشاہ کی رعیت بن کر رہے۔ حربی وہ ہے جو ایسی نہ ہو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ کتابیہ سے اس وقت نکاح جائز ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد نہ رکھتی ہو کہ وہ معبود ہیں یعنی اس کا عقیدہ مشرکانہ نہ ہو، ورنہ جائز نہیں اور ایک جماعت نے اسی پر فتوی دیا ہے، یہی حکم ذبیحہ کا بھی ہے۔

آج کل کے عیسائی عامۂ مذہب کے منکر ہیں، کسی کتاب اور دین کے قائل نہیں، نہ ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، لہٰذا اس کا حکم اہل کتاب کا نہیں، اور جو کتاب انجیل مقدس کو مانتے ہیں تو اس میں ہمیشہ تغیر وترمیم کر کے پرانے احکام کو خارج اور نئے احکام کو جو زمانے کی رفتار کے مطابق ہوں داخل کرتے رہتے ہیں، جس سے ہر نئی طبع ہونے والی انجیل پرانی انجیل کے لئے ناسخ بنتی رہتی ہے، پس اگرچہ کوئی دین کوئی آسمانی دین نہیں، نہ ان کی کتاب آسمانی کتاب رہی تاہم ان کا حکم اہل کتاب کا حکم ہوگا یہی حکم یہودی کا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۷/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۶/رجب المرجب/ ۵۸ھ۔

☆......☆......☆......☆......☆

باب الکفریات

(کفریات کا بیان)

کفر کی تعریف

سوال [۸۰۳۵]: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترکِ صوم وصلوٰۃ عمداً کے بارے میں کیا مذہب ہے؟ اگر کسی جگہ مطالعہ میں آیا ہو کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ کفر پر ہے تو وضاحت سے تحریر فرمائیں۔ کفر کی اصطلاحی جامع مانع تعریف کیا ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ کیا کفر میں دخول وعدمِ دخول کے بارے میں مراتب ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شوافع کے نزدیک جو شخص عمداً بلا کسی عذر کے نماز ترک کردے اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور ان کے نزدیک وہ شخص کافر نہیں ہوتا:

"من أخرج من المكلفين مكتوبةً كسلاً ولو جمعةً وإن قال: أصليها ظهراً عن أوقاتها كلها، قتل حداً لا كفراً الخ". (شرح منهج الطلاب على هامش شرحه للبجيرمي: ۱/۴۹۳) (۱)۔

"أقول: والحكمة لا يحكم بها كافراً، فيه رد على من قال: إن ترك الصلوة كفر، وهو مذهب الإمام أحمد". (شرح البجيرمي: ۱/۴۹۳)۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن ضروریات کے ساتھ مبعوث ہوئے، ان کے انکار کو اصطلاحِ شرع میں کفر کہتے ہیں۔

"الكفر لغةً ستر النعمة، وأصله الكفر بالفتح وهو الستر، ومنه قيل للزراع والليل: كافر، ولكمام الثمرة: كافور. وفي الشرع: إنكار ما علم بالضرورة مجيء الرسول به، وإنما

---

(۱) "من أخرج مكتوبةً ولو جمعةً عن أوقاتها قتل حداً". (متن المنهج لشيخ الإسلام زكريا الأنصاري على هامش منهاج الطالبين، باب من أخرج مكتوبة، ص: ۲۳، مصطفى البابي مصر)

لغۃ مثنہ لبس الغیار و شد الزنار ونحوھما کفراً لأنہا تدل علی التکذیب، فإن من صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یجتری علیہا ظاہراً لا أنہا کفر فی أنفسہا"۔ (بیضاوی سورۂ بقرہ، ص: ۲۳) (۱)۔

نفسِ کفر موجبِ دخولِ جہنم ہے: ﴿إن اللّٰہ لا یغفر أن یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۳/۸۸ھ۔

منافق کی تعریف

سوال [۱۰۵۴]: ۱..... نصوصِ قرآنیہ (جو منافقین کی شان میں ہیں) کے متعلق کہنے والا کہ وہ منافقین جن کی شان میں یہ نصوص ہیں اب موجود نہیں، اس لئے یہ متروک العمل وناقابلِ استدلال ہیں، شرعاً کہاں تک حق بجانب ہے؟

۲..... منافق کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ اگر آج کل منافق موجود ہیں تو ان کے لئے کن نصوص سے استدلال کیا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... ایسے منافقین اب بھی موجود ہیں، لیکن انقطاعِ وحی کے بعد منافق ہونے کا حکم لگانا دشوار ہے (۳)۔

---

(۱) (تفسیر البیضاوی تحت قولہ تعالیٰ: ﴿إن الذین کفروا﴾ (البقرۃ: ۷)، ص: ۲۳، نور محمد کتب خانہ)

(۲) (النساء: ۴۸)

"والکفر لغۃ: الستر، وشرعاً: تکذیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شیء مما جاء بہ من الدین ضرورۃ". (الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد: ۴/۲۲۳، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیہ)

(۳) "عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ: "إنما کان النفاق علی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فأما الیوم فإنما ہو الکفر بعد الإیمان..... والذی یظہر أن حذیفۃ لم یرد نفی الوقوع، وإنما أراد نفی اتفاق =

۲۔ جس کے باطن میں کفر ہو ظاہر میں اسلام، وہ منافق ہے(۱)، مگر اس کی تعیین ہمارے بس میں نہیں کہ ایسا کون ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۲ھ۔

علاماتِ نفاق

سوال [۱۰۰۵]: کون سے عمل سے مسلمان منافق ہوجاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل نفاق تو یہ ہے کہ دل میں کفر اور زبان سے اسلام کا اقرار ہو(۲)، باقی چند علامتیں بھی حدیث پاک میں بتائی گئی ہیں، مثلاً: یہ کہ جب کوئی وعدہ کرتا ہے، اس نیت سے کرتا ہے کہ اس کو پورا نہیں کرے گا، جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، لڑائی ہوجائے تو گالی دیتا ہے، جب اس کے پاس کچھ امانت رکھی جائے تو اس

= الحكم: لأن النفاق إظهار الإيمان وإخفاء الكفر، ووجود ذلك ممكن في كل عصر، وإنما اختلف الحكم: لأن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يتألفهم ويقبل ما أظهروه من الإسلام، ولو ظهر منهم احتمال خلافه، وأما بعده فمن أظهر شيئاً فإنه يؤاخذ به، ولا يترك لمصلحة التألف لعدم الاحتياج إلى ذلك". (فتح الباري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه: ۱۳/۸۷، دار نشر الكتب الإسلامية)

(وكذا في إرشاد الساري، كتاب الفتن، باب إذا قال عند قوم شيئاً ثم خرج فقال بخلافه: ۱۵/۹۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) "من يبطن الكفر - والعياذ بالله تعالى - ويظهر الإسلام، فهو المنافق". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيدية)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في الفرق بين الزنديق والمنافق: ۴/۲۴۳، ايج ايم سعيد)

(۲) "هو إبطان الكفر وإظهار الإسلام". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق: ۱/۲۲۴، رشيدية)

التزام کفر اور لزوم کفر کی تعریف، کفر ابلیس، جہل اور کفر منافقین وغیرہ میں فرق

سوال [۴۰۳]: ۱..... التزام کفر و لزوم کفر کی تعریف کیا ہے؟

سوال: ۲..... کفر ابلیس، جہل، کفر اہل کتاب، کفر منافقین اور کفر روافض کے درجات مختلف ہونے کی صورت میں ہر ایک کی تشریح اور اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... لزوم کفر کا حاصل تو یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا عقیدہ رکھے یا ایسا عمل اختیار کرے یا کوئی بات کہے جس سے کوئی کفر لازم آجائے، (لیکن جب اس سے کہا جائے کہ یہ کفر لازم آتا ہے تو وہ اس کفر کو تسلیم نہ کرے بلکہ اس سے برأت کردے)۔ التزام کفر یہ ہے کہ خود اس کفر کو تسلیم کرے اس سے برأت نہ کرے(۱)۔

۲..... کفر ابلیس جہل تو حاصل کفر ہے کہ ایمان کی اس کو ہوا بھی نہیں لگی، نہ ایمان کا دعویٰ کیا، غیر محض اپنے کفر کا مقر اور اس پر مصر رہا اور اسلام کے مقابلہ میں پوری طاقت صرف کرکے غزوۂ بدر میں قتل ہوا، ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہونچ گیا۔

کفر اہل کتاب یہ ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اور اپنی کتاب پر ایمان کے مدعی ہیں اور ان کے دین کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ ان کی کتاب محرف ہے(۲) اور ان کا دین منسوخ ہے۔ نیز اپنے پیغمبر کے لئے بھی ایسی باتیں مانتے ہیں جن کا ماننا درست نہیں (مثلاً پیغمبر کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا)(۳)۔ پس ان کا کفر یاد ہو

= إلى ما يظهر من التوبة إذا كان يخفي كفره الذي هو عدم اعتقاده دينا" (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٥/٢١٢، رشيدية)

(ورد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ٤/٢٢٢-٢٢٣، سعيد)

(١) راجع للتفصيل: (إكفار الملحدين (مترجم)، لزوم كفر اور التزام كفر كا فرق، ص: ٢١٢-٢٤٣، مكتبه لدهيانوي)

(٢) قال الله تعالى: ﴿من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه﴾ (الآية) (النساء: ٤٦)

والبسط في روح المعاني تحت آيات سورة النساء وغيرها: ٥/٤٨، ٤٩، ٥٠، ٣/٢٤٢، دار إحياء التراث العربي)

(٣) قال الله تعالى: ﴿وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله﴾ الآية (التوبة: ٣٠)

(۷) علاوہ ایمان کے ایک تو اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبر سے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ کفر کرتے ہیں (۱)۔ ان کا حکم بھی اہلِ کفر کے ساتھ صراحت سے بیان کیا گیا ہے:

﴿إن الذين كفروا من أهل الكتاب والمشركين في نار جهنم خالدين فيها أولئك هم شر البرية﴾ الآية، پارہ: ۳۰ (۲)۔

منافقین ایمان کا دعویٰ کرتے اور کفر سے بالکل براءت ظاہر کرتے تھے: ﴿إذا جاءك المنافقون قالوا نشهد إنك لرسول الله﴾ الآية (۳)۔

منافقت: یہ لوگ سب ہی چیزوں پر ایمان کا اظہار کرتے تھے: ﴿ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر﴾ الآية (۴) مگر ان کا یہ صرف زبانی دعویٰ تھا، دل میں ایمان نہیں تھا، دھوکہ دینے کے لئے دعویٰ کرتے تھے: ﴿وما هم بمؤمنين﴾ (۵) ﴿يخادعون الله والذين آمنوا﴾ الآية (۶) ﴿يقولون بأفواههم ما ليس في قلوبهم﴾ الآية (۷)۔ ان کا حکم قرآن شریف میں مذکور ہے: ﴿إن المنافقين في الدرك الأسفل من النار﴾ الآية (۸)۔

روافض کے متعدد فرقے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ خدا ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، حضرت

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿الذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم وإن فريقا منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون﴾ (البقرة: ۱۴۶) وقال تعالى: ﴿وإذا قيل لهم آمنوا بما أنزل الله قالوا نؤمن بما أنزل علينا ويكفرون بما وراءه وهو الحق مصدقا لما معهم﴾ الآية (البقرة: ۹۱)

(۲) (البينة: ۶)

(۳) (المنافقون: ۱)

(۴) (البقرة: ۸)

(۵) (البقرة: ۸)

(۶) (البقرة: ۹)

(۷) (آل عمران: ۱۶۷)

(۸) (النساء: ۱۴۵)

جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے وحی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہونچادی تھی، بعض قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ رکھتے ہیں، بعض حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگاتے ہیں، بعض اکابر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں، بعض ان کی تفسیق کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ(۱)۔ ان میں سے جو فرقے نصوصِ قطعیہ کے منکر ہیں، ان کا حکم فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے: "أحكامهم أحكام المرتدين"(۲) ایسے لوگ اسلام سے خارج ہیں، اور جو فرقے نصوصِ قطعیہ کے منکر نہیں ان پر کفر کا حکم لگانے سے کفِ لسان کا حکم ہے۔ کذا في رد المحتار(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

موجباتِ کفر اور تجدیدِ ایمان

سوال[۵۲۰]: احقر کے عریضہ (منسلک ہٰذا) سوال نمبر:۳ کے جواب میں حضرت والا نے تحریر فرمایا

---

(۱) (راجع رقم: ۳۰۲)

(۲) "والعبرة بآخرها ... ولو قذف عائشة رضي الله تعالى عنها كفر بالله ... ويجب إكفارهم بإكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضي الله تعالى عنها وعنهم ... ويجب إكفار الروافض في قولهم: إن جبريل عليه السلام غلط في الوحي إلى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲۶۴/۲، رشيدية)

(وكذا في غنية المستملي المعروف بحلبي كبير، فصل في الإمامة، ص: ۵۱۴، ۵۱۵، سهيل اكيدمي)

(وكذا في تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام، لابن عابدين، من مجموعة رسائله ۳۵۹/۱، سهيل اكيدمي لاهور)

(۳) "إن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر، لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة، بخلاف ما إذا كان يفضل عليا أو يسب الصحابة، فإنه مبتدع لا كافر". (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۴۶/۳، سعيد)

کیا کسی قول یا فعل کی وجہ سے آدمی اسلام سے خارج ہو جائے تو ایسے شخص کو تجدید ایمان کے ساتھ موجبات کفر سے براءۃ بھی ضروری ہے؟ اس کی تشریح مطلوب ہے۔

۱۔ تجدید ایمان کا کیا مطلب ہے اور کیا طریقہ ہے؟

۲۔ موجبات کفر سے کیا مراد ہے اور وہ کیا کیا ہیں؟

۳۔ اگر زکوٰۃ ادا کر چکا ہو تو کیا دوبارہ ادا کرنا ہوگا جب کہ استطاعت ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ کلمۂ شہادت زبان سے ادا کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے، جس چیز کے انکار کی بنا پر ایمان سے خارج ہوا اس کا اقرار کرے۔ اگر اسلام سے خارج ہو کر عیسائیت کو اختیار کر لیا تھا تو اس سے بیزاری اور براءت کرے (۱)۔

۲۔ وہ باتیں خدائے پاک کی ذات وصفات کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۲)، کسی رسول

---

(۱) "ثم اعلم أن من أراد أن يكون مسلماً عند جميع طوائف الإسلام، فعليه أن يتوب من جميع الآثام صغيرها وكبيرها سواء ما يتعلق بالأعمال الظاهرة أو بالأخلاق الباطنة، ثم يجب عليه أن يحفظ نفسه في الأقوال والأفعال والأحوال من الوقوع في الارتداد، نعوذ بالله من ذلك، فإنه مبطل للأعمال وسوء خاتمة المآل، وإن قدر الله عليه، وصدر عنه ما يوجب الردة فيتوب عنها ويجدد الشهادة لترجع السعادة". (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، بحث التوبة، ص: ۲۱۱، قديمي)

(وفي مجمع الأنهر: "وجحود الكفر توبة". (قبيل باب المرتد: ۲/۵۰۰، مكتبه غفاريه كوئٹہ)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۹۳، رشيديه)

(۲) "إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به، أو سخر باسم من أسمائه أو بأمر من أوامره، أو أنكر صفة من صفات الله تعالى ... يكفر". (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ألفاظ الكفر أنواع، الأول فيما يتعلق بالله تعالى: ۲/۵۰۴، مكتبه غفاريه كوئٹہ)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيديه)

کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۱)۔ خدائی کتاب کا انکار، اس کی شان میں گستاخی (۲)، عقیدۂ آخرت (۳) اور ملائکہ کا انکار (۴) وغیرہ وغیرہ۔ کتاب "ما لابد منہ" (۵) میں اس کی بہت سی چیزیں لکھی گئی ہیں۔

۳۔ تجدیدِ ایمان کے بعد سابقہ گزشتہ کی زکوٰۃ دوبارہ دینا لازم نہیں (۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۵/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۸۷ھ۔

---

(۱) "من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم الصلوة والسلام ... فقد كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲/۲۶۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/۴۷۷، إدارة القرآن)

وفي البزازية: "أو عاب نبياً كفر". (كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ، الملك في تأويله: ۶/۳۲۴، رشيديه)

(۲) "ويكفر إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية منه". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۵، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۳۴۹، إدارة القرآن)

(۳) "من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الحساب أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد، يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بأمور الآخرة: ۵/۵۰۰، ۵۰۱، إدارة القرآن)

"وفي الظهيرية: ولو أنكر البعث، فكذلك أي كفر". (التاتارخانية المصدر السابق)

(۴) قال الله تعالى: ﴿ومن يكفر بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضلالاً بعيداً﴾ (النساء: ۱۳۶)

"وههنا دلت القرينة على الأول؛ لأن الإيمان بالكل واجب، والكل ينتفي بانتفاء البعض". (روح المعاني: ۵/۱۷۰، دار إحياء التراث العربي)

(۵) (راجع كتاب "ما لا بد منه" ترجمہ، باب كلمات الكفر، از فتاوی برہانی، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، مكتبہ شركة علمية ملتان)

(۶) "ولا يقضي من العبادات إلا الحج". (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۵۱، ۲۵۲، سعيد)

کفریہ عقائد واعمال

سوال [۳۲۵]: ہمارے رشتہ دار حسن خاص میرے خسر صاحب کافروں اور مشرکوں کی رسم کرتے ہیں، یہ تہوار (۱) کرتے ہیں: دوج (۲) تیج (۳) اشٹم (۴) نومی (۵) ہولی (۶) دیوالی (۷) وغیرہ، ان کو بھی پوجتے ہیں، بھوانی سے درماسوں کی بخش منگوانا، یہ ان کے خدا ہیں اور کافروں کی طرح خدا کو گالیاں دیتے ہیں، رسول کو وہ جانتے بھی نہیں اور بجاؤتے ہیں (۸) اپنے بچوں کو یا کسی کو یوں کہتے ہیں کہ تیرے میں دیوی بڑھ جاوے، تجھے دیوی توڑے اور ان کے یہاں بیمار ہو جاتا ہے تو جنگل میں شکر کی جھنک دیکر آتے ہیں، بیمار اچھا ہونے کے واسطے ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسے لوگوں کو اول نرمی سے سمجھانا چاہئے کہ یہ عقائد اسلام کے خلاف ہیں، ان عقائد سے آدمی مسلمان نہیں رہتا بلکہ مشرک وکافر ہو جاتا ہے (۹) اور جس طرح بھی ممکن ہو ان عقائد کی برائی ان کے دل میں

---

(۱) "خوشی کا دن، جشن"۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۰۷)

"مذہبی تقریب کا دن"۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۴۳)

تہوار کے عنوان سے جو چیز مراد ہے، وہ جنت دیوی دیوتا کے نام کیا جاتا ہے، اور جو ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے، اس سے مراد یہی ہے۔

(۲) "قمری ماہ کی دوسری تاریخ، دوج"۔ (فیروز اللغات، ص: ۶۵۳)

(۳) "ایک ہندو تہوار، جو ساون سدی تیج کو ہوتا ہے"۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۰۰)

(۴) اسماعیل نے "اشٹم" لکھا ہے، بمعنی آٹھواں کا صیغہ ہے اور فیروز اللغات میں آٹھوں کا میلہ لکھا ہے، معنی: ایک تہوار "ہولی کے آٹھویں دن کا ہندوؤں کا میلہ"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱)

(۵) "ہندی مہینے کی نویں تاریخ"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۳۹۸)

(۶) "ہندوؤں کا ایک تہوار، جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۴۵۷)

(۷) "دیپ مالا، چراغاں، ہندوؤں کا ایک تہوار، جب لکشمی کو پوجا کرتے ہیں اور خوب روشنی کرتے ہیں"۔

(۸) "کوسنا، بددعا دینا"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۳۴)

(۹) وأما التكفير بقوله: "تہوار دوج، تیج، اشٹم، نومی، دیوالی، جنگل میں شکر کی جھینٹ"، فلأن هذا من جملة شعار أهل الهنود، ومن تهيأ بهيئة الكفرة في شعارهم على قصد التدين، فقد كفره الفقهاء، قال الملا —

احیاءِ موتیٰ معجزۂ عیسیٰ علیہ السلام ہے، اس کا انکار کفر ہے

سوال [۵۴۳]: ایک امام صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک مردہ کو زندہ فرماتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں فرماتے تھے، اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

احیائے موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے، جو کہ باذنہ تعالیٰ تھا اور قرآن کریم میں موجود ہے، اگر علم کے باوجود کوئی شخص اس کا انکار کرتا ہے جیسا کہ مسماۃ احمد رضا بیل نے انکار کیا ہے تو وہ ایمان سے خارج ہے، ہرگز امامت کا اہل نہیں جب تک توبہ، تجدیدِ ایمان، تجدیدِ نکاح نہ کرے، کیونکہ قرآن پاک کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے(۱)۔ ﴿وأحيي الموتى بإذن الله﴾ الآية(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۴/۲/۹۸ھ۔

دعا قبول نہ ہونے سے خدا کے وجود کے انکار کا حکم

سوال [۵۴۴]: ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنے کسی کام کی بہت دعا مانگی، لیکن قبولیت کا ظہور نہ ہونے پر خدا کے وجود کا انکار کر بیٹھا، نماز بھی چھوڑ دی، مگر اب جب کہ نماز شروع کر دی تو دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا یا نہیں؟

– حاشیۃ السیوطی علی الموطا. قال: قال ابن عبد البر: قال: "وأجمع العلماء علی أن من خاف من مکالمۃ أحد وصلتہ ما یفسد علیہ دینہ، أو یدخل مضرۃ فی دنیاہ، یجوز لہ مجانبتہ وبُعدہ، ورب صرم جمیل خیر من مخالطۃ تؤذیہ .... فإن ھجرۃ أھل الأھواء والبدع واجبۃ علی مر الأوقات ما لم یظھر منہ التوبۃ والرجوع إلی الحق اھ". (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب ما ینھی عنہ من التھاجر والتقاطع، الفصل الأول: ۸/۷۵۸، رقم الحدیث: ۵۰۲۷، رشیدیہ)

(۱) "إذا أنکر الرجل آیۃ من القرآن، أو تسخر بآیۃ ... کفر، کذا فی التاتارخانیۃ". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، منھا ما یتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشیدیہ)

"ویکفر إذا أنکر آیۃ من القرآن". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۵، رشیدیہ)

(۲) (آل عمران: ۴۹)

الجواب حامداً و مصلیاً :

اس شخص نے قبولیت کے معنی صحیح نہ سمجھنے کی بناء پر ناواقفیت سے جو اقدام کیا وہ نہایت غلط کیا۔ اس کو لازم ہے کہ توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۹۰ھ۔

جماعت منکرینِ خدا ورسول کا ممبر بننا

سوال [۷۶۵]: ایسی جماعت جو خدا اور رسول کی منکر ہو اور ہر دھرم کو پاکھنڈ کا مشغلہ کہتی ہو، کیا مسلمان اس جماعت میں ممبر، کوئی اور شریک ہو سکتا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر اس جماعت کے اصول وہی ہیں جو سوال میں ہے کہ جو اس جماعت کا ممبر بنے یا اس جماعت میں شریک ہو اس کو خدا اور رسول کا منکر بننا ہوگا (۲) یا ان کے کفری ومنکرانہ اصول کی ترویج کرنی ہوگی، یا عملاً کفری اعمال کا

---

(۱) "ما كان فيه اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، و بالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم، و إن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته. كذا في المحيط" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(و كذا في الدر المختار، باب المرتد: ۴/۲۲۶، ۲۴۷، سعيد)

(۲) مومن بننے کے لئے حق تعالیٰ کی ذات اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار چونکہ ضروری ہے لہٰذا اگر کسی ایک کا انکار بھی پایا گیا تو دائرۂ ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جائے گا۔

قال ابن الهمام في المسايرة: "الركن الأول في ذات الله تعالى، الأصل الأول من الركن الأول: العلم بوجوده تعالى، الأصل الأول: العلم بوجوده و قد أرشد سبحانه إليه بآيات نحو قوله تعالى: ﴿أفرأيتم النار التي تورون، أأنتم أنشأتم شجرتها أم نحن المنشئون﴾ (سورة الواقعة: ۷۱، ۷۲)، فمن أدار نظره في عجائب تلك المذكورات اضطره إلى الحكم بأن هذه الأمور مع هذا الترتيب المحكم الغريب لا يستغني كل عن صانع أوجده و حكيم رتبه، و على هذا درجات كل العقلاء إلا من لا عبرة -

— ومكابرته، وهم بعض الدهرية، فرقة من الكفار ذهبوا إلى قدم الدهر وإسناد الحوادث إلى الدهر، وربما كفروا بالإشراك ونسبة بعض الحوادث إلى غيره تعالى، قال تعالى: ﴿ولئن سألتهم من خلق السموات والأرض ليقولن الله﴾ (لقمان: ٢٥)

وقال تعالى: ﴿أفرأيتم الماء الذي تشربون، أأنتم أنزلتموه من المزن أم نحن المنزلون﴾ (الواقعة: ٦٨، ٦٩). (المسايرة للمحقق الكمال بن الهمام رحمه الله تعالى مع شرحها المسامرة: ٢٧، ٢٨، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال العلامة علي القاري: "فمن الآيات الدالة على وجوده قوله تعالى: ﴿إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار والفلك التي تجري في البحر بما ينفع الناس وما أنزل الله من السماء من ماء فأحيا به الأرض بعد موتها وبث فيها من كل دابة وتصريف الرياح والسحاب المسخر بين السماء والأرض لآيات لقوم يعقلون﴾ وقد قال الله تعالى: ﴿سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق أولم يكف بربك أنه على كل شيء شهيد﴾ وفي كل شيء له شاهد يدل على أنه واحد، الخ" (شرح الفقه الأكبر، ص: ١١، قديمي)

"مجملة: أي بطريق فرضاً عيناً أن يقول: آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله الخ". (شرح الفقه الأكبر، ص: ١١٠، ١١٢، قديمي)

"والمعنى أن مجرد معرفة أهل الكتاب بالله ورسوله لا ينفعهم حيث ما أقروا بنبوة محمد ﷺ ورسالته إليهم وإلى الخلق كافة". (شرح الفقه الأكبر، ص: ٨٥، ٨٦، قديمي)

"الأصل العاشر في إثبات نبوة نبينا محمد ﷺ، الأصل العاشر: نشهد أن محمداً رسول الله أرسله إلى الخلق أجمعين خاتماً للنبيين وناسخاً لما قبله من الشرائع الخ". (وقد ذكر ابن الهمام رحمه الله تعالى في إثبات نبوته ﷺ الدلائل الواضحة الشافية ببيان واضح). (المسايرة، ص: ٢٠٨، دار الكتب العلمية)

"من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام، أو عاب نبياً بشيء، أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام، فقد كفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ٥/٤٧٣، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ما يتعلق بالأنبياء: ٢/٢٦٣، رشيدية)

ارتکاب کرتا ہو تو کسی مسلمان کے لئے اس جماعت میں شریک ہونا قطعاً حرام و ناجائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

سجدہ کرنے سے ابلیس کا انکار

سوال[۳۴۸]: خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک شخص کہتا ہے کہ ابلیس نے جو سجدہ نہ کیا بہت اچھا کیا، خدا نے سجدہ کا حکم دے کر غلطی کی، ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى أولياء ... ومن يتولهم منكم فإنه منهم﴾ ينهى تبارك وتعالى عباده المؤمنين عن موالاة اليهود والنصارى الذين هم أعداء الإسلام". (تفسير ابن كثير: ۹۳/۲، دار السلام)

وقال الله تعالى: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ "ينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير: ۲/۲، دار السلام، رياض)

"(من كثر سواد قوم فهو منهم) إن رجلاً دعا ابن مسعود رضي الله تعالى عنه إلى وليمة، فلما جاء ليدخل سمع لهواً، فلم يدخل، فقيل له، فقال: "إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول، وذكره، وزاد: "ومن رضي عمل قوم كان شريك من عمل به". (كشف الخفاء للعجلوني: ۲/۲۶۲، دار إحياء التراث)

"ثم قال: أخبرني ابن عباس رضي الله عنهما أن أناساً من المسلمين كانوا مع المشركين يكثرون سواد المشركين على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيأتي السهم، فيرمى به فيصيب أحدهم فيقتله، أو يضربه، فيقتله، فأنزل الله تعالى: ﴿إن الذين توفاهم الملائكة ظالمي أنفسهم﴾ وقد جاء عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه مرفوعاً: "من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريك من عمل به" ... القادر على التحول عنهم (المشركين) لا يعذر، كما وقع للذين كانوا أسلموا ومنعهم المشركون من أهلهم من الهجرة، ثم كانوا يخرجون مع المشركين لا لقصد قتال المسلمين، بل لإيهام كثرتهم في عيون المسلمين، فحصلت لهم المؤاخذة بذلك، فرأى عكرمة أن من خرج في جيش يقاتلون المسلمين يأثم وإن لم يقاتل ولا نوى ذلك". (فتح الباري، كتاب الفتن، باب من كره أن يكثر سواد الفتن والظلم: ۱۳/۳۸، دار الفكر)

الجواب حامداً و مصلیاً:

آدم علیہ السلام اور سجدہ اور ابلیس کا یہ واقعہ قرآن پاک میں آیا ہے(۱) یہاں مقصود یہ نہیں تھا کہ آدم علیہ السلام کو معبود قرار دیا جائے(۲) کیونکہ یہ تو شرک ہے اور شرک کی مخالفت خود اللہ پاک نے فرمائی ہے(۳)۔ پھر اللہ پاک اس کا حکم کیوں دیتے، ابلیس کا انکار اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار تھا جس کی وجہ سے وہ ملعون اور جہنمی ہوا(۴)۔ اللہ پاک کے متعلق غلط حکم دینے کا قول انتہائی خطرناک ہے، اس سے ایمان درست نہیں رہتا(۵)۔ عوام کو ایسے مسائل میں گفتگو کرنے کا حق ہرگز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وإذ قلنا للملئكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس، أبى واستكبر وكان من الكافرين﴾ (البقرة: ۳۴)

(۲) قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالیٰ: "والمسجود له في الحقيقة هو الله تعالیٰ، وآدم إما قبلة أو سبب ... وفيه أن السجود الشرعي عبادة، وعبادة غيره سبحانه وتعالیٰ شرك محرم في جميع الأديان والأزمان، ولا أراها حلت في عصر من الأعصار". (روح المعاني: ۱/۲۲۸، دار إحياء التراث العربي)

(۳) "قال الله تعالیٰ: ﴿إنه من يشرك بالله، فقد حرم الله عليه الجنة، ومأواه النار، وما للظالمين من أنصار﴾. (المائدة: ۷۲)

وقال الله تعالیٰ: ﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به، ويغفر ما دون ذلك لمن يشآء، ومن يشرك بالله، فقد افترى إثماً عظيماً﴾. (النساء: ۴۸)

(۴) قال تعالیٰ: ﴿قال يا إبليس ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي، أستكبرت أم كنت من العالين. قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين. قال فاخرج منها فإنك رجيم، وإن عليك لعنتي إلى يوم الدين ... قال فالحق والحق أقول، لأملئن جهنم منك وممن تبعك منهم أجمعين﴾. (سورة ص: ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۴، ۸۵)

(۵) "يكفر إذا وصف الله تعالیٰ بما لا يليق به، أو سخر ... باسم من أسمائه ... أو نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بذات الله تعالیٰ الخ: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الثاني: ۴/۳۸۳، رشيديه)

مخالفِ اجماع کا حکم

سوال[۱۰۵۴]: اجماعِ امت اور علماء وراثین کی مخالفت کرنے والے کون لوگ ہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وہ گمراہ ہے جو کفر کی سرحد پر پہنچ چکا ہے، کذا فی شرح العقائد (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

دین کو ماننے سے انکار

سوال[۱۰۵۵]: مسلمانوں کی جماعت سے متعلق ہو کر یہ "ہم شریعت، مذہب و دین کو نہیں مانتے" اور اس جماعت میں مسلمانوں کا امام مسجد اور خاص و عام سب شریک ہیں۔ تو مفتیانِ کرام دین و شرع متین اس کو کیا فرماتے ہیں جو کہ کھلم کھلا دین اور مذہب کو نہ ماننے کا اعلان کرتے ہیں؟ فقط۔

---

(۱) "واستحلال المعصية ...... إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي، هو الكتاب والسنة المتواترة وأما الإجماع، ففيه خلاف وتفصيل، والمذكور في أصول الحنفية أن الإجماع على مراتب، فالأولى إجماع الصحابة مع تصريحهم بالحكم المجمع عليه، وهو قطعي كالآية والخبر المتواتر، و يكفر منكره، ثم الذي صرح به بعض الصحابة و سكت الباقون، ثم إجماع من بعد الصحابة على حكم لم يظهر فيه خلاف ممن سبقهم وهما كالحديث المشهور، و يضلل منكرهما ولا يكفر الخ" (شرح العقائد مع النبراس، ص: ۶۶، ۶۲۵، في إنكار حكم الإجماع القطعي، مذاهب، دين محمدي پریس، لاهور)

وفي نور الأنوار: "يعني أن الإجماع في الأمور الشرعية في الأصل يفيد اليقين و القطعية، فيكفر جاحده الخ" (مبحث الإجماع ص: ۲۲۱، سعيد)

"فظاهر كلام الحنفية الإكفار بجحده، (أي الإجماع)، فإنهم لم يشترطوا سوى القطع في الثبوت، و يجب حمله على ما إذا علم المنكر ثبوته قطعاً، لأن مناط التكفير و هو التكذيب أو الاستخفاف عند ذلك يكون، أما إذا لم يعلم فلا، إلا أن يذكر له أهل العلم ذلك فيلج اهـ". (رد المحتار، باب المرتد، مطلب في منكر الإجماع: ۲۲۳/۴، سعيد)

عقیدہ ہے کہ مذہب ایک ڈھونگ ہے، اور کوئی چیز نہیں، اچھے اعمال پر جنت کی بشارت اور برے اعمال پر جہنم کی وعیدیں بیکار اور دل بہلانے کی باتیں ہیں۔ غضب کی بات یہ ہے کہ بہت مسلمان ایسے شخص کے معتقد ہوتے جارہے ہیں۔

بدیع الزمان، بی اے، جھنگپوروا، مظفر پور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا عقیدہ قرآن پاک، حدیث شریف، اجماع امت سب کے خلاف ہے(۱)۔ ایسے شخص کو کسی صاحب نسبت جامع عالم کے پاس لے جائیں کہ وہ عالم اس کو دین واسلام کی بنیاد بتا کر مسلمان کریں اور اس کے

---

(۱) "من أنکر القیامة أو الجنة أو النار أو المیزان أو الصراط ... یکفر ... عن ابن سلام رحمه الله تعالی فی من یقول: لا أعلم أن الیهود والنصاری إذا حشروا هل یعذبون بالنار؟ أفتی جمیع مشایخنا ومشایخ بلخ بأنه یکفر، ... یکفر بإنکار عذاب القبر وبإنکار حشر بنی آدم". (الفتاوی العالمکیریة، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، ومنها ما یتعلق بیوم القیامة وما فیها: ۲/۲۷۴، رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیه)

"والجنة حق، والنار حق، لأن الآیات والأحادیث الواردة فی إثباتهما أشهر من أن تخفی وأکثر من أن تحصی، تمسک المنکرون بأن الجنة موصوفة بأن عرضها کعرض السماوات والأرض، وهذا فی عالم العناصر محال ... وهو قول مخالف للکتاب والسنة والإجماع". (شرح العقائد، ص: ۱۷۹، ۱۸۲، سعید)

قال الله تعالی فی الجنة: ﴿أعدت للمتقین﴾ (آل عمران: ۱۳۳)، وفی النار: ﴿أعدت للکافرین﴾ (آل عمران: ۱۳۱)، فی آی کثیرة ظاهر فی وجودهما الآن ... وحمل مثله علی بستان من بساتین الدنیا یشبه التلاعب أو العناد، إذ المتبادر المفهوم من لفظ الجنة باللام فی إطلاق الشارع لیس إلا الموعودة بالجنة، وکثیر من الظواهر لا تکاد تحصی للمستقری، تفید ذلک وتصیر قطعیة، والإجماع من الصحابة علی فهم ذلک وطریقة التبیع الخ". (المسایرة فی العقائد لابن الهمام، الرکن الرابع، الأصل السادس، ص: ۲۴۰، دار الکتب العلمیة)

وفی شرح الفقه الأکبر: "أو قال: ما ذا الشرع هذا؟ کفر". (فصل فی العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

الأئمة، فقال صاحبه: ليس كما أفتوا، أو قال: لا تعمل بهذا، كان عليه التعزير" (١)۔ "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط" (٢) اور محض اس کہنے سے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح درست نہیں، حکم مذکور احتیاطی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۳/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵ ربیع الثانی ۵۷ھ۔

سنیتِ مسواک کا منکر

سوال [۵۵۳]: سنیتِ مسواک کا منکر کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"السواك سنة، واعتقاد سنيته فرض، وتحصيل علمه سنة، وجحوده كفر، وجهله حرمان، وتركه عتاب أو عقاب اه". إكفار الملحدين (٣)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

انکارِ نماز

سوال: ایک شخص کے پاس تبلیغی وفد پہونچتا ہے اور نماز کی تبلیغ کرتا ہے، مگر وہ شخص باوجود کسی عذرِ شرعی نہ ہونے کے نماز سے صراحۃً انکار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں نہیں پڑھتا، ایسے شخص کے ساتھ لین دین جائز ہے یا ناجائز؟ شرع شریف کا جو حکم ہو بیان فرمادیں۔

---

(١) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ٢٧٢/٢، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ٥٠٩/٥، إدارة القرآن)

(٢) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ٢٨٣/٢، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ٤٥٨/٥، إدارة القرآن)

(٣) (إكفار الملحدين، ص: ٢، إدارة القرآن)

الجواب حامداً و مصلیاً :

اس شخص کے اس کلام میں چار احتمال ہیں، تین موجب کفر نہیں، چوتھا موجب کفر ہے، جب تک تفصیل و تعیین نہ کی جاوے کفر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ اور لیں دین ترک کرنے کا حکم بھی نہیں کیا جاسکتا:

"وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها لا أصلي: لأني صليت، والثاني لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً مجانة، فهذه الثلاثة ليست بكفر. والرابع: لا أصلي إذ ليس يجب علي الصلوة ولم أومر بها، يكفر. ولو أطلق وقال: لا أصلي لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه". عالمگیری: ۲/ ۲۸۴، مجیدی کانپور (۱)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

منکرِ نماز کا حکم

سوال[۱۵۵۵]: زید اس شخص کے جواب میں جو اس کو کہتا ہے کہ نماز پڑھ! کیونکہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے وہ کہتا ہے کہ "ہم نماز نہیں پڑھتے ہم نہیں جانتے کہ کون خدا کون رسول؟ دنیا تو ایک مانتھن ہے جس میں چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور جاتی رہتی ہیں"۔ نماز نہیں پڑھتا اور نہ روزہ رکھتا، داڑھی منڈاتا ہے شراب پیتا ہے، ہندہ (اس کی زوجہ) جو مسلمان صوم وصلوۃ کی پابند ہے اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟ شمیم احمد قصبہ امہٹہ وادریس احمد متعلم مدرسہ ہٰذا۔

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بالصلوة والصوم والزكوة: ۲/۲۶۸، رشیدیه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة والصوم: ۵/۳۰۳، إدارة القرآن)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفرا، الفصل التاسع في ما يقال في القرآن والأذكار والصلوة: ۶/ ۳۴۰، ۳۴۱، رشيديه)

الجواب حامداً و مصلیاً :

ایسے الفاظ کہنا سخت گناہ ہے، فقہاء نے ایسے الفاظ کہنے والے کی تکفیر کی ہے، نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ کفار و دہریوں کا عقیدہ ہے، لہٰذا زید کو بہت جلد صدقِ دل سے توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے، اور تجدیدِ نکاح بھی کرنی چاہئے:

"فی البحر: ۵/۱۲۶: "ویکون الکفر بقول المریض: لا أصلی أبداً، جواباً لمن قال له: صل، وقیل: لا، وکذا قوله: لا أصلی حین أمر بها، وقیل: إنما یکفر إذا قصد نفی الوجوب".

وفیه: "وبترك الصلوة متعمداً غیر ناو للقضاء، وغیر خائف من العقاب"(۱)۔

وفی العالمگیریة: ۲/۲۸۹: "ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطریق الاحتیاط"(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۸/۵۶ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/شعبان/۵۶ھ۔

نماز کے انکار سے کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال [۵۵۹]: زید اور زید کی زوجہ دونوں ساتھ میں لیٹے تھے، زید کو احتلام ہو گیا جس سے زوجہ کے بھی کپڑے خراب ہو گئے، صبح کو زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جاؤ نماز پڑھو، اس پر زوجہ خاموش رہی، زید نے پھر کہا تو زوجہ نے غصہ میں کہا کہ "نہیں پڑھتی، جاؤ، جب دیکھو کپڑے خراب کر دیتے ہو"۔ تو کیا اس سے نکاح ٹوٹ جائے گا؟ بعد میں دونوں نے توبہ کی، پھر کہا کہ میں نے استنے مہر کے عوض تم کو دوبارہ نکاح میں قبول کر لیا تو اس طرح نکاح ہو جائے گا یا دوسرے سے بھی پڑھوانا پڑے گا؟

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۵، ۲۰۶، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالصلوة والزکوة والصوم: ۵/۴۰۳، إدارة القرآن)

(۲) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

الجواب حامداً ومصلیاً:

بیوی نے نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کیا، بلکہ کپڑے خراب کردینے کی وجہ سے اس وقت غصہ میں آ کر

تنبیہ کے لئے کہ آئندہ کپڑے خراب نہ کرے، یہ جملہ کہہ دیا، اگرچہ یہ کہنا بھی جائز نہیں، اس کو توبہ لازم ہے،

مگر اس کی وجہ سے نہ وہ اسلام سے خارج ہوئی، نہ نکاح ختم ہوا (۱)۔ نکاح مرد اور عورت کم از کم دو گواہوں کے

سامنے خود بھی کرسکتے ہیں، دوسرے سے پڑھوانا ضروری نہیں، صورتِ مسئلہ میں پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا (۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۱ھ۔

روزہ کے منکر کا حکم

سوال [۵۰۰۱]: زید نے بکر سے پوچھا کہ کیا تم روزہ سے ہو؟ جواب میں بکر نے کہا کہ "ارے! ج

---

(۱) "وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي؛ لأني صليت، والثاني. لا أصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث. لا أصلي فسقاً مجانةً، فهذه الثلاثة ليست بكفر ... ولو أطلق "لا أصلي" لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بالصلاة والصوم: ۲/۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، باب ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، منها: الثالث في القرآن والأذكار والصلاة، ۱/۶۹۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة: ۶/۳۴۰، رشيديه)

"ومن كان خطأ من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح الخ". (الفتاوى العالمكيرية، باب أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) "النكاح ينعقد بالإيجاب والقبول ..... ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين الخ". (الهداية، كتاب النكاح: ۲/۳۰۵، ۳۰۶، مكتبة شركة علمية ملتان)

(وكذا في فتح القدير، كتاب النكاح: ۳/۱۸۹، ۱۹۹، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح: ۳/۹، ۲۱، ۲۲، سعيد)

مولوی! کیا روزہ ہمارے ہی اوپر فرض ہے؟ اور اس نے یہ بھی کہا کہ روزہ نہیں رکھوں گا، اس پر ایک مولانا صاحب نے کہا کہ روزہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے، اس کے باوجود وہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا، کیا ہمارے پاس کھانے پینے کی کمی ہے؟ روزہ تو وہ شخص رکھتا ہے جس کے پاس کھانا وغیرہ نہ ہو، تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے؟ کیا ایسے شخص سے تعلق قائم رکھنا درست ہے؟ اور ایسے شخص سے تراویح کا روپیہ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

روزہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے(۱) اس کا انکار کفر ہے، اسی طرح یہ کہنا کہ روزہ وہ شخص رکھتا ہے جس کے پاس کھانا وغیرہ نہ ہو کلمات کفر میں سے ہے(۲)، اس پر توبہ واستغفار، تجدید ایمان، تجدید نکاح لازم ہے(۳)، اس سے سلام کلام بند کر دینا چاہئے تاکہ وہ تنگ آکر توبہ کرے، اس کا پیسہ بھی نہ لیا جائے جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔

"والدليل على فرضية صوم شهر رمضان الكتاب والسنة والإجماع والمعقول. أما الكتاب فقوله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام﴾ وقوله: "كتب". أي فرض، وقوله تعالى: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾، وأما الإجماع، فإن الأمة أجمعت على فرضية شهر رمضان لا يجحدها إلا كافر". بدائع (۴)، والبسط في البحر الرائق (۵)،

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾. (البقرة: ۱۸۳)

وقال تعالى: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ الآية. (البقرة: ۱۸۵)

(۲) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون﴾. (البقرة: ۱۸۳) وأما الإجماع فإن الأمة أجمعت على فرضية شهر رمضان لا يجحدها إلا كافر. (بدائع الصنائع، كتاب الصوم: ۲/۲۱۰، رشيدية)

(۳) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "[illegible]")

(۴) (بدائع الصنائع، كتاب الصوم: ۲/۵۳۹، ۵۴۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۵) "ولم يتكلم (أي المصنف) على فرضية رمضان، لما أنها من الاعتقادات لا الفقه، لثبوتها بالقطعي =

ومجمع الأنہر(۱) والہندیۃ(۲) والخانیۃ(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

قرآن وحدیث کے انکار کے ساتھ ایمان سلامت نہیں رہتا

سوال[۵۵۸]: قرآن پاک کا منکر کافر ہے یا نہیں؟ نیز احادیث نبویہ کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

قرآن پاک میں ہے: ﴿وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا﴾ (۴) تو کیا اگر احادیث کا انکار کردیا تو اس آیت کے خلاف ہوگا یا نہیں؟ پھر قرآن پاک میں ہے ﴿وما ینطق عن الہوی إن ہو إلا وحی یوحی﴾ (۵) کا مصداق کہاں جائے گا، نیز یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ قرآن پاک میں ہے جب کہ احادیث کا انکار کردیا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے:

"عن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لا ألفین أحدکم متکئاً علی أریکتہ یأتیہ الأمر من أمری مما أمرت بہ أو نہیت عنہ فیقول: لا أدری، ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ" رواہ أحمد وغیرہ"(۶)۔

= الثابتۃ بالإجماع، ولہذا یحکم بکفر جاحدہ". (البحر الرائق، کتاب الصوم: ۲/۴۵۴، رشیدیہ)

(۱) "وصوم شہر رمضان فریضۃ، لقولہ تعالی: ﴿کتب علیکم الصیام﴾ وعلی فرضیتہ انعقد الإجماع، ولہذا یکفر جاحدہ". (مجمع الأنہر، کتاب الصوم: ۱/۲۳۰، دار إحیاء التراث العربی)

(۲) "ولو قال: "لیت صوم رمضان لم یکن فرضاً"، اختلف المشایخ فی کفرہ .... إن نوی أنہ قال ذلک من أجل أن لا یمکنہ أداء حقوقہ، لا یکفر". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب موجبات الکفر أنواع، ومنہا ما یتعلق بالصوم والصلوۃ والزکوۃ: ۲/۲۶۸، رشیدیہ)

(۳) لم أجدہ فی الخانیۃ بل المسئلۃ مذکورۃ فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فیما یتعلق بالصوم: ۵/۴۹۸، إدارۃ القرآن کراچی)

(۴) (سورۃ الحشر: ۷)

(۵) (سورۃ النجم: ۴)

(۶) (سنن أبی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، رقم الحدیث: ۴۶۰۵، ص: ۶۵۱، دار السلام بیروت)

نیز: "عن المقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "ألا إنی أوتیت القرآن ومثله معه، ألا یوشك رجل شبعان علی أریكته یقول: علیكم بهذا القرآن، فما وجدتم فیه من حلال فأحلوه، وما وجدتم فیه من حرام فحرموه، وإن ما حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كما حرم اللہ، ألا! لا یحل لكم الحمار الأهلی ولا كل ذی ناب من السباع" الخ لہٰذا اس کا مطلب کیا ہوگا۔ مشکوٰۃ ص ۲۹ (۱) اور مالا بدمنہ کے اندر موجود ہے کہ "اگر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را عیب کرد، یا موئے مبارک ش را مویک گفت، کافر شود"۔ ص: ۱۳۳ (۲)۔

"نیز علامہ نور الہدیٰ در بحر المحیط گفتہ کہ "ہر ملعون کہ در جناب پاک سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دشنام دہد، یا اہانت کند، یا در امرے از امور دین او، یا صورتِ مبارک او، یا در وصف از اوصاف شریفہ او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی اگرچہ از راہِ ہزل کردہ باشد، آں کافر است، واجب القتل، توبۂ او مقبول نیست، و اجماع امت بر آں ست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیاء کفر است، خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ"۔ ص: ۱۳۴ (۳)۔

پھر یہ کہ نماز کی رکعتیں قرآن سے ثابت نہیں، اسی طرح سے زکوٰۃ کی تفصیل نہیں ہے اور بہت سے احکام ہیں جن کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے تو اس کا منکر گویا کافر نہیں ہے اور "کمالین" میں ہے: "چونکہ بیت المقدس تک آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا نص قطعی سے ثابت ہے، اس لئے اس کا منکر

= (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الثانی، رقم الحدیث: ۱۶۴، ص: ۴۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، ۵/ ۱۱۹، رقم الحدیث ۱۶۷۲۳، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

(۱): (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی ۱/ ۲۹، قدیمی)

(۲): (مالابدمنہ، باب کلمات الکفر، ص: ۱۳۴، شرکت علمیہ)

(۳): (مالابدمنہ، باب کلمات الکفر، ص: ۱۳۵، شرکت علمیہ)

نہیں کرتا قرآن پاک میں اطاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے: ﴿یا أیها الذین اٰمنوا أطیعوا اللّٰه وأطیعوا الرسول﴾ اس کے بعد ﴿واولی الأمر منکم﴾ بھی ہے(۱)۔ ایک جگہ ارشاد ہے ﴿وما أرسلنا من رسول إلا لیطاع بإذن اللّٰه﴾ (۲)۔ رسول کی اطاعت اللہ جل شانہٗ کی ہی اطاعت ہے: ﴿ومن یطع الرسول فقد أطاع اللّٰه﴾ (۳)۔ جو شخص اطاعت سے پیٹھ پھیرے اس کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: ﴿قل أطیعوا اللّٰه والرسول، فإن تولوا فإن اللّٰه لا یحب الکافرین﴾ (۴)۔ ایمان کی بنیادی ذات وصفات

---

(۱) (سورة النساء: ۵۹)

قال العلامة الآلوسیؒ: "﴿وأطیعوا اللّٰه﴾ فی الفرائض ﴿وأطیعوا الرسول﴾ فی السنن: والأول أولیٰ وإعادة الفعل وإن کانت طاعة الرسول مقترنة بطاعة اللّٰه تعالیٰ اعتناءً بشأنه علیه السلام وقطعاً لتوهم أنه لا یجب امتثال مالیس فی القرآن، وإیذاناً بأن له صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم استقلالاً بالطاعة لم یثبت لغیره". (روح المعانی: ۶۵/۵، دار إحیاء التراث العربی)

"والحق أن الآیة دلیل علیٰ إثبات القیاس بل هی متضمنة لجمیع الأدلة الشرعیة، فإن المراد بإطاعة اللّٰه العمل بالکتاب، وبإطاعة الرسول العمل بالسنة الخ". (روح المعانی: ۶۹/۵)

قال ابن کثیر: "﴿أطیعوا اللّٰه﴾ اتبعوا کتابه، ﴿وأطیعوا الرسول﴾ خذوا بسنته". (تفسیر ابن کثیر: ۶۸۹/۱، دار السلام، ریاض)

(۲) (سورة النساء: ۶۴)

وفی تفسیر ابن کثیر: "أی فرضت طاعته علیٰ من أرسله إلیهم". (۶۹۱/۱، دار السلام)

وفی روح المعانی: "﴿وما أرسلنا من رسول﴾ إلا لإلزام طاعته الناس لیثاب من انقاد ویعاقب من سلک طریق العناد الخ". (۷۰/۵، دار إحیاء التراث العربی)

(۳) (سورة النساء: ۸۰)

(۴) (سورة آل عمران: ۳۲)

قال ابن کثیر فی تفسیره تحت الآیة المذکورة: "فدل علیٰ أن مخالفته فی الطریقة کفر، واللّٰه لا یحب من اتصف بذلک ... ولو کان الأنبیاء بل المرسلون بل أولو العزم منهم فی زمانه ما وسعهم إلا اتباعه والدخول فی طاعته واتباع شریعته". (تفسیر ابن کثیر: ۴۴۳/۱، دار السلام)

وفی روح المعانی تحت قوله تعالیٰ: ﴿ثم لا یجدوا فی أنفسهم حرجاً﴾: أی شکاً

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث بیان فرما رہے تھے (١) ایک شخص نے کہا کہ آپ یہ احادیث بیان نہ کریں، ہمارے سامنے قرآن کریم بیان کریں، اس پر انہوں نے فرمایا کہ "تم قریب ہو جاؤ اور

= ويجانبه الأمر فيقول: (لا أدري): أي لا أعلم غير القرآن ولا أتبع غيره أو لا أدري قول الرسول (ما وجدنا في كتاب الله اتبعناه) أي وهذا الأمر الذي أمر به عليه السلام أو نهى عنه لم نجده في كتاب الله فلا نتبعه. والمعنى: لا يجوز الإعراض عن حديثه عليه السلام، لأن المعرض عنه معرض عن القرآن. قال تعالى: ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ وقال تعالى: ﴿وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى﴾ وأخرج الدارمي عن يحيى بن كثير قال: كان جبريل ينزل بالسنة كما ينزل بالوحي اهـ

قال الخطابي: ذكره ردا على مذهب إما الخوارج أو أصحاب الظواهر فإنهم تعلقوا بظواهر القرآن وتركوا السنن التي تضمنت بيان القرآن فتحيروا وضلوا. وقال ابن حجر: أي ما حرمه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كما حرمه وأحل الله. ولذا قال الشافعي: كل ما حكم به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فهو مما فهمه من القرآن، ثم أخرج ما يؤيده وهو قوله عليه السلام: (إني لا أحل إلا ما أحل الله في كتابه، ولا أحرم إلا ما حرم الله في كتابه) وقال: جميع ما تقوله الأئمة شرح للسنة، وجميع السنة شرح القرآن، وقال: ما نزل بأحد من الدين نازلة إلا وهي في كتاب الله تعالى الخ. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ١/٤٠٣-٤٠٥، رشيديه)

(١) القائل: حدثنا صرد بن أبي المنازل، سمعت حبيبا المالكي قال: قال رجل لعمران بن حصين رضي الله تعالى عنه: يا أبا نجيد إنكم لتحدثوننا بأحاديث ما نجد لها أصلا في القرآن، فغضب عمران وقال للرجل: أوجدتم في القرآن في كل أربعين درهما درهما، ومن كل كذا وكذا شاة شاة، ومن كل كذا وكذا بعيرا كذا وكذا، أوجدتم هذا في القرآن؟ قال: لا، قال: فعن من أخذتم هذا؟ أخذتموه عنا، وأخذناه عن نبي الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وذكر أشياء نحو هذا" (سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة: ١/٢٢٣، ٢٢٤، امداديه ملتان)

(وكذا في كتاب الكفاية في علم الرواية، باب تخصيص السنة الخ: ١٥، دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد دكن)

فاضل بریلوی کا ایک ملفوظ اور ایک آیت کا انکار

سوال[۵۵۰]: مولانا احمد رضاخان بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم میں یہ سوال وجواب مرقوم ہے: عرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی" تو بعض رسول کیوں شہید ہوئے؟ ارشاد: رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا؟ انبیاء البتہ شہید کئے گئے، رسول کوئی شہید نہ ہوا "یقتلون النبیین" فرمایا گیا، نہ کہ "یقتلون الرسل" اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن کریم میں "ختم اللہ" نہیں "کتب اللہ" ہے، یہ قرآن کریم کی تحریف ہے، نیز قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے رسولوں کا شہید ہونا معلوم ہوتا ہے، یہ ان آیتوں کا انکار ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولانا رضاخان بریلوی اس تحریف اور انکار قرآن کی وجہ سے کافر ہوئے کہ نہیں اور گمراہ ہوئے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوئے تو کیا یہ دونوں غلطیاں تحریف قرآن وانکار نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

پورے قرآن کریم پر ایمان لانا فرض ہے، کسی جزء کا انکار کرنا کفر ہے(۱)، ایک لفظ یا ایک حرف کی جگہ

= قيامه برسالته، وأن ما جاء به ليس إلا من تلك الرسالة لا من تلقاء نفسه".

"وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: "من تعلم كتاب الله ثم اتبع ما فيه، هداه الله من الضلالة في الدنيا، ووقاه يوم القيامة سوء الحساب". قال الطيبي: وفيه أن سعادة الدارين منوطة بمتابعة كتاب الله، ومتابعته موقوفة على معرفة سنة رسوله عليه السلام ومتابعته، فهما متلازمان شرعاً، لا ينفك أحدهما عن الآخر، وقال سهل بن عبد الله التستري: من اتبع الهدى وهو ملازمة الكتاب والسنة، لا يضل عن طريق الهدى، ولا يشقى في الآخرة والأولى". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان: ۱/۴۳۳، ۴۳۴، رشيديه)

(۱) "ويكفر إذا أنكر آية من القرآن". (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۰۵، رشيديه)

"وفي شرح الفقه الأكبر للقاري: "وفي جواهر الفقه: ...... أنكر آية من كتاب الله ...... كفر ...... وفيه أيضاً: ومن جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالى، كفر: يعني إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه". (فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي) ....=

دوسرا لفظ یا دوسرا حکم بدلنے کا حق ان کو بھی نہیں تو جن پر یہ نازل ہوا: ﴿قل ما یکون لی أن أبدله من تلقاء نفسی﴾ الآیة (۱)۔ جو چیز اللہ پاک نے نہیں فرمائی، اس کو اللہ پاک کی طرف منسوب کرنا نہایت خطرناک ہے: ﴿ولو تقول علینا بعض الأقاویل، لأخذنا منه بالیمین، ثم لقطعنا منه الوتین﴾ الآیة (۲)۔ یہ تو اصولی چیز ہے، میرے پاس اس وقت ملفوظات مسئولہ موجود نہیں، آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "عرض" کے تحت جو کچھ مذکور ہے، وہ سائل کا سوال ہے، اس میں "کتب" کی جگہ "ختم" ہے۔ اگر سائل حافظ نہیں، اس کو غلط یاد رہا، یا بسبب لسانی سے بلا قصد "ختم" نقل کیا تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں، اگر کوئی شخص قصداً "کتب" کی جگہ "ختم" پڑھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے، فتویٰ اس پر ہوگا (۳)۔

سائل سے اگر آیت قرآنی غلط ادا ہوئے تو اصل سوال کے جواب سے پہلے مجیب کی ذمہ داری ہے کہ اس کو متنبہ کرے کہ آیت اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے، غلط سننے کے باوجود اس پر متنبہ کر کے اس کو صحیح نہ کرنا بلکہ اسی طرح جواب دینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ سائل کی غلطی یا تحریف کی ایک قسم کی تائید ہے، اگر مجیب نے غلطی کو سنا ہی نہیں کہ سائل نے کس طرح آیت کو پڑھا ہے، ایسے ہی جواب دیدیا؟ مجیب کو بھی یاد نہیں تھا، وہ یہ سمجھے کہ آیت اسی طرح ہے تو مجیب پر بھی تحریف یا تبدیل کا فتویٰ نہیں لگے گا بلکہ اس کو غلطی اور نسیان پر محمول کیا جائے گا۔

اگر دیدہ و دانستہ غلط پڑھنے پر اصلاح سے سکوت کر کے سوال کا جواب دیا جائے تو گویا کہ سائل کی

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيدية)

(۱) (يونس: ۱۵)

(۲) (الحاقة: ۴۴، ۴۵، ۴۶)

(۳) "سئل الإمام الفضلي عمن يقرأ الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة، أو يقرأ "أصحاب الجنة" مكان "أصحاب النار" أو على العكس، فقال: لا تجوز إمامته، ولو تعمد يكفر" (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۰۹، رشيدية)

(وفي التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/۵۲۹، إدارة القرآن)

خالد نے خیال کیا کہ یہ صرف برتری ظاہر کرنے کے لئے کہہ رہا ہے، اور کہا کہ یہ قرآن پاک کی آیت نہیں ہے، کیوں کہ عمر پر اعتبار ہی نہیں تھا، حالانکہ وہ قرآن پاک کی آیت تھی، خالد نے استغفار کرلیا ہے۔ تو کیا خالد کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر وہ خود آیت کو نہیں پہچان سکا اور عمر کو غیر معتبر سمجھ کر اس نے انکار کردیا تو اس سے اس کا ایمان ختم نہیں ہوا (۱)، احتیاطاً تجدید ایمان کا تو ویسے بھی حکم ہے، وہ کرتے رہنا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱/۸۸ھ۔

ایک مشہور آدمی کی تفسیر کے نمونے

سوال [۱۹۱]: کسی مشہور شخص کی تصنیف جو قرآن کی تفسیر کے نام سے ہے، "سبحان سبوح" خالق کائنات کو "سبحان حق" کہا، وحی کو مجنون کی بڑ سے تشبیہ دی، جنت و دوزخ و ملائکہ کا انکار لکھا، مرنے کے بعد نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونے کا نام جنت اور برائیوں کو دیکھ کر کڑھنے کا نام دوزخ بتایا، برق و بادی قوت جذب اشجار و نباتات کی قوت نشوونما کا نام فرشتے کہا، ایسے عقیدے والے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

میں نے یہ تفسیر نہیں دیکھی، اس کی اصل حقیقت تو دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے، باقی جو کلمات آپ نے

---

(۱) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(و بمعناه في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيديه)

(والبزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاما أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۱، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان "دین کو مانے سے انکار")

لکھے ہیں ان کو مسلک اہل سنت والجماعت بلکہ اسلام سے کیا تعلق ہے؟ اس کو تفسیر کہنا غلط ہے وہ تو تحریف ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۱۲/۲۱ھ۔

قرآن پاک میں تحریف کرنے کا اقرار

سوال[۵۶۲]: ا..... ۲۳/دسمبر ۱۹۷۸ء کو شہر کٹک میں مناظرہ ہوا، جس میں بریلی کے علماء نے ایک اشتہار نکالا جس میں قرآن پاک کی ایک آیت لکھی ہوئی تھی وہ غلط تھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہا کہ یہ اضافہ قرآنی ہے تحریف نہیں ہے۔ وہ آیت یہ ہے: "وهو الهادي إلى سواء السبيل إن أريد إلا الإصلاح، وما توفيقي إلا بالله"۔ اب سوال یہ ہے کہ صاف تحریف کا اقرار کرنا شریعت مطہرہ میں کیسا ہے؟ ایسے آدمی کا ایمان رہا یا نہیں؟ جو لوگ سن کر چپ رہے اور اس کی تائید کی ان کا ایمان رہا یا نہیں؟ ان سے جو اولاد ہوگی وہ حلال ہوگی یا حرام؟

بدری صحابی کو وہابی اور منافق کہنا

سوال[۵۶۳]: ۲..... ایک صحابی جو اصحاب بدریین میں سے ہیں جن کا اسم گرامی حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، ان کو وہابی اور منافق کہا گیا، حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ "اصحاب بدر جنتی ہیں"۔ حالانکہ بریلی کے علماء نے کہا کہ یہ صحابی نہیں بلکہ وہابی اور منافق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص کسی صحابی کو وہابی اور منافق کہے اس کا ایمان رہا یا نہیں؟ نیز جو لوگ اس کہنے والے کے ساتھ تھے انہوں نے نکیر نہیں کی بلکہ خاموش رہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ا..... ایمان اور کفر دونوں اصالۃً قلبی چیزیں ہیں جس کا علم خود صاحب معاملہ ہی کو ہوسکتا ہے، کچھ امور ایسے بھی ہیں کہ جن کو امارات قرار دیا گیا ہے کہ ان امارات پر حکم لگایا جاسکتا ہے، کفر کا حکم لگانا انتہائی نازک چیز ہے اس کے لئے قوی دلیل کی ضرورت ہے(۱) حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ "جب کوئی شخص کسی کو کافر کہے اور وہ حقیقتاً

---

(۱) قال ابن نجيم: "وفي الفتاوى الصغرى: الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر اهـ". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(بدلائل شرعیہ) کافر نہ ہو تو اس کافر کہنے کا وبال اسی کی طرف لوٹتا ہے جس نے کافر کہا ہے"(۱) اس لئے بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آپ وہ اشتہارات ارسال کریں اور جس چیز کو انہوں نے اضافہ قرار دیا ہے اس کی بھی پوری نشاندہی کریں، مضمون بطور تشریح و تفسیر بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ "جلالین" وغیرہ میں قرآن کریم کی آیت کے ساتھ ساتھ تفسیر کا اضافہ کرتے رہتے ہیں، اور اس کو الفاظِ قرآن سے ممیز کر دیتے ہیں تاکہ اس کے متن قرآن ہونے کا اندیشہ نہ ہو، اگر اضافہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو متن قرآن قرار دیدیا تو یہ نہایت خطرناک ہے(۲)۔

۲... کیا اس کے متعلق بھی کوئی تحریر موجود ہے کہ حضرت حاطب بن جعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہابی کہا ہے اور وہابی کا وہی مطلب لیا ہے جس کے مطابق تحریر "فتاویٰ رضویہ" میں کی ہے اور کفر کا حکم لگایا ہے اور مولانا محمد اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہ کو ابو الوہابیہ کہہ کر بے شمار دلائل ان کے کفر کے بیان کئے ہیں اور یہ لکھا ہے کہ "ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے" بلکہ آخر میں لکھا ہے کہ محتاط علماء ان کو کافر نہیں کہتے سکوت کیا ہے۔ خان صاحب بریلوی کی کتاب "الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ" ہے، اس میں تفصیل ہے۔ مذکورہ خان صاحب کی تحریر کی بناء پر ان کے ایمان کا سلامت رہنا اور ان کے نکاح کا باقی رہنا

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قديمي)

(۲) قال العلامة الآلوسي تحت قوله تعالى: "يحرفون الكلم عن مواضعه" (النساء: ۴۶): "المراد به ههنا إما ما في التوراة، وإما ما هو أعم منه ... والأول هو المأثور عن السلف كابن عباس ومجاهد وغيرهما، وتحريف ذلك إما بإزالته عن مواضعه التي وضعه الله تعالى فيه ... وإما صرفه عن المعنى الذي أنزل الله تعالى فيه إلى ما لا صحة له بالتأويلات الفاسدة والتمحلات الزائغة كما تفعله المبتدعة في الآيات القرآنية" (روح المعاني: ۴۶/۵، دار إحياء التراث العربي)

وقال ابن نجيم: "ويكفر بإنكاره حرفاً أو آية من القرآن" (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۵/۵، رشيدية)

اور کل اولاد کا حلالی ہونا دشوار ہوگیا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۴/۱۳۹۹ھ۔

اپنے مسلمان ہونے کا انکار

سوال [۱۰۹۶]: اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، حالانکہ وہ صوم وصلوۃ کا پابند ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ وہ مسلمان شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کہنا نہایت خطرناک ہے (۲) اس کو توبہ واستغفار اور کلمہ پڑھنا لازم ہے، احتیاطاً تجدید نکاح کرے (۳) اگر وہ اپنے ایمان کو کمزور سمجھتے ہوئے ایسا کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو جیسا کہ اللہ کے

---

(۱) راجع، ص: ۳۵۲، رقم الحاشية: ۱، و قال في التاتارخانية: "ولو قال لمسلم أجنبي: يا كافر! ... أو لم يقل المخاطب شيئاً ... كان الفقيه أبو بكر الأعمش يقول: يكفر هذا القائل ... والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات إن كان أراد الشتم، ولا يعتقده كافراً، فخاطبه بهذا بناءً على اعتقاده أنه كافر، يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره: "يا كافر": ۵/۴۳۶، إدارة القرآن كراچي)

(۲) "ويكفر ... بقوله عمداً: لا جراماً لمن قال له: ألست مسلماً، حين ضرب عبده أو ولده ضرباً شديداً". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۵، رشيدية)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الخامس في الإقرار بالكفر: ۶/۳۲۰، رشيدية)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالارتداد الخ: ۲/۲۷۷، رشيدية)

(۳) "وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

وعدوں پر یقین ہونا چاہئے اور اس کے احکام کا پابند ہونا چاہئے وہ بات مجھ میں نہیں اور بطور رنج و افسوس کے کہتا ہے کہ اللہ پاک سے قوی ایمان کی تمنا رکھتا ہے تو اس پر تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم نہیں لگایا جائے گا(۱) اور اس کے احساس و افسوس کی تعریف کی جائے گی، مگر ایسے کہنے سے بالکلیہ روکا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

خود کو غیر مسلم کہہ کر غیر مسلم لڑکی سے بطریقہ غیر مسلم نکاح کرنا

سوال [۵۲۱]: کسی مسلمان شخص نے کسی غیر مسلم لڑکی سے اپنے آپ کو غیر مسلم کہہ کر بطریقہ غیر مسلم شادی کرلی، سال بھر بعد اپنے آپ کو مسلمان کہا اور اس لڑکی کو بھی مسلمان بنالیا، اس آدمی کی پہلی بیوی (جو مسلمان ہے) کو عرصہ تین سال سے کوئی نان ونفقہ و حقوق زوجیت ادا نہیں کیا۔ اس صورت میں زوجہ اولیٰ کو (جو مسلمان ہے) طلاق ہوگئی یا نہیں؟ وہ عدالت سے طلاق لے کر دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جب اس نے کہا کہ مسلمان نہیں ہندو ہوں (۲) تو اس کا نکاح سابقہ بیوی سے ختم ہوگیا (۳)، تو نئی

---

(۱) "وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(والبزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۲، رشيدية)

(۲) "ويكفر ... بقوله: أنا ملحد، لأن الملحد كافر، ولو قال: ما علمت، لا يعذر". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/[illegible]، رشيدية)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۸۳، قديمي)

"ومن قصد الكفر ساعة أو يوماً فهو كافر في جميع العمر، ويكفر في الساعة". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره: يا كافر: ۵/[illegible]، [illegible]، إدارة القرآن)

(۳) "وارتداد أحدهما فسخ في الحال يعني بلا توقف على مضي ثلاثة قروء في المدخول بها، ولا ..."

تحفظ کے لئے عدالت سے بھی فسخ نکاح کا فیصلہ لے لے، پھر اپنا دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۹/۱۱/۱۶ھ۔

جو شخص ہندو ہونے کا اقرار کرے اس کا حکم

سوال[۷۵۵]: مسمی امید علی خان، جس کی عمر ستر اسی برس ہے، ساکن محلہ افغان ضلع سہارنپور جو کہ موجودہ متولی درگاہ وقف ویری پابہ بگوار، رود، جالندھر شہر، پنجاب ہے، اس طرح ایک معمولی سی بات پر جو کہ باہمی تکرار تھی، روپے کرایہ برابر درگاہ میں دیتے رہتے ہیں اور اس نے دو آدمیوں پر نوٹس دیا ہے کہ مجھ کو ان دونوں نے چار سال سے کرایہ نہیں دیا ہے، اس پر محمد علی نے کہا کہ کرایہ دار کہتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کی قسم کھالیں گے تو وہ کہنے لگا کہ "قسم! میں تو قرآن پر جوتے رکھ کر بیٹھ جاؤں گا، لیٹ جاؤں گا، اور جوتوں کے ساتھ قرآن پاک پر کھڑا ہو کر قسم کھاؤں گا کہ کرایہ مجھے آج تک نہیں دیا"۔ اس موقعہ پر جو کہ مسلمان تھے انہوں نے کہا کہ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے، قرآن شریف کے بارے میں تو اس نے کہا کہ "میں کیا جانوں ایمان کو، اسلام کو، میں تو ہندو ہوں"۔ پھر دوران تکرار میں اس نے خدا کا نام لیا تو سامعین میں سے جن کا نام محمد علی ہے کہا کہ آپ کے منہ سے خدا کا نام اچھا نہیں لگتا، آپ نے کیسے خدا کا نام لیا "تمہارا خدا خدا ہے، میرا خدا تو بت ہے، میں اسی کو پوجتا ہوں"۔ پھر دو روز کے بعد اسی طرح قرآن شریف کے بارے میں پھر کہا، اور مزار شریف پر سجدہ کرتا ہے ہر دونوں وقت۔

اس لئے آپ حضرات کی خدمت اقدس میں یہ مضمون حامل رقعہ ہذا محمد علی کے ہاتھ ارسال خدمت ہے اور جن آدمیوں کے سامنے اس نے یہ کہا وہ خدا پاک کو حاضر و ناظر جان کر دستخط کرتے ہیں۔

ایوب حسین، محمد علی، سید محمد یعقوب حسین، فقیر عبدالرؤف خان بقلم خود، ویجندر، خورشید خان، مشاہدہ

= علی قضاء القاضی ...... وإن أخبرت المرأة أن زوجها قد ارتد، لها أن تتزوج بآخر بعد انقضاء العدة فی روایة الاستحسان"۔ (البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۲۵۷، رشیدیہ)

(وکذا فی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، سعید)

(۱) کفایت المفتی میں ہے: "ہاں ارتداد سے شرعاً نکاح فسخ ہو جاتا ہے، لیکن عدالت کا فیصلہ قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے لازمی ہے"۔ (کفایت المفتی، کتاب الطلاق: ۶/۱۳۶، دار الاشاعت کراچی)

عبدالحمید خان، محمد قاسم، سراج احمد، پیر محمد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ لینا کیا کارآمد ہوگا جس کا یہ حال ہو، فتویٰ اس کے لئے ہے جو اسلام اور قرآن کے احکام کو ماننے کے لئے آمادہ ہو، اور جو شخص خود ہی اسلام اور قرآن کی شان میں ایسے الفاظ کہہ کر اسلام سے مستعفی ہو کر ہندو اور بت پرست ہونے کا اقرار کرتا ہو اس کے لئے کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں، وہ تو خود ہی اپنا موقف بیان کر چکا ہے کہ وہ ہندو ہے، بت کو پوجتا ہے (۱) اللہ پاک ہدایت دے اور راہ راست پر لائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۰/۹۱ھ۔

نکاح بیوہ کا منکر

سوال [۵۱۵]: ا..... حسب ذیل عقائد رکھنے والا شرعاً مجرم ہے یا نہیں، اگر ہے تو کیا حکم ہے؟

رنڈوں (۲) کی شادی کے متعلق جب آیت ﴿وانکحوا الایامیٰ منکم الخ﴾ اس کے سامنے پیش کی گئی تو آیت مذکورہ کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ "جس طرح آریوں نے ہندوؤں کے مذہب کو خراب کردیا ہے اسی طرح مولویوں نے قرآن وحدیث کو بگاڑ دیا ہے، ہم اس آیت کو نہیں مانتے"۔

---

(۱) "والرضا بالكفر كفر". (فتاوى قاضي خان، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون: ۳/ ۵۷۳، رشيدية)

"وفي المحيط: "من رضي بكفر نفسه فقد كفر أي إجماعاً". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۸۶، قديمي)

"وإن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۱۰، رشيدية)

(۲) "وہ عورت جس کا شوہر مرگیا ہو"۔ (فیروز اللغات، ص: [illegible])

تبلیغ اسلام کا منکر

سوال [۵۶۹] : ۲.... جو لوگ ہندوؤں کو مسلمان کرتے ہیں ان کے سخت مخالف ہے، جس کی وجہ سے آئندہ اس اطراف میں اوروں کو ہمت نہ ہوگی۔

حالت حمل میں نکاح کا منکر

سوال [۵۷۰] : ۳.... حاملہ عورتوں کے نکاح سے منکر ہے، اور کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ عبدالرحمٰن ایک معتبر عالم صاحب کے روبرو یہ گفتگو کی تو انہوں نے مجبوراً اقرار کیا کہ یہ رجوع کرکے توبہ کرلے، مگر اس نے توبہ نہ کی، پھر انہوں نے اعلان کردیا اور حقہ پانی برادری سے بند کرادیا، مگر بعض لوگ اس کے موافق ہیں۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟ اقبال حسین نہان گاؤں۔ سیتاپور

الجواب حامداً و مصلیاً :

۱..... رانڈ کے نکاح کا جواز قرآن (۱) وحدیث (۲) واجماع سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنا سخت خطرہ و کفر کی بات ہے (۳) رانڈوں کے نکاح کو ناجائز کہنا مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ کفار کا ہے، ایسے شخص کو جلد از جلد توبہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿و أنكحوا الأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم﴾ الآية (النور: ۳۲)

(۲) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہرات ایسی تھیں جن کا ایک بار نکاح ہو چکا تھا اور بیوہ ہو چکی تھیں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا۔

(۳) "إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية من القرآن، و في الخزانة: أو عاب، فقد كفر" (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۳۰۹، ادارة القرآن)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۵، رشيدية)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۹، رشيدية)

"ويكفر ..... بردّه حديثاً مروياً إن كان متواتراً أو قال على وجه الاستخفاف: سمعناه كثيراً" (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيدية)

ایمان ونکاح کرلینا چاہئے (۱) اور آئندہ ایسے عقیدوں سے باز رہنا چاہئے، اگر وہ ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو اس سے عام مسلمانوں کو تعلقات ومعاملات ترک کردینا چاہئے (۲)، اسی طرح جو شخص بلا ضرورت شرعیہ اس سے میل جول رکھے اس کا بھی بائیکاٹ کردینا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/۶/۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/ رجب/ ۵۷ھ۔

حلالہ کے منکر کا حکم

سوال [۱۱۵۱]: اگر کوئی حلالہ کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور یہ کہے کہ یہ حکم شریعت اسلام کا نہیں ہوسکتا ہے، میں اس کو تسلیم نہیں کرتا ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ جاہل ہے، ناواقف ہے، ضال ہے۔ كما صرح به الكمال ابن الهمام في فتح القدير (۳)

---

(۱) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمگيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(۲) قال العلامة الآلوسي تحت قوله تعالى: ﴿إنما وليكم الله ورسوله﴾ الآية (المائدة: ۵۵): "في شأن المرتدين المذكورين في قوله تعالى من سورة المائدة، رقم ۵۴: ﴿يا أيها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه﴾ الآية. "فكأنه قيل: لا تتخذوا أولئك أولياء؛ لأن بعضهم أولياء بعض، وليسوا بأوليائكم، إنما أولياؤكم الله تعالى ورسوله صلى الله تعالى عليه وسلم والمؤمنون، فاختصوهم بالموالاة، ولا تتخطوهم إلى الغير". (روح المعاني: ۶/۱۶۷، دار إحياء التراث العربي)

(۳) "وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره الخ. لا فرق في ذلك بين كون المطلقة مدخولاً بها أو غير مدخول بها لصريح إطلاق النص، وقد وقع في بعض الكتب أن في غير المدخول بها تحل بلا زوج، وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع، لا يحل لمسلم رآه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذلك ينفتح باب للشيطان في تخفيف الأمر .... نعوذ بالله من الزيغ والضلال". (فتح القدير، كتاب الطلاق، فصل فيما تحل به المطلقة: ۴/۳۲، ۳۴، مصطفى البابي الحلبي مصر)

جان بچانے کے لئے کفر کا اقرار

سوال[۵۷۳]: زید کہتا ہے کہ ایسے موقع پر جب کوئی مسلمان کفار ومشرکین کے پاس پھنس جائے اور جان چھڑانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو بجز اس کے کہ وہ جھوٹ کہہ دے کہ میں مسلمان نہیں ہوں، جب جان کی جوکھم پہونچ جائے تو اس جھوٹ سے درگذر کرلے، ایمان قلبی طور پر ہے صرف زبان سے کہہ دینے سے وہ شخص گنہگار نہیں ہوگا، البتہ یہ کہنا جان کے خوف کے وقت ہی بہتر ہے۔ بکر کہتا ہے کہ ہر حالت میں خواہ جان بھی کیوں نہ چلی جائے ایسا کہنا بالکل نہ ہو بلکہ کفر ہے، اس میں زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا قول صحیح ہے، حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اس کا ماخذ ہے، جس پر آیت ﴿إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان﴾ (۱) نازل ہوئی تھی۔ ردالمحتار وغیرہ کتب فقہ میں بھی صراحت مذکور ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) (النحل: ۱۰۶)

"قال ابن كثير رحمه الله تعالى تحت هذه الآية: "فهو استثناء" ممن كفر بلسانه ووافق المشركين بلفظه مكرهاً لما ناله من ضرب وأذى، وقلبه يأبى ما يقول، وهو مطمئن بالإيمان بالله ورسوله. وقد روى العوفي عن ابن عباس رضي الله عنهما أن هذه نزلت في عمار بن ياسر رضي الله عنه حين عذبه المشركون حتى يكفر بمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم، فوافقهم على ذلك مكرهاً، وجاء معتذراً إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، فأنزل الله تعالى هذه الآية". (تفسير ابن كثير ۲/۷۷۵، ۷۷۶، مكتبه دار السلام رياض)

(وكذا في روح المعاني: ۱۴/۲۳۷، ۲۳۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "وإن أكره على الكفر بالله تعالى أو سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بقطع أو قتل رخص له أن يظهر ما أمر به على لسانه ويوري، وقلبه مطمئن بالإيمان" (الدر المختار). وفي رد المحتار: "قال في الكفاية: "وإن لم يخطر بباله شيء، وصلى للصليب، أو سب محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم وقلبه مطمئن بالإيمان، لم تبن منكوحته لا قضاءً ولا ديانةً؛ لأنه فعل مكرهاً" الخ". (كتاب الإكراه: ۶/۱۳۴، سعيد) =

کسی غرض کے لئے ظاہراً کفر اختیار کرنا

سوال[۵۷۷]: ایک شخص نے کسی دنیاوی غرض اور بیوہ لڑکی سے شادی کرنے کے بعد مسلمان ہوجاؤں گا یعنی ظاہراً اسلام چھوڑ دیا اور پھر مہینہ دو مہینہ کے بعد مع عورت کے مسلمان ہو گیا، یا ارادہ رکھتا ہے کہ اسلام چھوڑ دوں اور مہینہ دو مہینہ کے بعد مسلمان ہوجاؤں گا۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یا ارادہ رکھتا ہے کہ پھر میں اپنے دین میں آجاؤں گا اور (ظاہر) اسلام نہیں چھوڑتا، صرف کفر قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

محمد ادریس، سہارنپوری۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسا کرنا جرم عظیم اور کفر ہے، کیا خبر ہے کہ دوبارہ اسلام قبول کرنے سے پہلے موت آجائے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا پڑے، اور توبہ کی توفیق ہی نہ ہو، اور جو شخص ایک یوم یا ایک ساعت کے لئے کفر کا قصد کرے وہ تمام عمر کے لئے کافر ہوجاتا ہے اور تمام عبادات باطل ہوجاتی ہیں۔

"ومن قصد الكفر ساعة أو يوماً فهو كافر في جميع العمر". بحر: ۵/۱۳۳ (۱)۔

جو شخص دوسرے کو کفر کی تلقین کرے وہ بھی کافر ہوجاتا ہے

"ويكفر بتلقين كلمة الكفر ليتكلم بها ولو على وجه اللعب وبأمر امرأته بالارتداد لتبين من زوجها بالاتفاق، وكذا إن لم تكفر المرأة". بحر: ۵/۱۳۴ (۲) "وكذا لو أمر رجلا أن يكفر

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الإكراه: ۸/۱۳۳، رشيدية)

(والفتاوى العالمكيرية، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيما يحل للمكره أن يفعل وما لا يحل: ۵/۳۸، رشيدية)

(وفتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب الإكراه، فصل فيما يحل للمكره أن يفعل ولا يحل: ۳/۴۸۰، رشيدية)

(۱) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۹، رشيدية)

وفي شرح الفقه الأكبر: "وفي المحيط: من رضي بكفر نفسه فقد كفر، أي إجماعاً". فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۸۱، قديمي)

(۲) (البحر الرائق، المصدر السابق)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۸۲، ۱۸۳، قديمي)

بل هو عزم على أن يأمره بكفره". شرح فقہ اکبر: ۱۸۸ (۱)۔

زبان سے قصداً کلمۂ کفر کا نکالنا بھی کفر ہے اگرچہ دل میں اسلام ہو (۲) چہ جائے کہ عقیدۃً وعملاً کفر میں داخل ہو جانا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/شعبان/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف، ۱۵/ شعبان/ ۵۷ھ۔

تارکِ صلوٰۃ کا حکم

سوال [۱۰۵۵]: جو مسلمان نماز نہ پڑھے تو وہ حدیث "من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر" (۳) کے بموجب مسلمان ہونے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا، دوستی رکھنا یا میل جول پیدا کرنا اور اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے یا نماز کو استخفاف واہانت کی نیت سے ترک کرتا ہے، یا بلا عذر نماز ترک کرتا ہے اور قضا کی نیت نہیں رکھتا اور خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شخص قریباً کافر ہے، اور جو شخص خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے، قضا کی نیت رکھتا ہے، فرضیت کا منکر نہیں بلکہ معتقد ہے، نماز کی تحقیر واہانت نہیں کرتا،

---

(۱) "شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، استحلال المعصية ولو صغيرة كفر، ص: ۱۸۸، قديمي)

(۲) "وفي جواهر الفتاوى: من كفر باللسان وقلبه مطمئن بالإيمان، فهو كافر، وليس بمؤمن عند الله تعالى". (شرح الفقه الأكبر، مطلب في إيراد الألفاظ المكفرة، ص: ۱۸۵، قديمي)

(۳) ترک صلوٰۃ عمداً کی تکفیر امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے، جمہور کا مذہب یہ نہیں، بلکہ وہ اس کا محمل یہ بتاتے ہیں کہ بقصد انکار وتہاون سے یا تحقیراً استخفافاً ترک کرے، اگرچہ حق تو وجوب ہو، "وتمسك بظاهر الحديث بعض الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارك الصلوة يكفر … وأما الجمهور فتأولوا الحديث … فقيل: المراد من تركها جاحداً لوجوبها، أو معروفاً لكن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها". (فتح الباري، كتاب مواقيت الصلوة، باب من ترك العصر: ۲/ ۴۱، قديمي)

البتہ سستی یا غضب کی وجہ سے بھی وقت سے ٹلا دیتا ہے تو ایسا شخص شرعاً کافر نہیں اگرچہ وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے(۱)۔

"هي فرض عين على كل مكلف، ويكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي، و تاركها عمداً مجانة: أي تكاسلاً فاسق"۔ اهـ در مختار: ۱/۳۶۳ (۲) "و لا يكفر بترك الصلوة متعمداً غير ناو للقضاء وغير خائف من العقاب". اهـ بحر: ۵/۱۲۲ (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۵/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۳/ جمادی الاولیٰ /۵۸ھ۔

تارک صلوٰۃ کا حکم

سوال[۱۵۲۱]: تارک صلوٰۃ کس کو کہتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے، اس کو کوئی عذر بھی نہ ہو، قضاء پڑھنے کا بھی ارادہ نہ رکھتا ہو اور اس پر عتاب کا بھی ڈر نہ ہو تو وہ تارک صلوٰۃ ہے، فقہاء نے اس کی تکفیر کی ہے: "من ترك الصلوة" الحديث(۴) کا

---

(۱) اور یہی حدیث مذکورہ سوال کا محمل ہے، واللہ اعلم۔

(۲) (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۱، ۳۵۲، سعيد كراچي)

وفي فتح القدير: "من أنكر شرعيتها (أي الصلوة) كفر بلا خلاف". (كتاب الصلوة: ۱/۲۱۴، مصطفى البابي الحلبي)

(۳) (كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيديه)

(۴) "لم أجده بهذا اللفظ إلا في الجامع الصغير للسيوطي بلفظ: "من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر جهاراً" و رمز له بالصحة". (راجع فيض القدير: ۱۱/۵۲۳۸، رقم: ۸۵۸۷، مكتبه نزار مصطفى الباز)

وفي رواية مسلم: "بين العبد و بين الكفر ترك الصلوة". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثاني، ص: ۵۸، قديمي)

"ثم من التأويلات أن يكون مستحلاً لتركها، أو تركها يؤدي إلى الكفر، فإن المعصية بريد الكفر، أو يخشى على فاعلها أن يموت كافراً، أو فعله شابه الكفر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثاني: ۲/۲۷۴، حقانيه)

مصداق ای کو قرار دیا ہے۔ "(أی کفر) بترک الصلوٰة متعمداً غیر ناو للقضاء و غیر خائف للعقاب"۔ مجمع الأنہر ۱/۶۹۲(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

تارکِ صلوٰۃ کا حکم

سوال [۱۷۷۵]: ترک الصلوٰۃ عمداً یا استخفافاً کی صورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

تارک الصلوٰۃ عمداً فاسق و فاجر ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافر نہیں، مگر ترک الصلوٰۃ استخفافاً کافر ہے(۲)، نماز تو فرض ہے اور اہم العبادات ہے، اگر کسی شخص مسنون کی بھی کسی حیثیت سے اہانت کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور تجدیدِ نکاح اور تجدیدِ ایمان نہ کرے تو آئندہ کی اولاد حرامی ہوگی(۳)۔

"لو قال لآخر: أقلم الأظفار، فإنہ سنة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فقال الرجل: لا أفعل ذلک وإن کان سنة، یکفر، (یعنی إذا قال) لأنہ استخف بالسنة"۔ خلاصة: ۴/۳۸۶(۴)۔

"وارتداد أحدهما (الزوجین) فسخ عاجل"۔ در مختار هامش: ۲/۵۴۳(۵)۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

بندہ عبدالرحمٰن عبدالطیفی، ۱۸/۱/۵۳ھ۔

---

(۱) (کتاب السیر والجهاد، ثم إن ألفاظ الکفر أنواع، الثالث فی القرآن والأذکار والصلوٰة: ۲/۵۰۸، غفاریہ)

(وکذا فی البحر، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۹، رشیدیہ)

(۲) (تقدم تخریجہ تحت عنوان "تارکِ صلوٰۃ کا حکم")

(۳) "وما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وأولاده أولاد الزنا" (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۴۶، ۲۴۷، سعید کراچی)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل باب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

(۴) (کتاب ألفاظ الکفر، الجنس الثالث فیما یقال فی الأنبیاء علیہم السلام: ۴/۳۸۶، رشیدیہ)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، منها ما یتعلق بالأنبیاء: ۲/۲۶۵، رشیدیہ)

(۵) (کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، سعید)

نماز کے عبادت ہونے سے انکار کا حکم

سوال[۸۸۵]: مولانا ہاشمی فضل صاحب فرماتے ہیں "نماز عبادت نہیں"، اگر نماز عبادت نہیں تو آپ صاحبان تحریر فرماویں تو کیا عبادت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز بہت بڑی عبادت بلکہ ام العبادات ہے، اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر ہے ان میں سے نماز بہت بڑا رکن ہے۔

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، وإقام الصلوة، وإيتاء الزكوة، والحج، وصوم رمضان". متفق عليه". (۱) (مشكوة المصابيح ص: ۱۲)(۲)۔

وفي حديث طويل: "عن معاذ رضي الله تعالى عنه: ثم قال: "ألا أدلك برأس الأمر وعموده وذروة سنامه" قلت: بلى يا رسول الله! قال: "رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلوة، وذروة سنامه الجهاد" الخ". (مشكوة المصابيح ص: ۱۴)(۳)۔

نماز کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے(۴)، اس کا منکر کافر ہے(۵)، اس کے ساتھ استہزا کفر ہے(۶)، اس کا تارک فاسق ہے(۷)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/ محرم الحرام/ ۶۹ھ۔

= وكذا في الخلاصة، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني في ألفاظ الكفر، ما يكون كفراً الخ: ۳۸۳/۴، رشيديه)

(۱) (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: بني الإسلام على خمس: ۶/۱، قديمي)

(وصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب أركان الإسلام ودعائمه العظام: ۳۲/۱، قديمي)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ص: ۱۲، قديمي)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الثاني، ص: ۱۴، قديمي)

کیا نماز دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے؟

سوال[۵۷۹]: خلاصۂ سوال یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک مرشد صاحب رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ "نماز کیا، جو آدمی رات دن محنت ومزدوری کرتا ہے اور دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتا ہے، کیا یہ نماز نہیں ہے"؟ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے قبر پر سجدہ کرایا، میں قسم کھاتا ہوں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اندر ہی اندر اللہ سے ڈرتا رہا، اپنی غلطی سے بے حد نادم ہوں، یہ شخص کوئی عالم وفاضل نہیں ہیں بلکہ پہلے زندگی ایک غلمی پیروی کی طرح گزاری اور اب پیر بن گئے ہیں۔ حضرت والا! مجھے بچی توبہ کا راستہ بتلا دیجئے، تاکہ گمراہی سے بچوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن مرشد کے آپ نے حالات لکھے ہیں وہ ہدایت کے مرشد نہیں بلکہ ضلالت کے مرشد ہیں، یعنی

– (۴) قال الله تعالیٰ: ﴿وأقيموا الصلوة و آتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين﴾ (البقرة: ۴۳)

وقال تعالیٰ: ﴿منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلوة و لا تكونوا من المشركين﴾: (الروم: ۳۱)

(۵) "من قال: لا أصلي جحوداً، أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر، أو ليس بواجب. انتهى. فلا شك أنه كافر". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۲۰۷، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن الخ: ۲۶۸/۲، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۳۰۲/۵، إدارة القرآن)

وفي الدر المختار: "هي (الصلاة) فرض عين على كل مكلف ...... و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي". (كتاب الصلوة: ۳۵۲/۱، سعيد)

(۶) "قال: يصلي الناس لأجلنا. كفر. لأجل إعتقاده أن الصلوة المكتوبة فرض كفاية، أو أراد به استهزاء أو سخرية". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القرآة والصلوة، ص: ۲۰۱، قديمي)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۳۰۲/۵، إدارة القرآن)

(۷) "و تاركها عمداً مجانة: أي تكاسلاً فاسق". (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۳۵۲/۱، سعيد)

ہدایت کے راستہ سے ہٹا کر گمراہ کرنے والے ہیں، ان کا کام جنت کے راستہ پر چلانا نہیں، بلکہ دوزخ کے راستہ پر چلانا ہے۔ آپ کے استاذ نے قبر پر سجدہ و طواف وغیرہ کیا تو وہ بھی غلط طریقہ اختیار کیا، تعلیمات اسلام کے خلاف کیا، ان کی نیت کا حال بھی نہیں جانتے، صراحۃً یہ شعور و شرک ہے، دوسرے دیکھنے والے بھی اس سے گمراہ ہوں گے۔ آپ نے بھی سخت غلطی کی، معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق". (۱) آپ اپنی نیت کی وجہ سے شرک حقیقی سے اگرچہ بچ گئے لیکن قبر کو سجدہ کرنا بھی صورۃً شرک ہوا (۲) دیکھنے والوں نے بھی یہی سمجھا کہ آپ نے قبر کو سجدہ کیا ہے، مٹی پر مصلیٰ بچھا کر خدا کو سجدہ نہیں کیا، نہ اس مقصد کے لئے ان گمراہ مرشد نے آپ کو سجدہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ بہرحال سخت معصیت کا صدور ہوا، سچے دل سے توبہ کیجئے، استغفار پڑھئے اور صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں نے قبر کو سجدہ نہیں کیا، نہ قبر کو سجدہ کرنا جائز سمجھتا ہوں، بلکہ قبر کو سجدہ کرنا معصیت و شرک سمجھتا ہوں، گمراہ مرشد کے کہنے سے جو صورت پیش آئی اس سے توبہ کرتا ہوں (۳) توبہ کی تکمیل کے لئے کچھ صدقہ بھی دے دیجئے، کچھ روزے بھی رکھ لیجئے تاکہ آئندہ ایسی حرکت کی جرأت نہ ہو، سچی توبہ سے اللہ تعالیٰ بڑے سے بڑے گناہ معاف فرما دیتے ہیں: لقوله تعالى: ﴿وإني لغفار لمن تاب﴾ الآية (۴) امید ہے کہ اس کو بھی معاف فرمائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۰ھ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ص: ۳۲۱، قديمي)

(۲) "وما يفعلونه من السجود بين يدي السلطان، فحرام، والفاعل والراضي به آثمان؛ لأنه أشبه بعبدة الأوثان. وذكر الصدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود؛ لأنه يريد به التحية. وقال شمس الأئمة السرخسي: السجود لغير الله على وجه التعظيم كفر". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في البيع: ۸/۳۶۳، رشيديه)

(۳) قال الله تعالى: ﴿إلا الذين تابوا وأصلحوا وبينوا فأولئك أتوب عليهم، وأنا التواب الرحيم﴾ (البقرة: ۱۶۰)

"قال العلامة الآلوسي تحتها: " أي أظهروا ما بينه الله تعالى للناس معاينة، وبهذين الأمرين تتم التوبة، وقيل: أظهروا ما أحدثوه من التوبة ليمحوا سمة الكفر عن أنفسهم ويقتدي بهم أضرابهم، فإن إظهار التوبة ممن يقتدى به شرط فيها على ما يشير بعض الآثار". (روح المعاني: ۲/۲۸، دار إحياء التراث العربي)

(۴) (طٰه: ۸۲)

جو شخص نماز کے لئے اٹھنے سے انکار کرے اس کا حکم

سوال: زید کو نماز کے لئے اٹھایا گیا کہ "وقت ہوگیا، نماز کو نہیں جاؤ گے"؟ تو اس کو ناگوار معلوم ہوا، چونکہ وہ سو رہا تھا، اس حالت میں اس نے کہہ دیا "کہ نہیں جاؤں گا"۔ تو اس صورت میں تجدید ایمان کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یا تجدید نکاح کی بھی ضرورت پڑے گی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسی صورت میں تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت نہیں (۱) توبہ واستغفار کرتا رہے، کیونکہ اس کا مقصد فرضیت نماز سے انکار نہیں، بلکہ اس وقت اٹھنے سے انکار ہے یعنی کچھ دیر میں نیند پوری ہونے پر پڑھوں گا (۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۸۹ھ۔

---

(۱) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم". (التاتارخانية: كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) "وفي واقعات الناطفي: قال محمد في قول الرجل: "لا أصلي" يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لا أصلي؛ لأني صليت، والثاني: لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لا أصلي فسقاً و مجانة، فهذه الثلاث ليس بكفر، والرابع: لا أصلي؛ إذ ليست تجب علي الصلوة ولم أومر بها، جحوداً بها، وفي هذا الوجه يكفر. وقال الناطفي: إذا أطلق فقال: لا أصلي، لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوة والزكوة الخ: ۵/۴۹۳، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالقرآن الخ: ۲/۲۶۸، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلوة: ۶/۳۴۰، رشيديه)

سید ہونے کی وجہ سے حرام کو حلال سمجھنا

سوال [١٨٥٠]: ہمارے یہاں ایک سید ہے اس نے ایک دن کہا کہ "میں سید ہوں ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام بھی ہمارے لئے جائز ہے اور ہمارے نانا یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری شفاعت کردیں گے، لہٰذا آپ کو میرے حق میں کوئی بات کہنے کی گنجائش نہیں"۔ تو کیا اس قسم کے الفاظ بولنے سے یہ آدمی کافر ہوگیا یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا اور شراب کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے، اس کا انکار کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، کما في إكفار الملحدين (١)۔ اس لئے ان سید صاحب کو یہ کہنا اپنے ایمان کو تباہ کرنا ہے۔ سید ہونے کی

---

(١) قال الله تعالى: ﴿ولا تقربوا الزنا إنه كان فاحشة وساء سبيلاً﴾ (الإسراء: ٣٢)

وقال تعالى: ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون﴾ (المائدة: ٩٠)

قال ابن نجيم في البحر الرائق: "وبقوله لحرام: هذا حلال … والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حراماً لغيره كمال الغير، لا يكفر، وإن كان لعينه، فإن كان دليله قطعياً كفر، وإلا فلا. وقيل: التفصيل في العالم، أما الجاهل فلا يفرق بين الحلال والحرام لعينه ولغيره، وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعياً كفر به، وإلا فلا، فيكفر إذا قال: الخمر ليس بحرام … ومعنيه أن لم يحرم الغصب والربا والقتل بغير حق وكل حرام لا يكون حلالاً في وقت بخلاف الخمر ونحوه المجاورة". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٥/٢٠٨، ٢٠٢، رشيديه)

وفي التاتارخانية: "إذا قال: الخمر ليست بحرام، فهو كافر. والمسألة منصوصة عن أبي يوسف رحمه الله تعالى". (كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالحلال والحرام: ٥/٤٥٥، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام: ٢/٢٧٢، رشيديه)

(والبزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل السابع في كلام الصفة: ٦/٣٣٣، رشيديه)

حیثیت سے تو ان کو زیادہ طاعت لازم ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب فرمایا ہے کہ: "مجھ سے کچھ روپیہ لینا ہو تو لے لو مگر اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ نبی کی بیٹی ہوں، آخرت میں اپنا عمل ہی کام آئے گا" (۱)، پھر کسی اور کی کیا مجال ہے کہ سید ہونے پر گھمنڈ کر کے بے حیاء ہو جائے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔

حرام کو حلال سمجھنا

سوال [۵۸۲]: سائل کی منکوحہ کو زید نے اپنی خواہشات و حرام کاری کے لئے اغوا کرلیا اور سائل کے حق نکاح کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا نکاح باطل کر کے اپنے آپ کو مسلمان خیال کرتا ہے اور میری عورت کو جو اس پر حرام ہے حلال سمجھتا ہے، کیا ایسے شخص کی امامت، ذبح، شہادت وغیرہ درست ہے یا نہیں؟ اور یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا یا نہیں؟ مسلمان ایسے شخص سے ترک موالات کریں یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے شخص سے ترک تعلق نہ کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جانتے بوجھتے منکوحۃ الغیر سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے (۲) اور اس سے مباشرت کرنا زنا ہے، اگر سزائے زنا کی شرائط موجود ہوں تو اس پر حد زنا جاری کی جائے، فوراً دونوں میں جدائی لازم ہے، جب تک جدائی کر کے سچی توبہ نہ کرے ایسے شخص کو امام ہرگز نہ بنایا جائے، ایسے شخص کی شہادت بھی قبول نہیں، مگر اس پر کفر کا حکم

---

(۱) "أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قام رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حين أنزل الله: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾ قال: . . . "ويا فاطمة بنت محمد! سليني ما شئت من مالي، لا أغني عنك من الله شيئاً". (صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة الشعراء: ۲/۷۰۲، قديمي)

(۲) "لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره الخ" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس، المحرمات التي يتعلق بها حق الغير: ۱/۲۸۰، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۲۸، سعيد)

لگانے میں جلدی نہ کی جائے۔ ارتکاب حرام سے مطلقاً آدمی کافر نہیں ہوتا بلکہ حرام لعینہ کو حلال اعتقاد کرنے سے کافر ہوتا ہے جب کہ حرمت نص قطعی سے ثابت ہو، کذا فی شرح عقائد (۱) و شرح الفقہ الاکبر (۲) والطحطاوی شرح مراقی الفلاح (۳)۔ اگر بغیر قطع تعلق کے اصلاح نہ ہوسکے تو قطع تعلق کردیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۵/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۸۸ھ۔

حرام کو حلال سمجھنا

سوال [۱۱۴۳]: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فعل حرام کو حرام سمجھ کر کرے تو کافر نہیں ہوتا اس گناہ کبیرہ کی وجہ سے فاسق ضرور ہوجاتا ہے، اگر کسی فعل حرام کو حلال سمجھ کر مرتکب ہو تو وہ مرتکب کافر ہے۔ کیا ہمارا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

فعل حرام کو حرام سمجھ کر غلبہ شہوت یا سستی وغیرہ کی وجہ سے اگر کوئی مسلمان کرے تو وہ اہل سنت

---

(۱) "والکبیرۃ ... فروی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہا تسعۃ - الشرک باللہ الخ ..... لا تخرج العبد المؤمن من الإیمان، لبقاء التصدیق الذی ہو حقیقۃ الإیمان ...... و لا تدخلہ فی الکفر . واللہ تعالیٰ لا یغفر أن یشرک بہ ..... و یغفر ما دون ذلک من الصغائر والکبائر مع التوبۃ أو بدونہا ..... و یجوز العقاب علی الصغیرۃ .... والعفو عن الکبیرۃ ... إذا لم تکن عن استحلال، و الاستحلال کفر، لما فیہ من التکذیب المنافی للتصدیق". (شرح العقائد النسفیۃ، ص: ۸۴-۸۷، المطبع الیوسفی لکھنو)

(۲) (تقدم تخریجہ من شرح الفقہ الأکبر لملا علی القاریؒ تحت عنوان "تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت کب ہوتی ہے؟") فلیراجع.

(۳) "واعلم أن المستحل لا یکفر إلا إذا کان المحرم حراماً لعینہ، و ثبت حرمتہ بدلیل قطعی و إلا فلا". (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، خطبۃ الکتاب، ص: ۶، قدیمی)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیہ)

والجماعت کے نزدیک ایمان سے خارج نہیں ہوتا جب تک حکم شریعت کا استخفاف نہ پایا جائے۔

"والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخله في الكفر". شرح عقائد، ص: ۸۲ (۱)۔

اگر حرام لعینہ کو جس کی حرمت قطعی ہو حلال سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا:

"والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حراماً لغيره كمال الغير لا يكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعياً كفر، وإلا فلا". بحر: ۱۲۴/۵ (۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/ جمادی الثانیہ/ ۵۲ھ۔

صحیح: عبد الرحمن غفرلہ، صحیح: سعید احمد مدرس مظاہر علوم، ۱۹/۲/۵۲ھ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۲/۵۲ھ۔

حلال کو حرام سمجھنا

سوال [۵۸۴]: ایک امام صاحب حلال کو حرام کہتے ہیں اور حرام کو بھی حلال کہتے ہیں تو اس کی اقتداء ٹھیک ہے یا نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شی حرام لعینہ ہو اور اس کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص سے ثابت ہو، اس کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے، اسی طرح اس کے عکس کا حکم ہے، اگر اس شی کی حرمت لعینہ نہیں یا قطعی الثبوت نہیں یا قطعی الدلالت نہیں، تو اس کو حلال سمجھنا کفر نہیں بلکہ فسق ہے، بہر دو صورت جس امام کی یہ حالت ہو وہ امامت کے لائق نہیں، اس کو امامت سے علیحدہ کرکے کسی دوسرے پابند شرع اور اہل حق کو امام مقرر کرنا چاہئے۔

"من اعتقد الحلال حراماً أو على القلب، يكفر إذا كان حراماً لعينه وثبت حرمته

(۱) (شرح العقائد النسفية، ص: ۸۲، ۸۳، المطبع اليوسفي لكنو)

(شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۷۰، قديمي)

(وكذا في كتاب شرح الفقه الأكبر لأبي المنتهى أحمد بن محمد، ص: ۱۳۹، ۱۴۰، دولة قطر)

(۲) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۲/۵، رشيدية)

بدلیل قطعی، أما إذا کان حراماً لغیرہ بدلیل قطعی، أو حراماً لعینه بخبر الآحاد، لا یکفر إذا اعتقدہ حلالاً"۔ اھ طحطاوی، ص: ۸٤ (۱)۔

"من اعتقد الحرام حلالاً أو علی القلب، یکفر، أما لو قال لحرام: هذا حلال لترویج السلعة أو بحکم الجهل لا یکون کفراً، وفی الاعتقاد هذا إذا کان حراماً لعینه، وهو یعتقده حلالاً حتی یکون کفراً، أما إذا کان حراماً لغیرہ فلا، فیما إذا کان حراماً لعینه، إنما یکفر إذا کانت الحرمة ثابتة بدلیل مقطوع به، أما إذا کانت بأخبار الآحاد فلا یکفر، کذا فی الخلاصة اهـ"۔ الفتاوی عالمگیری، ص: ۲۸۲ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۲/۲/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۲/۶۱ھ۔

محرمات میں آپس میں فرق

سوال [۵۸۵۱]: حرام حرام سب برابر ہیں یا ان میں کمی بیشی ہے مثلاً ایک شخص شراب پیتا ہے یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہے، دوسرا شخص اس کے ساتھ معازف ومزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے تو دونوں کے گناہوں میں فرق ہے یا دونوں برابر ہیں؟ ایک شخص معازف ومزامیر کے ساتھ گانا گاتا ہے یا اس میں اعانت کرتا ہے یا

---

(۱) (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، باب الحیض والنفاس والاستحاضة، ص: ۱۳۸، قدیمی)

(۲) (کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنها ما یتعلق بالحلال والحرام الخ: ۲/۲۷۲، رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۱، رشیدیه)

(والبزازیة علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ، الفصل الثانی فیما یکون کفراً من المسلم وما لا یکون، النوع الأول فی المقدمة: ۶/۳۲۱، رشیدیه)

(وخلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی الخ، الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۳، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

اس پر لوگوں کو آمادہ کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے یا اس کو جائز بتاتا ہے، یا جو شخص اس سے منع کرے، اس کو غلط بتاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص شراب اور خنزیر کو خود استعمال کرتا ہے، دوسروں کو کھلاتا پلاتا ہے، اس میں مدد کرتا ہے یا لوگوں کو اس پر آمادہ کرتا ہے، اس سے خوش ہوتا ہے یا اس کو جائز بتاتا ہے، لوگوں کو رغبت دلاتا ہے اور منع کرنے والے کو غلط بتاتا ہے، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ مثلاً: رمضان میں بعض یہ کہہ دیتے ہیں کہ روزہ وہ رکھیں جس کے گھر میں کھانے کو نہ ہو، ہم ایسی مشقت کیوں جھیلیں، یا کوئی شخص جھوٹ بول رہا ہے، اگر کسی نے زنا کرلیا یا شراب پی لی تو یہ جھوٹ بولنے والا اس کی ملامت کرتا ہے۔ کسی نے شراب پی ہوگی یا زنا کیا ہوگا تو ایک دفعہ وقوع ہوگا، مگر یہ جھوٹ بولنے والا تو دن بھر جھوٹ بولتا ہے، لیکن وہ اپنے گناہ کو گناہ خیال ہی نہیں کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس چیز کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا اور اس کی حرمت لعینہ ہے وہ اپنی حرمت کے لحاظ سے شدید ہے حتی کہ اس کو حلال اعتقاد کرنے پر تکفیر کی گئی ہے جیسا کہ شرح عقائد (۱) طحطاوی (۲) اور بحر (۳) وغیرہ میں مذکور ہے، ایسا بھی ہے کہ ایک چیز کی حرمت نص قطعی میں مذکور نہیں مگر اس سے پیدا ہونے والے مفاسد بہت ہیں، اس اعتبار سے اس کی حرمت بھی خوفناک ہوجاتی ہے، بعض اوقات خود ایک حرام کا ارتکاب بہت سے محرمات کے ساتھ منتج ہوتا ہے، اس لحاظ سے وہ مجموعہ محرمات ہوتا ہے اگرچہ اس کی حرمت صاف صاف منصوص نہیں، بعض دفعہ ایک حرام کے ارتکاب کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ حرام میں مبتلا ہوجاتے ہیں، یہ

---

(۱) "واستحلال المعصية صغيرة كانت أو كبيرة كفر، إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي ... وعلى هذه الأصول يتفرع ما ذكر في الفتاوى من أنه إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كانت حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي، يكفر، وإلا فلا، بأن يكون حرمته لغيره، أو ثبت بدليل ظني". (شرح العقائد، ص: ۱۲۰، المطبع اليوسفي لكنؤ)

(۲) "من اعتقد الحلال حراماً أو على القلب، يكفر إذا كان حراماً لعينه، وثبت حرمته بدليل قطعي، أما إذا كان حراماً لغيره بدليل قطعي أو حراماً لعينه بخبر الآحاد، لا يكفر إذا اعتقده حلالاً". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص: ۱۴۸، قديمي)

(۳) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۲، رشيدية)

اعتقاد کرنا کفر ہے(۱) اور ایسی چیز پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی فقہاء نے تکفیر کی ہے:

"من قال عند ابتداء شرب الخمر أو الزنا أو أكل الحرام: بسم الله، كفر، وفيه (أي التتمة) أنه ينبغي أن يكون محمولاً على الحرام المحض المتفق عليه، و أن يكون عالماً بسبب التحريم إليه، و أن يكون حرمته معلوماً من الدين بالضرورة الخ". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۰۸)(۲)۔

صورتِ مسئولہ میں ممکن ہے کہ داعی نے زید کے سامنے حلال پیش کیا ہو، مثلاً قرض لے کر یا اس کو وراثت میں ملا ہو، عموماً متقی کی دعوت میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ حلال مال سے ان کی دعوت کی جاتی ہے اگرچہ داعی کے پاس حرام مال موجود ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ داعی کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کا مخلوط مال ہو اور جب زید سے کہا گیا تو اس نے اس نیت سے کہ اگر اس میں کچھ حرام بھی ہو تو اللہ پاک اس کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے "بسم الله الذي لا يضر الخ" پڑھ کر کھانا شروع کر دیا ہو، اس لئے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کہ یہ مال حرام مغصوب تھا اور اس کی ایسی حرکت کا زید کو علم تھا اور اس نے اس پر ایسی ہی "بسم اللہ" پڑھی جیسے کوئی زنا کے وقت بسم اللہ پڑھے۔ نعوذ باللہ منہا۔ جس سے استخفاف بالدین ہو اس لئے تکفیرِ مسلم سے جہاں تک ممکن کفِ اللسان والقلم ضروری ہے۔

"الكفر شيء عظيم، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر. وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير و وجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم. وفي التاتارخانية: لا

---

(۱) رتقدم تخريجه تحت عنوان "حلال کو حرام سمجھنا"

وفي "منح الروض": "مؤ حرام قطعی را حلال گوید یا حلال قطعی را حرام، یا فرض را فرض نداند کافر شود"۔ (باب كلمات الكفر، ص: ۱۴۳، مكتبه شركت علميه)

(۲) (الشرح لملا علي القاريؒ على الفقه الأكبر للإمام الأعظم رحمه الله تعالىٰ، مطلب في إيراد الألفاظ المكفرة التي جمعها العلامة بدر الرشيد، ص: ۱۹۹، قديمي)

وفي "منح الروض": "اگر کسے بسم اللہ گفتہ شراب خورد، یا زنا کند، کافر شود، و ہمچنیں اگر بسم اللہ گفتہ حرام خورد"۔ (باب كلمات الكفر، ص: ۱۴۴، مكتبه شركت علميه)

یکفر بالمحتمل، لأن الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة، ومع الاحتمال لا نهایة الخ". (البحر: ۵/۲۰۹)(۱)

مفتی کو بھی لازم ہے کہ ایسے قول وفعل سے اجتناب کرے جس سے استخفاف بالدین کا شبہ پیدا ہو، موجب تشویش ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۳/۸۹ھ۔

حلال حرام مخلوط مال پر بسم اللہ

سوال[۵۵۷]: اگر کھانے میں کچھ مال حرام ہو اور کچھ حلال، تو بسم اللہ پڑھنا صحیح ہے یا اس کا برعکس ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مخلوط پر بسم اللہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں، حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھنے کو فقہاء نے کفر لکھا ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی فی الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۲، رشیدیه)

(والتاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(۲) "وفی التتمة: من قال عند ابتداء شرب الخمر أو الزنا أو أکل الحرام: بسم الله، کفر. وفیه أنه ینبغی أن یکون محمولاً علی الحرام المحض المتفق علیه، وأن یکون عالماً بنسبة التحریم إلیه وبأن تکون حرمته مما علم من الدین بالضرورة کشرب الخمر". (شرح الفقه الأکبر لملا علی القاری، فصل فی القراءة والصلاة، ص: ۱۹۹، قدیمی)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یتعلق بالأذکار: ۵/۴۹۹، إدارة القرآن)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بالحلال والحرام: ۲/۲۷۳، رشیدیه)

خدائی کا دعویٰ

سوال [۵۸۸] : ایک حافظ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ "یہاں کے لڑکے ہرگز پڑھ نہیں سکتے، اگر پڑھ لیں تو مجھے زندہ گاڑ دینا" جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص غیب کی باتیں جانتا ہے جب کہ سوائے خدا کے کسی کو غیب کا علم نہیں، ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

جب لڑکے بدشوق ہوں اور والدین کو پڑھانے کا شوق نہ ہو تو استاذ کی سب محنت بیکار جاتی ہے، اس سے پریشان ہو کر استاذ کہہ دیں کہ یہاں کے لڑکے ہرگز نہیں پڑھ سکتے تو یہ خدائی کا دعویٰ نہیں، نہ یہ علم غیب کا دعویٰ ہے بلکہ حالت کا اندازہ محسوس کر کے رائے قائم کی جایا کرتی ہے (۱)۔ اس لئے اس بات کی وجہ سے حافظ کو برا نہ کہا جائے، نہ کوئی اور غلط معاملہ کیا جائے بلکہ ان کا ادب واحترام کیا جائے (۲) اور بچوں کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے، حافظ صاحب کو چاہئے کہ ایسی باتیں کہہ کر ان کو مایوس اور بددل نہ کریں، خود محنت کریں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ ان کی محنت کو کامیاب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۹۰ھ۔

---

(۱) "و ذكر في جامع الفصولين مسئلة بالفارسية، حاصلها فيما لو تزوجها بلا شهود و قال إن الله و رسوله يشهدان، انه يكفر، لانه اعتقد أن الرسول يعلم الغيب، ثم استشكل ذلك بما اخبر به صلى الله تعالى عليه وسلم من المغيبات وكذا ما اخبر به عمر و غيره من السلف، ثم اجاب بانه يمكن التوفيق بان المنفي هو العلم بالاستقلال لا العلم بالإعلام أو المنفي هو المجزوم لا المظنون، و يؤيده قوله تعالى: ﴿أتجعل فيها من يفسد فيها﴾ الآية، لأنه غيب أخبر به الملائكة ظناً منهم ...... إذ لا منافاة بينه و بين الآية لما مر من التوفيق". (سل الحسام الهندي ..... في ضمن رسائل ابن عابدين: ۲/۲۰۱، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۵۱، قديمي)

(۲) "فصل في كيفية النظر إلى المسلمين بعين التعظيم والاحترام ... فإنه إذا نظر من هو أعلم يحترمه ويعظمه ويرى فضله عليه وسبقه" (المدخل لابن الحاج: ۲۲۳/۳، مصطفى البابي مصر)

پیر صاحب کا دعوائے الوہیت

سوال[۵۹۹]: کوئی پیر کہے کہ مرید اگر مجھے خدا سمجھ کر مان رہا ہے تو میں اس کے نزدیک خدا ہوں تو ایسا شخص جو پیر کو خدا کہے گناہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر راضی ہونے والا کس گناہ کا مرتکب ہوگا؟

۲... محفل میلاد شریف میں شریک ہو کر یہ "غوث" کہہ کر چیخنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱... یہ شرک ہے(۱) نہ مرید کا پیر کو خدا سمجھنا درست ہے، نہ پیر کا مرید کو اس کی تعلیم دینا یا اس سے راضی ہونا درست ہے، ایسی حالت میں دونوں مشرک ہوں گے، ایسے پیر سے بے تعلق ہونا لازم ہوگا۔

۲... یہ ناجائز ہے، ایک قسم کا شرک ہے(۲)، ایسی محفل میں شرکت نہ کی جائے(۳)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۲/۸۹ھ۔

---

(۱) "رجل قال: مرا بر آسمان خدا است، و بر زمین تو، یکون کفراً". (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، باب ما یکون کفراً من المسلم و ما لا یکون، مطلب: و من ألفاظ الکفر بالفارسیة: ۳/۵۷۹، رشیدیہ)

(و کذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع، موجبات الکفر أنواع، و منها ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ: ۲/۲۵۹، رشیدیہ)

(و البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ: الفصل الثانی، النوع الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ ۶/۳۲۲، رشیدیہ)

(۲) ایسے الفاظ "یا غوث" وغیرہ بالعموم اس عقیدے سے کہے جاتے ہیں کہ یہ حضرات ان مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور علم غیب جانتے ہیں اور یہ شرک و کفر ہے۔

قال فی البحر الرائق: "قال علماؤنا: من قال: أرواح المشایخ حاضرة تعلم یکفر". (کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۹، رشیدیہ)

(و البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ: الفصل الثانی، النوع الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ ۶/۳۲۶، رشیدیہ)

(۳) "مولود مروجہ بدعت اور بدعات خانہ ادا کی مجالس کی شرکت ناجائز ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، ص: ۱۳۷، ۱۳۸، ادارہ اسلامیات لاہور)

کیا حضرت تھانوی نے اپنا کلمہ پڑھوایا تھا؟

سوال [۱۰۱۵]: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنا کلمہ پڑھوایا یعنی آپ کے ایک مرید خاص نے خط لکھا کہ میں سویا ہوا ہوں خواب میں کلمہ پڑھ رہا ہوں جس میں بجائے "محمد رسول اللہ" کے حضور کا نام یعنی "اشرف علی رسول اللہ" ادا کر رہا ہوں۔ بعدہ پھر مرید خاص نے تحریر فرمایا کہ اب بیدار ہوں اور کلمہ کی صحت کی کوشش کر رہا ہوں مگر پھر حضور کا نام آتا ہے، اور پھر درود شریف کی طرف رخ کیا تو "اللھم صل علی سیدنا مولانا اشرف علی" تک پڑھ رہا ہوں۔

یہ رسالہ "الامداد" کے مضمون کا نچوڑ ہے جو کہ تھانہ بھون سے جاری ہوتا تھا، ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص: ۳۵ میں چھپا۔ حضرت تھانوی نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ جس کے تم پیرو ہو وہ متبع سنت ہے۔

نوٹ: میرا خیال فاسد تو کہہ رہا ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے اس پردہ میں دعویٰ نبوت کر دیا ورنہ کفر کا حکم لگا کر توبہ کرنے کو فرماتے۔ بریلویوں کی تقریر سننے کے بعد یہ ساری کتابیں تلاش کرنی پڑیں اور آپ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ امید ہے کہ ہماری بے چینی کو دور فرما کر مشکور فرمائیں گے، جوابات مدلل ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توبہ فرمایا اور آپ نے خود بھی نقل کیا ہے کہ "مطلب یہ ہے کہ تم جس کے پیرو ہو وہ متبع سنت ہے" آپ اس جواب پر غور کر لیں کہ جو شخص متبع سنت ہو کیا وہ دعویٰ نبوت کر سکتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ بغض وعناد انسان کی باطنی آنکھیں بند کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دماغ خراب ہو کر سیدھے اور صاف کلام کا مطلب بھی الٹا سمجھتا ہے، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ تو متبع سنت ہونے کا دعویٰ اور ذکر کریں اور بریلوی فضلاء اس کا مطلب یہ لیں کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے، یا للعجب! صدق اللہ تعالیٰ: ﴿لا تعمی الأبصار، ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور﴾ (الآیۃ)(۱)۔

اپنے نام کے ساتھ آپ نے قاری لکھا ہے، ہمارے عرف میں "قاری" وہ لکھتا ہے جس نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں درس نظامی کی تکمیل کی ہو، اگر آپ نے بھی تکمیل کی ہے تو تعجب ہے کہ یہاں رہ کر بھی اپنے اکابر دارالعلوم اور ان کے مسلک کو نہیں پہچانا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کچھ وقت فارغ کر کے تشریف لائیں اور جن

---

(۱) (الحج: ۴۶)

مسائل میں الجھن ہے ان کو بالتفصیل سمجھ لیں۔ اگر تاثی کا کچھ اور مطلب ہے تو واضح کیجئے اور اپنی علمی استعداد بتادیجئے تاکہ اس کے مطابق مکاتبت کی جائے مثلاً: اگر آپ درس نظامی کے فارغ نہیں اور علمی استعداد کمزور ہے جیسا کہ تحریر سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر آیات واحادیث کا بغیر ترجمہ کے لکھنا یا علمی اصطلاحات کا لکھنا آپ کے حق میں مفید نہ ہوگا۔ آئندہ خط بھیجیں تو اس خط کو ہمراہ بھیجیں، تاکہ پوری بات سامنے رہے اور جواب تفصیل سے دیا جائے۔ فتویٰ پر مفتی حضرات کے دستخط ہوتے ہیں، سب علماء کے دستخط نہیں ہوتے، ہاں اگر کسی خاص مصلحت کے پیش نظر طبع کرنا ہو تو دوسرے حضرات کے بھی دستخط کرا دیئے جاتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ایک خواب جس میں "لا إله إلا الله فلاں رسول الله" پڑھا

سوال [۱۰۱۵]: اگر کوئی شخص بجائے کلمہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کے "لا إله إلا الله اشرف علی رسول الله" پڑھے، کیا وہ مسلمان رہے گا یا کافر ہو جائے گا؟ نیز مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے اس کلمہ کو پڑھنے والا کس قسم کا گنہگار ہوگا اور بہتان لگانے کا کیا کفارہ ہے اور کیا یہ کلمہ جناب مولانا اشرف علی صاحب نے کسی سے پڑھوایا ہے یا پڑھنے کی اجازت دی ہے؟ اور "امداد الفتاویٰ" کے بارے میں تفصیل سے اگر تحریر فرمائیں گے تو عین نوازش ہوگی کہ حقیقت حال کیا ہے، بار بار غلط کلمہ پڑھنے والا مسلمان رہے گا یا نہیں، چاہے ورغلانے کے لئے پڑھا جائے؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

حضور اقدس رسول مقبول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں (۱)، جو شخص آپ کے بعد کسی کو بھی

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين، و كان الله بكل شيء عليماً﴾. (الأحزاب: ۴۰)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالیٰ تحتها: "فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده، و إذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى و الأحرى؛ لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة اهـ". ثم قال بعد نقل أحاديث كثيرة في ختم النبوة: "و الأحاديث في هذا كثيرة، و قد أخبر الله تعالیٰ في كتابه و =

رسول جانے وہ کافر ہے، یہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا بلکہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے(۱)۔ پس جو شخص حالت بیداری واختیاری میں قصداً یہ کلمہ پڑھے وہ کافر ہے، اسلام سے خارج ہے(۲)۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ اور تمام اکابر کا بھی فتویٰ ہے، حضرت مولانا نے کبھی کسی سے یہ کلمہ نہیں پڑھوایا اور وہ کیسے پڑھواتے جب کہ وہ خود ہی اس کو کلمۂ کفر قرار دے کر ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔

جو شخص حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی طرف اس کلمہ کو منسوب کر کے ان کو کافر کہتا ہے وہ بہت بڑا بہتان باندھتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ خود ہی اس کی زد میں آ جاتا ہے۔ جو شخص کافر نہ ہو اس کو کافر کہتا ہے وہ کفر بحکم خداوندی اس کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے(۳)، نیز جب کفر کی بات کسی کی طرف سے نقل کی جائے حالانکہ اس نے وہ بات نہیں کہی تھی تو در حقیقت اس کا اپنے عہد کا کفر کہا جائے گا جس کو وہ دوسروں کی طرف سے نقل کر رہا ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ "لا إله إلا الله محمد رسول

= رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في السنة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده، فهو كذاب و أفاك، دجال، ضال، مضل ..... و كذلك كل مدع لذلك إلى يوم القيامة حتى يختموا بالمسيح الدجال". (تفسير ابن كثير: ۳/۹۵۰، ۹۵۲: مكتبه دار السلام رياض)

(وكذا في شرح العقيدة الطحاوية، مطلب كل من ادعى النبوة بعده كاذب، ص: ۹۴)

(۱) "و كونه صلى الله تعالى عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب، و صدعت به السنة، و أجمعت عليه الأمة، فيكفر مدعي خلافه و يقتل إن أصر". (روح المعاني ۲۲/۴۱، دار إحياء التراث العربي)

(۲) "و من كفر بلسانه طائعاً و قلبه مطمئن بالإيمان، فهو كافر، و لا ينفعه ما في قلبه". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن)

وفي شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري: "قال القونوي: و لو تلفظ بكلمة الكفر طائعاً غير معتقد له، يكفر؛ لأنه راض بمباشرته و إن لم يرض بحكمه الخ". (أواخر بحث التوبة، ص: ۲۴۳، قديمي)

(۳) "عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق و لا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن ۲/۸۹۳، قديمي)

میں خارج از دین کا حکم لگایا جا سکتا ہے؟ اس میں اکثر طبقہ مسلمانوں کا مبتلا ہے، کیا صورت ہوگی؟ بعض تعزیہ پر چراغ اور مہندی چڑھاتی ہیں، ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

یہ امور معصیت ہیں، ناجائز ہیں مگر ان کی وجہ سے مرتد قرار دے کر ان کے نکاح کو فسخ قرار نہیں دیا جائے گا۔ جن امور کی وجہ سے کوئی مرتد ہو جائے، اسلام سے خارج ہو جائے وہ موجب فسخ نکاح ہیں، تفصیل کتب فقہ: بحر(۱) عالمگیری(۲) شامی(۳) وغیرہ میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۲/۱۴۰۱ھ۔

کیا تعزیہ نہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے؟

سوال [۵۹۳]: ۱... بستی کے لوگ کہتے ہیں کہ جو تعزیہ نہیں بناوے اور اسے نہیں مانتا وہ رسول اللہ کو نہیں مانتا، کیا تعزیہ کے نہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے۔

۲... ایسے حالات میں ہمیں کیا صورت اختیار کرنی چاہیے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱... یہ لوگ غلط کہتے ہیں، یہ ان کو شیطان نے سکھایا ہے۔

۲... آپ وہ نہ کیجئے، حق پر قائم رہیے(۴)، البتہ ان لوگوں کی اصلاح کی فکر ضرور کرتے رہیے، علمائے

---

(۱) "إذا صرّح بإرادة موجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذ". (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۲۱۰/۵، رشيدية)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط ..... ثم إن كان نية القائل ..... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك و بتجديد النكاح بينه و بين امرأته: كذا في المحيط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيدية)

(۳) (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۶/۴ ـ ۲۲۴، سعيد)

(۴) قال الله تعالى: ﴿وممن خلقنا أمة يهدون بالحق وبه يعدلون﴾ (الأعراف: ۱۸۱)

وقال الله تعالى: ﴿فماذا بعد الحق إلا الضلال، فأنى تصرفون﴾ (يونس: ۳۲)

حق کا وعظ کرائیے، انفرادی طور پر ان کو سمجھائیے، دوسری جگہ اہل حق کے پاس وعظ میں بھیجئے، امید ہے اللہ تعالیٰ اصلاح فرمادیں گے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ارتداد کے بعد دوبارہ اسلام قبول کرنے سے روکنا

سوال [۵۹۴]: ایک مسلم عورت نے ایک ہندو مرد سے تعلقات ناجائز قائم کئے اور اسی کے پاس چند سال زندگی گزاری، مسلمانوں نے اس کو اس بُرے فعل سے روکا مگر اس نے ایک بات نہ سُنی اور صاف انکار کر دیا اور اسی ہندو کے پاس رہنے لگی اب چند روز سے سخت بیمار ہے اور اس وقت توبہ کر کے مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اب اسلام لانے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ چند احباب اس پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اگر یہ غلط طریقہ کی رسم پڑے کہ پہلے اسلام سے نکل کر غیر مذہب اختیار کرے اور پھر مسلمان ہو جاوے اس کا دوسروں پر بُرا اثر پڑے گا، اس لئے اس عورت مرتدہ کو اسلام لانے سے روک سکتے ہیں یا نہیں؟ اور روکنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرنا چاہتی ہے تو ہرگز اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے، کسی کو حق نہیں کہ اسلام لانے سے روکے، جو لوگ اس کو اسلام لانے سے منع کرتے ہیں وہ بہت خطرہ میں ہیں، ان کے اسلام کی خیر نہیں، کسی کے کفر و ارتداد سے راضی رہنا خود کفر اور ارتداد ہے (۲) (العیاذ باللہ)۔ معترضین کو اپنے اس خیال

---

(۱) ﴿إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت، وما توفيقي إلا بالله، عليه توكلت وإليه أنيب﴾ (هود: ۸۸)

وقال تعالیٰ: ﴿إنا لا نضيع أجر المصلحين﴾ (الأعراف: ۱۷۰)

(۲) "والرضى بالكفر كفر، سواء كان بكفر نفسه أو بكفر غيره". (شرح الفقه الأكبر للقاري، مطلب: استحلال المعصية، ص: ۱۵۳، قديمي)

وفي التاتارخانية: "وذكر شيخ الإسلام في شرح السير أن الرضا بكفر الغير يكون كفراً إذا كان يستجيز الكفر ويستحسنه، فأما إذا كان لا يستجيزه ولا يستحسنه ولكن أحب الموت أو القتل على الكفر لمن كان شريراً مؤذياً بطبعه حتى ينتقم الله منه، فهذا لا يكون كفراً". (كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۲۹۰، إدارة القرآن كراچی)

اور اعتراض سے فوراً توبہ لازم ہے۔ اس عورت کو عزت کے ساتھ لے جائے اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے دوبارہ دولتِ اسلام کی توفیق دیکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب جہنم سے اس کو بچا لیا ہے، دوسرے مسلمانوں پر اس کا اثر انشاء اللہ اچھا پڑے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۳/۹۰ھ۔

تین طلاقوں کے بعد شوہر کے نہ چھوڑنے کی وجہ سے کفریہ کلمات زبان سے ادا کرنا

سوال[۵۱۹۵]: ایک عورت کا نکاح ایک احمد بے نمازی شخص سے ہوا مگر عورت کے والد نے اپنے داماد سے قبل از نکاح ادائے نماز کا پختہ طور پر حلفی وعدہ کرالیا تھا، لیکن بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ شخص کبھی کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور مدت دراز سے وہ اقلام بازی کا عادی اور سود خوری کا عادی ہے اور اس کی زوجہ نماز کی نہایت پابند اور روزانہ تلاوت قرآن مجید کی بڑی صحت اور اللفظ سے کرنے والی، فیشن انگریزی سے بہت متنفر، امور خانگی میں خوب ہوشیار بائیس سالہ عمر کی ہے اور اس عورت نے اردو کی لکھائی پڑھائی اپنی والدہ سے اپنے گھر پر حاصل کی ہے۔ اس کے شوہر نے اپنی عورت سے سامان جہیز سے کچھ اور تمام طلائی اور نقرئی زیور جہیز لے کر کچھ تو فروخت کردیا اور کچھ گروی رکھ دیا۔ جب اس کی زوجہ نے اس سے یہ کہا کہ میرے باپ کا دیا ہوا سامان جہیز ہے، میں اس کو فروخت کرانا نہیں چاہتی، اس کی مالک میں ہوں، تو اتنا کہنے پر شوہر نے اپنی زوجہ کو خوب مارا اور یہ کہا "جب میں تیرے جہیز کا مالک نہیں تو پھر میں تیرا بھی مالک نہیں بنتا، اب میرے گھر سے تو نکل، میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی"، یہ کلمہ طلاق دی سات آٹھ مرتبہ کہہ دیا۔ عورت نے اس واقعہ کی تحریری اطلاع اپنے باپ کو دی تو عورت کے والدین واقعہ طلاق کو اپنے داماد سے دریافت کیا تو داماد نے یہ بیان دیا کہ بیشک میں نے سات آٹھ مرتبہ کہہ دیا کہ "میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی، لیکن میں نے تو یہ مذاق سے کہا تھا، کیونکہ میں نے اپنی زوجہ کو کوئی زیادہ نہیں مارا تھا تب بھی اس نے تین دن تک رونا بند نہیں کیا"۔

مگر اس طلاق دہندہ کے عزیز واحباب نے اس کو یہ سبق پڑھا دیا کہ طلاق کا اقرار کرنے سے تو تیری زوجہ آزاد ہوجائے گی، بہادری تو یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ہرگز آزاد نہ ہونے دے بلکہ اس کو زندگی بھر خوب تنگی اور سختی کے ساتھ باندی سے بدتر بنا کر رکھ۔ اب اس عورت کا شوہر طلاق سے منکر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کو زندگی بھر مقید رکھنے کی ضرورت سے طلاق نہ دوں گا۔ اب عورت نے اس خیال سے کہ نفس ورگ تن بڑھ چکا ہے اور اب

اس شوہر کے پاس اپنے سے ارتکاب زنا کا ہوا کرے گا اور پھر علاوہ ازیں بے اندازہ سابق سے زیادہ شوہر کی جانب سے ہوتے رہیں گے اور وہ برداشت نہ ہوسکیں گے تو خودکشی کرنی پڑے گی اور اس وجہ سے اس عورت نے شوہر کے مظالم سے رہائی حاصل کرنے کی نیت سے یہ کلمات کفر ادا کر دیئے کہ "میں قرآن کو کلام الٰہی ہرگز نہیں مانتی اور مذہب اسلام سے بیزار ہو کر دین اسلام کو اس وجہ سے ترک کرتی ہوں تاکہ ظالم شوہر کے نکاح میں مقید رکھے جانے سے اس بدتر مشورہ کی ضد سے بچ سکوں جو میرے سسرالیوں نے باہم مشورہ طے کرلیا ہے"۔ اب اس عورت کے والد نے نہایت نرمی سے اسلام کی حقانیت کے دلائل اور اس کی خوبیاں اور اسلام ترک کرنے کی خرابی سنا کر اپنی دختر کو مسلمان بنا لیا ہے مگر وہ عورت یہ کہتی ہے کہ "اگر مجھ کو اس ظالم شوہر کی حوالگی میں رکھے جانے کی سعی ظالمانہ کی جاوے گی، میں تحریری اطلاع کے ذریعہ عیسائی یا آریہ مردوں سے امداد طلب کر کے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گی ورنہ بہتر یہ ہے کہ کسی متقی خدا ترس مسلمان سے میرا نکاح کر دیا جائے"۔

لہٰذا دریافت طلب اولاً یہ امر ہے کہ یہ عورت کلمات کفریہ بالا سے مطلقہ ہوگئی یا نہیں، ثانیاً عورت کا بشرط بالا اسلام قبول کرنا صحیح ہے یا بلاشرط اسلام قبول کرنا صحیح ہے اور ضروری ہے، ثالثاً یہ کہ عدت اس عورت کی غیر حاملہ ہونے کی حالت میں کتنی ہوگی۔

محمد حکمت اللہ از شاہجہانپور۔

الجواب حامداً ومصلياً:

1۔ صورت مسئولہ میں عورت کے سامنے طلاق دی گئی ہے لہٰذا عورت کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ کسی طرح اس طلاق دینے والے کو اپنے اوپر قابو دے (1)، اگر اس طلاق دینے کے یا اقرار کرنے کے کم از کم دو معتبر دیندار گواہ موجود ہیں تو باقاعدہ عدالت کے ذریعہ سے یا پنچایت کے ذریعہ سے عورت اپنا فیصلہ کر کے علیحدہ ہوسکتی ہے۔ کلمات کفر یہ زبان سے ادا کرنا بالکل حرام ہے، اس فسخ کرانے کے لئے مفتی بہ قول کی بناء پر کلمات کفریہ

---

(1) "والمرأة كالقاضي، لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذلك، أو شهد به شاهد عدل عندها"

(الفتاوى العالمكيرية: 1/354، الفصل الأول في الطلاق الصريح، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، باب الصريح، مطلب في قول البحر ... 3/251، ايچ ايم سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق: 3/428، رشيديه)

جدائی کے لئے عورت کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا

سوال[۵۹۶]: مسماۃ ہندہ منکوحۂ خالد کی ہے، ہندہ اور اس کے والدین کی خالد سے ناچاقی ہوگئی ہے، ہندہ اور اس کے والد نے خالد سے طلاق طلب کی، خالد نے طلاق نہ دی: ہندہ کے والد نے کسی تجویز سے خالد کو کسی مقام پر تنہا پاکر خالد سے طلاق نامہ تحریر شدہ پر مجبور کر کے انگوٹھا لگوا لیا اس لئے کہ خالد ان پڑھ تھا اور ہندہ کے والد کے ساتھ چار اشخاص اور موجود تھے مگر اس چھینا جھپٹی سے خالد کا انگوٹھا مسالہ میں نہیں لگا اور خالد چھوڑ کر بھاگ گیا، ہندہ کے والد نے مقدمہ فوجداری کے خوف سے وہ کاغذ جلا دیا، بعد ازاں ہندہ کے والد نے خالد سے طلاق کے حصول کی بہت سی کوشش کی مگر ناکام رہا، پھر ہندہ اور اس کے والد نے ایک شخص مسمی عمر جو ہندہ کا چچازاد بھائی ہے نیز وہاں کی مسجد کا امام اور خطیب جامع مسجد اور واعظ اور خواندہ وہوشیار شخص ہے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جاوے، عمر امام مسجد نے کسی قانونی آدمی سے دریافت کر کے ہندہ سے ایک درخواست بدیں مضمون عدالت میں دلوادی کہ ”میں ہندہ مذہب اسلام چھوڑ رہی ہوں، مجھے عقائد اسلامیہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے اصولوں سے اور قرآن سے انکار ہے، میں مرتد ہورہی ہوں، میرا نکاح فسخ قرار دیا جاوے، میں دہریہ ہوں“۔

سوال یہ ہے کہ بعد فیصلۂ عدالت کیا یہ نکاح شریعت اسلامیہ کی رو سے بھی باطل ہوگیا اور کیا اب ہندہ دوسری جگہ پھر مسلمان از سر نو ہو کر نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے؟

نیز دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسمی عمر جو امام مسجد ہے (جس نے ہندہ کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا اور جس نے اسلامی عقائد، اللہ، رسول سے اور قرآن سے انکار ہندہ کا کرا کے عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کی تجویز وصلاح ہندہ کو دی) وہ شخص مسمی عمر عند الشرع کیسا ہے، کیا اس کی امامت جائز ہے؟ کیا اس عمر کے پیچھے نماز جائز ہے، اقتدا درست ہے؟ کیا اس عمر امام مسجد کے ساتھ باقی مسلمانوں کا میل ملاپ کلی بشریعت جائز ہے؟ کیا کوئی تعزیر شرعاً اس کے لئے ہے؟ ایک شخص خواندہ اس عمر کو برا کہتا ہے اور دوسرا اہل علم اس عمر امام مسجد کو بسبب اس کے گناہ کی اہانت بھی جرم ہے ”اعانة المعصية معصية“ (بالاتفاق) اور بسبب اس کے کہ عمر خواندہ اور واعظ اور مسائل شرعیہ سے واقف اور ہوشیار آدمی اور امام مسجد ہے وخطیب مسجد جامع ہے تو شرعاً اس عمر کے لئے کیا حکم ہے اور ان دونوں میں سے جو عمر کو برا کہتا ہے اور دوسرا مجرم گردانتا ہے کون حق پر ہے؟

مستفتی: شیخ محمد میاں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوا ہے اور حاکم کا فیصلہ خلافِ مذہب ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں، بلکہ عورت پر جبر کیا جائے گا کہ وہ اسلام لائے اور پہلے شوہر کے ساتھ رہے، دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح درست نہیں ہے، اسلام لانے کے بعد احتیاطاً تجدیدِ نکاح بھی کر دینی ہے(۱)، تجدیدِ نکاح سے پہلے ہمبستری وغیرہ بھی منع ہے، اگر شوہر خود اس کو رکھنا نہ چاہے بلکہ آزاد کر دے تب بعدِ عدت اس کا نکاح دوسری جگہ درست ہے۔ جو شخص کسی عورت کو شوہر سے جدائی کے لئے کفر اور ارتداد کا مشورہ وفتویٰ دے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے، اس کو امام بنانا حرام ہے، اس کے ساتھ میل جول، اکل وشرب منع ہے، جب تک وہ تجدیدِ اسلام اور اپنے اس فعلِ شنیع سے صدقِ دل سے توبہ نہ کرے، اس سے تعلقات بالکل منقطع کر دیئے جائیں۔

"وفي المضمرات: لو أفتى لامرأة بالكفر حتى تبين من زوجها، فقد كفر قبلها، وتجبر المرأة على الإسلام، وتضرب خمسة وسبعين سوطاً، وليس لها أن تتزوج إلا بزوجها الأول، هكذا قال أبو بكر رضي الله تعالى عنه، وكان أبو جعفر يفتي به ويأخذ به، انتهى" شرح فقه أكبر، ص: ۲۲۹ (۲). "ولا يخفى أن محله (أي تجديد النكاح) ما إذا طلب الأول ذلك، أما

---

(۱) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۶۱، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۴۷، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، باب المرتد: ۲/۵۰۰، غفاريه كوئته)

(۲) (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۲۴۹، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲/۲۷۹، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الحادي في الإقرار بالكفر: ۶/۳۴۳، رشيديه)

آج کل کوتاہی عمل کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم سب نے حکمِ شریعت کی پابندی ترک کردی ہے اور اس کی جگہ قانون کی پابندی اختیار کرلی ہے تو یہ کفر نہیں، نیز ایسا کہنا بہت سے معاملات اور مقدمات کے اعتبار سے مطابق واقعہ ہے کیوں کہ اکثر مقدمات خلافِ شرع فیصل ہوتے ہیں اگرچہ شاذ ونادر کوئی مقدمہ شرع کے موافق بھی فیصل ہوتا ہے، تاہم ایسا کہنا بھی صورۃً انکارِ شرع ہے اس سے اجتناب ضروری اور لازم ہے۔

"سئل الشيخ الإمام عبد الرحمن عمن قال: "نرسوم كافر كنيم، نه حكم شرع" هل هو كفر؟ قال: إن كان مراده فساد الحين وترك الشرع واتباع الرسم لا رد الحكم، لا يكفر، كذا في المحيط". عالمگیری: ۲/۲۵۹(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۲/۷۵ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۲/۷۵ھ۔

حکمِ عدالت کو حکمِ شرع پر ترجیح دینا

سوال[۱۰۹۱]: ہندہ نے ثالث مقرر کرکے زید کے پاس بھیجا اور زید کو بہت کچھ سمجھایا، لیکن زید پر کچھ اثر نہ ہوا، ثالث نے شرع کے مطابق زید سے فیصلہ کرنے کو کہا اور نان ونفقہ طلب کیا، زید نے جواب دیا شرعی فیصلہ اس حالت میں ہوتا ہے جب کہ شرع پر عمل کیا جائے، اس حالت میں نان ونفقہ ومہر دیا جاسکتا ہے، اب کی تہذیب میں نفقہ ومہر کہاں؟

ثالث نے زید سے کہا کیا تم اللہ اور رسول اور قرآن پر ایمان رکھتے ہو؟ کہا کہ ضرور، لیکن جب مجھ کو آرام نہیں ملا لہٰذا میں نفقہ ومہر نہیں دوں گا اس لئے کہ مجھ پر واجب نہیں ہوتا۔ بکر نے جو کہ زید کے قریبی رشتہ دار

= رد الحكم فهو كفر، وإن قال على وجه المعرض بأن تغير الزمان، لا يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/۴۷۲، إدارة القرآن)

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات، ما يضاف إلى الله تعالى: ۵/۴۶۳، إدارة القرآن كراچی)

ہوتے ہیں، کہا "یہاں کیسا شرعی حکم، سرکاری عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جائیے جا کے جو کچھ کریں ہم تو کچھ نہیں دیں گے، اب وہ وقت نہیں ہے کہ شریعت پر عمل کیا جائے اور شرعی گرفت ہم پر ہو، العیاذ باللہ، آپ مہر معاف کردیں، شرعی حکم پر عمل ہو جائے گا، ورنہ ہم کسی طرح سے نان نفقہ ومہر دینے پر تیار نہ ہوں گے، جاؤ عدالت کھلی ہوئی ہے، جتنا زور لگانا ہو لگاؤ، ورنہ ہم سے جو کچھ ہوگا ہم کرلیں گے"۔ جب کہ ہندہ مہر میں تو کمی نہیں کرتی ہے، کیا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ باوجود ہندہ کے خلع پر راضی نہ ہونے کے مہر میں کمی ہو سکتی ہے یا زید جس طرح فیصلہ کرے وہ شرعی حکم کے مطابق ہوگا؟ ایسی صورت میں جو لوگ زید کے طرفدار ہوں گے ان پر کیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جو کلمات زید نے کہے ہیں نہایت سخت ہیں اور جو کلمات بکر نے کہے ہیں وہ بھی خطرناک ہیں، ایسا کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے، لہٰذا زید اور بکر ہر دو کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے(1)۔

"إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال ذلك الغير: "من برسم كار میکنم نه بشرع" يكفر عند بعض المشايخ الخ"۔ (عالمگیری: 2/272)(2)۔

شرعاً بغیر بیوی کی رضامندی کے مہر ساقط نہیں ہو سکتا اور نہ کمی ہو سکتی ہے، اگر وہ معاف کردے گی تو معاف ہو جائے گا، تمام معاف کردے یا بعض(3)، بہر حال شوہر کو جبر کا حق نہیں۔ صورت مسئولہ میں اگر نباہ دشوار ہو گیا اور زوجین ایک دوسرے سے رضامند نہیں تو بہتر یہ ہے کہ خلع کرلیں(4) یعنی شوہر اپنے حقوق

---

(1) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، وبالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: 2/283، رشيديه)

(2) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: 2/272، رشيديه)

(3) "المهر وجب بنفس العقد ... وإنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه ... وإذا تأكد مهر ما ذكر لا يسقط بعد ذلك ... لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء كالثمن إذا تأكد بقبض المبيع". (رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر: 3/102، سعيد)

(4) "(ولا بأس به) أي بالخلع (عند الحاجة) للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر، وفي القهستاني عن شرح الطحاوي: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلهما ليصلحوا بينهما، فإن لم

کہ ہمیں معلوم ہے کہ تو کافر ہو جائے گا، العیاذ باللہ۔ اس وجہ سے زید کو غصہ آجاتا ہے اور یہ الفاظ زبان سے نکلتا ہے غصہ کی حالت میں کہ "میں تو کافر ہوں گا، جو تم سے ہو کر لو" مگر قوم باوجود ان کلمات کے سننے کے چپ نہیں ہوتی بلکہ بار بار کہتی ہے، اس پر زید کو غصہ بڑھ جاتا ہے اور اپنے کو ان کے سامنے کہتا ہے کہ "میں کافر ہوں" تو اس صورت میں زید پر کیا حکم ہے اور قوم کا ان کلمات کے سننے کے باوجود تنگ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ لیکن زید یہ کتاب نعوذ باللہ کفر کی نیت سے ہرگز نہیں دیکھتا۔ صحیح صحیح جواب درج فرمادیں۔ فقط۔ احقر محمد ہاشم متعلم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

عالم، فہیم شخص کو مناظرہ کے لئے غیر مذہب کی کتب کا مطالعہ جائز ہے، اگر اپنے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو(۱) اور ایسے شخص کو قوم کا بار بار ایسے سخت الفاظ کہنا بہت برا اور ناجائز ہے، نیز زید کا ایسا جواب دینا جو سوال میں مذکور ہے سخت خطرناک اور گناہ ہے حتی کہ بعض فقہاء نے ایسے الفاظ بولنے والے کی تکفیر کی ہے، لہذا صورتِ مسئولہ میں زید کو احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرنا مناسب ہے، اور آئندہ ان الفاظ کے بولنے سے بچنا، توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے۔

"إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً، لكنه لم يعتقد الكفر، قال بعض أصحابنا: لا يكفر؛ لأن الكفر يتعلق بالضمير، ولم يعتقد الضمير على الكفر، وقال بعضهم: يكفر وهو الصحيح عندي؛ لأنه استخف بدينه" بحر: ۵/۱۲۵(۲)، عالمگیری: ۲/۸۹۴(۳)۔ "ما كان

---

(۱) "وقد صنف الأشعري كتباً كثيرة لتصحيح مذهب المعتزلة، ثم إن الله عزوجل لما تفضل عليه بالهدى، صنف كتاباً ناقضاً لما صنّف لتصحيح مذهب المعتزلة، إلا أن أصحابنا رحمهم الله تعالى من أهل السنة والجماعة خطئوه في بعض المسائل التي أخطأ فيها أبو الحسن، فمن وقف على المسائل و عرف خطأه، فلا بأس بالنظر في كتبه و إمساكها ...... و من العلوم المذمومة علوم الفلاسفة، فإنه لا يجوز قراءتها لمن لم يكن متبحراً في العلم و سائر الحجج عليهم و حل شبهاتهم و الخروج عن إشكالاتهم".

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ۵/۳۷۸، رشيدية)

(۲) (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۰۵، رشيدية)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بتلقين الكفر و الأمر بالارتداد: ۲/۲۷۶، رشيدية)

فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط". عالمگیری: ۲/۲۸۳ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۲۶/۲/۵۲ھ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/رجب/۵۲ھ۔

عیسائی کتابیں فروخت کرنا کیا کفر ہے؟

سوال [۱۱۰۲]: زید ایک معزز سید خاندان کا فرد ہے، بہت دنوں سے کانگریس کا لیڈر اور واعظ بھی ہے، زید کا لڑکا عمر مختلف مدارس میں تھوڑے سے عربی تعلیم حاصل کر کے عیسائی مشنری سے مشنری کی چھوٹی چھوٹی کتابیں لے کر عوام میں تقسیم کرتا رہا، کچھ دنوں بعد باضابطہ عیسائی مذہب قبول کر لیا، اس کا اعلان مستند اخبارات میں شائع ہوا۔ بستی کے لوگوں نے زید سے بازپرس کی تو اس نے انکار کیا اور کچھ دنوں بعد خود جا کر عمر کو اپنے ساتھ مکان لے آیا، عمر ایک ہفتہ کے قریب گھر رہا اور دو ایک دن کی نماز بھی مسجد میں پڑھی، مشنری میں واپس ہونے کی یہ تاویل کی کہ وہاں ملازمت کرتا ہے، اس کے بعد پھر واپس چلا گیا، عمر کو مشنری سے کافی اچھا مشاہرہ ملتا ہے، اور زید کو بھی اس روپیہ سے مدد ملتی ہے، باپ بیٹے میں خط وکتابت اور ترسیل زر بھی جاری ہے۔ زید کا ذریعہ معاش وعظ بیان کر کے نذرانہ پانا، عمر کی آمدنی پادری بن کر مشنری مشاہرہ پانا۔ حالت مذکورہ میں عام مسلمان، زید کے خاندان والے زید کو مسلمان تسلیم کریں یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں؟ دونوں باپ بیٹے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی کو مسلمان یا غیر مسلم قرار دینے کا مدار اصلاً عقائد پر ہے جس میں اسلام کے بنیادی اصول موجود ہوں اس پر غیر مسلم ہونے کا حکم لگانا آسان نہیں (۲)۔ وعظ کہہ کر نذرانہ لینا کفر نہیں، نہ اس کی وجہ سے اسلام

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(۲) "وفي الفتاوى الصغرى: الكفر شيء عظيم فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر ... وفي البزازية: إلا إذا صرح بإرادة موجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذ" (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۱۰، رشيدية)

سے خارج ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے مذہب کی کتابیں فروخت کرنا جن میں اسلام کی تردید ہو نہایت قبیح اور شرعاً مذموم ہے، لیکن کفر کا فتویٰ اس پر نہیں ہو سکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس شخص نے اسلام کو ترک کر دیا ہے، اس کو لغو اور باطل سمجھ کر عیسائیت کو صحیح دین سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔ کسی کام کے جائز و ناجائز ہونے کا حکم اور ہے اور اس کے کفر ہونے کا حکم جداگانہ ہے۔ آپ نے یہاں اس کے اسلام ہی کو دریافت کیا ہے لہٰذا آپ زید عمرو سے ان کے عقائد دریافت کر کے لکھئے۔ البتہ عیسائی مشنری کی کتابیں فروخت کرنا اس کو ذریعۂ معاش بنانا شرعاً درست نہیں، اس کو بند کر کے جائز ذریعۂ معاش اختیار کرنا ضروری ہے (۱)۔ وعظ کے لئے مستقل ملازمت کر لی جائے مثلاً ہر ہفتہ ایک یا دو مرتبہ آتی، یہ وعظ کہتا ہوگا، وہ اتنی تنخواہ دے گی تو شرعاً درست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۹۰ھ۔

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم﴾ الآية [لقمان: ۶]

"وقال الضحاك في قوله تعالى ﴿ومن الناس﴾ الخ يعني الشرك ... واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله". (تفسير ابن كثير ۳: ۵۸۴، دار السلام)

وقال الله تعالى: ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى، وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم ... قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "الدال على الخير كفاعله" ... في الصحيح: "من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة ... ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة". (تفسير ابن كثير [illegible]، دار السلام)

(۲) "قال في الهداية: وبعض مشايخنا رحمهم الله تعالى استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية ... وزاد بعضهم الأذان والإقامة والوعظ". (رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة: ۶/ ۵۵، سعيد)

تناسخ کے قائل کا حکم

سوال[۲۰۲]: میرا ایک دوست جو اپنا کاروبار نہایت خوش اسلوبی سے چلا رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی دماغی حالت غیر اطمینان بخش بھی نہیں کہی جا سکتی، وہ اس خبط میں مبتلا ہے کہ وہ اس سے پہلے بھی پیدا ہو چکا ہے اور اس دور کے کچھ حالات بھی من گھڑت طور پر بتلاتا ہے، غرض یہ کہ وہ کافی حد تک تناسخ کا قائل تھا اور ہے اور کہتا ہے کہ میری آئندہ پیدائش کتے کی شکل میں ہوگی(۱)۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا یا نہیں؟ نیز اس کے ساتھ نشست و برخاست، خلط ملط مناسب ہے یا نہیں؟ وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور مسلمان ہونے کا دعویدار بھی ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

غلط صحبت اور غلط کتابوں کے مطالعہ سے ایسا اثر پیدا ہو جاتا ہے(۲)، بہتر صورت یہ ہے کہ اس سے نرمی و محبت کا معاملہ کیا جائے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ نیز بزرگان دین کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ مفید ہوگا، کسی صاحب نسبت بزرگ کی خدمت میں چند روز رہنے کا موقع مل جائے تو زیادہ نفع کی توقع ہے، مثلاً حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب مدظلہ (جلال آباد ضلع مظفر نگر شاملی) سے اجازت لے کر وہاں کچھ وقت ان کی ہدایت کے موافق گزاریں، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پریشانی کی کیفیت دور ہو کر سکون نصیب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۴/۱۳۹۵ھ۔

---

(۱) تناسخ کے قائل کی تکفیر سے متعلق بحث فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ملاحظہ کریں: کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین: ۲/۲۶۴، رشیدیہ)

(۲) "قال الشیخ الامام صدر الإسلام أبو الیسر: نظرت فی الکتب التی صنفها المتقدمون فی علم التوحید، فوجدت بعضها للفلاسفة مثل: إسحاق الکندی و الإسفزاری و أمثالهما، و ذلک کله خارج عن الدین المستقیم، زائغ عن الطریق القویم، فلا یجوز النظر فی تلک الکتب، و لا یجوز إمساکها، فإنها مشحونة من الشرک و الضلال. قال: و وجدت أیضاً تصانیف کثیرة فی هذا الفن للمعتزلة مثل: عبد الجبار الرازی و الجبائی و الکعبی و النظام و غیرهم، ولا یجوز إمساک تلک الکتب والنظر فیها، کی لا تحدث الشکوک و لا یمکن الوهن فی العقائد الخ". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات: ۵/۳۷۷، رشیدیه)

چیچک میں ہندوؤں کی مائی کو چندہ دینا

سوال[۱۰۲]: چیچک کی بیماری میں نومسلم لوگ ہندوؤں کی مائی کو پوجاپاٹ کے لئے چندہ دیتے ہیں، دارالعلوم کے صدر صاحب نے چیچک کی بیماری پر ہندوؤں کو چندہ دینے پر لوگوں کے نکاح ٹوٹ جانے کا فتویٰ دیا ہے، کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شرک وکفر کے لئے چندہ دینا نہایت خطرناک ہے(۱)، احتیاطاً اگر ان لوگوں کا نکاح دوبارہ پڑھا دیا گیا تو مضائقہ نہیں(۲)، آئندہ وہ لوگ پورا پرہیز کریں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/۹۲ھ۔

دوکان کے افتتاح پر "ست نارائن" کی پوجا

سوال[۱۰۳]: ایک مسلمان نے اپنی دوکان کا افتتاح کیا، اس نے ایک پنڈت سے دوکان کے اندر وباہر "ست نارائن" کی پوجا کرائی، پوجا کا پرشاد بھی بانٹا گیا، اس طریقہ سے اس نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا، چند مسلمانوں نے دیکھا تو اعتراض کیا تو مالک دوکان نے کہا کہ ہمارے یہاں جو ملازم غیر مسلم ہیں ان کی خواہش تھی کہ اس رسم افتتاح کے موقع پر ہم بھی پوجا کریں گے۔ اب اس فعل کے کرانے یا کرنے میں گناہ کبیرہ ہوا یا شرک ہوا؟

نوٹ: پوجا کے ختم پر رنڈیوں کا ناچ وگانا بھی ہوا۔

---

(۱) قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (المائدۃ: ۲)

"نھی عن معاونۃ غیرنا علی معاصی اللہ تعالیٰ". (أحکام القرآن للجصاص: ۳۲۹/۲، قدیمی)

"فیعم النھی کل ما ھو من مقولۃ الظلم والمعاصی، و یندرج فیہ النھی عن التعاون علی الاعتداء والانتقام". (روح المعانی: ۵۶/۶، دار إحیاء التراث العربی)

(۲) "ما کان فی کونہ کفراً اختلاف، فإن قائلہ یؤمر بتجدید النکاح و بالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط". (الفتاویٰ العالمکیریۃ، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ: ۲۸۳/۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مریم نے جب کہا کہ ایسا خدا کوئی چیز نہیں تو اسی مفہوم کی نفی کرنا مقصود ہے، نہ کہ خدا پر ایمان کی نفی، لہٰذا اس پر کفر کا فتویٰ نہیں ہوگا(۱) البتہ ایسے الفاظ بولنے سے منع کیا جائے گا جن سے کفر کا شبہ بھی ہوتا ہو(۲) لہٰذا توبہ واستغفار کرے(۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۳/۱۶ھ۔

---

(۱) "وقد قيل: لو كان تسعة وتسعون دليلاً على كفر أحد، ودليل واحد على إسلامه، ينبغي للمفتي أن يعمل بذلك الدليل الواحد؛ لأن خطأه في علامه خير من خطاءه في حده وقصاصه". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۶۷، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ، قبيل الباب العاشر ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، باب المرتد: ۴/۲۳۰، سعيد)

(۲) "عن بلال بن الحارث رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "وإن الرجل ليتكلم بالكلمة من الشر ما يعلم مبلغها، يكتب الله بها عليه سخطه إلى يوم يلقاه". (مشكوة المصابيح، باب حفظ اللسان، الفصل الثاني: ۲/۴۱۳، قديمي)

وفي حديث آخر: "وإن الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله ... فيكتب الله بها سخطه إلى يوم القيامة". وفي الإحياء: وكان علقمة يقول: وكم من كلام منعنيه حديث بلال بن الحارث ... اللسان جرمه صغير وجرمه كبير وكبير ... واحفظ لسانك عما ليس فيه خير اهـ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب الآداب: ۸/۵۸۲، ۵۸۹، باب حفظ اللسان، رشيديه)

(۳) قال العلامة الآلوسي: "ولم يختلف أهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على أرباب الكبائر، ... وعبارة المازري: اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة ... سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة". (روح المعاني ۲۸/۱۵۹، دار إحياء التراث العربي)

"وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة اهـ. وظاهره أنه أمر احتياط اهـ". (رد المحتار، باب المرتد: ۴/۲۳۰، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، أحكام المرتدين ۲/۲۸۳، رشيديه)

یہ کہنا کہ ’’رزق ہم دیں گے‘‘

سوال [۱۰۶]: قاری فخرالدین صاحب نے ایک آدمی کو کہا کہ ’’رزق ہم دیں گے‘‘ کیا ایسا کہنا شریعت کے نزدیک جائز اور درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قاری فخرالدین صاحب حیات ہوں تو خود ان سے ہی اس کا مطلب دریافت کیا جائے، ممکن ہے کہ ان کی تشریح سے اشکال ختم ہوجائے، حقیقۃً رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اہلِ عرب مجازاً بولتے ہیں ’’رزق الأمیر الجند‘‘ امیر نے لشکر کو رزق دیا یعنی تقسیم کیا (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

قانونِ شریعت کو نہ ماننے والے کا حکم

سوال [۱۰۷]: جو شخص قانونِ خدا اور رسول کو نہ مانے بلکہ ضد وانکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا شخص گنہگار ہے، اس کو اپنی ضد چھوڑ کر حکمِ شرعی پر عمل لازم ہے (۲)۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

---

(۱) ’’الرازق والرزاق: في صفة الله تعالى؛ لأنه يرزق الخلق أجمعين. .... قال الله تعالى: ﴿وما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها﴾. قال الله تعالى: ﴿ما أريد منهم من رزق، وما أريد أن يطعمون﴾ يقول: بل أنا رازقهم ما خلقتهم إلا ليعبدون، وقال تعالى: ﴿إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين﴾ ورزق الأمير جنده، فارتزقوا ارتزاقاً‘‘. (لسان العرب، للعلامة أبي الفضل جمال الدين: ۱۰/۱۱۵، دار صادر، بيروت)

(۲) وقال الله تعالى: ﴿وما آتاكم الرسول فخذوه، وما نهاكم عنه فانتهوا﴾: أي مهما أمركم به =

مایتعلق بألفاظ الکفر

(الفاظِ کفر کا بیان)

دعوۃ الحق کو دعوۃ الکفر کہنا

سوال [۱۰۲]: "مجلسِ دعوۃ الحق" جو مولانا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور اس وقت ہردوئی میں مولانا سید ابرار الحق صاحب دعوۃ الحق کے کاموں کو کر رہے ہیں اور اشاعت تعلیم وغیرہ اور جو مقاصد دعوۃ الحق کے ہیں انہیں انجام دے رہے ہیں، مولانا موصوف کے کاموں سے اہل علم ناواقف نہیں ہیں اور مجلس دعوۃ الحق کا اہل علم کو علم ہے۔

اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ ایک عالم دعوۃ الحق کو سمجھتا ہے کہ یہ دعوۃ الحق نہیں بلکہ دعوۃ الکفر ہے۔ کیا ایسے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ اور کیا ایسے عالم سے اعتقاد رکھنا درست ہے؟ اور اس کا وعظ سننا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا درست ہے؟ کیا ایسے عالم کا عوام وخواص مسلمین کو بائیکاٹ کرنا چاہیے؟ نیز کیا ایسے عالم کی تکفیر کی جا سکتی ہے؟ اور شرعاً کیا اسے حکم دیا جائے گا کہ تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح بھی کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان عالم صاحب سے اس کی شرعی وجہ دریافت کی جائے، یہ معمولی چیز نہیں جوکہ جزئی مسئلہ کی حیثیت سے ہو بلکہ بنیادی چیز ہے(۱)۔ جب تک وہ اس کو مدلل طور پر بیان نہ کریں ان کی یہ بات قابلِ اتباع نہیں اور خود ان پر حکمِ کفر عائد کرنے میں بھی جلدی نہ کی جائے، البتہ ان کا اس قسم کا وعظ نہ سنا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "وفي المحيط: من ذكر عنده الشرع، فتجشأ: أي عمداً أو تكلفاً، أو صوّت صوتاً كريهاً، أي تقذراً أو تكبراً، أو قال: هذا الشرع، كفر: أي حيث شبه الشرع بالأمر المكروه في الطبع". (شرح الفقه الأكبر، قبيل فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۷۵، قديمي)

"مجرم کو اللہ تعالیٰ نہیں چھڑا سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھڑا سکتے ہیں" کہنا

سوال[۱۰۱۰]: بریلوی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "قیامت کے دن معصیت کے بارے میں جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے پکڑ لیں گے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور خدا جس شخص کو سزا دینے کے لئے پکڑیں گے، اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم چھڑا سکتے ہیں"۔ آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن صاحبان کا یہ عقیدہ ہے ان سے اس کی دلیل قرآن وحدیث سے دریافت کی جائے، ہم نے کسی آیت اور کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں پڑھا، نہ ہم عقائد کی کتابوں میں۔

بریلوی مکتبِ فکر کے بہت سے عقائد ایسے نرالے ہیں کہ قرآن، حدیث شریف، آثارِ صحابہ، ائمہ مجتہدین، فقہ میں ان کا نام ونشان بھی نہیں، بلکہ ایسے مضمون کو عقیدہ قرار دینا بھی مشکل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

خدا کو بے انصاف، اور خود کو کافر کہنا

سوال[۱۰۱۱]: زید کی بیماری کی حالت میں اس کی بیوی نے کہا کہ آپ کلمہ استغفار پڑھیں، اور بیماری بھی ایسی شدید نہیں تھی اور گویا تندرستی کی حالت میں بھی کلمہ استغفار پڑھنے کے لئے کہا، اس نے دونوں حالتوں میں انکار کر دیا۔ زید کی بیوی اور ماں مر جانے کے بعد زید کہتا رہا کہ "اس نے میری توجہ میت والوں کی جگہ مہمانوں کی جانب سے اوپر ہوگا"۔

کچھ عرصہ تک جب زید یوں کہتا رہا تو آخر اس کی بیوی نے کہا کہ ایسے کلمات خدائے عزوجل کی شان میں کہنے سے کافر ہو جائے گا، تو زید نے یہ بھی کہا کہ "خدا کے ہاں انصاف نہیں، خدا بے انصاف ہے اور میں تو کافر ہوں، تم بھی مجھے استغفار کو کہتی ہو"۔ عورت بولتی تھی کہ تو اپنی زبان سے کافر نہیں کہتی۔ زید نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ میں کافر ہوں۔ مجھے جنت میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں، تم ہی چلی جاؤ، میں تو دوزخ میں

رہنا ضروری ہے، اسے اوپر جانے وغیرہ سے قابو میں رکھیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۴/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ربیع الثانی/ ۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۲۰/ ربیع الثانی/ ۵۷ھ۔

"اللہ تعالیٰ بے انصاف ہے" کہنا

سوال [۱۱۲۴]: عورتوں میں آپس میں اولاد کی بات چیت تھی، ایک عورت نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ بہت بے انصاف ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے کسی کو اولاد نہیں دیتا"۔ کیا یہ کلمہ کفر ہے؟ کیا اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ توبہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کلمہ کہ "اللہ تعالیٰ بہت بے انصاف ہے، کسی کو اولاد دیتا ہے کسی کو اولاد نہیں دیتا" کلمہ کفر ہے(۱)۔ "نعوذ باللہ منہ، استغفر اللہ"۔ اس کے ذمہ ضروری ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان کرے اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوائے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۵/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۵/۹۲ھ۔

---

(۱) "یکفر إذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به" (البحر الرائق، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیه)

(وکذا في التاتارخانیة علی هامش الهندیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً أو خطأً، الفصل الأول، النوع الثاني فیما یتعلق بالله تعالیٰ: ۱/۳۲۳، رشیدیه)

(والفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بذات الله تعالیٰ وصفاته: ۲/۲۵۸، رشیدیه)

(۲) "ما کان في کونه کفراً اختلاف، یؤمر قائله بتجدید النکاح والتوبة احتیاطاً. هذا إذا تکلم الزوج، فإن تکلمت به، قال مشائخ بلخ ومشائخ سمرقند والحاکم الشهید وإسماعیل الزاهد: علی أنه لا یؤدي إلی إفساد النکاح، ولا یؤمر بتجدید النکاح، هذا إذا لم تجد التوبة علیها، ویحبسها الحاکم قدر ما ترجع. ومشائخ بخاری علی فساد النکاح، ولکن تجبر علی نکاح الأول ولو بدینار، وهذه فرقة بلا طلاق إجماعاً، ولا نفقة في هذه العدة، وبهذا کله یفتی" (التاتارخانیة علی هامش الهندیة، کتاب ألفاظ تکون …

خدائے پاک کو بے انصاف کہنا

سوال[۹۱۳]: زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن زید کی شکل لڑکے پر نہ پڑی بلکہ ماموں پر پڑی، زید نے مذاق میں کہدیا "دیکھو اللہ تعالیٰ نے بے انصافی کی ہم کو نہیں پڑا، اپنے ماموں کو پڑ گیا"۔ زید کے لئے اب شرعاً کیا حکم ہے، کیا تجدید ایمان وتجدید نکاح کرایا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محلِ ایمان قلب ہے، قلب سے اس کا نکل جانا کفر ہے، مگر جس طرح ظہورِ ایمان کے لئے زبان ترجمانِ قلب ہے، اسی طرح بعض کلمات کے صدور کو امارتِ کفر قرار دیا گیا ہے۔ بے انصافی، ظلم کی نسبت خدائے پاک کی جانب اعتقاداً بھی کفر ہے اور قولاً بھی، اگر چہ دل میں کفر نہ ہو، اگر کلماتِ کفر استہزاءً کہے جائیں تب بھی حکمِ کفر عائد ہوتا ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں تجدیدِ ایمان، تجدیدِ نکاح، توبہ کرادی جائے۔

"ولو قال: إن قضى الله تعالى يوم القيامة بالحق والعدل أخذت لك بحقي، فهذا كفر، كذا في المحيط"(۱)۔ "رجل قال: يا خدا! روزي برمن فراخ كن، يا باز ارگاني من روزه دكن، يا برمن جور مكن، قال أبو نصر الدبوسي: يصير كافراً بالله. كذا في فتاوى قاضي خان" (۲)۔

"ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط" (۳)۔

= إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الأول: ۶/ ۳۲۴، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه)

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر انواع: ومنها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/ ۲۵۹، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع آخر فيما يضاف إلى الله تعالى: ۵/ ۵۴۵، المكتبة الغفاريه، كوئته)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق: ۲/ ۲۶۰)

(وكذا في فتاوى قاضي خان، كتاب السير، باب ما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون: ۳/ ۵۷۴، رشيديه)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه) .... =

"قال أبو حفص: من نسب الله تعالیٰ إلی الجور، فقد کفر، کذا فی الفصول العمادیة"۔

فتاوی عالمگیری، باب کتاب السیر: ۲/۹۱(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۹/ ۷/ ۸۸ھ۔

کیا خدا ظالم ہے؟ (نعوذ باللہ)

سوال[۱۱۳]: ایک صاحب یہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کا ظالم ہونا ممکن بلکہ وقوع ہے" دلیل یہ دیتے ہیں کہ "مثلاً: زید نے عمر کو قتل کیا یا کوئی بھی کبیرہ گناہ کیا اور وہ آج سے سو سال پہلے انتقال کر گیا تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم رسید کرے گا، اس کے بعد بکر کا انتقال ہوتا ہے اور بکر کا انتقال زید سے ایک سو سال بعد ہوتا ہے اور کوئی کبیرہ گناہ کیا ہو تو یہ دونوں میں سے کسی نے توبہ نہیں کی تو یہ بھی جہنم میں جائے گا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب گناہ میں دونوں برابر ہیں تو پھر زید کو سو سال تک عذاب کیوں دیا گیا اور اس کو سو سال عذاب کم دیا گیا، لہذا نعوذ باللہ خدا ظالم ہے"۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ یہ بات تحریر کریں کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جبکہ وہ اس قول پر مصر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ظلم کے معنیٰ "ملکِ غیر میں ناحق تصرف کرنا"، تمام مخلوق اللہ کی ملک ہے، پس خالق مالک اپنی مخلوق مملوک میں جو بھی تصرف کرے گا، وہ ظلم نہیں ہوگا، اس کو ظلم کہنا ناواقفیت کی بناء پر ہے، نیز یہ شخص نہ الفاظ کے مفہوم کو سمجھتا ہے نہ آدابِ خداوندی سے واقف ہے، اس کو لازم ہے کہ توبہ استغفار کرے، زبان ایسے ناشائستہ کلمات

= (وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۶/۳۲۳، رشیدیه)

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: ومنها ما یتعلق بذات الله تعالیٰ وصفاته: ۲/۲۵۹، رشیدیه)

(وکذا فی المحیط البرهانی، کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین، نوع آخر فیما یضاف إلی الله تعالیٰ: ۵/۵۵۳، المکتبة الغفاریة، کوئٹه)

سے بچتے رہے ورنہ ایمان سلامت نہیں رہے گا(۱)۔

سیدھی بات ہے کہ جس نے سو سال پہلے جرم کیا اس کی سزا سو سال زائد ہے اس سے جس نے سو سال بعد جرم کیا، یہ تجویز کہ کسی گناہ کی بناء پر یقینی طور سے وہ جہنم میں ضرور رہیگا، نہ صدقہ جاریہ سے اس کا بچاؤ ہو سکے گا، نہ علم نافع سے، نہ ولد صالح سے جو کہ دعا کرتا ہو، نہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے، یہ تجویز خود ہی بڑی جرأت ہے، گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے اور رحمت سے مایوس ہونے کی بھی اجازت نہیں(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۱۰/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۰/۸۹ھ۔

اللہ میاں کا اپنی تعریف کرنا

سوال[۱۱۰۹]: ایک عالم صاحب ﴿الم، ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾ پڑھ کر فرماتے ہیں کہ "اللہ میاں اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے"، از روئے شرع یہ الفاظ کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً:

ظاہر ہے کہ الفاظ تو اللہ میاں کی عظمت کے خلاف اور نہایت استہزاء واستخفاف پر دلالت کرتے ہیں جن

---

(۱) "من نسب الله تعالى إلى الجور، فقد كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/۲۵۹، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، الفصل في مسائل المرتدين، نوع آخر فيما يتعلق بالله تعالى: ۵/۵۳۵، المكتبة الغفارية، كوئته)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالله تعالى: ۵/۴۶۶، إدارة القرآن)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولا تيأسوا من روح الله، إنه لا ييأس من روح الله إلا القوم الكافرون﴾ (يوسف: ۸۷)

قال العلامة الآلوسي: "وذكر الإمام أن اليأس لا يحصل إلا إذا اعتقد الإنسان أن الإله غير قادر على الكمال، أو غير عالم بجميع المعلومات، أو ليس بكريم، واعتقاد كل من هذه الثلاث يوجب الكفر، واستدل بعض أصحابنا بالآية على أن اليأس من رحمة الله تعالى كفر". (روح المعاني: ۱۳/۴۲، دار إحياء التراث العربي)

سے ایمان سلب ہوکر ارتداد کا حکم ہوتا ہے (1) وہ عالم صاحب ہی اپنے الفاظ کی تشریح کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

"میں اللہ اور رسول کو نہیں جانتا" کہنے کا حکم

سوال [۱۱۶] : زید اور بکر کے درمیان کسی امر پر بحث چل رہی تھی تو زید نے کہا کہ بھائی جو بات بھی گفتگو کرو وہ اللہ و رسول کے ساتھ ہونی چاہیے اور اللہ و رسول کو درمیان میں ڈال کر کہو۔ بکر نے اس پر یہ کہا کہ "میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا"۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور پھر جب بکر سے کہا گیا: تو اٹھ کر یہاں سے اٹھ جا، تو ہمارے درمیان بیٹھنے کے قابل نہیں ہے جب تک توبہ نہ کرے، حکم شرع کے مطابق عمل نہ کرے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا اور زید کے مخالف ہوگئے اور بکر کی طرفداری کرنے لگے۔ اب امر ضروری یہ ہے کہ بکر کے ساتھ جو اس کی ہمدردی یا حکم شرع میں پابندی نہ کرنے والے اور زید پر ناراض ہونے والوں کا کیا حکم ہے؟

(الجواب مدرسہ خلیل العلوم)

بکر کے اوپر توبہ واجب ہے اور تجدید ایمان و نکاح بھی ہونا چاہئے اور جو اشخاص بکر کے ساتھ ہیں اور اس کے اس کہنے کو کہ "میں اللہ اور رسول کو نہیں مانتا" برا نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس کی تائید کر رہے ہیں، ان پر بھی توبہ واجب اور تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ حکم شرع میں برادری کا لحاظ لازم نہیں، جن اشخاص نے اور زید نے بکر کو اٹھ جانے کو کہا اس پر ان کو اجر و ثواب ملے گا اور جنت کے مستحق ہوں گے۔

خلیل احمد مدرس اہل سنت خلیل العلوم سنبھل۔ مرادآباد ۱۹/ محرم الحرام۔

الجواب حامداً ومصلیاً:　　دارالعلوم دیوبند

مسلمان کے کلام کے لئے جہاں تک ہو سکے یہ محمل نکالا جائے کہ وہ مسلمان اسلام سے خارج نہ ہو، پھر خاص کر جبکہ وہ معذرت بھی کرتا ہو کہ "یہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے"۔ اس کے الفاظ کا یہ مطلب بھی

---

(۱) "یکفر إذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق به، أو سخر باسم من أسمائه، أو بأمر من أوامره" (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته: ۲/ ۲۵۸، رشیدیه)

مصلحۃً کذب کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا

سوال [۱۱۰]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ مسمی عبد الواحد نے یہ کہا اپنے داماد سے کہ "میں کانپور ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا" پھر کچھ روز کے بعد مذکورہ ضلع میں مذکورہ لڑکی کی شادی کردی، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ نے مسجد میں بیٹھ کر قسم کھائی تھی کہ مذکورہ ضلع میں لڑکی کی شادی نہیں کروں گا، پھر آپ نے کیوں کردی۔ تو اس پر مسمی عبد الواحد نے یہ جواب دیا کہ "مصلحت کے وقت مسجد کو سر پر رکھ لینا اور جھوٹ بولنا جائز ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مصلحت کے وقت جھوٹ بولتے تھے"۔ (نعوذ باللہ) لہذا شریعت کی رو سے جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے کہ اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ عین نوازش ہوگی۔ (معرفت: حافظ قاری محمد ولی اللہ صاحب)

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صادق، امین تھے، سچے تھے، دیانت دار تھے، نزولِ وحی سے پہلے بھی کبھی آپ نے کوئی غلط بات زبانِ مبارک سے نہیں نکالی، اس کا اعتراف آپ کے سخت مخالف اور دشمن بھی کرتے تھے(۱)۔ اور نزولِ وحی کے بعد بھی کبھی آپ نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا(۲) کسی مصلحت کی خاطر جھوٹ نہیں

---

(۱) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: لما نزلت: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾ صعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على الصفا، فجعل ينادي: "يا بني فهر، يا بني عدي" لبطون قريش، حتى اجتمعوا، فجعل الرجل إذا لم يستطع أن يخرج، أرسل رسولاً لينظر ما هو، فجاء أبو لهب وقريش، فقال: "أرأيتكم لو أخبرتكم أن خيلاً بالوادي تريد أن تغير عليكم، أكنتم مصدقي؟" قالوا: نعم، ما جربنا عليك إلا صدقاً، قال: "فإني نذير لكم بين يدي عذاب شديد". (صحيح البخاري، تفسير سورة الشعراء، باب قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾: ۲/ ۷۰۲، قديمي)

(۲) روى الإمام البخاري رحمه الله تعالى في حديث هرقل الطويل الذي وقع لأبي سفيان في حالة كفره بعد رسالته صلى الله تعالى عليه وسلم: "قال: فهل كنتم تتهمونه بالكذب قبل أن يقول ما قال؟ قلت: لا ... وسألتك هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل أن يقول ما قال؟ فذكرت أن لا، فقد أعرف أنه لم يكن ليذر الكذب على الناس ويكذب على الله". (باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ۱/ ۴، قديمي)

بولا، کبھی وعدہ خلافی نہیں کی، ان چیزوں سے آپ کی ذات اقدس بالکل پاک تھی، شخص مذکور کو اپنے اس قول سے رجوع اور توبہ لازم ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

رام کرشن کو برا کہنا

سوال[۲۰۱۰]: رام کرشن کو برا کہنا یا برا سمجھنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان کو برا کہنے والے اور برا نہ سمجھنے والے کا عند الشرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قیامت کے دن ان کے متعلق سوال نہیں ہوگا، بلاوجہ کسی کو بھی برا کہنا برا ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۱/۵/۹۶ھ۔

جو شخص قرآن وحدیث کو غلط بتلائے اس کا حکم

سوال[۱۲۱۱]: ہم لوگ تین آدمی مسجد بنانے کے لئے چندے کی اسکیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی شراب پی کر ہمارے پاس کھڑا ہوگیا، تھوڑی دیر تک بات ہوتی رہی، مگر نشے میں اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ "مسلمانوں کا یہ قرآن وحدیث سب غلط ہے، یہ ہندو مذہب کی توہین کرتے ہیں، اس پر ہمارے ہاں ہندو مسلم جھگڑے کی نوبت بہت آگے تک پہنچ گئی"۔ اب بتائیں کہ ہم لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

بات معمولی تھی، حسن تدبیر سے ختم کی جا سکتی تھی مگر بڑھ گئی، اب بہت نرمی و شفقت سے اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے، کسی عالم بزرگ کے پاس کسی تدبیر سے اس کو لے جا کر اس کو فہمائش کرائی جائے کہ تمہاری زبان

---

(۱) "وفي غرر المعاني: مثل عمن قال لزوجته: خلاف گو، فقالت المرأة: پیغمبران خلاف گفتند، قال: کفر، کفراست، لو یکند نکاح تازہ کند"۔ (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالأنبياء: ۲/۲۶۶، رشیدیه)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدواً بغير علم﴾ (الأنعام: ۱۰۸)

سے بہت سخت الفاظ نکل گئے ہیں (۱) ابھی توبہ کا وقت ہے توبہ کرلو، ورنہ انجام بہت سخت ہے، اس کے ساتھ تحقی کا معاملہ کرنے کا نتیجہ بھی بظاہر بہت خراب ہے، اس لئے کہ دوسرے لوگ اس کے ساتھ فتنہ کرنے والے موجود ہیں، خدا جانے اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۸/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جو شخص قرآن وحدیث کو نا قابل عمل بتائے اس کا حکم

سوال [۱۲۲]: ایک مسلمان کے سامنے جب خدا اور رسول، قرآن وحدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ”آپ تو ان سب پرانی باتوں کو مانتے ہیں، یہ دور دوسرا ہے، اس دور کے لئے اس دور کے لوازمے بتلائیں“۔ ایسا مسلمان قرآن خداوند اور احادیث کی روشنی میں کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کا مقصد خدانخواستہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث اس دور میں کارآمد نہیں، ان کے اصول واحکام قابل عمل نہیں رہے، ان سے زندگی کی اصلاح نہیں ہو سکتی تو ایسا شخص مسلمان نہیں۔ معاذ اللہ۔ کذا فی العالمگیری (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ”إذا أنكر آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة: أو عاب، كفر“. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيدية)

”والحاصل أنه إذا استخف بسنة أو حديث من أحاديثه صلى الله تعالى عليه وسلم، كفر“. (البزازية على هامش الهندية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الثالث في الأنبياء: ۶/۳۲۸، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في ما يتعلق بالقرآن: ۵/۴۶۹، إدارة القرآن)

وفي التاتارخانية متعلقاً بالحديث المبارك: ”وإذا كان الفقيه يذكر شيئاً من العلم، أو يروي حديثاً صحيحاً، فقال له الآخر: اين بحث نيست وزده فهذا كفر“. (كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۲)

(۲) ”ولو قال: قرأت القرآن كثيراً، فما رفعت الجناية عنا، يكفر“. (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، ...

حفظ قرآن کو مکروہ کہنا

سوال[۴۰۳]: انگریزی بادشاہی میں اگر کوئی کہہ دے کہ "قرآن کا حفظ یاد کرنا مکروہ ہے" شریعت کاملہ کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی: مولوی الٰہی جان، ضلع کوہاٹ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو مقدار نماز میں فرض ہے اس کا یاد کرنا فرض عین ہے اور تمام کا یاد کرنا فرض کفایہ اور سنت عین ہے، لہذا جو شخص مکروہ کہتا ہے وہ جہالت اور حماقت بلکہ ضلالت میں مبتلا ہے (۱)۔ اس کو مسئلہ صحیح طور سے سمجھا دیا جائے۔

"وفرض القراءة آية على المذهب، وحفظها فرض عين، وحفظ جميع القرآن فرض كفاية وسنة عين اهـ". در مختار، (۱/۵۳۸) (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/۴/۱۱/۶۰ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ربیع الثانی/۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/ربیع الثانی/۶۰ھ۔

= موجبات الكفر أنواع، ومنها مايتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۷، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوي، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس التاسع في القرآن: ۴/۳۸۹، رشيديه)

(۱) اس حکم سے الفاظ پر تنبیہ کے لئے مخفی ہے

(وفي التاتارخانية: "ولو قال: كان الفقيه يذكر شيئاً من العلم أو يروي حديثاً صحيحاً، فقال له الآخر: ایں خن ہیچ کارۂ نیست، یا گفت: ازیں ہمہ امور وحشت سود درم است علم را بکار؟ يخاف عليه الكفر". (كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۴، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في أحكام المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/۵۶۹، المكتبة الغفارية، كوئته)

(۲) (الدر المختار، باب صفة الصلوة، فصل في القراءة: ۱/۵۳۸، سعيد)

میں مدد کریں گے"۔ بکر پر شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بکر نے بہت سخت جملہ کہا(۱)، اس کو توبہ واستغفار وندامت ضروری ہے، تجدید ایمان بھی کرے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

"اگر فلاں کام کروں تو امت سے خارج" کہنا

سوال[۷۲۲]: زید وبکر چچازاد بھائی ہیں اور دونوں کو حقیقی بہنیں منسوب ہیں اور زید عمر میں بکر سے بڑا ہے، زید نے کام سے بگاڑ ہے کچھ معاملات میں کافی بے عزتی بھی کی ہے، لیکن اس کے باوجود بکر نے کوشش کی کہ دونوں میں میل ملاپ باقی رہنا چاہیے تو زید کی عورت سے کہا کہ تم دونوں میں میل ملاپ کس طرح رہ سکتا ہے اس کی کونسی صورت ہے؟ تو زید نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، اس پر بکر نے جواب دیا کہ میل ملاپ کی یہ صورت ہے کہ اگر ہم تمہاری طرف سے کوئی اپنے خلاف بات سنیں تو ہم تم سے تصدیق کریں گے کہ کیا تم نے ایسی بات کہی ہے؟ اور اگر تم ہماری طرف سے کوئی اپنے خلاف بات سنو تو اس کی تصدیق کرلو، اگر ہماری طرف سے بات صحیح ثابت ہو جائے تو تم ہمارے پچاس جوتے مار سکتے ہو، "اگر ہم اس پر ذرا بھی اف کریں اور تم سے خلاف ہو جائیں تو ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں نہیں ہیں"۔

ان شروط باتوں کا اس وقت زید نے کوئی جواب نہیں دیا، یہ باتیں دوپہر کو ہوئیں اور رات کو نو بجے کے

---

(۱) اس قسم کے جملے سے کم درجے کے کلمات کہنے والے کے لئے بھی فقہائے کرام نے تعزیر دینے کی سزا تجویز کی ہے، لہذا اس عبارت کے تحت تعزیر کی سزا اور تنبیہ اور بھی سخت ہوسکتی ہے: قال في التاتارخانية: "وسئل عن رجل قيل له: مرا آئینه ده دو عمارت مسجد حاضر شوی تا بنوز. فقال الرجل: من در مسجد آیم بخدا در حرم وحرم مرا با مسجد چکار؟ وهو مصر على ذلك، فقال: لا يكفر، ولكن يعزر". (كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/ ۵۲۹، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، فصل في المتفرقات: ۵/ ۵۸۱، العطريه)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيديه)

قریب زید نے یہ جواب دیا کہ یہ کام مذکورہ شرعاً بھی تسلیم ہیں۔ اس کے چند دن بعد ایک صاحب کے یہاں شادی تھی جس کا زید سے کوئی تنازع نہیں رہا تھا وہ بکر سے مکمل ملاپ تھا، اس نے بکر کو شرکت شادی کی دعوت دی تو اس میں شرکت کے لئے بکر نے زید سے پوچھا کہ اب ہم کو کیا کرنا چاہئے، جس کا گھر سے تنازع تھا اس نے ہم کو شرکت شادی کی دعوت دی ہے تو زید نے کہا کہ فلاں بھی چلا گیا ہے اور اس کے لئے تم یہ شادی تمہاری ہے جب قسم داخل چاہے نہ ہو، میں کچھ نہیں بولتا اس کے بعد بکر نے شادی میں شرکت کی۔

اب زید کہتا ہے کہ بکر نے قسم مذکورہ کھائی تھی کہ ہم زید کے خلاف نہیں جائیں گے اور اس نے شادی میں شرکت کرکے خلاف ورزی کی، لہذا وہ قسم کا حانث ہوگا اس لئے وہ کافر ہوگیا اور اس کا نکاح ختم ہوگیا اب بکر کو لازم ہے کہ بعد تجدید ایمان اپنا نکاح دوبارہ کرلے۔ کیا مذکورہ باتوں پر بکر مرتکب کفر ہیں: غلط ہوگیا؟ زید محض بے عزتی کررہا ہے؟ اگر اس کی بے عزتی کررہا ہے تو زید کے لئے از روئے شرع کیا سزا ہے؟

المستفتی: حافظ خلیل احمد مظہر، پوسٹ وقصبہ زید پور، بارہ بنکی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بکر نے شادی میں شرکت زید کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہیں کی، لہذا زید وبکر کی مجوزہ گفتگو کے ماتحت بکر پر کفارۂ قسم لازم نہیں ہوا اور نہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہوا، تجدید ایمان لازم ہے نہ تجدید نکاح ضروری ہے(۱)۔ آئندہ احتیاط سے خارج ہونے والی قسم کے ناجائز کلمات سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۸۸ھ۔

---

(۱) "وإذا قال: هو يهودي أو نصراني أو مجوسي أو بريء من الإسلام وما أشبه ذلك، إن فعل كذا، علی أمر في المستقبل، فهو يمين عندنا، والمسئلة معروفة، فإن أتی بالشرط وعنده أنه يكفر، كفر، وإن كان عنده أنه لايكفر متی أتی بالشرط، لايكفر متی أتی به" (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۰۰، قديمي)

(وكذا في الفتاوی قاضي خان علی هامش الفتاوی العالمكيرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۳/۵۷۳، رشيدية)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المتفرقات من فصل فيما يقال في ذات الله تعالی وصفته: ۵/۴۷۵، إدارة القرآن)

"اگر میں نے فلاں کام کیا تو مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو" کہنا

سوال [۱۰۲۸]: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے وہ حافظِ قرآن بھی ہے، لیکن اس کی عادت یہ ہے کہ جب وہ کوئی غلط کام کرے اور لوگ اس سے اس کی وجہ پوچھتے ہیں تو فوراً کہتا ہے کہ "معاذ اللہ" مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو اگر میں نے ایسا کیا ہو"۔ کیا ان الفاظ کے استعمال کرنے سے ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ ان الفاظ کے بارے میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ شرک ہے، نیز ہم لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کہنا تو شرک نہیں ہے، نہ ایسا کہنے سے آدمی مشرک ہوتا ہے، لیکن بات بات پر ایسا کہنا نہایت مذموم وقبیح فعل ہے، لوگ بھی ایسے آدمی کو جھوٹا سمجھتے ہیں، اگر خدانخواستہ وہ بات غلط ہو تو یہ مرتے وقت اپنے حق میں کلمہ نصیب نہ ہونے کی بددعا ہے، اگر قبول ہو جائے تو خاتمہ کتنا خطرناک ہے۔ امام صاحب کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ ایسا نہ کیا کریں، بغیر اس کے بھی ان کی بات کا یقین کر لیا جائے گا، لیکن اگر ثابت ہو گیا کہ ان کی بات غلط ہے تو لوگوں کی نظر میں ان کی کیا عزت رہے گی، پھر کس طرح لوگ ان کو امام بنانے کے لئے راضی ہوں گے؟ اور واقعتاً بھی مسئلہ کی رو سے جھوٹ بولنے والا اور اپنی جھوٹی بات پر ایسی قسمیں کھانے والا امامت کا اہل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۹ھ۔

یہ دعویٰ کہ "میں جب چاہوں بارش کرادوں"

سوال [۱۰۲۹]: ایک شخص نہایت زیادہ عبادت کرنے والا ہے اور وہ بارش کے بارے میں خدائی دعویٰ کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ "میں جب چاہوں بارش کرادوں اور جب چاہوں بند کرادوں" اس شخص کے بارے میں علماء کیا خیال کرتے ہیں اور نماز اس شخص کے پیچھے کیسی ہے، مکروہ ہے یا ناجائز؟ فقط محمد عاشق۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ تو خدائی کا دعویٰ نہیں اگر وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ "میں جب چاہوں بارش کردوں اور جب چاہوں بند کردوں، اس میں فقط میرا حکم چلتا ہے، خدا کا حکم نہیں چلتا" تو اس نے خدائی کا اس خاص معاملے میں

انکار ہوتا اور اپنی طرف خدا کے کسی فعل کی نسبت ہوتی (۱)۔

صورتِ مسئولہ میں تو وہ یہ کہتا ہے کہ "میں جب چاہوں بارش کرادوں اور جب چاہوں بند کرادوں" مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میرا اتنا تعلق ہے کہ وہ میری دعا قبول فرمالیتے ہیں، لہٰذا ایسے شخص کی تکفیر نہیں کی جاسکتی ہے (۲)۔ اگرچہ اس کا ایسا دعویٰ کرنا بھی ہرگز زیبا نہیں، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: "ومن یتألّی علی اللہ یکذبہ" (۳)، اس کو مناسب طریقہ سے سمجھا دینا چاہیے۔ یہ تو الفاظِ مذکورہ کہنے کا حکم ہے، اگر اس کے علاوہ کچھ اور الفاظ کہتا ہو تو ان کو بعینہٖ دریافت کرلیا جائے اور یہ کلمہ لوگوں کو فرقت دلانے والا ضرور ہے جس میں تقلیلِ جماعت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر اس سے بہتر امامت کا اہل مل جائے تو اس کو امام بنایا جائے، ورنہ پھر یہی سہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۳/۶۴ھ۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مخصوصہ کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا اور ان کو حقیقتاً غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا تحریف فی الصفات ہے، فقہاء نے اس قسم کے مرتکب کی تکفیر کی ہے:

قال في الفتاوى العالمكيرية: "رجل قال لمن ينازعه: أفعلُ كل يوم عشرة أمثالك من الطين، أو لم يقل من الطين، فإن عنى به من حيث الخلقة، يكفر، وإن عنى به تحقيقه، لا يكفر. وقعت في زماننا هذا المجلس واقعة أن رستاقياً قال: قد خلقت هذه الشجرة، فاتفق أجوبة المفتين أنه لا يكفر؛ لأنه يراد بالخلق في هذا المقام عادة الغرس، حتى لو عنى حقيقة الخلق يكفر" (كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالارتداد: ۲۸۰/۲، مكتبه رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۱۹۰/۵، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في أحكام المرتدين، نوع آخر في المتفرقات: ۵۰۸/۵، غفاريه)

(۲) "الكفر شيء عظيم، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر. وفي الخلاصة وغيرها: إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم" (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۱۰/۵، رشيديه)

(۳) (دلائل النبوة للبيهقي، باب ذكر التاريخ غزوة تبوك، باب ما روى في خطبته صلى الله تعالى عليه وسلم بتبوك: ۲۴۲/۵، دار الكتب العلمية بيروت)

''شریعت کا برادری کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں'' کہنے والوں کا حکم

سوال[۶۳۰]: ایک جو لوگ علانیہ یہ کہتے ہیں کہ ''شریعت کا برادری کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے'' یا کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ''ہم اس معاملے میں دین کو نہیں مانتے'' ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ برائے کرم بحوالۂ کتب جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کہنا نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان اور نکاح کا سلامت رہنا دشوار ہے، فوراً اس سے توبہ کریں اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح بھی کرلیں، آئندہ کبھی ایسا لفظ نہ کہیں۔

"إذا قال الرجل لغيره: حكم الشرع في هذه الحادثة كذا، فقال: دنك الغير- من برسم كار مي كنم نه بشرع، يكفر عند بعض المشايخ". عالمگیری: ۲/۲۸۹ (۱)۔

"ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذالك بطريق الاحتياط الخ". عالمگیری: ۲/۲۸۹ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۹۱ھ۔

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۰، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الهندية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع الثامن في الاستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۸، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/۵۴۰، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع الأول في المقدمة: ۶/۳۲۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل في إجراء الكفر: ۵/۴۶۱، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراچي)

استنجے کے لئے کلوخ لینا اور اس کو سینما فلم کہنا

سوال [۶۳۰]: اس طرح ایک شخص نے کہا کہ مثال کے طور پر کلوخ یہ حدیث کا حکم ہے، لیکن آج سائنس نے ایک مٹی کا ڈھیلا مت لو، اس کو مقدار سے زیادہ مت لیجئے۔ عالم صاحب نے اس طرح بولا تھا، غرض یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی طرف مائل کرنے کے لئے بولا، سامعین میں سے ایک سامع بولا کہ "سینما ہے کہ فلم ہے"۔ علماء کرام کو سینما فلم کہہ کر بولا۔ ایسے شخص کے لئے کیا فتویٰ ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً:

کلوخ کا مسئلہ اس طرح بیان کرنا درست ہے اور سینما فلم کہنا غلط ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، کہنے والے نے قرآن وحدیث کو سینما فلم نہیں کہا بلکہ کلوخ کے مسئلہ کا جو عنوان اختیار کیا گیا ہے اس کو کہا ہے، اس لئے اس کہنے والے پر کوئی ایسا سخت حکم نہیں ہوگا جو قرآن وحدیث کی توہین کرنے والے پر ہوتا ہے (۱)، البتہ اس کو ایسا کہنے سے بھی منع کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۹/۹۰ھ۔

یہ کہنا کہ "ہم نہیں جانتے مسئلہ کیا ہے"؟

سوال [۶۳۲]: زید کے لڑکے کی بارات گئی عمر کے یہاں، جیسا کہ رواج ہے زیورات کپڑے لڑکی کے دکھانے کا، جب دکھانے کا وقت آیا تو ایک حافظ صاحب نے منع کیا کہ یہ شریعت کے خلاف ہے، اس کے بعد ایک شخص نے یوں کہا کہ "ارے! ہم نہیں جانتے کہ مسئلہ کیا ہے، ہمیں تو کپڑا دکھاؤ" اس پر کچھ لوگوں کو شبہ ہوا کہ مسئلہ کا انکار کرنے سے خارج از اسلام ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا جملہ کہنا بہت سخت بات ہے، اگر خدانخواستہ یہ مطلب ہوا کہ ہم شرعی احکام پر ایمان ویقین نہیں

---

(۱) قرآن کریم وحدیث مبارکہ کی توہین کرنے والے پر فقہاء کرام نے کفر کا حکم لگایا ہے:

"ویکفر إذا أنکر آیة من القرآن أو سخر بآیة منه". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین: ۵/۲۰۵، رشیدیہ)

رکھتے تو ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے (۱)، اگر یہ مطلب نہ تھا تب بھی بڑی جہالت ہے، بہر حال ایسی بات کہنے والے کو توبہ استغفار لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۳/۳ھ۔

بت خانہ کی قسم کھانا

سوال [۲۳۳]: زید اور عمر میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا، جس کے فیصلے کے لئے دو چار ہندو بھائی اور کچھ مسلمان بھائی کسی مزار سے کچھ فاصلے پر بیٹھے، جب زید سے زبان بندی لی گئی تو زید کو جو کچھ کہنا تھا کہا اور عمر سے زبان بندی لی گئی تو اس نے اس بت خانے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ "میں جو کچھ کہتا ہوں بالکل ٹھیک ہے اس بت خانہ کی قسم"۔ التجا یہ ہے کہ عمر نے ایک مسلمان ہوتے ہوئے ایسی جو قسم کھائی ہے اس سے اس کے اسلام ایمان میں کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟ یا ہوا تو کیا کرنا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ضرورت پیش آنے پر اگر قسم کھائی جائے تو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھائی جائے، کسی غیر اللہ کی قسم کھانا اور وہ بھی بت خانہ کی قسم کھانا ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے، مذکورہ صورت میں زیادہ خطرہ ہے (۲) اس

---

(۱) "إذا قال لخصمه: من بالتو بحكم خدا كار ميكنم، فقال خصمه: من حكم خدا ندانم، أو قال: اينجا حكم نرود... فهذا كله كفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع ومنها ما يتعلق بذات الله تعالى وصفاته: ۲/۲۵۹، رشيدية)

(وكذا في البزازية على هامش الهندية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع الحادي عشر فيما يكون خطأ: ۶/۳۳۵، رشيدية)

(والتاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في المكفرات من فصل فيما يتعلق بذات الله تعالى: ۵/۴۶۳، إدارة القرآن)

(۲) "وعن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "من حلف بغير الله فقد أشرك". (مشكوة المصابيح، كتاب العتق، باب الأيمان والنذور، الفصل الثاني، ص: ۲۹۶، قديمي)

قال الملا علي القاري تحت هذا الحديث: "ولهذا الحلف بحياة شريف، ومنه بحياة رأسك، وحياة رأس السلطان، فذلك إن اعتقد أن البر واجب يكفر، وفي تتمة الفتاوى، قال علي الرازي: أخاف على من قال =

سے تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح کرایا جائے (۱) ندامت کے ساتھ توبہ کرکے آئندہ پوری احتیاط واجتناب کا وعدہ کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲۸ھ۔

نومسلم کو طعنہ دینا

سوال [۱۹۳۳]: ایک شخص اپنا مذہب چھوڑ کر دائرہ اسلام کے اندر داخل ہوا اس کا کیا درجہ ہے؟ اور وہ نومسلم حافظ عبداللہ مرحوم کے وقت سہارنپور سے تعلیم اسلام حاصل کی ہے، جو شخص اس شخص پر معترض کرتا ہے وہ دینی اعتراض اس پر کرتا ہے اور یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "تیرے پیچھے نماز نہیں ہوتی" اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "تو چمار ہے اور کسی چمار کے پیچھے بھی نماز ہوتی ہے"۔ یہ بھی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ "اگر سو دفعہ گنگا نہا لیں تو وہ پاک نہیں ہوسکتا، اس لئے تو بھی پاک نہیں ہوا ہے"۔ اور اس کے علاوہ اور بھی چند جھوٹے الزام دیئے جاتے ہیں اور یہ شخص نماز جمعہ کے مسجد پر چڑھ جاتا ہے کہ مجھ کو میانجی منع کرے تو دو بھائی اس کو مار پیٹ کرکے نکال دیں گے۔

بہ عرض خدمت یہ ہے کہ مطابق قرآن اور حدیث شریف کے اس کا فیصلہ کیا جاوے۔

فقط والسلام محمد اسماعیل قصبہ داریوان پیرتی ضلع باندہ

= وعیاشی وحماقتک انہ یکفر". (مرقاۃ المصابیح، باب الایمان والنذور، من کتاب العتق، الفصل الثانی: ۶/۵۱۹، مکتبہ حقانیہ پشاور)

(وکذا فی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ: ۶/۳۲۳، رشیدیہ)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین: ۵/۴۷۴، إدارۃ القرآن)

(۱) "ما کان فی کونہ کفراً اختلاف، فإن قائلہ یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبۃ، والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط ...... وإن کان نیتہ الوجہ الذی یوجب التکفیر، لاتنفعہ فتوی المفتی، ویؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک، وبتجدید النکاح بینہ وبین امرأتہ". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، الباب العاشر فی البغاۃ: ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

الجواب حامداً ومصلیاً:

قصیدۂ غوثیہ میں یہ شعر ضرور موجود ہے، اگر اس قصیدہ کا انتساب شیخ کی طرف صحیح ہو تو بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شیخ اپنے کشف کو بیان فرما رہے ہیں کہ جس زمانہ میں خیر اور برکت ہے اللہ تعالیٰ اس کا علم مجھے کرا دیتے ہیں اور جس زمانے میں شر اور فساد ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ بتا دیتے ہیں، یعنی جب لوگ اعمالِ صالحہ کرتے ہیں تو اس کا علم بھی ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب لوگ معصیت زیادہ کرتے ہیں تو اس کا بھی علم ہو جاتا ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں بسا اوقات بزرگوں کو منکشف ہو جاتی ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/۱۰/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

مرثیۂ شیخ الہند کے ایک شعر کا مفہوم

سوال [۱۳۶]: بانیٔ اسلام رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی کے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا جو "مرثیۂ رشید احمد گنگوہی" کے نام سے مشہور ہے، اس کے ایک شعر میں موصوف نے اعتراف کیا ہے کہ بانیٔ اسلام رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ شعر یہ ہے۔

---

(۱) "وكرامات الأولياء حق ..... والكرامة ظهور أمر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى ..... والدليل على حقيقة الكرامة ماتواتر من كثير من الصحابة ومن بعدهم بحيث لا يمكن إنكاره، فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان عليه السلام ..... بعرش بلقيس ..... ومثل رؤية عمر رضي الله تعالى عنه وهو على المنبر في المدينة جيشه حتى قال لأمير جيشه: "ياسارية! الجبل الجبل"، تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك. وسماع سارية كلامه مع بعد المسافة الخ". (شرح العقائد، ص: ۱۰۵، ۱۰۹، المطبع اليوسفي لكهنؤ)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۷۹، قديمي)

چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد　　موسیٰ با فرعون اسیر جنگ شد

چوں بہ بے رنگی رسی کاں داشتی　　موسیٰ و فرعون کنند آشتی

تا بہ عجز خود زاجع شدیم　　از رہائی اصل مترصع شدیم

قرآن عظیم میں ﴿ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ﴾(۱) کا لفظ موجود ہے۔ حدیث پاک میں صراحتاً یہ عبارت موجود ہے کہ "جب بندہ زنا کا مرتکب ہوتا ہے تو روح اس کے جسم سے نکل کر اس کے سر پر سایہ کرتی ہے"(۲) یعنی اس کے کبیرہ جرم سے بیزار ہو کر اس آلائش سے بری ہو جاتی ہے اور ہمیشہ معمولی جرم ہو یا کبیرہ وہ عمل کو اس کے جرم سے متنبہ کرتی رہتی ہے۔ "گوشہ نشین" معتقد رہا میں نے اشراقین جو انبیا سے روح کی تاویل کی ہے۔ مولانا نے

خاک شد صورت ولے معنی نہ شد　　ہر کہ گوید شد تو گوشش نے نہ شد

مطلب یہ کہ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ روح مرنے کے بعد عالم ارواح میں جہاں سے واپس آتی ہے وہیں واپس چلی جاتی ہے۔ ﴿ونفخ فیہ من روحہ﴾ کا ترجمہ مترجم نے یہ کیا ہے "ڈال دیا اس میں جان اپنی جان سے" یعنی اللہ پاک نے اس میں جان اپنی جان سے ڈال دی۔ سوال یہ ہے کہ جب روح خدا کا امر ہے اور اس پر نہ عقاب ہے نہ عذاب اور وہ اپنے اصلی مقام پر واپس جاتی ہے، عالم ارواح میں پہنچنے کے ساتھ ہی ساتھ موسیٰ و فرعون ایک ہو جاتے ہیں، خدا اپنی جان سے اس میں جان ڈالتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح خدا کا نفس ہے، اگر صحیح ہے تو وہ کون روح ہے جس پر جسم کے ساتھ عذاب ہوتا ہے؟ کیا یہی روح ہے؟ وہ روح کون ہے جو جسم سے بوقت زنا نکل جاتی ہے اور آدمی کا معمولی جرم ہو یا کبیرہ ہو ہر دم ملامت کرتی رہتی ہے؟ یا کوئی دوسری روح ہے جس پر عذاب ہوتا ہے؟ براہ کرم اس کی صاف تشریح سے مطلع فرمائیں۔ قبر میں نکیرین میت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "ما تقول فی ھذا الرجل؟" یہ کون روح

---

(۱) (السجدۃ: ۹)

(۲) "عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن"... قال عكرمة: قلت لابن عباس: كيف ينزع الإيمان منه؟ قال: "هكذا" وشبك بين أصابعه ثم أخرجها". الحديث. (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الكبائر، الفصل الأول، ص: ١٧، قديمي)

سے، صحیح جواب نہ ہونے پر سخت سزا دی جاتی ہے اور قبر جہنم کا حصہ ہو جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسی روشن ضمیر عارف سے حل کیا جائے، وہ بھی بذریعہ تحریر نہیں بلکہ خود حاضر ہو کر، اس عاجز کو اتنی طاقت نہیں کہ ان اشعار کو حل کر سکے۔ میں نے وہ حدیث نہیں دیکھی جس میں یہ مذکور ہو کہ ارتکاب زنا کے وقت روح جسم سے نکل کر سر پر سایہ کرتی ہو، آپ اس کے الفاظ مع حوالہ لکھئے۔ ایمان کے نکلنے کا ذکر تو احادیث میں موجود ہے۔ اس سوال کے بقیہ اجزاء اس حدیث کی تحقیق پر موقوف ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک شعر

سوال[۱۲۸]: ایک شعر پر اعتراض ہوا ہے، ایک میلاد میں یہ شعر پڑھا گیا:

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اس کی نعش — تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائے مزار

اس پر اعتراض یہ کیا جا رہا ہے کہ ابلیس کا کفر پر مرنا یقینی ہے، اور کفر پر مرنے والے کو کسی چیز کی شفاعت یا برکت جہنم سے نجات نہیں دے سکتی جیسے وہ منافق جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا پیرہن مبارک دیا ہے، چونکہ کفر پر مرا تھا اس سے کچھ نفع نہ ہوا، پھر ابلیس کی نعش کو جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقینی ہے سگ مدینہ کا چھونا مفید نہ ہوگا، نیز جنت میں موت نہیں پھر اس کی قبر اور مزار جنت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کا کوئی جواب شعر پڑھنے والا نہ دے سکا۔

ایک نے کہا کہ یہاں بھی "جو" حرف شرط ہے، لیکن اس کا رد کر دیا گیا کہ شرط اور جزا میں تعلق شرط درست نہیں ہے، اور جملہ شرطیہ کا مقصد یہ ہے کہ شرط کے پائے جانے کے بعد جزا کا پایا جانا لازم ہوتا ہے، یہاں ایسا نہیں، کافر ہو کر مرنے والے کو شفاعت نفع نہیں دے سکتی۔ یہ شعر کیسا ہے؟ اس کا کہنے والا اس کو صحیح کہنے والا کیسا ہے؟

اقبال کے اشعار پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال [۱۳۹]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اشعارِ ذیل کے بارے میں اور شرعاً ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو درج ذیل ہے اور سوال نمبر ۲ کا جواب صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

شعر:

ز من بر صوفی و ملا سلامے — کہ پیغامِ خدا گفتند ما را

ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت — خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

(اقبال)

اشعارِ مذکورہ پر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور علمائے امت وصوفیائے عظام حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طنز کیا ہے، تفصیل اس کی مندرجہ ذیل ہے:

اول تحقیقِ لفظی معلوم کیا جائے۔ قولہ "صوفی" بمعنی اہل اللہ، ولی اللہ، "ملا" عالمِ جید وغیرہ کو کہتے ہیں "حیرت" بمعنی تعجب ہے، اور حیرت اس چیز پر ہوتی ہے جس کا علم قبل از وجود اس چیز کے نہ ہو، مثلاً "مارکونی" نے ریڈیو ایجاد کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا کیونکہ قبل از ایجاد اس کے لوگ بے خبر تھے اور جب ریڈیو کا علم لوگوں کو ہو گیا تب اب کسی کو بھی اس کا علم ہو گیا اسے دیکھ کر حیرت نہیں ہوتی۔

قولہ: "در حیرت انداخت ما را" الخ۔ اور اللہ جل شانہ کی صفت علام الغیوب ہے، قرآن وحدیث شاہد ہیں، اس کا کل علم ازلی وابدی ہے، نہ کہ کسبی، جملہ اشیاء اگرچہ قریب ترین ہوں اس کے علم محیط میں ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ﴾ (۱)، پس خدا کو حیرت میں ڈالنا چہ معنی دارد!

حاصلِ کلام شاعر نے خدا پر جہل ثابت کیا ہے اور خدا کے علم ازلی وابدی کو کسبی ثابت کیا ہے، ورنہ "در حیرت انداخت" کوئی معنی نہیں رکھتا، جو اطلاقِ علم پر بعید من الحسن ہے، کیونکہ باری تعالیٰ منزہ بالذات ہے،

"يجب أن يعلم أنه إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم." (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵۰۵/۵، إدارة القرآن)

(۱) (لقمان: ۱۶)

جہل عیب ہے اور خداوند قدوس جملہ عیوب سے منزہ ومبرا ہے، اس کی ذات بے چون وچگونہ ہے اور یہی خدا نہیں بن سکتا اور نہ اس کے لائق ہو سکتا ہے، پس وہ خدا خدا نہ رہا جس میں عیب ہو، وہ مشابہ مخلوق ہو گیا جو حادث اور ممکن ہے "وصفاته سبحان الله من كل عيوب" اور خدا پر جہل کا عقیدہ رکھنا ہی کا نام دہریت ہے اور ایسی ہی دہریت کی بناء پر حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے سرسید احمد خان کے اقوال وعقائد وتحریرات کے خلاف ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اور اس میں محققین علمائے ہند کی تصدیق شدہ فتویٰ بھی درج کردیا ہے "ان شئت فارجع إليه، وحدث كما كتبنا"۔ اگر کوئی کہے کہ شاعر نے اس زمانے کے صوفی وملا کو کہا ہے سو یہ غلط ہے۔

قولہ: "مقصد نہ را" اپنے مشائخ جن کے ذریعے پیغام خدا ملتا تھا ان پر طنز یہ ہے۔ کیا ان مشائخ نے پیغام خدا یعنی قرآن مجید میں کوئی ترمیم وتاویل کی ہے؟ کیا ان لوگوں نے نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ میں کوئی رد وبدل کیا ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں کیا، اگر اسے بالفرض والمحال تسلیم کرلیا جائے تو قرآن کلام اللہ، کلام اللہ نہ رہا، بقول روافض کے "بیاض عثمانی" ہے، وہ خدا کا دعویٰ غلط ہو گیا قولہ تعالیٰ: ﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ (۱) "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں" بیان القرآن۔

تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، صوفی ملا ان کو صوفیاء کرام کو کیونکر رد کیا جائے، ان حضرات نے تو بسلسلہ منسلکہ تعدد وبیداری از صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اخذ کیا ہے بلا ترمیم وتنسیخ، وہ اس کے مطابق خود عمل کرتے اور کراتے ہیں، مثلاً طلاق ثلاثہ بیک مجلس دینے سے وہ طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے حالانکہ در زمانہ خیر القرون صلی اللہ علیہ وسلم تا دو سال اول خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طلاق سمجھی جاتی تھی، بعد ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے اصرار پر اس تین طلاق بیک وقت کو طلاق مغلظہ قرار دیا (مسلم شریف) (۲)

---

(۱) (الحجر: ۹)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وأبي بكر، وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة، فلو أمضيناه عليهم، فأمضاه عليهم". (الصحيح لمسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث: ۱/۴۷۷، قديمي)

اور اسی قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آج بھی دیگر علمائے عظام ومحققین کرام عمل کر رہے ہیں، سو یہ اثر اسماء ولی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا یا تبعین ومقصدین مؤخرین پر ہوا؟

۲۔ حدیث: "ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کسی مقام پر بھیجا تھا، چونکہ زمانہ پرخطر تھا آپ نے فرمایا تھا کہ "فلاں مقام پر جب پہنچو تو وہاں عصر کی نماز پڑھنا تاکہ دن کے اندر مقام مقصود پر پہنچ جاؤ" جب صحابہ اس مقام پر پہنچے دن کافی باقی تھا، بعض صحابہ نے مقصد کلام سمجھ کر وہاں پر عصر کی نماز ادا کی، اور بعضوں نے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے وہاں پر عصر کی نماز ادا نہیں کی۔ جب یہ حضرات واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ کو پیش کیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا" (۱)۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سکوت بھی دلیل اثبات ہے۔

۳۔ اذان ثانی بروز جمعہ قبل دور زمانہ خیر القرون تا عہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھی، یہ اذان ثانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائج کیا ہے (۲)، وغیرہ وغیرہ کتب حدیث میں مرقوم ہے۔

حاصل کلام: معدودالزم حضرات صحابہ کرام ہوئے، شکر ناقلین و بدلین رفاقہم۔ اب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مراتب بیان کیے جاتے ہیں۔

(باب مناقب الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، الفصل الثالث، مشکوۃ شریف)

۱۔ "عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "اللہ اللہ في أصحابي، اللہ اللہ في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً من بعدي (ﷺ)، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى اللہ، ومن آذى اللہ فيوشك أن يأخذه". (رواه الترمذي) (۳)۔

۲۔ "عن ابن عمر رضي اللہ تعالیٰ عنهما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

(۱) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبي ﷺ من الأحزاب: ۲/۵۹۱، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب التأذین عند الخطبة: ۱/۱۲۵، قدیمی)

(۳) (مشکوۃ المصابیح، باب مناقب الصحابة، الفصل الثاني، ص: ۵۵۴، قدیمی)

علیہ وسلم یقول: "إذا رأیتم الذین یسبون أصحابي، فقولوا لعنة اللّٰہ علی شرکم"۔ (متن ترمذی)(۱)۔

۲ ..."عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: "سألت ربي عن اختلاف أصحابي من بعدي، فأوحی اللّٰہ إلی یا محمد (صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم): إن أصحابك عندي بمنزلۃ النجوم في السماء بعضها أقوی من بعض، ولکل نور، من أخذ بشيء مما ہم علیہ من اختلافہم، فہو عندي علی ہدیً"۔ وقال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: "أصحابي کالنجوم فبأیہم اقتدیتم اہتدیتم"۔ (رواہ رزین)(۲)۔

دوسرا جواب: یہ شاعر کا طرز ائمہ اربعہ پر ہے، ان کے مسلک میں اختلاف کثیرہ پائے جاتے ہیں، ان حضرات نے بھی بسند صحیح از صحابہ نقل کیا ہے، سو ان پر اعتراض کرنا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتراض کرنا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ہذا لا یخفی علی أهل العلم بینوا فجزاکم اللّٰہ أجراً جزیلاً۔

الجواب بعون الملك الوهاب مبسملاً ومحمداً ومصلیاً ومسلماً:

شعراء عام طور پر حدود شرع کی رعایت نہیں کرتے بلکہ تجاوز کر جاتے ہیں، بسا اوقات ان کا کلام جھوٹ کا پلندہ ہوتا ہے، اس کے باوجود مستحق داد قرار دیے جاتے ہیں۔ شعر:

در شعر مپیچ و در فن او
چوں اکذب اوست احسن او

مبالغہ ان کے کلام میں حد غلو و اغراق تک پہنچ جاتا ہے، استعارات بعیدہ استعمال کرتے ہیں، حقیقت کم ہوتی ہے، مجاز زیادہ ہوتا ہے، تخیلات و توہمات پر کلام کی بنا رکھتے ہیں، کسی کی تعریف کرتے ہیں تو آسمان سے اوپر تک پہنچا دیتے ہیں، ہجو کرتے ہیں تو تحت الثریٰ لے جا کر ڈال دیتے ہیں، طعن و طنز تو ان کا شب و روز کا مشغلہ بلکہ فن تکیہ ہوتا ہے، اس میں کسی بڑی سے بڑی ہستی پر پھبتیاں کسنے میں بھی باک نہیں ہوتا، مخلوق سے گزر کر خالق

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، الفصل الثالث، ص: ۵۵۴ قدیمی)

(۲) (مشکوۃ المصابیح، المصدر المتقدم)

جل مجدہ کو بھی شانِ ملامت بنا لیتے ہیں۔

الغرض ﴿فی کل واد یھیمون﴾(۱)، الا ماشاء اللہ کہ بعض کا کلام حقیقت، حکمت، معرفت ہوتا ہے۔

تغییرِ منکر (اگرچہ کلام شعر ہی ہو) لازم ہے (اگرچہ کلام سے ہو)، بقدرِ ضرورت نکیر کے ساتھ تغییر بھی لازم ہوجاتی ہے (۲)، لیکن تکفیرِ مسلم سے مہما امکن کفِ لسان رکھنا ضروری ہے، ایک کلام میں اگر سو احتمالات ہوں جن میں ننانوے احتمالات کی بنا پر کفر ثابت ہوتا ہو اور ایک احتمال کی بنا پر اسلام ثابت ہوتو مفتی مامور ہے کہ اسلام باقی رکھنے والے احتمال کو اختیار کرے، کفر کا فتویٰ نہ دے (۳)، ہاں اگر قائل کا مقصود ہی کفر ہے تو پھر تاویلِ مفتی نافع نہ ہوگی (۴) اور جو شخص ضلالت وغوایت کا داعی ہو اس پر فتویٰ بھی سخت ہے اور اس کی تعزیر بھی شدید ہے، یہ امر بھی ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ایک چیز تو لزومِ کفر ہے اور دوسری چیز التزامِ کفر ہے، فتویٰ تکفیر دوسری چیز پر ہوگا، پہلی چیز پر نہیں۔

اللہ رب العزت نے اس دینِ اسلام کو کامل فرمانے کا اظہار و اعلان قرآنِ مبین میں فرمایا: ﴿الیوم

---

(۱) (الشعراء: ۲۲۵)

(۲) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "من رأی منکم منکراً، فلیغیره بیده، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإیمان". (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النهي عن المنکر من الإیمان: ۱/۵۰-۵۱، قدیمی)

قال القاري: "وخلاصة الکلام: من أبصر ما أنکره الشرع، فلیغیره بیده". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول: ۸/۸۹۱، مکتبه حقانیة پشاور)

(۳) "وقد ذکروا أن المسئلة المتعلقة بالکفر إذا کان لها تسع وتسعون احتمالاً للکفر، واحتمال واحد في نفیه، فالأولی للمفتي والقاضي أن یعمل بالاحتمال النافي؛ لأن الخطأ في إبقاء ألف کافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد". (شرح الفقه الأکبر للقاري، بحث التوبة، ص: ۱۹۲، قدیمی)

(۴) "في البزازیة: إلا إذا صرح بإرادة توجب الکفر، فلا ینفعه التأویل حینئذ". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(وکذا في الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل باب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه کوئٹه)

اکملت لکم دینکم﴾ الآیۃ (۱)۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اعتماد فرما کر دین ان کے حوالہ فرمادیا، ایک ایک چیز کی تبلیغ کردی، تفہیم کردی، پھر ان کو دوسروں تک پہنچانے کا ان کو ذمہ دار بنادیا: "فلیبلغ الشاهد منکم الغائب" (الحدیث) (۲)۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بے اعتمادی کرنا ان کی نقلِ دین اور فہمِ دین پر تنقید کرکے ان سے بے نیاز ہوکر خود دین کی تشریح کرنا بڑے درجہ کی گمراہی ہے اور بد دینی ہے، بلکہ حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقابلہ ہے کہ جن کے مقدس نفوس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتماد فرما کر ان کو دین کا امین قرار دیا ہے ان سے بے اعتمادی اور ان کی تکذیب ہے، جس کا انجام دین سے محرومی ہے اور ایسے لوگ خدا اور رسول کے باغی ہیں۔ کسی مسلم سے سوءِ ظن قائم کرنے کے لئے دلیل قوی درکار ہے، حسنِ ظن قائم کرنے کے لئے سوءِ ظن کی دلیل نہ ہونا بھی کافی ہے، کسی مصنف کے مجمل کلام کے لئے بہترین تشریح وہ ہے جو اسی کے کلام سے کی جائے، ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے کلام میں خود اسی کی طرف سے تشریح کی گئی ہو، اس کے مجمل کلام کو اس تشریح کے خلاف محمل پر حمل کرنا درست نہیں، مصنف کی زندگی کا عمل اس کے کلام کی شرح کے لئے عمدہ مشعل ہے جب کہ خود اس کے کلام سے شرح نہ مل سکے۔

یہ چند امور بطور تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اصل سوال کا جواب ملاحظہ کریں، قرآن کریم میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جن کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے حالانکہ وہ بظاہر صفاتِ انسانیہ میں سے ہیں جیسے نسیان وغیرہ: ﴿فالیوم ننسٰهم کما نسوا لقاء یومهم هذا﴾ (۳) ﴿فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم هذا انا نسینٰکم﴾ (۴)۔ ﴿انهم یکیدون کیدا واکید کیدا﴾ (۵)۔ ﴿ومکروا ومکر اللہ واللہ

---

(۱) (المائدة: ۳)

(۲) (مسند الإمام أحمد: ۵/۳۷، رقم: ۱۹۵۳۳)

(و الصحیح لمسلم، کتاب القسامة، باب تغلیظ تحریم الدماء الخ: ۲/۶۰، قدیمی)

(و صحیح البخاری، کتاب العلم، باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب: ۱/۲۱، قدیمی)

(۳) (الاعراف: ۵۱)

(۴) (السجدة: ۱۴)

(۵) (الطارق: ۱۶)

خیر الماکرین﴾(۱)۔ ﴿إنما نحن مستهزءون، اللّٰہ یستهزئ بهم﴾(۲)۔ یہ بلاغتِ کلام کا ایک مقام ہے اور فنِ بدیع کی ایک صنعت ہے جس کو صنعتِ مشاکلت کہتے ہیں۔ ایسے مقام پر ان الفاظ کے ظاہری ولغوی متبادر ومتعارف معانی مراد نہیں ہوتے جیسا کہ آیاتِ مذکورہ کی تفسیر سے ظاہر ہے سو لایخفی علی امثالکم۔

معترض صاحب نے "حیرت" کو تعجب کے معنی میں لیکر اعتراض واشکال کیا ہے کہ یہ خدائے پاک اور ملائکہ کرام اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے حالانکہ عجب (ع، ج، ب) کی اسناد حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کی طرف کی گئی ہے: "(عجب) ربك یساقون إلی الجنة فی السلاسل: أی عظم عنده وکبر لدیه، أعلم اللّٰہ تعالیٰ أنه إنما یتعجب الآدمی مما عظم عنده وخفی سببه علیه، فأخبرهم بما یعرفون لیعلموا موقعها عنده، وقیل: معناه رضی وأثاب مجازاً۔ ومنه ح: (عجب) ربك من شاب لیست له صبوة۔ وح: "(عجب) ربكم من إلکم وقنوطکم"۔ مجمع بحار الأنوار: ۵۲۰/۳(۳)۔ اور بھی متعدد مواقع پر لفظ عجب کا تذکرہ آیا ہے جس کی تشریح شراحِ حدیث نے کی ہے، صاحب مجمع بحار الانوار نے بھی ایسے الفاظ ذکر کئے ہیں لہذا اس لفظ کی وجہ سے مسلمان کو ایمان سے خارج کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ فقط واللّٰہ الموفق لما یحب ویرضی۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

غالب کا ایک شعر

سوال[۱۴۰]: زید نے ایک شادی کی تقریب میں اپنے دوست کو تاثرات پیش کئے جو نثر میں اس نے لکھے تھے اور ان تاثرات میں تمثیلی طور پر غالب کا یہ شعر

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

لکھ دیا ہے، بکر کو یہ اعتراض ہوا کہ اس شعر کو پڑھ کر نعوذ باللہ زید نے حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے، یہ

---

(۱) (آل عمران: ۵۴)

(۲) (البقرة: ۱۵،۱۴)

(۳) (مجمع بحار الأنوار: ۵۲۰/۳، دائرة المعارف العثمانیه، حیدر آباد دکن)

بات بکر نے بھری محفل میں کہی، نتیجہ یہ ہوا کہ محفل کے بہت سے افراد زید کی طرف مشکوک ہو گئے، وہ بھی یہ سمجھنے لگے کہ زید نے نعوذ باللہ توہین کی ہے، جبکہ زید برابر ان سے کہہ رہا ہے کہ میرے خیال وگمان میں بھی ان کی توہین کرنا مقصود نہ تھی، یہ برسوں کا چنا ہوا شعر ہے، صرف تمثیل کے طور پر لکھ دیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر شرعی پوزیشن سے آگاہ کریں کہ کیا اس شعر کے پڑھنے سے نعوذ باللہ آدم علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

کیا اس شعر غالب ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

نعوذ باللہ ان کی توہین کے برابر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اور ابوالبشر (تمام انسانوں کے باپ) بنایا اور جنت کی نعمتوں میں رکھا، پھر ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمین پر ان کو بھیج دیا، بظاہر یہ واقعہ بہت شان عبرت کا ہے۔ شاعر کا مقصد یہ ہے کہ ہم محبوب کے نزدیک خاص عزت کے مستحق تھے، جس طرح اللہ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام خاص عزت کے مستحق تھے، مگر وہ عزت سے بے گانہ ہو کر (نعوذ باللہ) جنت سے نکلے، ہم اس سے زیادہ بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے نکلے۔

یہ انتہائی گستاخی اور حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی ہے (۱)۔ بسا اوقات شعراء اس قسم کی گستاخی کر جاتے ہیں، خدائے پاک ان کو ہدایت دے۔ ایسے شعر کو پڑھنا بھی بہت برا ہے، ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے اگرچہ اپنا عقیدہ صاف ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "وقتل نبي بالاستخفاف به ..... قلت ويظهر من هذا أن ما كان دليل الاستخفاف، يكفر به وإن لم يقصد الاستخفاف ... لأن قصد الاستخفاف مناف للتصديق". (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/ ۲۲۲، سعيد)

شیخ سعدی کے ایک شعر میں لفظ "بنیاد" اور "نااہل" کا مطلب

سوال [۱۲۳۱]: حضرت مولانا سعدی نے فرمایا ہے۔

پرتو نیکاں	نگیرد	ہر کہ	بنیادش	بد است
تربیت	نااہل	را چوں	گردکاں	بر گنبد است

بنیاد سے کیا مراد ہے؟ اور نااہل کون ہے؟ ﴿وأما الذين شقوا ففي النار﴾ (۱) اور حدیث میں "شقی" سے جو مراد ہے کیا وہی نااہل ہے یا اور کچھ مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث شریف میں ہے کہ: "وواضع العلم في غير أهله كمقلد الخنازير الجواهر واللؤلؤ والذهب" (۲)، نااہل کو علم سکھانا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر (سور) کو جواہر موتی سونے کا ہار پہنانا، اس کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھا کہ "نااہل وہ ہے جو بات صحیح نہ سمجھے، یا دینی علم کو دنیا کمانے کے لئے حاصل کرے، یا کسی بھی ایسی غرض کے لئے پڑھے جو خوشنودیٔ خداوندی کے خلاف ہو" (۳)۔ "شقی" کا مصداق بے ایمان اور دوزخی ہے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند۔

الم کے شعر میں "حریف" کی تحقیق

سوال [۱۲۳۲]: مندرجہ ذیل شعر خلاف شریعت ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کے ظاہری ترجمے سے قرآن وحدیث کی صریحاً مخالفت ثابت ہوتی ہے اور شعر کہنے والے کو شرعی اصطلاح میں کیا کہا جائے گا؟ چونکہ

---

(۱) (هود: ۱۰۶)

(۲) (أخرجه ابن ماجه في مقدمة سننه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ص: ۲۰، قديمي)

(۳) "(وواضع العلم عند غير أهله) بأن يحدثه من لا يفهمه، أو من يريد منه غرضاً دنيوياً، أو من لا يعلمه." (المرقاة شرح المشكاة، كتاب العلم، الفصل الثاني: ۱/۴۷۷، رشيدية)

(۴) قال الله تعالى: ﴿فأما الذين شقوا ففي النار، لهم فيها زفير وشهيق، خالدين فيها ما دامت السماوات والأرض إلا ما شاء ربك، إن ربك فعال لما يريد﴾ (هود: ۱۰۶، ۱۰۷)

مندرجہ ذیل شعر میں آثم مظفر نگری نے خود کو روح الامین کا حریف ظاہر کیا، وہ بھی نکات میں، کیا راسخ الایمان بھی ایسے ہی نغمے پڑھتے ہیں جیسے کہ آثم مظفر نگری فرماتے ہیں؟

تری شہرت آثم پہنچی ہوئی ہے بام سدرہ تک　　ترے نغمے حریف نغمۂ روح الامین نکلے

الجواب حامداً ومصلیاً:

لیک استاد کے دو شاگرد، ایک ساقی کے دو مے نوش، ایک افسر کے دو ماتحت بعض شریک کار بھی حریف کہلاتے ہیں۔ جیسے ؎

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی　　بیاد آر حریفان بادہ پیمارا

اور جیسے ؎

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند　　تہی خم خانہا کردند و رفتند

اور جیسے ؎

صد شکر ہے کہ ان سے ملاقات تو ہوئی ہے　　یہ اور بات ہے کہ حریفانہ ہو گئی

معنیٰ اول کے اعتبار سے روح الامین کے سب حریف ہو سکتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے روح الامین بھی اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے لئے تسبیح میں رطب اللسان ہے اور آثم بھی اس کی تسبیح میں مصروف ومشغول ہے، ہر دو کی تسبیح کا فرق خدا کے علم میں ہے(۱)۔ بام سدرہ تک تسبیح کا پہنچنا کچھ مشکل نہیں، قال اللہ تعالیٰ: ﴿إليه يصعد الكلم الطيب﴾ الآية (۲)۔

باقی شعراء کو ایسے کلام سے احتیاط کی ضرورت ہے جس سے دوسرے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوں (۳)

---

(۱) "وفي اليتيمة: الأصل أن لا يكفر أحد بلفظ محتمل؛ لأن الكفر نهاية في العقوبة، فيستدعي نهاية في الجناية، ومع الاحتمال لانهاية" (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيدية كوئته)

(۲) (الفاطر: ۱۰)

(۳) "اعلم أن من أراد أن يكون مسلماً عند جميع طوائف الإسلام، فعليه أن يتوب من جميع الآثام: صغيرها وكبيرها، سواء ما يتعلق بالأعمال الظاهرة أو الأخلاق الباطنة. ثم يجب عليه أن يحفظ نفسه في

اور دوسرے لوگوں کو بھی کسی کے کلام پر سخت حکم لگانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

فاضل بریلوی سے متعلق چند اشعار

سوال [۱۴۴۴]: ۱...... بریلی کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے کسی مرید نے یہ لکھا۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا　　تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک سے پیدا کرے　　کوئی ہم رتبہ تیرا احمد رضا
جو مدد فرمائیں دین پاک کی　　جیسی تونے کی ہے وہ احمد رضا

اس پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شاعر مولانا کو خدا مان کر مشرک ہو گیا۔

بریلوی لوگ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ان اشعار میں "تیرا" کا مخاطب احمد رضا خان ہے اور پہلے شعر میں "اے" ہے، شعر کا وزن درست رکھنے کے لئے محذوف ہے جیسے روز مرہ کی بولی میں محذوف ہوتا ہے جیسے غالب نے کہا ہے۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے　　آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان ہماری یہ دعا ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری نسل پاک سے بچے پیدا کرے جو تیرے ہی دین پاک کی مدد کرے۔ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟ کیا یہ شاعر اس شعر کی وجہ سے مشرک اور کافر ہے یا بریلوی کا بیان کیا ہوا مطلب درست ہے؟

منکر ونکیر کے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت کا حوالہ

[۱۴۴۴] ۲...... اسی طرح ایک اور شعر پر جھگڑا ہو رہا ہے۔

— الأقوال والأفعال والأحوال من لوازم في الارتداد الخ" (شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۱۹۱، قديمي)

(۱) "ينبغي للعالم إذا رفع إليه هذا أن لايبادر بتكفير أهل الإسلام" (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

کسی کے اشعار ہیں۔ کلام کا مطلب متکلم کے حالات کے خلاف مراد لینا اور اس پر حکم شرعی لگانا خاص کر شرک وکفر کا فتویٰ دینا منصب افتا کے لائق نہیں ہے، اس لئے بہت حزم واحتیاط کی ضرورت ہے(۱)، بعض لوگ بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔

اگر ان اشعار میں شاعر نے خدا سے دعا کی ہے، اس نے مولانا احمد رضا خان صاحب کو خدا نہیں کہا تو محض اس دعا سے وہ مشرک نہیں ہوا، اگر شاعر کے حالات ایسے ہوں کہ وہ واقعۃً مولانا احمد رضا خان صاحب کے ساتھ شرک کا معاملہ کرتا ہو، ان کو "تصرف فی الکون" تسلیم کرتا ہو، ان کی قبر کو سجدہ کرتا ہو، ان کی نذر مانتا ہو، ان سے رزق واولاد وغیرہ مانگتا ہو جیسا کہ بعض جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر معاملہ خطرناک ہے، کیونکہ جو آدمی اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے مشرک ہو جائے، اس کو مفتی کا فتویٰ بچا نہیں سکتا(۲)۔ الحاصل ان اشعار کی وجہ سے اس شاعر پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ اس شعر کے قائل کا حال بھی مجھے کچھ معلوم نہیں، اگر کسی نے اس کو اس شعر کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے تو بریلوی لوگوں نے شعر کا مطلب بیان کرکے اس کو کفر سے بچایا ہے، یہ بہت اچھا کیا، واقعی جب تک مسلمان کے کلام کو مطلب صحیح بن سکے اس کو کفر سے بچانا چاہئے(۳)۔ البتہ شاعر کو بھی ضروری ہے کہ ایسے کلام سے پرہیز کرے جس کی وجہ سے اس کے اوپر شرک وکفر کی بحث چھڑ جائے اور فتنہ پیدا ہو، لیکن

---

(۱) "وينبغي للعالم إذا رفع إليه هذا أن لا يبادر بتكفير أهل الإسلام .... وفي الفتاوى الصغرى: الكفر شيء عظيم، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(۲) "في البزازية: إلا إذا صرح بإرادة موجب الكفر، فلا ينفعه التأويل حينئذ". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيدية)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(۳) وفي الخلاصة: "إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير، ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم". (البحر الرائق، المصدر السابق)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق)

اگر شاعر نے اس کو قبر میں پوچھے جانے والے دوسرے سوال کا جواب قرار دیا ہے تب بھی یہ جواب منطبق ہوسکتا ہے، وہ اس طرح کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے "وصایا شریف" میں اپنے صاحبزادوں کو حتی المقدور شریعت پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے اور اپنے دین، مذہب پر عمل کرنے کو ہر فرض سے زیادہ ضروری قرار دیا ہے اور اپنے دین، مذہب کے متعلق یہ بھی واضح کردیا ہے کہ میرا دین ومذہب میری کتاب سے ظاہر ہے۔

اب شعر کا حاصل یہ نکلے گا کہ قبر میں جب سوال ہوگا کہ "تو کس کا ہے" یعنی تیرا دین کس کا دین ہے تو میں سر جھکا کر کہوں گا کہ میرا دین احمد رضا خان صاحب کا دین ہے۔ اس صورت میں سوال وجواب کو فرض قرار دینے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ سوال بھی واقعی ہے اور جواب بھی واقعی۔ یہ بات ضروری ہے کہ جواب یہ دیا جانا چاہئے تھا کہ میرا دین اسلام ہے، اس جگہ یہ جواب دینا تجویز کر رکھا ہے کہ میرا دین احمد رضا خان صاحب کا دین ہے اور یہ اس بناء پر کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے متعلق یہ عقیدہ جما رکھا ہے کہ ان کا دین، مذہب بالکل اسلام ہے، اب اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے مذہب میں کوئی بات اسلام کے خلاف ہو تو یہ شاعر زد میں آجائے گا، اگر مولانا موصوف یہ وضاحت فرمائیں کہ دین اسلام پر پورا پورا عمل کریں یا یہ فرمائیں کہ میرا دین ومذہب قرآن وحدیث سے ظاہر ہے تو زیادہ الجھاؤ پیدا نہ ہوتا، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ شریعت پر عمل کرنے کی "حتی المقدور" کی قید لگائی اور اپنے دین ومذہب پر عمل کرنے کو ہر فرض سے زیادہ فرض قرار دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا دین ومذہب شریعت سے الگ کوئی مستقل چیز ہے جو ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

چنانچہ "رضا خانی مذہب" میں ایسی چیزیں درج ہیں جو شریعت کے موافق نہیں اور دین اسلام کے خلاف ہیں۔ اگر شاعر زندہ ہو تو اس کو اپنے اس شعر سے رجوع کرلینا چاہئے (۱)، اور جواب کی ایسی تصحیح جس کے بعد نجات مل جائے اور جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے اور وہ جواب وہی ہے جو کہ حدیث پاک میں

(۱) گویا کہ اس شخص نے غیر شرعی اور غیر ثابت امور کو دین کے اندر داخل مانا ہے اور اس قسم کا فعل تحریف فی الدین ہے جو سلب ایمان کا ذریعہ ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

ہے وہ یہ کہ "میرا دین اسلام ہے"(۱)، اور آئندہ ایسے کلام سے پوری احتیاط کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۸/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

شاعر امام کے بعض اشعار

سوال [۱۴۵]: نیچے شاعر امام کے بارے میں شریعت وقرآن وحدیث کی طرف سے کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے؟ شاعر امام کی پوری نظم درج ذیل ہیں:

کون آئے گا تالی میز میرے بعد — کون پہنچائے گا پیغامِ وفا میرے بعد

پھول کی طرح جس ایک شاخ پہ بیٹھا ہوں — کیوں نہ ترسے گی گلستاں کی فضا میرے بعد

ہر طرف ذکر میرا یا میری بات تیری — آج پھر زندہ ہوا نامِ وفا میرے بعد

ہائے وہ زینتِ محراب و معنی نہ رہا — بند منبر سے ہوئی حق کی صدا میرے بعد

آپ کے بعد تو ایک بزم سجائی ہیں نے — آپ کی بزم میں پھر کیسے لگا میرے بعد

اٹھ دل اپنا مقام آپ بنا لیجئے تھا — اہل دل ہے تو مقام اپنا بنا میرے بعد

میرا انداز خطابت تمہیں یاد ہے کہ نہیں — سچ کہو لطف تمہیں کچھ آتا میرے بعد

کوئی رہزن نہ کرے رہبری کا دعویٰ — قافلے والے رہیں ہوشیار ذرا میرے بعد

میری موجودگی سے وہ جو سدا جلتے ہیں — حال اب ان کا کچھ تو بتا میرے بعد

چھوڑ دوست سے اثر ایک بات بھی ہے — کیوں پشیماں ہوئے اہل جفا میرے بعد

ان کی محفل سے بہت دور چلا آیا ہوں — پھر بھی ہوگا نہ مرا گلہ میرے بعد

میں تھا موجود تو چپ سادھ لیا تم نے — واہ واہ بن گئے اب شعلہ نوا میرے بعد

---

(۱) "وعن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "يأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام" الحديث. رواه أحمد وأبوداود". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثاني، ص: ۲۵، قديمي)

یاد آجاؤں اگر میں تو دعا یہ دینا ساتھ آپ کے اب جاؤ خدا میرے بعد

کوئی بخشی نہیں بھی یہ ہے مقام شاعر

نہ ملے گا تمہیں پھر مشکل مرا میرے بعد

الجواب حامداً ومصلیاً:

شاعری کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی تعریف کی جائے، اس لئے صلحاء نے شاعری کو اختیار نہیں فرمایا، تاہم منقولہ اشعار میں کہیں نبوت کا دعویٰ نہیں، صرف زورِ شاعری ہے جو کہ مناسب نہیں لیکن اس پر کوئی سخت حکم (کفر وغیرہ کا) نہیں لگ سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۳/۹۲ھ۔

ریاکاری کی نماز کو گالی دینا

سوال[۱۳۲]: دس سال کا عرصہ ہوا کہ مسماۃ ہندہ زوجہ زید اپنے خاوند کے ساتھ وقت بدگذران رہتی بے بخت بے فرمان ہو کر تمام اثاث البیت وزیورات، پارچہ جات سمیت گھر میکے میں روٹھ بیٹھی۔ مسماۃ ہندہ کے ورثاء نے زید کو کہا کہ تم ہندہ کو طلاق کر دو، زید نے جواب دیا کہ میرا مال واسباب زیورات وغیرہ مجھے واپس دو، ہندہ کے ورثاء نے کہا کہ تمہارا مال زیورات وغیرہ ہندہ کے نان نفقہ میں مجری ہو گیا ہے کہ سات سال کا عرصہ ہوا وہ کیا کھائے پیئے۔ زید نے کہا اگر عورت ناشزہ ہو تو نان نفقہ شریعت میں مرد کو دینا ضروری اور لازمی ہو تو مجری کرو، ورنہ مجھے واپس دو، فریقین میں کشمکش ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہندہ کے متعلقین نے زید پر خیار البلوغ کا جھوٹا دعویٰ کر دیا جو شرعاً ثابت نہ ہو سکا، اس کے بعد ہندہ اور اس کے متعلقین تین سال چپ رہے، اس کے بعد فسخ نکاح کی بابت یہ دعویٰ کیا کہ زید نے نماز کو سب وشتم کی ہے جو کہ زید نے اپنی گفتگو میں کہا تھا کہ "بعض لوگ دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں اس میں موت (۱) کیا جاوے، آگ لگائی جائے، الف! میں نے ریا کی نماز کو، جو کہ نامقبول ونامنظور چیز ہے، برا کہہ دیا، الٰہی! میری توبہ، استغفر اللہ، نعوذ باللہ من ذلک" اسی جگہ کھڑے کھڑے کہہ دیا۔ ہندہ کے متعلقین علاقہ کے ایک مشہور مولوی کے پاس گئے اور سارا قصہ زید کی

(۱) "پیشاب" (فیروز اللغات، ص: ۱۳۶۰)

لہٰذا اس کلام کی وجہ سے فسخ کا حکم لگانا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اس کے بعد سائل نے مظاہر علوم کے اس ہی معاملہ کے متعلق ایک جواب وسوال نقل کیا ہے لیکن اس میں سوال کے الفاظ میں اختلاف ہے، اس لئے جواب بھی مختلف ہے۔ اس کے بعد سائل مفتی سعید احمد صاحب کی تنقیحات کا جواب لکھتا ہے:

جواب تنقیح:

زید نے نہ فرض نماز کے متعلق کہا ہے نہ نفل نماز کے، بلکہ اس نے ریائیہ نماز کے متعلق کہا ہے۔

خط کشیدہ الفاظ نمبر: ا مندرجہ استفتاء جس کا جواب سہارن پور دارالافتاء سے آیا ہے اور اسی مولوی علاقہ نے عمل کر کے ہندہ کا نکاح ثانی دوسرے شخص سے کر دیا ہے، زید اور مولوی کے درمیان کوئی شخص گواہ نہیں کیونکہ مولوی صاحب نے زید سے تنہائی میں سب وشتم کی بابت پوچھا تھا، زید نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کے سامنے میں نے ریائیہ نماز بیان کی ہے، مگر مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی شخص کسی کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ یہ ریائیہ نماز ہے یا خدائی نماز، کیونکہ انسان دیکھنے والا فرق نہیں معلوم کر سکتا کہ کون سی نماز ہے، لہٰذا سب نمازیں ایک ہیں اور تمہارا سب وشتم نماز کو ہے تمہارا نکاح ہندہ سے فسخ ہے۔

۲..... غلط آپ کو لکھا گیا کہ زید نے اپنی عورت سے تجدید نکاح کیا ہے کیونکہ اس نے دوسرے علماء سے پوچھ کر اپنی تسلی کر لی ہے کہ ریائیہ نماز کو سب وشتم کرنے سے تجدید نکاح لازم نہیں آیا۔

۳..... بموجب استفتاء شاہد اس کو قائل اور تسلیم نہیں کرتا۔

۴..... (نسوٹ) زید نے مفتی مولوی علاقہ کے سامنے ریائیہ نماز تسلیم کی مگر مفتی صاحب نے سب کو ایک نماز بنا کر زید سے تسلیم کرایا اور اس نے کہا کہ واقعی عرصہ تین سال کا گزر چکا ہے کہ میں نے یہ فلاں کی بابت کہا تھا کہ خراب آدمی نماز کو آڑ بنایا ہوا ہے اور برے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ کرتا ہے اور دکھاوے کو کہ لوگ مجھے اچھا سمجھیں ریائیہ نمازیں پڑھتا ہے۔

(نوٹ) واقعات مندرجہ بالا آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں آپ فتویٰ تحریر فرمائیں کہ ہندہ کا عقد ثانی دوسرے شخص سے جائز ہے اور زید کا نکاح فسخ ہے؟ بینوا توجروا۔

محمد دین۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز وروزہ اسلام کے رکن ہیں (۱) ان کو گالی دینا، سب وشتم کرنا، استخفاف کرنا موجب کفر ہے (۲)، اس میں کوئی تامل نہیں۔ صفحہ نمبر ۲۰۱ میں سائل نے جس قسم کا سوال درج کیا تھا اس کے مطابق جواب میں حکم تحریر کر دیا تھا، وہاں جو سوال بھیجا گیا اس میں خصوصیت سے ریائی نماز کو دریافت کیا گیا ہے، اس کا جواب درست ہے، کیونکہ ریائی نماز درحقیقت نماز ہی نہیں (۳) اس لئے وہ قابل مدح نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون، الذين هم

---

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله، وإقام الصلوة، وإيتاء الزكوة، والحج، وصوم رمضان". (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "بني الإسلام على خمس": ۶/۱، قديمي)

(۲) "الاستهزاء بحكم من أحكام الشرع كفر". (شرح الفقه الأكبر، قبيل فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۶۷، قديمي)

(۳) قال الإمام الأعظم رحمه الله تعالى في الفقه الأكبر: "والرياء إذا وقع في عمل من الأعمال، فإنه يبطل أجره". وقال الملا علي القاري رحمه الله تعالى تحته: "(فإنه يبطل أجره): أي أجر ذلك العمل، بل يثبت وزره بحيث ظلم نفسه بوضع الشيء في غير موضعه، قال الله تعالى: ﴿فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه أحداً﴾ أي لا شركاً جلياً ولا خفياً. وفيه إيماء إلى أنه إذا قصد الرياء والسمعة وقصد الطاعة والعبادة معاً، يوصف بالشركة مطلقاً لغلبة أحدهما على الآخر، أو التسوية بينهما. فإنه يبطل أجره ويثبت وزره لعموم حديث "لا يقبل الله عملاً فيه مقدار ذرة من الرياء". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۸۷، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالصلوة والصوم والزكوة: ۲۶۸/۲، رشيديه)

وفي المرقاة شرح المشكوة: "(تركته وشركه) أي تركت ذلك العمل وفاعله بلا قبله، ولا أجازي فاعله بذلك العمل؛ لأنه لم يعمله لي. انتهى ..... إن العمل على الإشراك حرام إجماعاً". (كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الفصل الأول: ۱۶۷/۹، رشيديه)

یراؤون﴾ الآیة (۱)۔ "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال الله تعالى: أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك فيه معي غيري، تركته وشركه". وفي رواية: "فأنا منه بريء، هو للذي عمله" (۲)۔

"عن شداد بن أوس رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله يقول: "من صلى يرائي فقد أشرك، ومن صام يرائي فقد أشرك، ومن تصدق يرائي فقد أشرك". رواه أحمد (۳)۔ مشکوۃ شریف (۴)۔

جس شی کی شریعت نے مذمت کی ہو اس کی مذمت موجب کفر نہیں، نہ اس سے نکاح فسخ ہوتا ہے، نہ عورت بائنہ ہوتی ہے (۵)، ایسی صورت میں عورت کو دوسری جگہ نکاح بھی درست نہیں ہوا۔ سوال کی تنقیح سائل کے ذمہ ہے، اگر غلط سوال قائم کر کے جواب حاصل کر لیا تو اس سے اخروی مواخذہ سے نجات حاصل نہ ہوگی اور جو شی دراصل حرام ہے وہ حلال نہیں ہوگی اور جو حلال ہے وہ حرام نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۵/۳/۹۱ھ۔

ایسے الفاظ کہنا برا ہے مگر چونکہ ان الفاظ میں احتمال ہے اسلئے ان سے تکفیر کرنا جائز نہیں (۶) محمد نصر۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۰/ربیع الثانی/۹۲ھ۔

---

(۱) (الماعون: ۴، ۵، ۶)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الفصل الأول، ص ۴۵۴، قديمي)

(۳) (مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۵/۱۰۵، رقم: ۱۶۶۹۰)

(۴) (المشكوة، المصدر السابق، الفصل الثالث: ۴۵۵)

(۵) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير، فهو مسلم" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(والمحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، غفاريه كوئٹه)

(۶) "الأصل أن لا يكفر أحد بلفظ محتمل، لأن الكفر نهاية في العقوبة، فيستدعي نهاية في الجناية، ومع =

دینی کتب کے مترجمین کو بُرا کہنا

سوال [۷۰۶]: بعض لوگ ان علماء کو دشنام و برا کہتے ہیں جنھوں نے کتب فقہ، حدیث، تفسیر کا اردو ترجمہ وشرح کی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم ان اردو کتابوں کو نہیں مانتے، عربی زبان میں ہوتی تو ضرور مان لیتے۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حقانی علماء کو محض اس وجہ سے برا کہنا اور دشنام دینا کہ انہوں نے دین کی خدمت کی اور اردو میں عربی کتابوں کے تراجم کئے ہیں، کبیرہ گناہ اور سخت خطرناک ہے(۱)۔ جو مسائل حق ہیں خواہ وہ اردو میں ہوں یا عربی وغیرہ میں ان کو ماننا لازم ہے، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۲/۵۵ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= الاستخفاف لأجلها". (الفتاوى الخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/ ۴۵۹، إدارة القرآن)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۱۷۳، قديمي)

(والبحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۵، رشيدية)

(۱) اس قسم کے الفاظ میں اکثر کفر کا اندیشہ ہے۔ قال الملا علي القاري: "من قال لفقيه يذكر شيئاً من العلم ... هذا ليس بشيء، أو قال: لأي أمر يصلح هذا الكلام؟ ... كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/ ۲۷۱، رشيدية)

اور عالم کو بغیر کسی سبب کے سب وشتم کرنے میں بھی اندیشۂ کفر ہے۔ في الفتاوى العالمكيرية: "ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب". (الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق: ۲/ ۲۷۰)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۵، رشيدية)

ڈاکٹر فضل الرحمٰن پاکستان کے اقتباسات ضلالت آمیز

سوال [۶۴۸]: ایک شخص اپنی تحریر میں اس قسم کے جملے استعمال کرتا ہے

۱... "معراج کا واقعہ ایک افسانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے مقابلہ میں گھڑ لیا گیا ہے" (۱)۔ (اسلام، ص: ۱۴، مصنفہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن، صدر ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد، پاکستان)

۲... "قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے واقعات ماضیہ سے متعلق جتنے قصے اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں وہ سب بے بنیاد واقعات ہیں جو یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں گھڑے گئے ہیں"۔ (ایضاً، ص: ۱۹)۔

۳... "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف انسان کے اخلاق کی اصلاح کرنے والے تھے"۔ (ایضاً، ص: ۱۷)۔

۴... "حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرب قوموں کی تنظیم میں مصروف رہنے کی وجہ سے انہیں حکومت بنانے کے قوانین مرتب کرنے کی فرصت نہیں ملی"۔ (ایضاً، ص: ۲۸)۔

۵ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام جاہلیت کی رسوم کے مطابق متعدد شادیاں کی تھیں، یہ کوئی شان نبوت نہیں ہے"۔ (ایضاً، ص: ۲۹)۔

۶... "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی تھی، یہ بات یہود ونصرانیوں کو قائل کرنے کے لئے ان کے عقائد کے مطابق بنائی گئی ہے"۔ (ایضاً، ص: ۳۱)۔

۷۔ "حضرت جبرئیل امین کی کسی جسمانی صورت کا کوئی ثبوت نہیں ہے"۔ (ایضاً، ص: ۳۱)۔

۸... "قرآن شریف اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کے الفاظ سے عبارت ہے، اس میں صرف اللہ ہی کے الفاظ نہیں"۔ (ایضاً، ص: ۳۱)۔

۹... "وحی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کی آواز ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں"۔ (ایضاً، ص: ۳۳)۔

۱۰۔ "قرآن کریم میں صرف تین وقت کی نماز کا ذکر ہے، باقی دو وقت کی نمازیں بعد میں شامل کی گئی ہیں"۔ (ایضاً، ص: ۳۲)۔

۱۱..... "قرآن شریف کوئی قطعی دلیل نہیں"۔ (ایضاً، ص:۳۷)۔

۱۲..... "زکوٰۃ عوام کے بہبود کے لئے ایک قسم کا ٹیکس ہے یہ کوئی عبادت نہیں اور حکومت وقت ضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی کر سکتی ہے"۔ (ایضاً، ص:۳۷)۔

۱۳..... "قرآن شریف میں اجتہاد کی گنجائش ہے"۔ (ایضاً، ص:۳۹)۔

۱۴..... "مکمل اسلام کی تکمیل صرف مغربیت کی رہنمائی سے ہو سکتی ہے"۔ (ایضاً، ص:۱۱۶)۔

(نقل مطابق اصل، از روزنامہ نوائے وقت، ۲۶/اگست ۶۸ء، ص:۲)۔

۱۵..... "جانور ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور تکبیر پڑھنا ضروری نہیں"۔ (ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا فتویٰ)۔

مذکورہ بالا تحریریں آپ نے پڑھ لیں، اب آپ فرمائیں کہ جس شخص کی ایسی تحریریں ہوں وہ اس لائق ہے کہ اسے مسلمان سمجھا جائے اور کیا ایسا شخص تحقیقات اسلامی جیسے ادارہ کا ڈائرکٹر ہو سکتا ہے؟ اور جو حکومت ایسے شخص کو اس عہدے پر مقرر کرے، کیا وہ حکومت بھی مجرم ہے یا نہیں؟ اور کیا ڈاکٹر فضل الرحمن جیسے شخص کی اسلام کے بارے میں نظر بالغ ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کے عین مطابق جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ڈاکٹر فضل الرحمن کی مذکورہ کتاب اور نوائے وقت ہمارے پاس نہیں، کہیں سے حاصل کر کے بھی مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ جو اقتباسات آپ نے نقل کئے ہیں اگر ان کا یہی مطلب ہے، سیاق وسباق سے دوسرا مطلب نہیں ہو جاتا اور مصنف کی مراد بھی وہی ہے جو الفاظ سے ظاہر ہے، تو یہ نہایت گمراہ کن عبارات ہیں، اسلام کے مسلمہ ومتفقہ اصول کے خلاف ہیں، ان کا پڑھنا اور ان پر یقین رکھنا تصدیق اسلام کے منافی ہے۔ بعض عبارت پر یقین رکھنے سے بالکل ہی ایمان جاتا رہے گا اور بعض سے ایمان خراب ہو جائے گا۔ ایسی باتوں کا معتقد ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو اسلام کے بارے میں بالغ نظر کہا جائے، اس کو تو دائرہ اسلام میں رکھنا بھی دشوار ہے، وہ تو ایسے باطل عقائد کی بنا پر اسلام سے خارج ہو گیا اور دیانات سے بھی روکنا آسان نہیں (۱)، اس کو کسی دینی ادارہ

---

(۱) تبحث هنا تحقيقاً على نمط التصريح عن بعض نكات السؤال التي هي مشتملة على ألفاظ صريحة غير محتملة، وأما غير المصرحة المحتملة، فقد تركناها صيانةً للمقام. وذلك البعض - أي الألفاظ -

= المشتملة على الكفر يلزم منه الكفر قطعاً إنكاراً للنصوص القطعية من الكتاب والسنة.

فاما قوله الأول: "معراج كا واقعہ" الخ، فهو مخالف لنص القرآن القطعي، والأحاديث الصحيحة.

أما الكتاب فقد قال الله تعالى: ﴿سبحان الذي أسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا، إنه هو السميع البصير﴾ (الإسراء: ١)

وأما الحديث فقد روي: "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان أبو ذر رضي الله تعالى عنه يحدث عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "فرج عن سقف بيتي وأنا بمكة، فنزل جبرئيل عليه السلام، ففرج صدري، ثم غسله بماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمةً وإيماناً فأفرغه في صدري، ثم أطبقه، ثم أخذ بيدي، فعرج بي إلى السماء، فلما جئت إلى السماء الدنيا، قال جبرئيل عليه السلام لخازن السماء: افتح، قال: من هذا؟ قال: هذا جبرئيل، قال: هل معك أحد؟ قال: نعم معي محمد، فقال: أرسل إليه؟ قال: نعم، فلما فتح، علونا السماء الدنيا" الحديث. (صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب كيف فرضت الصلوة في الإسراء: ١/٥٠، قديمي)

وأما قوله الثاني: "قرآن میں یوسف وغیرہ کے قصے بے بنیاد ہیں" فهذا كذب صريح على الله تعالى، لقوله تعالى ليوسف عليه السلام: ﴿نحن نقص عليك أحسن القصص بما أوحينا إليك هذا القرآن، وإن كنت من قبله لمن الغافلين﴾ (يوسف: ٣)

فلو كانت القصص المذكورة في القرآن لا أصل لها، فكيف قال تعالى لها: "أحسن القصص" وهذه القصة من جملة القصص، وأيضاً ذكرت تلك القصص لحكم كثيرة، منها ما قاله العلامة الآلوسي: "والأقوى ما يجاب به أن قصص الأنبياء إنما كررت، لأن المقصود بها إفادة إهلاك من كذبوا رسلهم، والحاجة داعية إلى ذلك لتكرير تكذيب الكفار للرسول صلى الله تعالى عليه وسلم، فلما كذبوا، أنزلت قصة منذرة بحلول العذاب كما حلّ بالمكذبين". (روح المعاني: ٢٣/٩٤، دار إحياء التراث العربي)

وأما قوله السادس: "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے قرآن گھڑا" الخ، فمفهومه أن الوحي كان مخترعاً من جهة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وأنه لم يكن منزلاً من الله تعالى على زعم هذا القائل، وهو كذب واختراع وافتراء، كما افترت اليهود والنصارى على الله تعالى ورسله، فصاروا مردودين من جناب الحق تعالى، مخذولين بكيد الشياطين، وسماهم الله الكافرين الملحدين. .... —

"مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے، اللہ تعالیٰ کی ایسی تیسی" کہنا (نعوذ باللہ)

سوال [۲۳۱]: زید اور عمر دونوں حقیقی بھائی ہیں، زید بڑا ہے عمر چھوٹا ہے، دونوں میں ایک رات جھگڑا ہو رہا تھا تو بڑے بھائی کی بدعنوانیوں کی بنا پر چھوٹے بھائی نے کہا کہ تمہارے یہ اعمال، اللہ کے یہاں تمہارا کیا حشر ہوگا، تو بڑے بھائی نے کہا کہ "مجھ کو جہنم کا سب سے نچلا طبقہ منظور ہے"۔ پھر دوسری رات میں بھی جھگڑا ہوا اور زیادہ خطرناک صورت ہوگئی، تو بیچ بچاؤ کرنے والوں نے بڑے بھائی زید سے کہا کہ خدا کے لئے چپ رہو، تو زید نے برملا کہا کہ "اللہ تعالیٰ کی ایسی تیسی" (نعوذ باللہ)۔ کیا زید کے یہ دونوں جملے کلمۂ کفر ہیں؟ اگر ہیں تو ایسی صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سے نکاح پر بھی اثر پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ کلمات نہایت سخت ہیں ان سے ایمان کا باقی رہنا دشوار ہے (۱)، مگر ایسے شخص کے واسطے فتویٰ

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيديه)

"من رد حديثاً، قال بعض مشايخنا: يكفر، وقال المتأخرون: إن كان متواتراً كفر. أقول: هذا هو الصحيح، إلا إذا كان رد حديث الآحاد من الأخبار على وجه الاستخفاف والاستحقار والإنكار"۔ (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، قبيل فصل في القراءة والصلاة، ص: ۱۶۶، قديمي)

(۱) "وفي العتابية: ثم الأصل أن جحود أمر الله تعالى وأمر رسوله كفر، چنانچه گويند: ...... اگرچه خداى مرا بهشت فرستد نروم"۔ (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في رد الأوامر الشرعية: ۵/۴۸۶، إدارة القرآن)

وفيها: "قيل له: لا تعص الله، فإن الله يدخلك النار، فقال: من از دوزخ نه ترسم ...... كفر في هذا كله"۔ (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في رد الأوامر الشرعية: ۵/۴۸۶، إدارة القرآن)

"يكفر إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به"۔ (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بذات الله تعالى: ۲/۲۵۸، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يقال في ذات الله تعالى: ۵/۴۶۱، إدارة القرآن)

کیا کرتا ہو تو کسی عالم، متبعِ شریعت بزرگ کے پاس اس کو لے جائیں، وہ نرمی اور شفقت سے اس کو سمجھا دیں اور تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرا دیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱/۹۹ھ۔

نیند کو نماز سے بہتر کہنے پر کیا حکم ہے؟

سوال [۰۵۰]: بعد نمازِ عشاء ایک آدمی نے اپنی سوئی ہوئی بیوی سے کہا نماز پڑھ لو، بیوی نے کہا مجھے نیند آ رہی ہے، اس کے جواب میں مرد نے کہا کہ نیند میں سونا بہتر ہے یا نماز بہتر ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ نیند بہتر ہے، اس صورت میں عورت پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟ نیند کو نماز سے اچھا جاننے والا آدمی کیسا ہے؟ اسلام میں داخل رہے گا یا خارج از اسلام ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نیند کو نماز سے بہتر ہونا جو کہ بیوی نے جواب میں کہا ہے، وہ باعتبار تقاضائے طبیعت کے ہے یعنی اس وقت سونے کو طبیعت چاہتی ہے، نیند کا غلبہ ہے، نیند ہی اچھی لگتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدائے پاک کے نزدیک نیند کا درجہ نمازِ عشاء سے بلند ہے کہ اگر اول عشاء کی نماز پڑھے گا بجائے سونے کے تو وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک پیارا ہے اس سے جو نماز پڑھے، اس لئے بیوی پر کوئی تحت حکم نہیں لگایا جائے گا (۲)۔ البتہ اس قسم کے

---

(۱) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط ... ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۸۵، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، غفاريه كوئٹه)

(۲) "إذا كان اللفظ محتملاً، فلا يحكم بكونه كفراً إلا إذا صرح بأنه يريد المعنى الأول، فتأمل لاسيما وقد ذكروا أن المسئلة المتعلقة بالتكفير إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للتكفير، واحتمال واحد

لفظ بولنے سے اس کو منع کیا جائے کہ وہ توبہ کرے، آئندہ ایسا نہ کہے، نکاح بدستور قائم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۳/۹/۹۶ھ۔

مناظرہ سکھانے کے لئے کفریات بولنا کیسا ہے؟

سوال[۲۵۱]: ہمارے یہاں ایک دینی مدرسہ میں تعلیماً طلبہ کو مناظرہ کی تمرین کرائی جاتی ہے، ایک طالب علم اپنے آپ کو کبھی کافر، کبھی بدعتی، کبھی مرزائی، کبھی مودودی ظاہر کرتا ہے، جب اپنے کو کافر ظاہر کرتا ہے تو خدا کا انکار اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتا ہے، دوسرا طالب علم اس کو کافر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرکے اس کا جواب دیتا ہے اور جب بدعتی ظاہر کرتا ہے تو علماء دیوبند کو گالیاں دیتا ہے اور ان کو کافر بتلاتا ہے، دوسرا طالب علم اس کو جواب دیتے ہوئے گمراہ خان وغیرہ کہتا ہے، یہی صورت تب بھی ہوتی ہے جب مرزائی یا مودودی اپنے کو ظاہر کرتا ہے۔

غرض جب کسی فرقہ کی وکالت کرتا ہے، تو فرقِ باطلہ کے عقائد تو نہیں رکھتا، لیکن ان کے وہ کلمات جو شرعاً ناجائز ہیں استعمال کرتا ہے۔ مذکورہ صورت کبھی کبھی مدرسہ کے جلسہ میں ہوتی ہے، اس میں بعض مرتبہ جلسہ کو دلچسپ بنانا بھی مقصود ہوتا ہے، دریں صورت ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہاں مدرسہ کے اساتذہ میں اختلاف ہے کوئی درست کہتا ہے کوئی غلط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر فرقِ باطلہ سے مناظرہ سکھایا جائے تو کسی طالب علم کا اپنے آپ کو ان فرقوں میں شمار کرنا اور اہلِ حق کی تضلیل وتکفیر کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، سخت معصیت ہے بلکہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ اقرارِ کفر اور اجرائے کلمۂ کفر اگرچہ اعتقاداً نہ ہو، استہزاءً ہو تو اس کو بھی فقہاء نے موجبِ کفر لکھا ہے، جیسا کہ

= فی طبیہ، فالأولی للمفتی والقاضی أن یعمل بالاحتمال النافی : لأن الخطأ فی إبقاء ألف کافر أهون من الخطأ فی إفناء مسلم واحد". (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالی، بحث التوبة، ص: ۱۹۲، قدیمی)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشیدیه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۴۵۸/۵، ادارة القرآن)

مجمع الانہر(۱)، عالمگیری (۲) شامی (۳) شرح فقہ اکبر (۴) وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس لئے مناظرہ کا طریق اختیار کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان باطل فرقوں کی طرف سے نقل کرے کہ مثلاً اگر قادیانی یہ کہے تو آپ کے پاس کیا جواب ہے، اگر رضاخانی یہ کہے تو آپ کے پاس کیا جواب ہے، فلاں جماعت نے آپ کے اکابر پر اعتراض کیا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

کفریات کو کبھی بھی اپنا مقولہ بنا کر پیش نہ کرے اگرچہ بھی دل کی نیت سے ہو، ویسے بھی کفر کو زبان پر لانا موجب نحوست ہے جب تک اس کی تردید نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۰/۱۱ھ۔

''آستین برادو کشیدہ ہمچو مکار آمدی'' کا پڑھنا

سوال [۵۰۱۰]: شعر

آستین بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی ۔۔۔ بہر خود بہر تماشا سوئے بازار آمدی

اس طرح کے شعر کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص اس کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہو اس کو پڑھنا درست ہے، غلط معنی مطلب لے کر خدائے پاک کو خطاب کرکے پڑھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "وفي البحر: والحاصل: أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً، كفر عند الكل، ولا اعتبار باعتقاده ... ومن تكلم بها عالماً عامداً، كفر عند الكل ... لكن في السراج: وإن لم يعتقد أو لم يعلم أنها لفظة الكفر، ولكن أتى بها عن اختيار، فقد كفر عند عامة العلماء، ولا يعذر بالجهل". (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، ثم باب المرتد، قبيل ألفاظ الكفر: ۲/۵۰۲، غفاریہ كوئٹہ)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، الباب التاسع في أحكام المرتدين، موجبات الكفر ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر إلخ: ۲/۲۷۶، رشیدیہ)

(۳) (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۴، سعید)

(۴) (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، بحث التوبة، ص: ۱۹۴، قديمي)

عورت کا شوہر کو یہ جواب کہ "توبہ نہیں کروں گی" کیا تجدیدِ ایمان ضروری ہے؟

سوال [۱۵۳]: ایک شخص نے اپنی اہلیہ سے کسی گناہ پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو! توبہ کرو، ویسے اس کی اہلیہ نیک ہے، مگر اس وقت مذاق سے کہہ دیا کہ "میں توبہ نہیں کروں گی"، پھر کچھ ہی اسی وقت ندامت ہوئی اور توبہ کرلی۔ اس واقعہ کی وجہ سے اس کے ایمان میں کچھ خرابی آکر نکاح میں کوئی فرق آسکتا ہے یا نہیں؟ یا صرف گنہگار ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر شوہر نے کسی خاص گناہ سے متعلق کہا کہ اس گناہ سے توبہ کرو اور وہ گناہ بیوی نے نہیں کیا تھا، بیوی نے کہا کہ میں توبہ نہیں کروں گی، تو اس کی وجہ سے اس کے ایمان میں خلل نہیں ہوگا اور اگر کسی خاص گناہ سے متعلق نہیں کہا بلکہ ویسے ہی کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو توبہ کرتے ہی رہنا چاہئے، اس پر یہ جواب دینا کہ توبہ نہیں کروں گی تو یہ بہت خطرناک ہے کیونکہ قرآن کریم میں بھی اہل ایمان کو توبہ کرنے کا حکم ہے ﴿یاایها الذین آمنوا توبوا الی الله توبة نصوحا﴾ (۱) اب اس صورت میں عورت کو چاہئے کہ اس بات سے توبہ کرنا چاہئے اور دو آدمیوں کے سامنے تجدید نکاح بھی کرلیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۰/۱۳۹۹ھ۔

---

(۱) (سورة التحريم: ۸)

قال العلامة الآلوسي: "اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولايجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة" (روح المعاني: ۲۸/۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب الإيمان، قبيل باب خصال المنافق: ۱/۵۶، قديمي)

(۲) "وما كان في كونه كفراً اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك احتياطاً". (مجمع الأنهر، باب المرتد: ۱/۶۸۸، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، الباب التاسع في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲/۲۷۶، رشيديه)

ما یتعلق بتکفیر المسلم

(تکفیر مسلم کا بیان)

علمائے دیوبند کو کافر کہنے والے کا حکم؟

سوال [۱۰۵۴]: جلال آباد میں جو کہ ایک پرانی بستی ہے، قدیم زمانے سے بستی کی جو سب سے بڑی جامع مسجد ہے اس میں ہمیشہ جمعہ ہوتا چلا آیا اور برابر ہو رہا ہے، کچھ عرصے سے جامع مسجد کے قریب ہی ایک چھوٹی سی محلّہ کی مسجد ہے اس میں دو چار آدمیوں نے جو بدعتی عقیدے کے ہیں اور اپنے اکابر کو کافر کہتے ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنے والا کافر حقیقی ہے۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ صرف ہم یہ عقیدہ رکھنے والے ہی مسلمان ہیں اور مسلمان کی نماز کافر کے پیچھے درست نہیں ہے، جس کی وجہ سے ان بدعتی عقیدے کے دو چار آدمیوں نے جمعہ کی نماز علیحدہ سے شروع کر دی چونکہ جامع مسجد میں جمعہ ڈیڑھ بجے ہوتا ہے اور یہ لوگ چھوٹی مسجد میں ڈھائی بجے جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، اس لئے کثرت سے لوگ ان بدعتی حضرات کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے بیشتر وہ لوگ جو کہ صحیح العقیدہ متمول ہیں ان سے اگر کسی وجہ سے (جامع مسجد میں) جمعہ چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی چھوٹی مسجد میں ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر لیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک صحیح العقیدہ شخص جس کا اتباع پوری بستی ہی نہیں مضافات بھی کرتے ہیں ان کو جمعہ کی نماز بدعتی کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا ظہر کی نماز؟

رحمت اللہ قاسمی مدرسہ انعام جلال آباد بجنور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص علمائے دیوبند کو کافر کہتا ہو اور اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا تو وہ شخص خود بڑی خطرناک حالت میں ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ: ”اگر ایک آدمی کسی کو کافر کہے اور واقعۃً وہ شخص کافر نہ ہو تو وہ کفر

خود اس پر لوٹ کر آتا ہے''(۱)، پس ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے، ان کو کافر کہا جائے، نہ اس کا اقتدا کیا جائے، پھر وہ لوگ کسی دیوبندی عقیدے والے کے مسجد میں آجانے سے مسجد کو دھلوا کر پاک کراتے ہیں، دیوبندی کے سلام کا جواب دینے ہی سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، دیوبندی کو سلام کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ ان کے نزدیک مرتد ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

جامع مسجد میں نماز کا اہتمام لازم ہے (۲) خاص کر امام صاحب کو، دوسرے لوگ بھی جامع مسجد میں سویرے جایا کریں تاکہ اس کی نوبت نہ آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۵/۹۲ھ۔

دیوبندی علماء کو کافر کہنا

سوال [۱۵۵]: بریلوی عقائد کے لوگوں کا کہنا ہے کہ دیوبندی عقائد کے لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سلام کرنا، کسی قسم کا رابطہ و تعلقات رکھنا ناجائز ہے، اور اگر دیوبندی (وہابی)

---

(۱) "عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك" (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

(وكذا في الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر ۱/۵۷، قديمي)

قال الإمام النووي رحمه الله تعالى: "في تأويل الحديث أوجه: أحدها أنه محمول على المستحل لذلك، وهذا يكفر". (شرح النووي على مسلم: ۱/۵۷، قديمي)

(وكذا في المرقاة شرح المشكوة، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان الخ: ۸/۵۹۲، مكتبه حقانيه پشاور)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين: ۵/۵۱۳، إدارة القرآن)

(۲) "أفضل المساجد مسجد مكة، ثم المدينة، ثم القدس، ثم قباء، ثم الأقدم، ثم الأعظم". (الدر المختار) وفي رد المحتار: "والحاصل: أي بعد القدس الجوامع، أي المساجد الكبيرة الجامعة للجماعة الكثيرة". (كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد: ۱/۶۵۸، ۶۵۹، سعيد)

سلام کرے تو اس کا جواب دینا بھی ناجائز ہے اور دیوبندیوں کو کافر بھی کہتے ہیں، ایسی صورت میں ایک طبقہ ایسا ہے جس کے لئے یہ حالات پریشان کن ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علمائے دیوبند کا مسلک صحیح ہے، قرآن کریم، حدیث شریف، صحابۂ کرام، فقہاء، مجتہدین کے بالکل مطابق ہے، جو شخص اس کو غلط کہتا ہے وہ ان سب کی مخالفت کرتا ہے اور جو شخص ایسے دیوبندی علماء کو یا ان کے متعلقین کو کافر کہتا ہے وہ اہل ایمان کو اہل کفر کہتا ہے، اس کو ضروری ہے کہ اپنے ایمان کی خبر لے اور اصلاح کرائے، ورنہ وہ ہمیشہ ایمان سے نا آشنا رہے گا اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی واولیائے کاملین کو کافر کہنے کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مستحق رہے گا(۱)۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۷/۹۵ھ۔

مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم

سوال[۱۵۹]: کسی نے فتویٰ دیا کہ یہ مسلمان کافر ہے تو حقیقت میں وہ کافر نہ ہو تو کہنے والے کا شرع کی رو سے کیا حکم ہے عند الحنفیہ؟

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ عنہما .... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أیما امرئ قال لأخیہ: کافر، فقد باء بہا أحدہما، إن کان کما قال، وإلا رجعت علیہ" - ...... معناہ أن ذلک یؤل بہ إلی الکفر، وذلک أن المعاصی کما قالوا "برید الکفر" ویخاف علی المکثر منہا أن یکون عاقبۃ شؤمہا المصیر إلی الکفر، ویؤید ہذا الوجہ ماجاء فی روایۃ .... "فإن کان کما قال، وإلا فقد باء بالکفر".
(الصحیح لمسلم مع شرحہ للنووی، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیہ المسلم: یا کافر: ۱/۵۷، قدیمی)

"وفی الخلاصۃ: من أبغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر". (شرح الفقہ الأکبر، فصل فی العلم والعلماء: ۱۷۳، قدیمی)

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی مسلم کو بلاوجہ کافر جاننا کفر ہے: "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "أیما رجل قال لأخیه: کافر! فقد باء بها أحدهما". متفق علیه" (۱)۔

"وعن أبی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیه بالکفر، إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلك". رواه البخاری" (۲)۔

"وعنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من دعا رجلاً بالکفر، أو قال: عدو اللہ! ولیس کذلك إلا حار علیه". متفق علیه" (۳)۔ (مشکوٰة المصابیح: ص ۴۱۱)(۴)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنه، ۲/۲/۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۲/۶۱ھ۔

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب من أکفر أخاه بغیر تأویل فهو کما قال: ۹۰۱/۲، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان من قال لأخیه المسلم یا کافر: ۵۷/۱، قدیمی)

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قدیمی)

(۳) (الصحیح لمسلم، المصدر السابق)

(۴) (روی الأحادیث الثلاثة فی مشکوٰة المصابیح، کتاب الأدب، باب حفظ اللسان الخ، ص: ۴۱۱، قدیمی)

"(المختار للفتوی فی جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات (أی: قوله: یا کافر، یا یهودی وغیرهما) إن کان أراد الشتم، ولا یعتقده کافراً لا یکفر، وإن کان یعتقده کافراً، فخاطبه بهذا بناءً علی اعتقاده أنه کافر یکفر". (الفتاوی العالمگیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بتلقین الکفر والأمر بالارتداد: ۲۷۸/۲، رشیدیة)

کسی متبع سنت عالم پر کفر کا فتویٰ لگانا

سوال [۱۲۰] : زید متقی و پرہیزگار، عابد و زاہد ہے، صوم و صلوٰۃ کا سختی سے پابند ہے، دلی اعتقاد رکھتا ہے، علماء دین کا احترام کرتا ہے، اسے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے گہری عقیدت ہے، وہ ان کے اسم گرامی کو تعظیم و احترام کے لقب سے شروع کرتا ہے اور بعد میں رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے، ایک حنفی مولوی صاحب جو نیچے نام کے ساتھ خود کو مفتی اعظم مدھیہ پردیش لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رضوان اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، لہٰذا وہ کافر ہے اور ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے والا بھی کافر ہے، اس لئے کہ اشرف علی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دی ہے۔" انتہیٰ بلفظہ۔

براہ کرم جواب سے مفصل تحریر فرمائیں۔

سائل: عظیم الدین سابق پٹیل، محلہ جامع مسجد اندرون، برہان پور (ایم پی) معرفت: ادارہ اشاعت جمعیۃ العلماء، دفتر جمعیۃ گلی قاسم جان، دہلی نمبر ۶۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز بہت بڑے عالم، متبع سنت، شیخ طریقت بزرگ تھے، انہوں نے ہرگز ہرگز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ نہیں فرمایا ہے، چنانچہ اس کتاب میں جس پر بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ دیا ہے یہ عبارت موجود ہے: "نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمام بتمامہا حاصل ہو گئے تھے" غور کا مقام ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تمام علوم نبوت کو حاصل مانا اور صراحۃً تحریر فرمایا، مگر بریلوی حضرات ایسے بہتان تراشتے رہتے ہیں، اس مسئلہ اور عبارت پر متعدد کتابیں تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہیں "بسط البنان"، "توضیح البیان"، "تحلیل العبارات" وغیرہ۔

چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب تسلیم کر رکھا ہے، ان کے مذہب پر دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے

علم کے برابر قرار پاتا تھا جو کہ شرک ہے (۱)، دوسری شق پر حضرت فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص وتوہین ہوتی تھی (۲)۔ اس لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر جائز نہیں کیونکہ نہ شرک کی گنجائش ہے، نہ حضرت رسول مقبول سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کی توہین وتنقیص کی گنجائش ہے، یہ دونوں چیزیں اسلام کے خلاف ہیں، لہٰذا حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے"۔ بریلوی حضرات علم اور دلائل کی روشنی میں اس کا رد نہیں کر سکے اور بات کو بگاڑ کر عوام کو مشتعل کرنے کے لئے یہ عنوان اختیار کیا اور کفر کا فتویٰ دیا ہے (۳)۔ هداهم الله تعالیٰ إلى صراط مستقیم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۵/۱/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۱۵/۱/۹۱ھ۔

---

(۱) "وبالجملة فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه، ولا سبيل للعباد إليه إلا بإعلام منه، وإلهام بطريق المعجزة أو الكرامة أو الإرشاد إلى الاستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك ... ثم اعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علمهم الله تعالى أحياناً، وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاده أن النبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ كذا في المسايرة". (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، ص: ۱۵۱، قديمي)

(وكذا في روح المعاني تحت قوله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ (النمل: ۶۵)، ۲۰/۱۰، دار إحياء التراث العربي)

(۲) (سيأتي توجيهه تحت عنوان: "حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کا جواب")

(۳) کسی عالم یا غیر عالم مسلمان کو دلیل شرعی کے بغیر کافر کہنا شرعاً ناجائز ہے، احادیث مبارکہ اور تصریحات فقہاء کرام سے۔

"عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

کسی مسلمان کو کافر کہنا

سوال [۱۱۱]: زید اور عمرو دو بھائی ہیں، آپس میں دونوں میں شدید اختلاف تھا، پنچایت ہوئی اور دونوں میں صلح ملاپ کرادیا گیا، اس میں عمرو نمازی ہے، مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، ملاپ کے باوجود زید نے مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی اور عیدین دوسری جگہ پڑھی، اس پر عمرو نے ایک فتویٰ نکالا کہ "زید وعدہ خلاف ہے اور میرے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے کافر ہوگیا"، یہ بوقت جمعہ سنایا گیا، پھر معاملہ ایسے ہی چلتا رہا، زید سے کہا گیا کہ چلو نماز پڑھو، اس پر زید نے کہا کہ "جب مجھے کافر کہہ دیا تو میں کافر ہوں"۔ ویسے زید کا دل صاف

"عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من دعا رجلاً بالكفر، أو قال: عدو الله، وليس كذلك إلا حار عليه". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر: ۱/۵۷، قديمي)

"قال الطيبي: لأنه إذا قال القائل لصاحبه: يا كافر مثلاً، فإن صدق، رجع إليه كلمة الكفر الصادر منه مقتضاها، وإن كذب واعتقد بطلان دين الإسلام، رجعت إليه هذه الكلمة ...... وقال النووي: ...... في تأويل الحديث أوجه: أحدها: أنه محمول على المستحل لذلك، فعلى هذا معنى باء بها: أي بكلمة الكفر: أي رجع عليه الكفر". (المرقاة شرح المشكوة، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان الخ: ۸/۵۹۲، رشيديه)

"والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات (أي قوله: يا كافر وغيره) إن كان أراد الشتم ولا يعتقده كافراً، لا يكفر، وإن كان يعتقده كافراً، فخاطبه بهذا بناءً على اعتقاده أنه كافر، يكفر". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع: ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ: ۲/۲۷۸، رشيديه)

(وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الخامس في الإكفار الخ: ۶/۳۳۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الرجل يقول لغيره: يا كافر: ۵/۵۱۳، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في الرجل يقول لغيره: "يا كافر": ۵/۵۴۲، غفاريه)

ہے۔ تو اب زید کا اس جملہ کے کہنے سے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عداوت اور دشمنی دو بھائیوں میں شرعاً عقلاً عرفاً سخت مذموم اور منحوس چیز ہے، اس سے دین بھی تباہ ہوتا ہے اور دنیا بھی تباہ ہوتی ہے(۱)، زید نے غلطی کی جو جماعت ترک کی اور گھر پر تنہا نماز پڑھنے لگا اور بہت بڑی نعمت سے محروم ہوگیا(۲)، اس کو لازم ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت کی نماز پڑھا کرے اور اپنی غلطی سے توبہ کرے۔

عمر نے اس سے بڑھ کر غلطی کی زید پر کفر کا حکم لگایا۔ مسلمان پر کفر کا حکم لگانا نہایت ہی خطرناک ہے، اس سے دین وایمان سلامت نہیں رہتا(۳)، عمر کے اس کہنے سے اور اعلان کرنے سے زید کافر نہیں ہوا، عمر کے

---

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا، وكونوا عباد الله إخواناً، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث". (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض الخ: ۲/۳۱۵، قديمي)

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "الرحم معلقة بالعرش، تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله" (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها: ۲/۳۱۵، قديمي)

(۲) "عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوة إلا منافق قد علم نفاقه ... وفي رواية: قال: "من سره أن يلقى الله غداً مسلماً، فليحافظ على هذه الصلوات الخمس حيث ينادى بهن ... ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته، لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم". الحديث. (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب الجماعة وفضلها، ص: ۹۶، قديمي)

(۳) "ويكفر ... بقوله لمسلم: يا كافر عند البعض ... والمختار للفتوى أن يكفر إن اعتقده كافراً، لا إن أراد شتمه". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۴، رشيديه)

(وكذا في المرقاة شرح المشكوة، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان الخ، الفصل الأول: ۸/۵۶۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الخامس في –

تو لازم ہے کہ اپنی غلطی کا علی الاعلان اقرار کرے اور زید سے سب کے سامنے معافی مانگے کہ اس نے یوم جمعہ میں اعلان کر کے زید کو ذلیل کرنے کی انتہائی مذموم کوشش کی یہ معمولی بات نہیں ہے، منصب امامت کے بھی خلاف ہے، اس کے اعلان کی وجہ سے زید کا اپنے آپ کو کافر کہنا بھی غلط ہے(۱)، دونوں اپنی اپنی غلطی کا احساس کر کے موافقت کریں، ان شاء اللہ فتنہ ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱/۱۰ھ۔

مسلمان کو کافر کہنا

سوال[۱۰۲۶]: ۱- بکر نے بلا سبب ایک شخص مسلمان کو بالفاظ صراحۃً مرتد کہہ کر گالی دی کہ "تو مرتد ہے، کافر ہے، بلا تجدید نکاح اپنی بیوی کو ساتھ نہیں رکھ سکتا"۔ اگر وہ شخص مرتد نہ ہو اور اس کی بیوی کو طلاق نہ ہو تو بکر مرتد ہوا یا نہیں؟ اور اس کی عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲- ایک عالم غیر مجتہد نے اپنے قیاس سے زید کو بھول کر ایک فتویٰ دیا جس پر عمل کرنے سے زید کو نقصان پہنچا، بعدہ زید نے ایک محقق عالم سے اس کی تحقیق کرائی، معلوم ہوا کہ وہ غلط ہے، زید نے اس عالم غیر مجتہد کو گالی کے طور پر کہا "یہ جو دو حرف پڑھ کر مولوی بنے ہیں، کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں، یہ مسئلہ جھوٹ بولتے ہیں، یہودیوں کے مانند، ایسے عالموں کو کیا کرنا چاہیے"؟

اس عالم نے زید سے کہا کہ تم نے عالم کو ذلیل کہہ کر گالی دی، جس سے تمہاری بیوی کو طلاق بائن واقع ہوئی: "من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"۔ یہ عبارت عالمگیری سے مخزن الفتاوی،

= الإقرار بالکفر الخ: ۲۸۳/۲، رشیدیہ)

(۱) "إذا قالت المرأة لزوجها: یا کافر، یا یهودي، یا مجوسي، فقال الزوج: [illegible] فقد کفر" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بتلقین الکفر والأمر بالارتداد: ۲۷۷/۲، رشیدیہ)

(وکذا في التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل في الرجل یقول لغیره: یا کافر: ۵۱۲/۵، ۵۱۳، إدارة القرآن)

(وکذا في المحیط البرهاني، کتاب السیر، فصل في مسائل المرتدین، نوع في الرجل یقول لغیره: یا کافر: ۵۰۳/۵، غفاریہ)

ص: ۳۰۴ ایسی ہے(۱)۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی اور زید مرتد یا فاسق ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱… بلا وجہ شرعی کسی مسلم کو کافر و مرتد کہنا کفر ہے(۲) اس لئے عمر سے وجہ دریافت کی جائے کہ اس نے کس وجہ سے ایسا کہا ہے؟ جب تک اس کی تحقیق نہ ہو جائے کسی پر کفر کا حکم لگانا درست نہیں۔

"لا یفتی بکفر مسلم مہما امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ اھ" تنویر، ۳/۲۹۹ (۳)۔

۲… وہ فتویٰ سامنے ہو تو اس کو دیکھ کر رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، نیز وہ فتویٰ بھی سامنے ہونا چاہئے جس کے ذریعہ سے آزمائش کی گئی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/محرم/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/محرم/ ۶۷ھ۔

شاگرد کو کافر کہنے والے کا حکم

سوال[۱۰۹۳]: ایک استاذ اپنے شاگرد کو کہے کہ یہ شاگرد استاذ کا عاق ہے، استاذ لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ شاگرد کافر ہوگیا، نماز اس کے پیچھے جائز نہیں، شاگرد توبہ کا تائب کئی دفعہ توبہ کرتا ہے لیکن شاگرد پر کسی قسم کا ثبوت بے ادبی کا نہیں اور استاذ لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ یہ بالکل کافر ہے، شریعت ایسے استاذ پر کیا حکم کرتی ہے۔

المستفتی: مولوی امیر جان حنفی ٹونکی۔

---

(۱) (الفتاویٰ العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، و منہا ما یتعلق بالعلم والعلماء ۲/۲۷۰، رشیدیہ)

(۲) "عن أبی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیہ بالکفر إلا ارتدت علیہ إن لم یکن صاحبہ کذلک" (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینہی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(۳) (الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد: ۴/۲۲۹، ۲۳۰، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیہ)

الجواب حامداً و مصلیاً:

اول شاگرد کے کافر ہونے کی وجہ استاد سے دریافت کی جائے جو کچھ وجہ وہ بتائے اس پر شرعی حیثیت سے غور کیا جائے گا، بلا وجہ کسی مسلم کو کافر کہنا خود کفر کے درجہ کا گناہ ہے(۱) اور جب آدمی شریعت کے مطابق سچی توبہ کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے "ثم إذا تاب توبة صحيحة صارت مقبولة غير مردودة قطعاً من غير شك وشبهة بحكم وعده بالنص اهـ". (شرح فقہ اکبر، ص: ۱۹۶) (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱/۴/۶۰ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/ربیع الثانی/۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۲۷/ربیع الثانی/۶۰ھ۔

کسی مسلمان کو سردار جی کہنا

سوال[۱۰۹۲]: ایک شخص جو کہ کبھی کبھی نماز کی پابندی کرتا ہے، وحدانیت اور رسالت کا اقرار بھی کرتا ہے، البتہ کبائر اور صغائر گناہوں کے بارے میں اس کا دینی تشخص نہیں ہے، ایسی حالت میں اس کو "سردار جی" کے لقب سے یاد کرنا کیسا ہے جبکہ قرآن پاک میں صراحۃً: ﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾ (۳) وارد ہے، سردار جی کہنے والے کو کیا کہا جائے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسلمان سخت گنہگار ہونے کے باوجود مسلمان ہے، صغائر وکبائر سے توبہ کرنا بھی لازم ہے، ہمارے عرف میں "سردار جی" سکھ کو بولتے ہیں، اگر وہاں بھی یہی عرف ہے اور کہنے والے کی مراد بھی یہی ہے تو مسلمان کو

---

(۱) (تقدم تخریجہ تحت عنوان "مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم")

(۲) (شرح الفقه الأكبر، مطلب في التوبة وشرائطها، ص: ۱۹۶، قديمي)

(وكذا في روح المعاني تحت قوله تعالى: ﴿توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾ (التحريم: ۸): ۲۸/۱۵۹، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) (الحجرات: ۱۱)

ہر زمانہ ووقت میں ان کے متعلق جائز وناجائز کا حکم بتایا جاسکتا ہے، اسلامی اور غیر اسلامی اخلاق کی تعیین کی جاسکتی ہے، مگر یہ کہنا درست نہیں کہ "فلاں شخص کے ذہن میں کفر ہے" جب کہ وہ شخص مسلمان ہو، غیر اسلامی اخلاق واعمال سے بچنا سب کو ضروری اور لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۳/۸۹ھ۔

کسی بات کا یقین نہ کرنے والے کو کافر کہنا

سوال[۱۹۹۱]: چند آدمی جمع تھے، ان میں سے ایک شخص حاجی نذیر محمد عرف چھوٹے میاں شکایت وغیبت کر رہے تھے، جن باتوں کا دین سے کوئی تعلق بھی نہیں، اس پر میں نے کہا کہ جب آپ کے اور زید کے درمیان کشمکش اور نزاع کے بعد مصالحت صفائی ہوگئی تو اس کے خلاف غیبت اور پروپیگنڈہ کیا کرتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے، اس پر حاجی نذیر محمد صاحب نے کہا کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں، میں نے کہا کہ میں جھوٹ سچ نہیں جانتا، یہاں جو کچھ سن رہا ہوں اس کی بنا پر کہہ رہا ہوں، اس پر حاجی نذیر احمد صاحب نے کہا کہ "اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تو تم کافر ہو" دو شخص کہتے ہیں کہ ان کے اس جملے کو وہاں موجود پانچ لوگوں نے سنا، میں اس وقت بہت صبر کر کے خاموش ہو گیا اور علمائے دین سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی شخص کا یہ درجہ ہے کہ جو شخص اس کی بات کا یقین نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے؟ از روئے شرع ایسا کہنے والے کا کیا درجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس مجلس کی یہ گفتگو نہایت غلط ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کا تذکرہ برائی کے ساتھ بطور غیبت کیا، اس پر کسی نے منع کیا کہ غیبت نہیں کرنا چاہیے، اس کے جواب میں اس برائی کرنے والے نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ تو سچی بات ہے جھوٹ نہیں ہے، گویا کہ اس برائی کرنے کو وہ شخص جائز قرار دے رہا ہے کیونکہ سچی بات ہے جھوٹ نہیں ہے، حالانکہ برائی کی جو سچی بات کی جائے اسی کا نام غیبت ہے، قرآن کریم میں اس کو منع فرمایا گیا ہے: ﴿ولا یغتب بعضکم بعضاً﴾ الآیۃ(۱) تو قرآن کریم میں جس چیز کو منع اور ناجائز قرار دیا گیا ہے اس کا معنی اس کا انکار ہے، یعنی کہنے والا اس کو جائز کہہ رہا ہے(۲) اور

---

(۱) (الحجرات: ۱۲)

(۲) "ومنها: أن استحلال المعصية صغيرة كانت أو كبيرة كفر إذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية، =

پھر یہ کہنا کہ "اگر تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تم کافر ہو" یہ بھی نہایت سخت کلمہ ہے، مسلمان کے حق میں ایسی بات کہنے سے پورا پرہیز لازم ہے، حدیث پاک میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کافر کہے اور وہ واقعۃً ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ اسی کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے(۱)۔ آپ نے صبر کیا اور خاموش رہے بہت اچھا کیا، اب آئندہ بھی خاموش رہیں اور صبر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۷/۱۳۹۹ھ
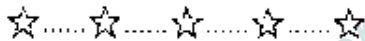
☆......☆......☆......☆......☆

= "وكذا الاستهانة بها كفر بأن يعدها هينة سهلة، ويرتكبها من غير مبالاة بها، ويجريها مجرى المباحات في ارتكابها". (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، مطلب في استحلال المعصية، ص: ۲۵۱، قديمي)

(۱) "عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أنه سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

ما یتعلق بالاستخفاف باللہ تعالیٰ و شعائرہ

(اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور شعائر کی توہین)

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی

سوال[۱۰۷]: ایک شخص کہتا ہے کہ "اللہ میاں بہت محتاج ہیں، معوذ باللہ، بڑے غریب ہیں، ان کے پاس کیا ہے، کچھ بھی نہیں"۔ جب اس کا مطلب پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس نہ ہاتھ ہے، نہ پیر، نہ آنکھ ہے، نہ منہ ہے۔ تو ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ شرعاً اس قسم کے کلمات کہنے کیسے ہیں؟

المستفتی: محمد مصطفیٰ، متعلم مدرسہ عربیہ ہدایت المسلمین، کراچی ز اکاٹہ دوبارہ، ضلع جھنگ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسا کہنا بھی سخت گستاخی ہے (۱) ﴿ید اللہ فوق أیدیہم﴾ (۲) وغیرہ نصوص کے مخالف ہے، لہٰذا اس کو بھی توبہ نیز تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے (۳)۔

---

(۱) "یکفر إذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ أو سخر باسم من أسمائہ ...... أو نسبہ إلی الجہل أو العجز أو النقص". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۲۰۳/۵، رشیدیہ)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یقال فی ذات اللہ تعالیٰ: ۴۶۳/۵، إدارۃ القرآن)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، منہا ما یتعلق بذات اللہ تعالیٰ و صفاتہ: ۲۵۸/۲، رشیدیہ)

(۲) (الفتح: ۱۰)

(۳) "ثم إن کانت نیۃ القائل ...... الوجہ الذی یوجب التکفیر، لا تنفعہ فتوی المفتی، و یؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینہ و بین امرأتہ". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ: ۲۸۳/۲، رشیدیہ)

(وکذا فی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمۃ الکفر: ۴۵۸/۵، إدارۃ القرآن) =

ہورہی تھی، یعنی جمعہ کی نماز وغیرہ، تبلیغ کاموں کے لئے جانا تھا، دن کے پورے دو بجے کا ٹائم تھا کہ ایک صاحب واحد حسین بخش پورہ کو جو رمضان کی تبلیغ کو پہنچ ہوا اعلان ہوتا ہے، حاضرین مجلس نے ایک خود فقیر نے کہا کہ تم کو اول بروئے شرع مطہر ورنہ روزہ رکھنا چاہئے تھا، کیونکہ تم ولی ہو یعنی اچھے گھر میں جنمے ہو، اس بنا پر تم پر روزہ رمضان شریف رکھنا واجب ولازمی ہے تو واحد حسین بخش مسلمانوں کے سامنے دو الفاظ بکتا ہے جو حسب ذیل تحریر ہیں:

۱- "اللہ کیا کر سکتا ہے، اللہ کے ہاتھ میں کیا ہے" اور اللہ کو گالیاں دیں، نعوذ باللہ۔

۲- رمضان شریف اور روزہ کے نام پر اس کو نام لے کر گالیاں دیں، جب کہ یاد دلایا کہ رمضان شریف اور روزوں کے نام پر ہوا تو کہنے لگا کہ "ہم کو رمضان کا روزہ رکھ کر کیا ملے گا؟ یوں تو اپنا کام کاج کر کے اپنا گھر اور اہل وعیال کا پیٹ پالوں گا، رمضان اور روزوں میں کیا رکھا ہے؟" یہ لوگوں نے خود جانچ کر لکھا ہے۔

اس کے ایسے کہنے سے شخص مذکور کے لئے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ اور جو عورت اس شخص کے نکاح میں ہے وہ نکاح سے خارج ہے یا تجدید نکاح کرنا پڑے گا اور دوسرے مسلمانوں کو ایسے شخص فاسد الاعتقاد والے کے ساتھ کیا سلوک برتنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

شخص مذکور نے الفاظ بہت سخت کہے ہیں، ایسا کہنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، اس کو ضروری ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے، تجدید ایمان کرے اور نکاح بھی دوبارہ کرے (۱)، اگر وہ اس کے لئے آمادہ نہ ہو تو

---

(۱) اما قولہ: "اللہ کیا کر سکتا ہے الخ" فقد تقدم تخریجہ تحت عنوان "اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی"

واما قولہ الثانی "رمضان شریف الخ" فقال الملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الفقہ الاکبر: "وفی التتمۃ: من أهان الشريعة أو المسائل التي لا بد منها كفر". (فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

واما قولہ: "رمضان کا روزہ رکھ کر کیا ملے گا" فقال فی الفتاوی العالمگیریۃ: "لو قال: قرأت القرآن كثيراً فما رفعت الحجابة عني بكفر". (كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن ۲/۲۶۷، رشیدیہ)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، الفصل الثاني، الجنس التاسع في القرآن: ۳۸۹/۴، رشيدية)

مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے تعلق قطع کردیں تاکہ اس کے خراب عقائد سے متأثر نہ ہوں اور وہ تنگ آکر اپنی اصلاح پر آمادہ ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۰/۹۰ھ۔

اللہ پاک کو گالی دینا

سوال[۱۰۶۱]: زید نے تنگدستی کی بنا پر اللہ میاں کو چند نازیبا کلمات کہہ دیئے، اللہ پاک کو ماں بہن کی گالی دی، دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عبادت وغیرہ سے کچھ نہیں ہوتا ہے، جتنی نماز پڑھو اور دعا مانگو تنگی ہی اتنا ہوتا ہے، سفر میں بلور بیت کا راستہ تھا، سنگل کی تنگی تھی، پریشان تھے، اس وقت مندرجہ بالا الفاظ منہ سے نکلے تو اس کے بعد ایمان رہا یا کافر ہوگیا؟

۲۔ اگر زید شادی شدہ ہے تو اس کا نکاح قائم رہا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے، یا حلالہ کے بعد طلاق دینے پر عدت گزارنے سے نکاح ضروری ہوگا، جب کہ اس کے بعد بھی زید دو تین سال بیوی کے ساتھ اسی طرح رہا، اس کے بعد طلاق مغلظہ دیدی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کو لازم ہے کہ تجدید ایمان کرے، اس کا نکاح بھی ختم ہوگیا(۱)، اب دو تین سال بعد جب بیوی کو

---

(۱) قال علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الفقہ الاکبر: "ثم اعلم أنہ إذا تکلم بکلمة الکفر عالماً بمعناها، ولا یعتقد معناها، لکن صدرت عنه من غیر إکراه، بل مع طواعیة فی تأدیته، فإنه یحکم علیه بالکفر". (ص: ۲۴۳، قدیمی)

وفی البحر الرائق: "یکفر إذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به". (کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیه)

"ولو قال: قرأت القرآن کثیراً فما رفعت الجنابة عنی، یکفر". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۷، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس التاسع فی القرآن: ۴/۳۸۵، رشیدیه)

طلاق مغلظہ دیدی تو وہ بغیر حلالہ کے جائز نہیں رہی، قطعاً حرام ہوگئی تو اس سے تجدید نکاح کرنے کے لئے بغیر حلالہ کے اس مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور کلمات کفریہ کہنے کے بعد بغیر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کے اس کے ساتھ رہا، اس کو دریافت کیوں نہیں کیا، کیا اس کو حرام کاری نہیں سمجھا، اگر اس نے کلمات کفریہ کہنے کے بعد بھی نکاح قائم رکھا اور اس کے ساتھ سب کچھ حلال کیا ہے، تو طلاق مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کا سوال بھی بے محل ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۲/۱/۸۹ھ۔

= "ثم إن كانت نية القائل .... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۵۰، غفاريه كوئته)

(۱) شاید حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ کلمہ کفر کے بعد تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی بجائے اس کے بعد طلاق مغلظہ دی ہو، کیونکہ مرتد کی طلاق عدت کے دوران واقع ہوتی ہے اور اگر عدت گزرنے کے بعد طلاق دے تو وہ واقع نہیں ہوتی۔

"واعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقسام، فينفذ منه اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: الاستيلاد والطلاق الخ". وفي رد المحتار: "(قوله: والطلاق) أي لو كانت في العدة؛ لأن الحرمة بالردة غير متأبدة لارتفاعها بالإسلام، فيقع طلاقه عليها في العدة .... وأورد أنه كيف يتصور طلاقه وقد بانت بردته؟ وأجيب بأنه لا يلزم من وقوع البينونة امتناع الطلاق، وقد سلف أن البائن يلحقها الصريح في العدة أي ولو كان الواقع بذلك الصريح بائناً كالطلاق الثلاث". (كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۴۹، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۲۴، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير، كتاب السير، باب المرتد: ۵/۸۴، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في تصرفات المرتد والمرتدة: ۵/۵۵۴، إدارة القرآن)

اللہ کے قریب جاکر کہا کہ یا اللہ! تمہارے حبیب حاضر ہوگئے ہیں، اللہ نے کہا بہت اچھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے اتارنے کا قصد کیا ہے، فوراً جواب صدی آیا کہ آؤ اور میرے سینہ پر چڑھ جاؤ- نعوذ باللہ- خدا کے سینہ پر حضور مع جوتے کے چڑھ گئے"۔ اور یوں کہے کہ "حدیث میں ہے"۔ یہ شخص حافظ ہے اور ایک مسجد کا امام ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور اس کا نکاح قائم رہا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا جسم مع اعضاء بشری رومال سے نکال کر حاضرین کو دکھلائے (نعوذ باللہ) وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو امام بنایا جاوے، ایسے شخص کی صحبت سے دور رہیں ورنہ جانے کیا کیا شعبدے دکھلا کر گمراہ کریگا جس سے ایمان بھی سلامت نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسی چیز نہیں جس کو رومال میں بند کیا جاوے، یا اس کے لئے جسد بنایا جا سکے یا اس کے اعضاء بشری موجود ہوں، خداوند تعالیٰ ایسی باتوں سے منزہ اور پاک ہے(۱) اس کے لئے جسم اور اعضاء بشری رومال میں بند کرنا کفر ہے(۲)۔ ایسے آدمی کو واجب ہے کہ اس قسم کی خرافات اور کفریات سے توبہ کرکے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے(۳)۔

---

(۱) "وهو (أي الله تعالى) شيء لا كالأشياء، ومعنى الشيء إثباته بلا جسم ولا جوهر ولا عرض .. ... وله يد ووجه ونفس. فما ذكره الله تعالى في القرآن من ذكر الوجه واليد والنفس، فهو له صفات بلا كيف". (الفقه الأكبر للإمام الأعظم رحمه الله تعالى، ص: ۳۶، قديمي)

(وكذا في شرح العقيدة الطحاوية، مطلب في كلام أبي حنيفة في إثبات النفس والوجه واليد له تعالى بلا كيف، ص: ۱۵۳)

(۲) "وفي مجموع النوازل: إذا قال: "پائے خدا ایدر گرفتن دربن جارت بینظر. إن اعتقد أن لله تعالى وتنزه رجلاً وهي الجارحة، يكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يقال في ذات الله تعالى: ۵/۳۶۳، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراچي)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الثاني فى ما يتعلق بالله تعالى: ۶/۳۲۳، رشيديه)

(۳) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا")

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "اُنا" یا یہ لفظ استعمال کرے کہ "قیامت کے دن امت میں سے بعض لوگ نبیوں کو چھڑا لیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے یا نبیوں کے درمیان - معاذ اللہ - منصف یا جج ہوں گے"، ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات بالکل مسلم ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا (۱)، البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مصنف نے کوئی بات لکھی انتہائی احترام کو ملحوظ رکھ کر، گستاخی اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں مگر اس کی تحریر پڑھنے والا کچھ تصورات اپنے ذہن میں لئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے کبھی دانستہ کبھی نادانستہ ایسا مطلب تجویز کرتا ہے جس سے گستاخی ٹپکتی یا نکالی جاسکتی ہے، پھر ایسی گستاخی کو مصنف کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس پر حکم لگایا جاتا ہے کہ اس کی یہی مراد ہے، یہ طریقہ غلط ہے۔ جو فقرے آپ نے سوال میں نقل کئے ہیں اگر ان کا قائل یا مصنف زندہ ہو تو خود اس سے دریافت کیا جائے، بغیر دریافت کئے کوئی سخت حکم نہ لگایا جائے، اگر وہ زندہ نہیں اس کی کتاب میں یہ موجود ہے تو وہ کتاب روانہ کردی جائے، اس کو دیکھ کر بتایا جاسکتا ہے کہ کیا حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۳ھ۔

ذات وصفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید

سوال [۶۷۲]: آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات، علم اور شان میں ادنیٰ ترین

---

(۱) "خلاصہ علم الہدیٰ در بحر محیط گفتہ کہ: ہر کہ طعن کند در جناب پاک سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودشنام دہد یا اہانت کند ویا در امرے از امور دین او، یا صورت مبارک او، یا وصفے از اوصاف شریفہ او عیب کند، خواہ مسلمان بود یا ذمی یا حربی، اگرچہ از راہ ہزل کردہ باشد، آں کافر است، واجب القتل، وتوبہ او مقبول نیست، واجماع امت برآں است کہ بے ادبی واستخفاف ہر کس از انبیاء کفر است، خواہ فاعل او حلال دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ"۔ (ما لابد منہ، باب کلمات الکفر: ۱۳۶، مکتبہ شرکت علمیہ)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الثالث فيما يقال في الأنبياء عليهم الصلوة والسلام: ۴/۳۸۶، رشيديه)

شخص کے معتقد اور تبلیغ کرنے اور کہنے والے کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آقائے دو عالم سید الاولین والآخرین امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ مقدسہ، صفاتِ مبارکہ، علم اعلیٰ کے اعتبار سے خدائے پاک کے نزدیک بر تمام مخلوق سے بلند، محبوب، مقرب ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

دستِ مبارک میں "لواء الحمد" ہوگا (۱)۔ لیلۃ المعراج میں مقام "دنیٰ وقاب قوسین" آپ کے ساتھ مخصوص ہے (۲) شفاعتِ کبریٰ آپ کا حق ہے (۳) وغیرہ وغیرہ۔ فداہ أبی وأمی (صلی اللہ

---

(۱) "والمعتقد المعتمد أن أفضل الخلق نبینا حبیب الحق، وقد ادعی بعضهم الإجماع علی ذلک، فقد قال ابن عباس رضي الله عنهما: "إن الله فضّل محمداً علی أهل السماء وعلی الأنبیاء". وفی حدیث مسلم والترمذی عن أنس رضي الله عنه: "أنا سید ولد آدم یوم القیامة، ولا فخر" زاد أحمد و الترمذی وابن ماجة عن أبي سعید رضي الله عنه "وبیدی لواء الحمد ولا فخر، وما من نبي یومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائی، وأنا أول من تنشق عنه الأرض ولا فخر، وأنا أول شافع وأول مشفع ولا فخر". وروی الترمذی عن أبي هریرة رضي الله تعالیٰ عنه ولفظه: "أنا أول من تنشق عنه الأرض، فأکسی حلةً من حلل الجنة، ثم أقوم عن یمین العرش، ولیس أحد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری". (شرح الفقه الأکبر، تفضیل بعض الأنبیاء علی بعضهم، ص: ۱۰۳، قدیمی)

(وکذا فی شرح العقیدة الطحاویة، مسألة المفاضلة بین الأنبیاء، ص: ۸۹، مکتبه الغرباء)

وقال النووی تحت حدیث أبي هریرة رضي الله عنه: "وهذا الحدیث دلیل لتفضیله صلی الله علیه وسلم علی الخلق کلهم؛ لأن مذهب أهل السنة أن الآدمیین أفضل من الملائکة، وهو صلی الله علیه وسلم أفضل الآدمیین بهذا الحدیث". (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا صلی الله علیه وسلم: ۲/۲۴۵، قدیمی)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین أو أدنیٰ﴾ هذه الآیات علی رؤیته جبرئیل أصح . کما ثبت ذلک فی الصحیحین عن عائشة أم المؤمنین وعن ابن مسعود، وکذلک هو فی صحیح مسلم عن أبي هریرة؛ ولا یعرف لهم مخالف من الصحابة فی تفسیر هذه الآیة بهذا". (تفسیر ابن کثیر: ۳/۴، دار السلام)

(۳) "الشفاعة وهي العظمی، الخاصة بنبینا صلی الله علیه وسلم من بین سائر إخوانه من =

علیہ وسلم صلوۃً دائمۃً أبداً)۔

ذات، صفات، علم، شان میں تنقیص کو ایمان برداشت نہیں کر سکتا (۱)۔ مسئلہ چونکہ ایمانیات سے متعلق ہے اس لئے کسی خاص شخص پر خاص بات کی وجہ سے حکم لگانا بھی آسان نہیں جب تک شرعی دلائل سے تنقیح تام نہ ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۲ھ۔

شانِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی

سوال[۱۰۶۵]: ایک مسلمان جس کے ہوش وحواس ٹھیک ہیں، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ "حضرت یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے اور "داستانِ یوسف" کتاب جھوٹی کتاب ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور ٹھکائی باز تھے (۲)، شہوت پرست تھے، ان کی گیارہ بیویاں تھیں"۔ تو یہ شخص مسلمان کہلائے گا یا کافر؟ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ یہ شخص اگر انتقال کر جائے تو اس کے

= الأنبياء والمرسلين، صلوات الله عليهم أجمعين، ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ...... "اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني، فيقولون: يا محمد! أنت رسول الله، وخاتم الأنبياء، غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، فاشفع لنا إلى ربك ...... فيقال: يا محمد! ارفع رأسك، سل تعطه، اشفع تشفع". إلى آخر الحديث (شرح العقيدة الطحاوية، الشفاعة حق: ۱۹۱، ۱۹۳، مكتبة الغرباء)

(والصحيح لمسلم مع شرحه للنووي، كتاب الفضائل، باب معجزات النبي صلى الله عليه وسلم: ۲/۲۴۵، قديمي)

(۱) "وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى: وأيما رجل مسلم سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو كذبه، أو عابه، أو تنقصه، فقد كفر بالله تعالى، وبانت منه امرأته، فإن تاب وإلا قتل، ...

وفي التتابع: "لو عاب النبي صلى الله عليه وسلم بشيء من العيوب يكفر". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۲۳، ۳۲۶، سهيل اكيدمي لاهور)

(وكذا أيضاً في تنبيه الولاة والحكام: ۱/۳۵۴، سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) قوله: "ٹھکائی باز" عورت پسند"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۹۱، فیروز سنز لاہور)

جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس کے دل میں ایمان ہے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا، اس لئے کہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے(۱)، نکاح ختم ہو جاتا ہے(۲)، اس کی تجہیز وتکفین بھی اسلامی طریقے پر نہیں کی جاتی، اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی(۳)۔ جب تک پوری طرح یقین کے ساتھ کسی کا ایسا کہنا ثابت نہ ہو جائے کوئی سخت حکم لگانے میں پوری

---

(۱) أما قوله: "حضرت یوسف علیہ السلام نبی نہیں تھے" وقوله: "لاکھوں نبی تھے جو بت پرست تھے" فقال فی التاتارخانیة: "من لم یقر ببعض الأنبیاء علیهم السلام أو عاب نبیاً بشیء، أو لم یرض بسنة من سنن المرسلین علیهم السلام، فقد کفر". (کتاب أحکام المرتدین، فصل فیما یعود إلی الأنبیاء علیهم السلام: ۵/۳۴۷، إدارة القرآن)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۳، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، ومنها ما یتعلق بالأنبیاء علیهم السلام: ۲/۲۶۳، رشیدیه)

(وکذا فی فتاوی قاضی خان، کتاب السیر، باب ما یکون کفراً من المسلم وما لا یکون: ۳/۵۷۵، رشیدیه)

(وکذا فی المحیط البرهانی، کتاب السیر، فصل فی مسائل المرتدین، نوع فیما یعود إلی الأنبیاء: ۵/۵۵۸، غفاریه کوئٹه)

(۲) "وإن ارتد أحد الزوجین یوجب البینونة بینهما فی الحال بدون قضاء القاضی". (خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۳، رشیدیه)

(وکذا فی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۳۷۵، رشیدیه)

(۳) "ویغسل المسلم ویکفن ویدفن ... أما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب". (الدر المختار)

وفی رد المحتار: "(قوله: فیلقی فی حفرة) أی ولا یغسل ولا یکفن ولا یدفع إلی من انتقل إلی دینهم". (کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۲/۲۳۰، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۶، رشیدیه)

احتیاط لازم ہے (۱) مبادا یہ حکم کہیں حکم لگانے والے پر نہ لوٹ جائے (۲)۔

اگر خدانخواستہ کسی مسلمان سے غلبۂ جہالت وضلالت کی بنا پر ایسی بات نکلے تو فوراً اس کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح اور توبہ کرادی جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۸/۲/۸۹ھ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کا حکم

سوال [۱۰۶۱]: اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ناجائز

---

(۱) "وفی الفتاوی الصغری: الکفر شیء عظیم، فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایة أنه لا یکفر. وفی الخلاصة وغیرها: إذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر، ووجه واحد یمنع التکفیر، فعلی المفتی أن یمیل إلی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیہ)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

(وکذا التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۶/۳۲۲، رشیدیہ)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۲، رشیدیہ)

(۲) "عن أبی ذر رضی اللہ تعالی عنه أنه سمع النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم یقول: "لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیه بالکفر، إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلک". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(۳) "ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط، ثم إن کانت نیة القائل الوجه الذی یوجب التکفیر، لا تنفعه فتوی المفتی، ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، وبتجدید النکاح بینه وبین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیہ)

"امی" کے معنی جاہل، اَن پڑھ اور جاہل مطلق سے کرنے کا حکم

سوال [۱۷۷۱]: زید نے اپنی تقریر سیرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوران "امی" کے معنی بیان کئے اور "اَن پڑھ"، "جاہل" اور "جاہل مطلق" کہا، اور کہا کہ میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ "امی" کے معنی جاہل مطلق کے ہیں۔ کیا ان معنوں سے توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"امی" اس شخص کو کہتے ہیں جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو، نہ کسی مدرسہ میں داخل ہوا ہو، نہ کسی استاذ کے پاس پڑھا ہو۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا، یہاں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استاذ نہیں (۱)، بلکہ حق تبارک وتعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو القاء

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿الذين يتبعون الرسول النبي الأمي الذي يجدونه مكتوباً عندهم في التوراة﴾ الآية (الأعراف: ۱۵۷)

"أي: هؤلاء الذين تنالهم الرحمة هم الذين يتبعون محمداً صلى الله عليه وسلم النبي العربي الأمي. أي الذي لايقرأ ولا يكتب". (صفوة التفاسير للصابوني: ۱/۴۷۶، دار القرآن الكريم، بيروت)

"أي الذي لايكتب ولا يقرأ ... عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إنا أمة أمية، لانكتب ولا نحسب" ... فهو نسبة إلى الأم ... والسلام صفة مدح". (روح المعاني: ۹/۷۹، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

"وعن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بمجلسين في مسجده ... "وإنما بعثت معلماً": أي بتعليم الله لا بالتعلم من الخلق". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب العلم: ۱/۵۰۹، رشيدية)

وقال الله تعالى: ﴿وما كنت تتلو من قبله﴾ أي وما كنت من قبل نزول إليك الكتاب تقدر على أن تتلو (من كتاب ولا تخطه) ولا تقدر على أن تخطه (بيمينك إذاً لارتاب المبطلون) أي لو كنت ممن يقدر على التلاوة والخط وممن يعلمها لارتاب مشركو مكة،

وسلم کو اتنا علم عطا فرمایا کہ اولین وآخرین میں سے کسی کو اتنا نہیں ملا، نہ کوئی فرشتہ آپ کے برابر ہوسکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر شانِ نبوت سے ذکی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک سارے عالم کے علم سے بڑھا ہوا ہے(۱)۔

''اُمّی'' کی جو تشریح زید کی تقریر سے نقل کی گئی ہے اگر واقعۃً زید نے یہی تشریح کی ہے تو اس کو فوراً توبہ لازم ہے، اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے انتہائی ندامت کے ساتھ توبہ کرے، ظاہر یہ ہے کہ اس نے ناشائستہ الفاظ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں استعمال نہیں کئے ہوں گے کیونکہ اس کی جرأت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا، اس لئے صرف لفظ ''اُمّی'' کی یہ تشریح کی ہے جو کہ بے شمار مخلوق پر صادق

= وقالوا: لعله التقطه من كتب الأوائل، وحيث لم تكن كذلك، لم يكن لا تيابهم وجه، وكان احتمال التعلم مما لم يلتفت إليه لظهور أن مثله من الكتاب المفصل الطويل لا يتلقى ويتعلم إلا في زمان طويل ممدارسة لا يخفى مثلها". (روح المعاني: ۲/۲۱، دار إحياء التراث العربي)

"وهكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم دائماً إلى يوم الدين لا يحسن الكتابة ولا يخط سطراً ولا حرفاً بيده، بل كان له كتاب يكتبون بين يديه الوحي والرسائل إلى الأقاليم". (تفسير ابن كثير ۳/۵۵۳، دار السلام)

(۱) وفي الخصائص الكبرى: "باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالنصر بالرعب مسيرة شهر أمامه وشهر خلفه، وإيتائه جوامع الكلم ومفاتيح خزائن الأرض وعلم كل شيء إلا الخمس، قيل: والخمس أيضاً". "عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "فضلت على الأنبياء بست: أعطيت جوامع الكلم، ونصرت بالرعب، وأحلت لي الغنائم، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً، وأرسلت إلى الخلق كافة، وختم بي النبيون". "عن أبي موسى رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أعطيت فواتح الكلم وجوامعه وخواتمه". "عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أوتيت مفاتيح كل شيء إلا الخمس: إن الله عنده علم الساعة الآية". "ذهب بعضهم إلى أنه صلى الله عليه وسلم أوتي علم الخمس أيضاً، وعلم وقت الساعة والروح، وأنه أمر بكتم ذلك". (الخصائص الكبرى، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بالنصر بالرعب الخ: ۲/۱۹۳-۱۹۵، دار الكتب العلمية)

بھی آتی ہے اور شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا وہم بھی نہیں ہوسکتا، اگر کوئی شخص سید الکونین امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے تو وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا(۱)، اس پر تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح لازم ہوگی(۲)، مگر ایسا حکم کرنے میں خود زید سے استفسار کی ضرورت ہوگی، اس لئے اس میں جلدی نہ کی جائے۔

جب تک زید سے دریافت نہ کرلیا جائے کہ اس نے جو تشریح لفظ "امی" کی کی ہے، کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ایسا ہی سمجھتا ہے، اگر وہ کہے نہیں، میں نے لفظ "امی" کے اصل معنی بتائے ہیں، یہ نہیں کہا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی تھے تو پھر تکفیر نہ کی جائے(۳)، ہاں سیرتِ پاک کے

---

(۱) "وقال أبو يوسف رحمه الله: "وأيما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم، أو كذبه أو عابه، أو تنقصه، فقد كفر بالله تعالى، وبانت امرأته، فإن تاب وإلا قتل"..... وفي النابع: "لو عاب النبي صلى الله عليه وسلم بشيء من العيوب يكفر". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۳۲۲-۳۲۶، سهيل اكيدمي لاهور)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۳، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/۴۷۷، إدارة القرآن)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة، والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين قبيل الباب العاشر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۳) "يجب أن يعلم أنه إذا كان في المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي أن يميل إلى الوجه الذي يمنع التكفير تحسيناً للظن بالمسلم، ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم، وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

بیان میں صرف اس تشریح پر کفایت کرنے سے شبہات پیدا ہوتے ہیں، اس لئے توبہ کی ضرورت ہے (۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹۲/۸/۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۹۲/۸/۵ھ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا سمجھنے والے کا حکم

سوال [۹۶۸]: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا سمجھنے والے کیسے ہیں، اہل سنت والجماعت کے علماء میں سے ہو یا عوام میں سے ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ان کا احترام واجب ہے (۲) ان کو برا کہنا ہرگز جائز نہیں، ان کو برا کہنے والا اور برا سمجھنے والا گنہگار ہے (۳)، اس کو توبہ لازم ہے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵۷/۱۱/۲۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/ ذی قعدہ/۵۷ھ۔

---

(۱) "وما كان خطأ من الألفاظ لا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله، ولا يؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار، والرجوع عن ذلك". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد: ۲/۵۰۱، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن)

(۲) "وعن خالد بن معدان. كان (أي معاوية) طويلاً، أبيض، أجلح ... وصحب النبي صلى الله عليه وسلم وكتب له، الخ". (الإصابة في تمييز الصحابة ۶/۱۲۰، دار الكتب العلمية)

"وقال السعد التفتازاني: يجب تعظيم الصحابة والكف عن مطاعنهم الخ. وقال العلامة السمرقندي في "تنوير الطوالع" يجب تعظيم جميع أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والكف عن مطاعنهم وحسن الظن بهم وترك التعصب والبغض ... وقد أحبهم النبي صلى الله عليه وسلم، ...

....

—النبي عليهم، وأوصى أمته بعدم سبهم وبغضهم وأذاهم، الخ". (الإصابة في تمييز الصحابة، مقدمة المحقق: ١/٢٥، ٢٦، دار الكتب العلمية)

(٣) "عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مد أحدهم ولا نصيفه" وقال عليه الصلاة والسلام: "الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضاً من بعدي ومن آذاهم فقد آذاني" الحديث. (الإصابة في تمييز الصحابة: ١/١٩، ٢٠، دار الكتب العلمية)

"قال أبو زرعة الرازي: إذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاعلم أنه زنديق، وذلك أن الرسول حق، والقرآن حق، وما جاء به حق، وإنما أدى ذلك كله إلينا الصحابة، الخ". (الإصابة في تمييز الصحابة: ١/٢٢، دار الكتب العلمية)

"قال القاضي عياض في آخر فصل من "الشفاء": سب آل بيته وأزواجه وأصحابه عليه الصلاة والسلام حرام. وقال أيضاً: من شتم أحداً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أبا بكر أو عمر أو عثمان أو معاوية ..... فإن قال: كانوا في ضلال، قتل، وإن شتمهم بغير هذا من شاتمة الناس، نكل نكالاً شديداً". (تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ١/٣٥٥، ٣٥٨، سهيل أكيڈمی)

"وأما من سب أحداً من الصحابة، فهو فاسق ومبتدع بالإجماع". (تنبيه الولاة والحكام، المصدر السابق: ١/٣٦٤)

"عن عبد الرحمن بن أبي عميرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال لمعاوية: "اللهم اجعله هادياً مهدياً واهد به". ..... وهو أحد الذين كتبوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم ..... تولى الشام بعد أخيه يزيد في زمن عمر، ولم يزل بها متولياً وحاكماً إلى أن مات، الخ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، جامع المناقب، الفصل الثاني: ١٠/٤١٢، رشيدية)

(وكذا في الإصابة في تمييز الصحابة: ٦/١٢٠، دار الكتب العلمية)

"ولا يجوز اللعن على معاوية؛ لأنه خال المؤمنين وكاتب الوحي، وذو المناقب والفتوح الكثيرة، وعامل الفاروق وذي النورين، لكنه أخطأ في اجتهاده، فيتجاوز الله عنه ببركة صحبة سيدنا عليه الصلاة والسلام، ويكف اللسان عنه تعظيماً لمتبوعه وصاحبه عليه السلام". (الفتاوى البزازية، كتاب السير، الحادي عشر فيما يكون خطأ: ٦/٣٢٣، رشيدية)
....

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت کلمہ کہنا

سوال [۱۶۹]: ایک جاہل شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثلاً: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن کرتا ہے اور اس امر کو حلال اور ثواب سمجھتا ہے، کیا ایسا اعتقاد والا مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا ہے؟ مدلل بحوالہ کتب بمع صفحہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لعن کو حلال اعتقاد کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف قرآن کریم میں متعدد جگہ وارد ہے(۱) اور ان پر لعن کو حلال ثواب اعتقاد

= (وكذا في رد المحتار، باب المرتد: ۲۳۷/۴، سعيد)

(۳) سب صحابہ کا ارتکاب معصیت ہے اور معاصی سے توبہ واجب ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿يآيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾ وفي شرح المقاصد قالوا: إن كانت المعصية في خالص حق الله تعالىٰ ... وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم والعزم إيصال حق العبد أو بدله إليه إن كان الذنب ظلماً ... والاعتذار إليه إن كان إيذاءً كما في الغيبة ...

ولم يختلف أهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على أرباب الكبائر ... وعبارة المازري: اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة". (تفسير روح المعاني للآلوسي: ۱۵۶/۲۸ - ۱۵۹، دار إحياء التراث العربي)

"وقد علم أن المرتد تقبل توبته كما نقله هنا عن الخصاف وغيره، فإذا كان هذا في ساب الرسول صلى الله عليه وسلم، ففي ساب الشيخين أو أحدهما بالأولى ... نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها ... ولكن لو تاب تقبل توبته ... الخ". (رد المحتار، باب المرتد: ۲۳۳/۴ - ۲۳۷، سعيد)

(وتفصيله في: تنبيه الولاة والحكام في ضمن رسائل ابن عابدين: ۳۶۵/۱، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿محمد رسول الله والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً سيماهم في وجوههم من أثر السجود﴾ الآية. (الفتح: ۲۹)

وقال الله تعالىٰ: ﴿لقد رضي الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فأنزل السكينة عليهم وأثابهم فتحاً قريباً﴾. (الفتح: ۱۸)

کرنا آیات قرآنیہ کا انکار کرنا ہے (۱)۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر ص: ۸۶ میں لکھا ہے: "من استحل السب أو اللعن، فهو كافر لا محالة اهـ". (۲)۔ اور بغیر استحلال کے بھی جو شخص گالی دے اس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔

"من سب أصحابي، فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين". رواه الطبراني۔ (۳)

"لعن الله من سب أصحابي". رواه الطبراني اهـ" (۴) نبراس، ص: ۵۴۸ (۵)۔

صاحب نبراس نے ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ہے: "الناهية عن ذم معاوية"۔

"وكان السلف يغضبون من سبه وطعنه، وقيل لابن عباس رضي الله تعالى عنهما: إن معاوية رضي الله تعالى عنه صلى الوتر ركعة واحدة، قال: دعه فإنه فقيه صحب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم". كما في صحيح البخاري (۶)۔

"وسبه رجل عند الخليفة الراشد عمر بن عبد العزيز، فجلده. وقيل للإمام الجليل عبد الله بن المبارك: أمعاوية أفضل أم عمر بن عبد العزيز؟ قال: لغبار فرس معاوية إذا غزا مع

---

(۱) "ويكفر إذا أنكر آية من القرآن". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۱/۵، رشيدية)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، فصل في القراءة والصلاة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲۶۶/۲، رشيدية)

(وكذا في الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني: النوع التاسع في ما يقال في القرآن: ۳۳۹/۶، رشيدية)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، تحت قوله: "لا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب"، ص: ۷۲، قديمي)

(۳) (أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۲۷۰۹/۱۲)

(۴) (أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۳۵۸۸/۱۲)

(۵) (النبراس، عند ذكر المناقب، ص: ۳۲۴، مكتبه امداديه ملتان)

(۶) (صحيح البخاري، كتاب المناقب، ذكر معاوية رضي الله تعالى عنه: ۵۳۱/۱، قديمي)

توبہ کرے تو اس کے ساتھ رشتہ ناتہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مدلل بحوالہ کتب تحریر فرماویں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱ — مسلمان پر لعن کرنا علی الاطلاق بڑا گناہ ہے: "سباب المسلم فسوق" رواہ مسلم (۱) اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا تو موجب لعنت ہے:

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: "إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم" ترمذی (۲) جمع الفوائد: ۲/۲۰۱۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا اور ان کی توہین کرنا روافض کا شعار ہے، ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے (۳)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

۲ — کافر کا کفر بھی توبہ کے بعد معاف ہوجاتا ہے (۴)، لہذا اگر شخص مذکور بھی توبہ کرے اور اپنے

---

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: سباب المسلم فسوق: ۱/۵۸، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله: ۱/۱۲، وكتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

(۲) (جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب في من سب أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ۲/۲۲۵، سعيد)

(۳) "نعم لو استحل السب أو القتل، فهو كافر لا محالة" (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، ص: ۲۱، قديمي)

(۴) "التوبة عن الكفر ... يقبل قطعاً عرفناه بإجماع الصحابة والسلف رضي الله تعالى عنهم، فإنهم يرجون إلى الله تعالى في قبول توبتهم عن الذنوب والمعاصي كما في قبول صلاتهم وسائر أعمالهم، ويقطعون بقبول توبة الكافر، كذا ذكره القونوي" (شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، بحث التوبة، ص: ۱۵۵، قديمي)

اخوانِ حضرت یوسف علیہ السلام پر طعن

سوال[۷۸۲]: حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخوان پر طعن زنی کیسی ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

ان کی توبہ نصِ قطعی سے ثابت ہے(۱) اور توبہ کے بعد خطائے سابق کی وجہ سے عار دلانا یا طعن کرنا جائز نہیں ہے(۲)، خاص کر جب کہ ایک جماعت ان کی نبوت کی بھی قائل ہے۔ والبسط فی منائح

= علی الحجاج؛ لأن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهی عن لعن المصلين و من كان من أهل القبلة ...... وعلى الجملة ففی لعن الأشخاص خطر، فليجتنب، و لا خطر فی السكوت عن لعن إبليس فضلاً عن غيره انتهى". (شرح الفقه الأكبر، لملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ، ص: ۸۷، قدیمی)

(و كذا فی شرح العقائد، عند ذكر وجوب الكف عن الطعن فی الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، ص: ۱۱۷، ۱۱۳، المطبع اليوسفی لكهنؤ)

وفی النبراس تحته: "(وبعضهم أطلق اللعن عليه) منهم: ابن الجوزی المحدث، و صنف كتاباً سماه "الرد على المتعصب العنيد المانع عن ذم يزيد"، و منهم: الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ ...... و منهم القاضی أبو يعلی ..... وأنكر ذلك بعض العلماء، و منهم الإمام الغزالی".

(ص: ۵۵۱، مكتبه امدادیه ملتان)

(و كذا فی الفتاوى البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثانی، النوع الحادی عشر فيما يكون خطأ: ۳۳۲/۶، رشيديه)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿قالوا تالله لقد آثرك الله علينا و إن كنا لخاطئين، قال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو أرحم الراحمين﴾. (يوسف: ۹۱، ۹۲)

و قال تعالیٰ: ﴿قالوا يا أبانا استغفر لنا ذنوبنا إنا كنا خاطئين، قال سوف أستغفر لكم ربی، إنه هو الغفور الرحيم﴾ (سورة يوسف: ۹۷، ۹۸)

(۲) "عن عبد الله (ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه) قال: قال رسول صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "سباب المسلم فسوق". الحديث (صحيح البخاری، كتاب الأدب، باب ما ينهی عن السباب و اللعن: ۸۹۳/۲، قديمی)

الغیب (للقرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ) (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/ /۹۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/محرم الحرام/ ۹۵ھ۔

قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم

سوال [۲۸۳]: ایک شخص محمد خان نے امام صاحب کو ایک قرآن شریف کشمیری ترجمہ والا پڑھنے کے لئے دیا تھا، ایک سال گزرنے کے بعد مذکورہ محمد خان کو کسی خاص بات کے لئے قرآن شریف کی ضرورت پڑی، اس نے عبدالستار کنائی کو کہا کہ امام صاحب کے پاس میرا قرآن شریف ہے وہ مجھے لا کر دیدو، عبدالستار تو امام صاحب راستے میں ملے اس نے امام صاحب سے قرآن شریف مانگا، امام صاحب نے پیر محمد یاسین سے کہا کہ "محمد خان نے مجھے قرآن شریف بخش دیا ہے اگر وہ مانگتا ہے تو وہ قرآن شریف کو نعوذ باللہ پچے میں بھر دے"، چند دن کے بعد جب امام صاحب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے انکار کیا، اس کے چھ مہینے بعد امام صاحب نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ حضرت والا اس بارے میں مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم کی توہین کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہتا، آدمی کافر ہو جاتا ہے، لیکن مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگانے میں جلدی نہ کی جائے جب تک اس کا مقصد متعین نہ ہو جائے (۲)۔ یہاں امام صاحب کا مقصود قرآن پاک کی توہین کرنا نہیں بلکہ اس شخص کی توہین کرنا مقصود ہے، اگر زیور سونا چاندی وغیرہ کوئی چیز ہوتی تو

(۱) "قال العلامة القرطبي تحت قوله تعالیٰ: ﴿قال قائل منهم: لا تقتلوا يوسف﴾ الآية [سورة يوسف: ۱۰]: "فيه ثلاث عشرة مسألة: ... الثالثة: وفي هذا ما يدل على أن إخوة يوسف ما كانوا أنبياء لا أولاً ولا آخراً ... بل كانوا مسلمين، فارتكبوا معصية، ثم تابوا. وقيل: كانوا أنبياء، ولا يستحيل في العقل زلة نبي، فكانت هذه زلة منهم ... وقيل: ما كانوا في ذلك الوقت أنبياء، ثم نبأهم الله تعالى، وهذا أشبه. والله تعالى أعلم" (تفسير القرطبي: ۹/۸۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "وفي الفتاوى الصغرى: الكفر شيء عظيم، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر" (البحر الرائق، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۱۰، رشيدية)

اس کے متعلق بھی یہی کہا جا ایسے موقع پر یہی مقصود ہوتا ہے کہ تم کو فلاں چیز کی حفاظت کے لئے کوئی جگہ نہیں تو اس کو فلاں جگہ محفوظ کر لو خواہ وہ چیز قابلِ تعظیم ہو یا نہ ہو اس کی طرف التفات نہیں ہوتا (۱) مگر اس کے کلام میں توہین ضرور موجود ہے، اس لئے امام صاحب کو اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کرنا ضروری ہے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح بھی کرائے (۲)، ورنہ ایسا شخص امامت کے قابل نہیں۔ شرح فقہ اکبر (۳)، البحر الرائق (۴)، عالمگیری (۵) وغیرہ میں مسئلۂ توہین کی تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۳۰/۶/۹۶ھ۔

قرآن کی شان میں گستاخی

سوال[۲۸۴]: ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت ایک شخص سے جھگڑنے لگا اور گالیاں دینے لگا، ایک دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ دیکھو قرآن شریف کو سامنے رکھ کر فحش باتیں زبان سے نہ نکالو،

---

(۱) بعض زبانوں میں بعض اس قسم کے محاورات روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن کسی کو ان کے ظاہری معانی سے آگاہ کیا جائے تو کہے گا کہ کلا وحاشا میرا مقصود کبھی یہ نہیں اور اس سے برأت کا اظہار کر دیتا ہے، اس لئے اس طرح کے محاورات کو اپنے ظاہری معانی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ (ابن القاضی)

(۲) "وما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۴۱۳، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(۳) "ومن استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر، انتهى". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(۴) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين من السير: ۵/۲۰۵، رشيدية)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، ۲۶۷، رشيدية)

(۵) (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۴۱۳، إدارة القرآن)

اس کے اندر قرآن کی بے حرمتی ہے، اس نے غصہ میں آکر یہ کہہ دیا کہ "اس کے اندر تمہارا کیا بگڑتا ہے، ہم اس کی بے حرمتی کریں گے، جو چاہو کرلو" لیکن کہنے والا یہ بالکل نہیں جانتا کہ یہ کلمہ گستاخی کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے اور یہ کلمہ کیسا ہے؟

المستفتی محمد مصطفیٰ، متعلم مدرسہ عربیہ ہدایت المسلمین، کرہی ڈاکخانہ دوبارہ ضلع بستی۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

قرآن شریف کے بے حرمتی کرنا کفر ہے (۱) اور ایسا کلمہ کہنا بھی گستاخی ہے (۲)، لہٰذا شخص مذکور کو توبہ لازم ہے اور احتیاطاً تجدیدِ نکاح اور تجدیدِ ایمان بھی کرلے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۵/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/ جمادی الاولیٰ/ ۵۶ھ۔

باہمی لڑائی میں قرآن پاک کو پیروں سے روندنا

سوال [۴۸۵] : ہمارے پڑوس میں ایک موضع سونڈ میرہ ہے جہاں پر ایک مکتب چل رہا ہے جو مسلم اکثریت سے بنا پڑوس کے ایک موضع رحور پرو کے کچھ لوگوں میں مار پیٹ ہوئی جس میں رحور پرو والوں نے

---

(۱) (تقدم تخریجہ تحت عنوان : "قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم")

(۲) "و من تکلم بھا اختیاراً جاھلاً بانھا کفر، ففیہ اختلاف، والذی تحرر لی انہ لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن، او کان فی کفرہ اختلاف و لو روایۃ ضعیفۃ". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین : ۲۱۰/۵، رشیدیہ)

(و کذا فی الفتاوی البزازیۃ، کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفراً، الفصل الأول، النوع الثانی فی ما یکون کفراً من المسلم و مالا یکون : ۳۲۱/۴، رشیدیہ)

(و کذا فی خلاصۃ الفتاوی، کتاب الفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الأول فی المقدمۃ : ۳۸۲/۴، رشیدیہ)

(۳) "و ما کان فی کونہ کفراً اختلاف، فان قائلہ یؤمر بتجدید النکاح، و بالتوبۃ والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط". (الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ : ۲۸۳/۲، رشیدیہ)

منتظمہ والوں کو مارا اور مار کر چلے گئے۔ گاؤں سے جو لوگ اکٹھے ہو کر مدرسہ میں گھس گئے اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک کلاس میں درسِ قرآن پاک چل رہا تھا، وہ قوم اس کلاس میں گھس گیا اور مدرس محمد یوسف کو مارنا شروع کر دیا، بچے بھاگ گئے، کلامِ پاک کو پیروں سے روند کر پھاڑ ڈالا گیا اور قرآن سے گرے ہوئے ورقوں کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ تحریر فرمائیں کہ کلامِ پاک کی توہین کرنے والوں کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دو قوموں کی لڑائی ہی نہایت مذموم ہے (۱)، پھر مکتب میں داخل ہو کر قرآن کریم کو پیروں سے روندنا اور پھاڑنا بالکل ہی اشد ترین اور کافرانہ حرکت ہے (۲)، ایسے لوگوں کو توبہ اور تجدیدِ ایمان، تجدیدِ نکاح کرنا چاہئے (۳) ورنہ وہ لوگ تعلق رکھنے کے قابل نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۹۲ھ۔

---

(۱) "وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "تفتح أبواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس، فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً إلا رجل كانت بينه وبين أخيه شحناء، فيقال: أنظروا هذين حتى يصطلحا" رواه مسلم".

"وعن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصدقة والصلوة" قال: قلنا: بلى! قال: "إصلاح ذات البين، وفساد ذات البين هي الحالقة" رواه أبو داود والترمذي" (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر الخ، ص: ۴۲۷، ۴۲۸، قديمي)

(۲) "يكفر بوضع الرجل على المصحف مستخفاً، وإلا فلا اهـ. ويظهر لي أن نفس الوضع بلا ضرورة يكون استخفافاً" (رد المحتار، كتاب الأيمان: ۳/۷۱۴، سعيد)

قال العلامة الرافعي رحمه الله تعالى تحت قوله المذكور: "قوله: ويظهر لي أن نفس الوضع بلا ضرورة الخ: خلاف الظاهر من كلامهم، والظاهر أنه لا بد في تحقق الإهانة والاستخفاف من قصده" (تقريرات الرافعي، كتاب الأيمان: ۲/۳۱، سعيد)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۴۹۹، إدارة القرآن)

(۳) (تقدم تخريجه في تحت عنوان "قرآن کی شان میں گستاخی")

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیر قرآن کریم پر رکھا تھا؟

سوال [۲۹۶]: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب تشریف لائے، دورانِ تقریر انہوں نے فرمایا کہ "ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھیلتے ہوئے قرآن پاک پر پاؤں رکھ دیا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ ناگوار ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس میں کیا حرج ہے کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا"۔ یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو قرآن فرمایا۔ اس واقعہ کے کچھ روز بعد ایک اور مولوی صاحب تشریف لائے، انہوں نے پہلے مولوی صاحب کی بات کی تردید کی اور بتلایا کہ یہ صریح کفر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مقرر کا نکاح ٹوٹ گیا اور اسی طرح ان تمام حضرات کا بھی نکاح ٹوٹ گیا جنہوں نے اس بات کو یقین کے ساتھ سنا اور یقین کرلیا، ایسے تمام حضرات کو از سر نو نکاح کرنا ضروری ہے، ورنہ ازدواجی تعلقات قطعاً حرام ہوں گے۔ لہذا اصولِ ثانی کے مقلدین میں سے جنہوں نے سنا تھا دوبارہ نکاح کیا۔

اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ پہلے مولانا کی بات کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ یہ واقعہ یا اس سے مشابہ کوئی دوسرا واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آیا ہے یا نہیں؟ اور نکاح کا مسئلہ کہ جن لوگوں نے سنا اور یقین کے ساتھ سنا کیا واقعی ان کا نکاح ٹوٹ گیا اور ان کو تجدیدِ نکاح ضروری ہے اور بیوی شوہر پر حرام شمار ہوگی؟ مفصل تحریر فرمائیں، یہاں لوگوں میں اس وقت سخت ہیجان برپا ہے۔

متین احسن قاسمی، دوگھر وادہ، ضلع ایلور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ روایت کہ "حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم پر پیر رکھ دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ناگوار ہوا، اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اس میں حرج کی کیا بات ہے، ایسا ہوا کہ ایک قرآن دوسرے قرآن پر رکھا گیا" کسی حدیث کی کتاب میں نہیں دیکھا، درایۃً بھی صحیح نہیں، قرآن کریم لکھا ہوا کتابی طور پر اس وقت کہیں موجود نہیں تھا، کوئی حصہ کسی کے پاس تھا، کوئی حصہ کسی کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سب کو جگہ جگہ تلاش کراکے یکجا جمع فرمایا جیسا کہ صحیح

قرآن کریم میں مخلوق کا ذکر ہونے کے باوجود اس کا احترام

سوال [۱۸۷]: زید ایک مسجد کا امام ہے، وہ کہتا ہے کہ "کلام اللہ میں مخلوق کی باتیں ہیں اس لئے وہ قابلِ احترام نہیں، جس طرح اللہ پاک قابلِ احترام ہیں اس کا احترام اللہ پاک کی طرح نہیں ہوسکتا"۔ بکر نے جواب دیا کہ قرآن کریم قابلِ تعظیم اور بزرگ شئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کا احترام اللہ پاک کا احترام ہے۔ دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کلام اللہ شریف میں مخلوق کا تذکرہ بھی ہے بلکہ مخلوق میں بہت زیادہ ذلیل اور نجس العین چیزوں کا بھی ذکر ہے(۱)، اس کے باوجود وہ کلام اللہ ہے(۲)، اس کی تعظیم فرض ہے، اس کی اہانت کرنے سے ایمان سلامت نہیں رہے گا(۳)۔ امام کو ایسی باتوں سے توبہ لازم ہے، ورنہ امامت کے قابل نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۸۹ھ۔

مسجد کا مذاق اڑانا

سوال [۱۸۸]: ایک مسلمان مسجد کو نفرت سے اٹھا جاتا ہے اور ہندوؤں میں بیٹھ کر مذاق اڑاتا ہے، پارٹی باز آدمی ہے اور اپنے گھر کے مٹکے وغیرہ کو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور مسجد میں نماز پڑھتے نہیں، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

---

(۱) وقد ذکر لفظ "الخنزیر" في مواضع عديدة من القرآن الكريم، وهو نجس العين، منها ما قال الله تعالى: ﴿إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله﴾ الآية. (البقرة: ۱۷۳)

(۲) قال الإمام الأعظم في الفقه الأكبر: "والقرآن كلام الله تعالى في المصاحف مكتوب الخ"

(ص: ۲۵، ۲۹، قديمي)

(وكذا في شرح العقائد النسفية، ص: ۲۲، سعيد)

(وكذا في شرح العقيدة الطحاوية، ص: ۲۰۸)

(۳) "وفي تتمة الفتاوى: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر"

(شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلاة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/۲۲۲، سعيد)

الجواب حامداً و مصلیاً:

مسجد کی توہین کرنا، اس کو گالی دینا، اس کا مذاق اڑانا بہت خطرناک ہے اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا(۱)۔ ایسے شخص کو توبہ لازم ہے(۲)۔ آئندہ ہرگز اس قسم کا کوئی لفظ نہ کہے جس سے مسجد کی توہین ہوتی ہے۔ وہ شخص بے علم ہے اس کو نرمی سے سمجھایا جائے، سختی کا معاملہ کرنے سے اندیشہ ہے کہ زیادہ بگڑ جائے، سزا دینے کی قوت نہیں اس لئے نرمی سے ہی سمجھایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۱ھ۔

اذان پر ہنسنا

سوال[۲۰۰]: زید اذان کہہ رہا ہے اور ہنس رہا ہے اور عمر بھی ہنس رہا ہے اور اس کا بھی یہی حال ہے تو کیا شرع میں ان کی جزا ہے یا نہیں؟ مشہور ہے کہ ایسے فعل سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیا یہ امر فی الواقع صحیح ہے یا نہیں؟

عبدالرزاق جالندھری مقیم مجرہ والا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اذان کہتے وقت اور سنتے وقت ہنسنا اذان کے آداب و احترام کے خلاف ہے، اذان کہتے وقت سلام کا جواب دینا اور بلا ضرورت کھنکارنا بھی جائز نہیں(۳)، اگر ہنسی سے اذان کا استہزاء مقصود ہو تو فقہاء تکفیر کرتے ہیں

---

(۱) "من استخف بالقرآن أو المسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، النوع الثالث في القرآن: ۲/۶۹۲، ۶۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(۲) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط ثم إن كانت نية القائل ...... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۳) "ولا يتكلم فيهما (أي الأذان والإقامة) أصلاً ولو رد سلام، فإن تكلم استأنفه". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الأذان: ۱/۳۸۹، سعيد)

"ویکفر بالاستهزاء بالأذان، لا بالمؤذن" بحر: ۵/ ۲۲۲(۱) اور اسی حالت میں تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے، اور اگر اذان کا استہزاء مقصود نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے ہنستا ہے تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ فقط واللہ اعلم۔

نماز وغیرہ کا استہزاء

سوال [۱۰۹۵]: ایک مسلمان شخص جو علم شریعت سے بالکل ناواقف وبے بہرہ ہے، عقل بھی اچھی بھی ہے، اپنی ضد اور جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو بزرگ کہلواتا ہے، وہ قرآن شریف وحدیث شریف کو مذاق اور مسخرہ کرنے کا عادی ہو، یہاں تک کہہ دیتا ہے کہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں خواہ مخواہ سر نیچا کرتے ہیں، قرآن میں نماز ادا کرنے کا کوئی حکم نہیں۔ کیا ایسے شخص سے جو اسلام سے اس قدر مذاق پیش آوے تعاون کرنا یا اور کسی قسم کا برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسی کا ایک دوست جس کا مکان مسجد سے بالکل ملا ہوا ہے اپنی اذان ونماز علیحدہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے اور جماعت اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کر لیتا ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نماز فرض عین ہے، نص قطعی سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے۔ نماز، قرآن شریف، حدیث شریف کا مذاق اڑانا، استہزاء کرنا کفر ہے، اگر قدرت ہو تو ایسے شخص کو مناسب تنبیہ کی جاوے، ورنہ اس سے ترک تعلق کر دیا جاوے، اور جماعت سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہے۔ جو شخص بلا عذر شرعی اس کو ترک کرے وہ گنہگار ہے، اگر

=وفي الفتاوى العالمكيرية: "ويكره التنحنح في الأذان بغير عذر　　ويكره رد السلام في الأذان والإقامة، ولا يجب الرد بعده على الأصح". (كتاب الصلوة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني: ١/٥٥، رشيدية)

(١) (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٥/٢٠٦، رشيدية)

(وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالأذكار: ٥/٤٠٥، إدارة القرآن)

وفي شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى: "والاستهزاء بحكم من أحكام الشرع كفر". (فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: [illegible]، قديمي)

اسلامی حکومت ہوتو ایسے شخص کو سخت سزا دی جاوے اور شرعاً اس کی شہادت مردود ہے، اگر کبھی اتفاق سے ترک ہوجائے تو معذور کی ہے:

"هي فرض عين على كل مكلف، و يكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي، و تاركها عمداً مجانةً أي تكاسلاً فاسق، يحبس حتى يصلي؛ لأنه يحبس لحق العبد، فحق الحق أحق، وقيل: يضرب حتى يسيل منه الدم اهـ". در مختار: ۱/۳۶۳ (۱)۔

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال، وقيل: واجبة، وعليه العامة: أي عامة مشايخنا، وبه جزم في التحفة وغيرها، قال في البحر: و هو الراجح عند أهل المذهب اهـ". در مختار (۲)۔

"وقال في شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر، وترد شهادته، و يأثم الجيران بالسكوت عنه اهـ". شامی: ۱/۵۷۶ (۳)۔

"إذا انكر آيةً من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد أو نحوه مما يعظم في

---

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلوة: ۱/۳۵۱، ۳۵۲، سعيد)

(وكذا في العناية في شرح الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الصلوة: ۱/۲۱۶، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الصلوة: ۱/۶۸، دار إحياء التراث العربي)

(۲) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة: ۱/۵۵۲، ۵۵۳، سعيد)

(۳) (رد المحتار: المصدر السابق آنفاً من الدر المختار)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۶۰۲، ۶۰۳، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل فيمن يجب عليه الجماعة: ۱/۶۶۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۳۴۴، ۳۴۵، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الإمامة، ص: ۲۸۶، قديمي)

الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن أو خطّئ أو سخر بآية منه اهـ". مجمع الأنهر: ۱/۷۰۰ (۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۶/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ۔

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۲۳/۶/۵۹ھ۔

نماز کیلئے تحقیر کا لفظ بولنا

سوال [۱۹۲]: بکر نے خالد سے پوچھا کہ مسجد میں کیوں نہیں جاتے اور نماز نہیں پڑھتے؟ تو خالد جواب دیتا ہے کہ مجھ کو نماز جھک آتی ہے۔ یہ لفظ حقارت ہے۔ حفظ الرحمٰن مدرسہ ہدایت الاسلام، اوہ پھولپور، اعظم گڑھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

نماز کی تحقیر نہایت خطرناک ہے (۲)، اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔ جو لفظ سوال میں لکھا ہے "نماز جھک آتی ہے" اس کا مطلب صاف لکھئے کہ کیا مقصد ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۹۳ھ۔

نمازی کو گالی دینا

سوال [۱۹۳]: کوئی شخص یہ کہے کہ "زیادہ نماز پڑھنے والے ان کی ماں کو دیہ کروں، سب سالے بے ایمان ہوتے ہیں" یہ کلمہ کیسا ہے اور ایمان میں کوئی خرابی آتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس کا مقصود بظاہر یہ ہے کہ بے ایمانی سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے اور جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کو

---

(۱) (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ المكفر أنواع: النوع الثالث في القرآن الخ: ۱/۶۹۲، ۶۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۸، قديمي)

(۲) "من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب علي، فلا شك أنه كفر في الكل" (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة: ۱۷۰، قديمي)

خدا سے اور اس کے دین سے زیادہ تعلق ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ لوگ زیادہ پرہیز کریں، مگر افسوس کہ ایسا واقعہ نہیں بلکہ نماز پڑھنے والے بھی بے ایمانی کرتے ہیں۔ اس میں نماز کی عظمت کو بتانا چاہتا ہے کہ اس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ بے حیائی کے کاموں سے اور گناہوں سے روک دیتی ہے (۱)، لیکن یہاں ان سنگدلوں پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بے علمی یا کم علمی کی وجہ سے وہ اس مقصود کو صاف طور پر ادا نہیں کر سکا اور غلبۂ جہالت کی وجہ سے گالی بھی دیدی، اس کو اپنی اصلاح کی فکر بھی لازم ہے۔ اگر خدانخواستہ اس کا مقصود نماز کی توہین کرنا ہے تو یہ نہایت خطرناک ہے، اس سے ایمان محفوظ نہیں رہتا (۲) ایسی حالت میں تجدید ایمان، توبہ، تجدید نکاح لازم ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، یکم/ شعبان/ ۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، ۲/ ۸/ ۹۰ھ۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿إن الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر﴾ الآية. (العنكبوت: ۴۵)

(۲) "قال أبو حفص: إذا قيل لمريض: صلِّ، فقال: واللہ لا أصلي أبداً، فلم يصل حتى مات لو جاء وليّ به، فقلت: ارموه ولا تصلوا عليه؛ لأنه مات كافراً. قال صاحب الجامع الأصغر: وجه ذلك أنه قال ذلك على وجه التهاون والاستخفاف، ومن فعل ذلك، يصير كافراً". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالصلوٰة والزكوٰة الخ: ۵/ ۴۹۳، إدارة القرآن)

وفي البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: "دلت المسئلة أن تهاون الصلوٰة والترك مستخفاً كفر، وإن مجانةً وفسقاً، لا". (كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الخامس فيما يقال في القرآن والصلوٰة الخ: ۶/ ۳۳۱، رشيدية)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوٰة: ۲۷۰، قديمي)

(۳) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/ ۳۲۱، إدارة القرآن)

"ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/ ۴۵۸، إدارة القرآن)

ماں کو گالی دینا اور اس کی قبر پر پیشاب

سوال [۱۰۹۰]: ۱... مسمی ایوب نے اپنی ماں اور بہن کو گالیاں دیں اور کہا کہ "میں تمہیں مانتا ہوں تو میرا جوتا ہے" اور قرآن پاک بھی اٹھا کر پھینک دیا۔ براہ مہربانی شرعاً اس کا کوئی جرمانہ ہو تو مطلع فرمائیں۔

۲... مسمی ایوب نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر پیشاب کیا، گالیاں دیں اور کہا کہ "تو یہاں سے بھی بہت دور چلی جا"۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... یہ واقعہ اگر اسی طرح ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے، اس سے ایمان سلامت نہیں رہا (۱)، شخص مذکور کو تجدید ایمان ضروری ہے، اعلان توبہ واستغفار کے ساتھ تجدید نکاح بھی لازم ہے (۲) ورنہ اس کے ساتھ سب لوگ سلام وکلام، بیاہ شادی کا تعلق ختم کرکے اس کی اصلاح کر دیں۔

۲... یہ نہایت ہی کمینہ حرکت ہے، والدہ کی شان میں کوئی شریف النسب آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا، والدہ کے انتقال کے بعد قبر پر جا کر اس طرح کہنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دماغی توازن بھی صحیح نہیں اور غصہ سے

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيدية)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵۰۵/۵، غفاريه كوئته)

(۱) "وفي تتمة الفتاوى: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلوة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، النوع الثالث في القرآن: ۴۹۲/۱، ۴۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۲/۴، سعيد)

(۲) (تقدم تخريجه في مواضع عديدة منها تحت عنوان "نمازی کو گالی دینا")

عقل مغلوب ہوچکی ہے تاہم اس کے غصہ کے فرو ہونے پر سمجھایا جائے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے (۱)، ایمان والا ایسا نہیں کرتا ہے، اس سے عاقبت برباد ہوتی ہے، دنیا میں بھی تباہی آتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۸۹ھ۔

علمِ دین کا مقام، علمائے دین کی توہین

سوال [۵۱۹۶]: میرے پاس فتویٰ بوسیدہ حالت میں ہے، ابتدائی حصہ نہیں ہے، اس میں تحریر ہے کہ جو شخص کسی عالم کی ادنیٰ توہین یا تحقیر کرے، وہ کافر ہے اور حوالہ میں فقہ اکبر کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"و من قال للعالم: عویلم: أی بصیغة التصغیر للتحقیر کما أفاده بقوله: قاصداً به الاستخفاف، کفر" (۲)۔

اس کو دیکھ کر تعجب میں ہوں اور اس پر مختلف علماء کے دستخط ہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر کسی عالمِ دین کی کوئی شخص اہانت کرتا ہے بلا کسی سبب ظاہری اور عداوت دنیوی کے تو یہ درحقیقت علمِ دین کی اہانت ہے، جس کو کفر قرار دیا گیا ہے، اگر اس لئے اہانت کرتا ہے کہ اس کا عمل خلاف شرع ہے یا وہ علم کا

---

(۱) "حدثنا عبد الرحمن بن أبی بکرة عن أبیه رضی الله تعالیٰ عنهما قال: کنا عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال: "ألا أنبئکم بأکبر الکبائر"؟ ثلاثاً، "الإشراک بالله، و عقوق الوالدین، و شهادة الزور" أو "قول الزور"، و کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم متکئاً فجلس، فما زال یکررها حتی قلنا: لیته سکت".

"عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "من الکبائر شتم الرجل والدیه". قالوا: یا رسول الله! و هل یشتم الرجل والدیه؟ قال: "نعم، یسب أبا الرجل فیسب أباه، و یسب أمه فیسب أمه" (الصحیح لمسلم رحمه الله تعالیٰ، کتاب الإیمان، باب الکبائر و أکبرها: ۱/۶۴، قدیمی)

"إنها (أی الکبائر) تسعة ...... و عقوق الوالدین المسلمین" (شرح العقائد، ص: ۸۲، سعید)

(۲) (شرح الفقه الأکبر للقاری، فصل فی العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

(و کذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی العلم والعلماء الخ: ۵/۴۰۸، إدارة القرآن)

"سباب المسلم فسوق". الحدیث (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/صفر/۵۳ھ۔

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/صفر/۵۳ھ۔

کیا استاذ کی توہین کفر ہے؟

سوال [۱۹۹]: اگر کسی نے امام یا والدین یا استاذ کی توہین کی تو کیا اس پر تجدید نکاح کا حکم عالم یا قاضی کو لگانا چاہیے جیسا کہ "فصول عمادی" میں ہے یا کہ نہیں؟ المستفتی: سراج الدین۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

والدین یا استاذ کی بلا وجہ شرعی توہین کرنا گناہ ہے مگر کفر نہیں، نہ اس سے ایمان جاتا ہے نہ نکاح ٹوٹتا ہے، لہذا تجدید نکاح بھی واجب نہیں، البتہ اگر کوئی شخص حرام لعینہ کو جس کی حرمت قطعی ہو حلال اعتقاد کرے تو یہ کفر ہے، اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

"ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن کانت کبیرةً إذا لم یستحلها، ولا نزیل عنه اسم الإیمان ونسمیه مؤمناً حقیقةً، ویجوز أن یکون مؤمناً فاسقاً غیر کافر، أما من استحل معصیةً وقد ثبتت بدلیل قطعي، فهو کافر بالله تعالی؛ لأن استحلالها تکذیب بالله ورسوله اهـ". شرح فقه اکبر (۲)۔

"یخاف علیه الکفر إذا قال لفقیه: أی دانشمندک، أو قال لعلوی: أی علویک، لا

= (وکذا في شرح الفقه الأکبر للقاری رحمه الله تعالی، فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

(وکذا في مجمع الأنهر، کتاب السیر، باب المرتد، ثم إن ألفاظ المکفر أنواع: النوع الرابع في الاستخفاف بالعلم: ۲/۶۹۵، دار إحیاء التراث العربي)

(۱) (صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب ماینهی عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان قول النبي صلی الله تعالی علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق الخ": ۱/۵۸، قدیمی)

(۲) (الفقه الأکبر للإمام الأعظم أبي حنیفة رحمه الله تعالی، ص: ۷۱، ۷۳، ۷۴، قدیمی)

بکفر ما لم یکن فعلہ لاستخفاف بالدین الخ. عالمگیری: ۲/۲۷۰(۱)۔

لہذا بلا تحقیق حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ربیع الاول/۶۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ربیع الاول/۶۳ھ۔

استاذ کی گستاخی اور توہین

سوال[۱۱۹۵]: اپنے استاذ کو ایک شخص نے کہا کہ استاذ کافر ہے مسلمان نہیں، ان کی قرآن خوانی اور نماز کی اور کسی چیز کا کوئی اعتبار نہیں، دشنام طرازی کے علاوہ مارپیٹ بھی کی۔ یہ شخص ان کے خاندان کا سات پشتوں سے استاذ رہا ہے، نیز یہ شخص تارک صلوۃ ہے، ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا تعزیر ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

استاذ کا بہت بڑا حق ہے، اس کا احترام لازم ہے، اس کے ساتھ گستاخی کرنا منع ہے، بلا وجہ شرعی کسی

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، منها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۰، رشيدية)

(وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الثامن في الاستخفاف بالعلم: ۶/۳۳۶، رشيدية)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الثامن في استخفاف العلم: ۴/۳۸۸، رشيدية)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قديمي)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء الخ: ۵/۵۰۸، إدارة القرآن)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/۵۶۴، غفارية كوئته)

مسلمان کو کافر کہنے سے تو کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہتا (۱)۔ بغیر عذر کے جان کر فرض نماز ترک کرنا جب کہ تقاضائے سنت کی بھی نیت نہ ہو اور اس پر خوفِ عقاب بھی نہ ہو نہایت خطرناک ہے، حدیث شریف میں اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے (۲)۔ ایسے شخص کو توبہ کرنا لازم ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ضروری ہے، احتیاطاً تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح بھی کر لی جائے (۳)۔ بعض اسلامی حکومت میں جہاں حدود و قصاص کی تنفیذ ہو سکتی ہو وہاں شرعی سزا بھی

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "إذا قال الرجل لأخيه يا كافر، فقد باء به أحدهما". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال: ۲/ [illegible]۹۰، قديمي)

قال الملا علي القاري: "وقال الطيبي: لأنه إذا قال القائل لصاحبه: يا كافر مثلاً، فإن صدق رجع إليه كلمة الكفر الصادر منه مقتضاه، وإن كذب واعتقد بطلان دين الإسلام، رجعت إليه هذه الكلمة. وقال النووي: في تأويل الحديث أوجه، أحدها أنه محمول على المستحل لذلك، فعلى هذا معنى "باء بها" أي بكلمة الكفر: أي رجع عليه الكفر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان، الفصل الأول: ۸/ ۵۶۳، رقم الحديث: ۴۸۱۵، رشيدية)

(۲) "عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلوة". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب إطلاق اسم الكفر الخ: ۱/ ۶۱، قديمي)

"وفي شرح السنة: اختلف في تكفير تارك الصلوة الفرض عمداً ... قلت: ومعتمد الرأي رأي أبي حنيفة إن الأقوال كلها ضعيفة، ثم من التأويلات أن يكون مستحلاً لتركها، أو تركه يؤدي إلى الكفر الخ". (المرقاة، كتاب الصلوة، قبيل الفصل الثاني: ۲/ ۲۷۴، رقم الحديث: ۵۶۹، رشيدية)

"و[illegible] بترك الصلوة متعمداً غير ناو للقضاء، وغير خائف من العقاب". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/ ۲۰۳، رشيدية)

(۳) "ما كان في كونه كفراً اختلاف، فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح، وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، موجبات الكفر أنواع، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/ ۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/ ۴۵۸، إدارة القرآن)

ایسے الفاظ کا صادر ہونا بے توفیقی اور محرومی کی دلیل ہے، اس لئے واجب ہے کہ امام سے ان الفاظ کی معافی طلب کرے اور آئندہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ کبھی ایسے الفاظ نہیں کہے گا، خاص کر اپنے استاذ کی شان میں اور سب کو چاہئے کہ اسے سمجھادیں کہ تم اپنے استاد سے معافی مانگ لو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، جامع العلوم کانپور۔

استخفافِ علماء

سوال [۱۰۰۰]: علمائے دین سے استہزاء کرنے اور تحقیر کرنے سے کیا حکمِ شرعی لازم آتا ہے اور ستعزی حد تکفیر تک پہونچ جائے گا یا فاسق ہوگا؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

علمائے دین سے استہزاء وتحقیر اگر ان کے علم دین کی وجہ سے ہے تو کفر ہے اور اگر کسی اور وجہ سے بغیر حق شرعی ہے تو سخت گناہ اور فسق ہے اور ایسی صورت میں تعزیر شرعی لازم ہوتی ہے

"و بوقال للفقیه: "واشتکت" وإن لم یکن قصده الاستخفاف بالدین لا یکفر، وإن کان، یکفر". خلاصة الفتاوی: ۳۸۸/۴ (۱)۔ "سباب المسلم فسوق" رواه مسلم: ۵۸/۱ (۲)۔

"وکل من ارتکب منکراً أو آذی مسلماً بغیر حق بقول أو فعل أو إشارة یلزمه التعزیر" کذا فی الشامی: ۲۰۵/۳ (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) (خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس الثامن فی استخفاف العلم والعلماء: ۳۸۸/۴، رشیدیه)

(تقدم تخریجه تحت عنوان: "کیا استاذ کی توہین کفر ہے")

(۲) (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق الخ": ۵۸/۱، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قدیمی)

(۳) (کتاب الحدود، باب التعزیر: ۶۹/۴، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر: ۷۰/۵، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی العالمگیریة، کتاب السیر، فصل فی التعزیر: ۱۶۸/۲، رشیدیه)

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

سعید احمد غفرلہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ صحیح: بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ۔

صحیح: عبد اللطیف، ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الثانیہ/ ۵۲ھ۔

علمائے دین کو گالی دینا

سوال [۱۰۷]: اگر کوئی مسلمان کسی عالم شریعت کو گالی دے یا دشمنی کے طور پر تمام علمائے دین کو گالی دے جیسے کہ کہے "علماءِ دین کے اندر بہت شر ہے" یا یہ کہے کہ "علماء بہت بدمعاش ہیں"۔ تو ایسے آدمی کو شریعت کیا حکم دیتی ہے، آیا کافر یا فاسق یا منافق؟ کوئی آدمی اگر کسی امام کو ناجائز طور پر گالی دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

گالی دینا معمولی مسلمان کو بھی درست نہیں بلکہ فسق ہے: "سباب المسلم فسوق" الحدیث (۱)۔ علمائے حق کو اگر کسی ذاتی مخاصمت وغیرہ کی وجہ سے گالی نہیں دیتا، بلکہ علمائے حق ہونے کی وجہ سے گالی دیتا ہے تو ایمان کا سلامت رہنا دشوار ہے (۲)، سوء خاتمہ کا قوی خطرہ ہے، اس کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۰/۱۰/۹۲ھ۔

عالم سے بغض رکھنا

سوال [۲۰۷]: اگر کسی شخص نے بسبب عداوت دینی یا دنیوی کسی عالم دین کو ازراہِ حقارت گالی دی اور خوب نالائق کہا تو گالی دینے والے پر کفر لازم آئے گا یا نہیں؟ اور اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہوگی یا نہیں؟ چونکہ فتاویٰ نور الہدیٰ، ص: ۱۲۵ میں لکھا ہے:

"من شتم بعلماء الحنفیة أو لأهل العلم أو لعنه أو تطوّق فیه کلمة کنایة من شتم و الاحتقار صار کافراً. و أیضاً فیه: من رفع صوته علی صوت العالم أو طالب العلم بوجه

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن أن یحبط عمله: ۱۲/۱، قدیمی)

(والصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق الخ" ۵۸/۱، قدیمی)

(۲) (تقدم تخریجه تحت عنوان: "کیا استاذ کی توہین کفر ہے؟")

الاحتقار والاستخفاف طلقت إمرأته بائنا"۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالتفصیل عند علماء الحنفیة۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

کسی عالم کو اگر گالی دی ہے تو وہ یا تو کسی ذاتی خاصمت کی بناء پر دی ہے یا علم دین سے عداوت کی بناء پر۔ اول صورت میں گالی دینا فسق ہے، حدیث شریف میں آتا ہے:

"عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : "سباب المسلم فسوق و قتاله كفر"۔ متفق عليه" (۱) مشكوة شريف، ص: ۴۱۱ (۲)۔

یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، جب عام مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے تو علماء کو گالی دینا بھی اس سے زیادہ ہی ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں گالی دینا نفاق کی علامت بتلایا ہے:

"عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : "أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها : إذا اؤتمن خان، و إذا حدث كذب، و إذا عاهد غدر، و إذا خاصم فجر" متفق عليه"۔ (۳) مشكوة شريف، ص ۱۷ (۴)۔

اگر علم دین سے عداوت کی بناء پر گالی دی ہے تو یہ نہایت خطرناک ہے اس سے ایمان جاتا رہتا ہے، اس

---

(۱) (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن ۸۹۳/۲، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم : "سباب المسلم فسوق الخ" : ۵۸/۱، قديمي)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة الخ، الفصل الأول، ص: ۴۱۱، قديمي)

(۳) (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق : ۱۰/۱، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ۵۶/۱، قديمي)

(۴) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، ص: ۱۷، قديمي)

ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان صفت ہے، جب علم سے عداوت ہوئی تو خدا تعالیٰ کی اس صفت سے عداوت ہوئی۔

"وفي البزازية (۲۷۰/۲) (۱): "فالاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلاً على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابة عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود". مجمع الأنهر (۷۰۳/۱) (۲)۔

اگر بلا وجہ گالی دیتا ہے اور عالم سے بغض رکھتا ہے تو اس میں خوف کفر ہے:

"من أبغض عالماً من غير سبب ظاهر، خيف عليه الكفر، ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب اهـ". عالمگیری (۲۷۰/۲) (۳)۔

اگر عالم سے بلا وجہ اذیت پہونچی ہے تو اس عالم کے ذمہ معافی چاہنا واجب ہے اور اگر ان عالم میں کچھ وصف قبیحہ ہیں ان کی وجہ سے بغض ہے تو اس حالت میں ان اوصاف سے بغض رکھنا چاہئے اور جو شخص ان اوصاف کے ساتھ متصف ہے اس کو خیر خواہی سے نصیحت کی جائے، ورنہ دعا کی جائے کہ اللہ پاک اس کی اصلاح کرے اور کوئی مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور ذلیل سمجھنا جائز نہیں، البتہ معاصی سے بغض رکھنا اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ جب کوئی شخص کفر کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی عورت بائنہ ہو جاتی ہے۔ (قال الزيلعي رحمه الله تعالى): "وارتداد أحدهما (أي الزوجين) فسخ في

---

(۱) (وكذا في البزازية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الثامن في الاستخفاف بالعلماء: ۳۴۳/۶، رشيدية)

(۲) (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، النوع الرابع في الاستخفاف بالعلم: ۵۰۹/۲، دار إحياء التراث العربي)

(وفي رد المحتار: "إهانة أهل العلم كفر على المختار" (كتاب الحدود، باب التعزير: ۷۲/۴، سعيد)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالى، فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قديمي)

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲۷۰/۲، رشيدية)

الحقائق للزیلعی: ۲/۱۷۸ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

علماء کو برا کہنا

سوال [۷۰۳]: علماء کرام کو برا بھلا کہنا، ان کی شان میں گستاخیاں کرنا، ان کی تضحیک وتذلیل کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

شریعت اللہ، بہار شریف۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عالم دین ہونے کی وجہ سے ان کو برا کہنا، گستاخی کرنا نہایت خطرناک ہے، سخت قسم کا جرم ہے (۲)۔ اگر کوئی بدمعاملگی ہوئی یا ذاتی نفسانی دشمنی ہے یا کسی عالم دین کو گمراہی اور فسق وفجور میں مبتلا دیکھا اس کی وجہ سے اس کو برا کہتا ہے تو اس کا یہ حکم نہیں اگرچہ برا کہنا کسی کو بھی نہیں چاہیے، نفرت سے سخت گنہگار کو بھی برا کہنے سے کیا فائدہ؟ اس کی اصلاح، نصیحت، خیرخواہی سے کی جائے تو فائدہ بھی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

مقرر عالم کی توہین

سوال [۷۰۴]: ایک مولانا صاحب ایک جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اس جملہ کو زید نے سن کر برجستہ کہا کہ "نور نور نور کہتے ہو، تو کیوں نہیں ہوتے بریف ہیں"۔ معلوم ہوا کہ زید کا یہ جملہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نہیں بلکہ ظاہراً مقرر کی جانب ہے جب کہ یہ عالم دین بھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسا نہیں کہا بلکہ تقریر کرنے والے

---

(۱) (تبیین الحقائق للزیلعی، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۲/۴۲۲، دار الکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۱۹۳، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۳۷۳، رشیدیه)

(۲) (تقدم تخریجه تحت عنوان: "کیا استاذ کی توہین کفر ہے")

مولانا صاحب کو بطور تشبیہ ایسا کہہ دیا ہے تب بھی یہ سخت بات ہے (۱)، کسی بھی اشرف المخلوقات کی ایسی چیز سے تشبیہ دینا درست نہیں ہے جو کہ عوام کے نزدیک نہایت حقیر چیز ہو، خاص کر مجمع عام میں کہ کثرت عوام کی ہوتی ہے اور پھر مولانا صاحب جو کہ مزید واجب الاحترام ہیں اور تشبیہ دینا بھی ایسے موقع پر جب کہ وہ تقریر کر رہے ہیں اور تقریر میں بھی ذات مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہے جس سے سننے والوں کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید تشبیہ کا رخ دوسری طرف ہو اور اس کا ایہام ہر ایک کو ہوتا ہے، اس لئے زید کو معذرت کرنا چاہئے اور اپنی مراد واضح کر کے ایہام وشبہ دور کر دینا چاہئے اور آئندہ پورے طور سے محتاط رہنا چاہئے۔

جب کہ زید کی تشبیہ کا رخ وہ بھی نہیں ہے جس کا ایہام ہوتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی اس پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، زید معذرت کر دے، دوسرے لوگ خاموشی اختیار کریں، بات کو زیادہ نہ بڑھایا جائے کہ اس میں فتنہ شدید ہے، خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۵/۲/۹۱ھ۔

امام کو برا کہہ کر نکال دینا

سوال [۵۰۰۱]: یہاں پر ایک چھوٹی سی بستی ہے کل ۲۲ گھر ہیں جس میں سے سات گھر بہت خلاف ہیں، یہاں پر ایک چھوٹی بستی کے حساب سے ایک پرانے وقتوں کی مسجد ہے جس کے چند دو گھر تو خوب دل و جان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، اور جو بھی پیش امام لا کر رکھتے ہیں، دوسرے لوگ ان کو برا بھلا کہہ کر نکال دیتے ہیں، یہ سات گھر نہ تو امام رہنے دیتے ہیں نہ اس کی تنخواہ دیتے ہیں، اب اس وقت امام کی تنخواہ تین ماہ کی چڑھ رہی ہے اور ملا ان سے کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز تو کم از کم پڑھ لیا کرو تو کہتے ہیں کہ کوئی پابندی ہم پر نہیں ایسا لکھا نہیں کہ نماز پڑھو ہماری مرضی ہے پڑھیں یا نہ پڑھیں اور شرک وکفر تو ان کے لئے بہت اچھا لگتا ہے، بھجن گانا، دیوی ماتا کو پوجنا، بھوں پر دھوپ جلانا، میلہ میں جانا، ایسی باتوں کو ملا روکتا ہے تو ملا کی تنخواہ میں رکاوٹ کر کے، آپس میں پھوٹ ڈال کر، آدمیوں کو بہکا کر کے ملا کو پیسے نہیں دیں گے تو بھاگ جائیگا، اس طرح یہاں سے چار پانچ ملا چلے گئے۔

ہم چند دو گھر ہی ان کو پیسے وغیرہ دیا کرتے ہیں تاکہ رمضان شریف میں تراویح اور عید کی نماز ہو جائے،

---

(۱) تقدم تخریجہ تحت عنوان "کیا استاد کی توہین کفر ہے؟"

ہم نے وہ چند لوگوں سے ان کے بارے میں بات چیت کی، ایسے لوگوں کا حکم کیا ہے، انہوں نے ہم سے کہا کہ ان لوگوں کا حوالہ اور نام لکھوا کر دیو بند بھیجو ان کے نام فتوی بھیج دیں گے شریعت کے مطابق، ہم ان کو سنا دیں گے تو شاید ان لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں اور خدا کو پہچانیں اور ایمان لے آویں تو اچھا ہے ورنہ ان لوگوں کا حقہ پانی بند کر دیں گے۔

نہ ان کے یہاں درود و فاتحہ ہوتی ہے سب کام ہندوؤں کے کرتے ہیں۔ دو آدمی سب سے زیادہ خراب ہیں، ایک نبو، ایک سفیرا، یہ دو آدمی ایسے ہیں کہ انہوں نے ۹ ملا بھگا دیئے، یہ دو آدمی پانچ گھر تیلی کے ہیں، ان کو بہکا کر اپنی طرف مائل کر کے ملا کی تنخواہ رکوا کر پھوٹ کرتے ہیں، مسجد کو ویران کر دیتے ہیں۔ ہم ۱۰ آدمیوں کے بس کی بات تو ہے نہیں جو ملا کو رکھ سکیں، چھوٹی سی بستی ہے، ہمارے لئے ایسے آدمیوں کے لئے موافق شرع فتوی دیدیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، ہماری مسجد میں چراغ بتی وعید و تراویح رمضان ہو جاوے گی، یہ اسلام کی بات ہے، آپ کی تعریف سن کر آپ کا سہارا لیا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ راستہ بتاؤ اور دعا کا عمل کرنا ہمارا کام ہے۔ یہ سات گھر کے آدمی ہیں نبو، سفیرا، جھوٹیا، مداری، رحمان، نور پیا، گردھے آدمی ہیں، ۵ گھر تیلیوں کے ہیں، ایک لوہار کا، ایک شیخ کا، ہم ان پانچوں آدمیوں کے لئے آپ سے فتوی چاہتے ہیں، ان کی آنکھیں کھلدیں، آپ کے لئے ہم اللہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔ ہماری مسجد آباد رہے گی تو خدا ہم کو بھی آرام رکھے گا، یہاں پر عید کی نماز ہو جاوے گی، یہ سات گھر بہت جاہل ہیں، ایک کتاب دیدیں تو مہربانی ہوگی۔ فقط

الجواب حامداً و مصلیاً :

جو لوگ امام کو برا بھلا کہتے ہیں تا کہ وہ تنگ آ کر چلا جائے اور مسجد ویران ہو جائے وہ بڑے ظالم گناہ گار ہیں(۱)، ان کو توبہ کرنا، امام سے معافی مانگنا ضروری ہے اور دیوی دیوتا کے پوجنے سے تو ایمان ہی جاتا

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ، و سعی فی خرابہا، اُولٰئک ما کان لہم أن یدخلوہا إلا خائفین، لہم فی الدنیا خزی و لہم فی الآخرۃ عذاب عظیم﴾ (البقرۃ، ۱۱۴)

قال العلامۃ الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ تحتہا: "و ظاہر الآیۃ العموم فی کل مانع و فی کل مسجد، و خصوص السبب (سبب النزول) لا یمنعہ ... (وسعی فی خرابہا) بتعطیلہا بانقطاع ...

رہتا ہے (۱)، ان کو کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے اور ان کے نکاح بھی دوبارہ پڑھائے جائیں (۲)، ورنہ یہاں بھی وبال ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی جہنم ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی عالمِ دین کے ذریعہ سے ان کو سمجھایا جائے، اگر نہ مانیں اور اپنی ضد پر قائم رہیں تو ان سے ترکِ تعلق کر دیا جائے، بول چال بند کر دی جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۰/۹۰ھ۔

طالبِ علم کو گالی دینا

سوال [۶۰۴] : اگر کوئی شخص کسی طالبِ علم کو گالی دے اور بے عزت کرے اس کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

اگر کوئی علمِ دین حاصل کرنے والے طالبِ علم کو گالی دے اور اہانت کرے بغیر کسی قصور کے محض علمِ دین

= و غلبة الهوى، و منع اصلهم بتهييج الفتن اللازمة لتجاذب قوى النفس، و دواعي الشيطان والوهم .... (لهم في الدنيا خزي) و افتضاح و ذلة بظهور بطلان ما هو عليه (ولهم في الآخرة عذاب عظيم) و احتجابهم عن الحق سبحانه". (روح المعاني: ۱/۳۶۳، ص: ۱۵، دار إحياء التراث العربي)

(۱) "و عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لو كنت آمر أحداً أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها" رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب عشرة النساء الخ، ص: ۲۸۲، قديمي)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ تحت آية البقرة رقمها ۳۴: "إن السجود الشرعي عبادة، و عبادة غيره سبحانه و تعالىٰ شرك محرم في جميع الأديان و الأزمان، و لا أراها حلت في عصر من الأعصار". (روح المعاني: ۱/۲۲۸، دار إحياء التراث العربي)

وفي شرح الفقه الأكبر للقاري رحمه الله تعالىٰ: "و في الخلاصة: و من سجد لهم إن أراد به التعظيم كتعظيم الله سبحانه و تعالىٰ كفر". (فصل في الكفر صريحاً و كناية، ص: ۱۹۳، قديمي)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۸/۳۶۴، رشيديه)

(۲) (تقدم تخريجه في مواضع عديدة منها عنوان "تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کی کب ضرورت ہوتی ہے")

کا طالب علم ہونے کی بنا پر تو نہایت خطرناک ہے اس سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے، کیونکہ یہ علم دین کی تحقیر وتذلیل ہے۔

اگر اس طالب علم میں کچھ اخلاق واعمال خلاف شرع ہیں اور ان کو ناگواری کی بنا پر گالی دے تو اس کا یہ حکم نہیں(۱) اس سے ایمان برباد نہیں ہوگا لیکن گالی دینا اس وقت بھی درست نہیں، ہاں اصلاح ضروری ہے اور اس کا طریقہ گالی دینا نہیں، بلکہ نرمی وشفقت سے نصیحت کرنا ہے یا اس کے اکابر تک اس کی بداخلاقی اور بداعمالی کو پہونچا دینا ہے تاکہ وہ مناسب طریق پر اصلاح کرے اور طالب علم کو علم دین کے احترام کی خاطر ہر قسم کی بداخلاقی اور بداعمالی سے بچانا سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اس سے علم دین آتا ہے اور دنیا وآخرت میں عزت حاصل ہوتی ہے، بلکہ طبقہ علماء پر بدنامی آتی ہے اور لوگ علم دین سے بدظن ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کو علم دین سے محروم رکھتے ہیں جس کا سبب طالب علم کی بداخلاقی اور بداعمالی بنتی ہے، حق تعالیٰ اخلاق فاضلہ واعمال صالحہ سے مزین فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۵/۱۱/۱۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

تعویذ کی توہین

سوال[۱۰۷۰]: زید نے اپنے بچے کے واسطے ایک چاندی کا تعویذ بنوایا ہے جس پر قصیدہ اور چند عائیں

---

(۱) "ومن أبغض ، وفي الذخيرة: ومن شتم عالماً، أو فقيهاً من غير سبب، يخاف عليه الكفر". (الفتاوى الخانية ، كتاب ألفاظ الكفر، فصل في العلم والعلماء: ۵/۸۰۵، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية ، كتاب السير ، الباب التاسع في أحكام المرتدين ، مطلب: موجبات الكفر، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۰، رشيديه)

"قال حدثني عبد الله رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "سباب المسلم فسوق". الحديث (صحيح البخاري ، كتاب الإيمان ، باب خوف المؤمن الخ: ۱/۱۲، قديمي)

قال الملا علي القاري رحمه الله تعالى: "فسوق" لأن شتمه بغير حق حرام". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ، باب حفظ اللسان ، الفصل الأول: ۸/۵۹۱، رقم الحديث: ۴۸۱۴، رشيديه)

کلمات تھے، بکر نے زید سے تعویذ کے بارے میں کہا کہ یہ سب فضول ہے، اس پر زید نے برجستہ کہہ دیا کہ میں تو اس کو موسے تریاق کے برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں"۔ ان کا جواب قرآن، حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سوال واضح نہیں ہے، زید جو اپنی تعویذ جانتا ہے خود دینی ان کو کسی چیز سے تشبیہ دیتا ہے، اگر واقعی دوا یا ہی سمجھتا ہے تو پھر کس کے جواب ہے، اس کی مقصد کی تشریح زید سے طلب کی جائے تو کچھ مطلب نکلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۲/۹۱ھ۔

مسئلہ شرعیہ کی توہین

سوال [۱۰۶۰]: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تقریباً بارہ برس ہوئے کہ زید ولد بکر امام مسجد نے کہا کہ میرے باپ میرے پاس جب سے ناراض ہو گئے کہ میں نے اپنی بیوی کو پردہ شرعی دیا تھا، تو یہ کہا کہ "تیرے شرع پر پیشاب کرتا ہوں"۔ مگر بکر کہتا ہے کہ یہ محض بہتان ہے، میں نے ہرگز یہ کلمہ بیہودہ نہیں کہا اور ایسے ہی ان کا لڑکا زید بھی کہتا ہے کہ میں نے ہرگز کسی سے یہ بات نہیں کہا بلکہ میرے باپ نے یہ کہا ہے، محض بہتان ہے اور ہم اب بھی پردہ ہے اور بکر لوگوں کے شور برپا ہونے کی وجہ سے وہ پیر و بکر امام مسجد ہے کہ بھائی کس نے یہ چند برس کا اس کو تو نہیں کہا اگر بفرض محال میں نے یہ کہا تو میری توبہ ہے۔

اب عرض ہے کہ ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کے پیچھے ہرگز نماز درست نہیں، جس نے اس کے پیچھے نماز پڑھی وہ بھی کافر ہے، نکاح اس کا ٹوٹ گیا اور بکر کے خاندان میں سے کسی کی توبہ قبول نہیں، سب مجرم ہیں۔ آیا ان کی شہادت معتبر ہے اور بکر واقعی کافر ہو گیا اور اس کی توبہ واقعی قبول نہیں ہو گی اور ایسے ہی بکر کے خاندان کی بھی اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے واقعی کافر ہو گئے یا نہیں؟ اور ایسے مفتی صاحب کا کیا حکم ہے؟ بکر اس گاؤں میں بڑا شور ہے، جلدی جواب دیجئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر امام مسجد نے یہ کلمہ نہیں کہا اور ان کے بیٹے نے نقل کیا تو یہ دوہرا بہتان ہے جو کہ سخت گناہ ہے۔

بہتان لگانے والوں کے ذمہ لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور امام اور اس کے بیٹے سے معافی چاہیں۔ اگر واقعۃً یہ کلمہ کہا ہے تو خود امام کے ذمہ توبہ لازم ہے(۱) اور توبہ کے ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں وہ غلط کہتا ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿ومن يعمل سوءاً أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفوراً رحيماً﴾(۲)۔

﴿وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات﴾(۳)۔

اور یہ کہنا کہ اس کے خاندان میں سے کسی کی توبہ قبول نہیں، سخت ترین جہالت اور حماقت ہے، ایسے کلمات سے توبہ ضروری ہے اور آئندہ ایسے مفتی کو مسئلہ نہیں بتانا چاہئے تاوقتیکہ اہل حق علماء سے اس کی پوری تحقیق نہ کرلی ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفراللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۲/۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم۔ صحیح: عبداللطیف۔

فتوی کی توہین

سوال[۱۰۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، اگر کوئی یہ کہے کہ میں فتوی پر پیشاب کرتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کہنے والا نا سمجھ بچہ ہے یا مجنون ہے یا بیہوش ومفقود العقل ہے تو ان الفاظ کے کہنے سے وہ ایمان سے

---

(۱) چونکہ مسائل شرعیہ ضروریہ کی توہین پر فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کفر کا حکم تجویز کیا ہے، اس لئے اس کے مرتکب پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

"وفي التتمة: من أهان الشريعة أو المسائل التي لا بد منها، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل في العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قديمي)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۳/۲۲۲، ۲۲۳، سعيد)

(۲) (سورة النساء: ۱۱۰)

(۳) (سورة الشورى: ۲۵)

"وارتداد أحدهما: أي الزوجين فسخ عاجل". در مختار مع شامی (۱)۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

صحیح: بندہ عبد الرحمن عفی عنہ، عبد اللطیف، ۱۷/محرم الحرام/ ۱۵ھ۔

داڑھی کی توہین

سوال [۱۰۱۷]: داڑھی منڈانا اور داڑھی والوں کی توہین کرنا مثلاً: "گالوں پر کوڑا ہے، جنگل ہے"، ایسے الفاظ کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

داڑھی کا منڈوانا ناجائز اور اس کا مذاق اڑانا سخت خطرناک امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق ہے، اگر اس نیت سے مذاق اڑایا جاتا ہے تو کفر ہے:

"رجل قال لآخر: إحلق رأسك و قلّم أظفارك، فإن هذه سنة، فقال: لا أفعل و إن كان سنة، فهذا كفر؛ لأنه قال على سبيل الإنكار والرد، وكذا في سائر السنن خصوصاً في سنة هي معروفة و ثبوتها بالتواتر اهـ". مجمع الأنهر: ۱/ ۷۰۰ (۲)۔

= (وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، نوع في العلم والعلماء: ۵/ ۵۶۹، ۵۷۰، غفاریہ کوئٹہ)

(۱) (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/ ۱۹۳، سعید)

(وكذا في تبيين الحقائق للزيلعي، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۲/ ۲۹۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/ ۳۷۳، رشیدیہ)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكافر: ۱/ ۳۳۹، رشیدیہ)

(۲) (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع، الثاني في الأنبياء عليهم السلام: ۱/ ۲۹۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني =

عورت سے تعلق کم کردے، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھائے، اس کے ساتھ سلام کلام بند کردے، ساتھ رہنا سہنا ترک کردے یہاں تک کہ جس کو یہ کہا ہے اس سے معافی مانگے، توبہ کرے(1)۔ پس اتنی ہی سزا اصلاح کے لئے کافی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۹۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

پگڑی کی اہانت

سوال[۱۲۱۷]: ایک مولوی صاحب سر پر پگڑی باندھنے سے ایک بڑے سور کی طرح لگتے ہیں، اس کے جواب میں ایک بول اٹھا "پگڑی کی اہانت کرنا بہت بری بات ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک پسندیدہ چیز ہے، آپ اسے استعمال کرتے تھے، ہر مسلمان کو استعمال کرنا چاہئے، تم اسے استعمال کرنے سے نہیں روک سکتے ہو تو اس کی اہانت نہ کرو، اس مولوی صاحب کے ساتھ اگر تمہیں شخصی عداوت ہے تو

= العلم والعلماء، ص: ۱۷۳، قدیمی)

وفیه فی الفصل فی القرأة والصلوة: "من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو نحوه مما یعظم فی الشرع، کفر". (ص: ۱۶۷)

وفی مجمع الأنهر: "من استخف بسنة أو حدیث من أحادیثه علیه السلام ..... کفر".
(کتاب السیر، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الکفر أنواع، الثانی فی الأنبیاء علیهم السلام: ۱/۶۹۲، دار إحیاء التراث العربی)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع الرابع فی الإیمان والإسلام: ۶/۳۲۸، رشیدیه)

(۱) قال الله تعالی: ﴿واللاتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن، فإن أطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلاً، إن الله کان علیاً کبیراً﴾. (النساء: ۳۴)

قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالی: "وقیل: المراد: اهجروهن فی الفراش بأن تولوهن ظهورکم فیه، ولا تلتفتوا إلیهن، وروی ذلک عن أبی جعفر رضی الله تعالی عنه، ولعله کنایة أیضاً عن ترک الجماع". (روح المعانی: ۵/۲۵، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

نے کان دے رکھے ہو، مار رکھتے ہو، پگڑی کی طرف دیکھ کر بات مت کرو، کان مت دو"۔ اس کے جواب میں اور ایک شخص بول اٹھا: "پگڑی استعمال نہ کرنے سے دیا کچھ نقص ضروری نہیں، یہاں تک کہ تم کیا چاہتے ہو، مولانا ابوبکر صاحب کی طرح پیر بزرگ شخص چاہتے ہو"۔ یہ کہنے کے بعد میں نے لاحول ولا قوۃ کہا اور پھر کہا کہ تمہارا کلمہ یعنی نکاح دوبارہ ہوگا۔

واضح رہے کہ یہ شخص بے نماز ہیں، عمر ۳۲ سال سے کم نہیں، انجام کار گفتگو طول کھینچ رہی ہے، تو پھر میں نے کہا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بغیر ٹوپی امامت کرنا بھی مکروہ ہے۔ مسجد کے وہ مولوی صاحب اس وقت تک ایک قسم چپ رہے، میرے اس جملہ بولنے کے بعد از حد غصہ ہوگئے، واسطے کہ وہ مسجد کے امام صاحب ہیں اور مجھ سے فتویٰ طلب کیا، بار بار تاکید کر کے مجھ سے بولا: آپ کو اس کا فتویٰ دینا ہوگا۔ میں نے جواب دے دیا طلب کیا ہے، اب گزارش خدمت میں یہ ہے کہ از راہِ بندہ نوازی کر مخاطبت مذکورہ کے ہر متعلم با انسان حتیٰ الامکان کا حیثیت شرع شریف کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مولوی کے ساتھ تشبیہ دینے سے شعار مسنونہ کا استخفاف ہے تو یہ موجب کفر ہے

"قد كفر الحنفية من القبيح بسببه كمن استقبح من إنسان آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو استقبح منه إحفاء شاربه اهـ". شامی: ۲۲۲/۴ (۱)۔

اور اگر ان مولوی صاحب کی تذلیل مولوی اور عالم دین ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ بھی کفر کی بات ہے:

"والاستخفاف بالعلماء لكونهم علماء استخفاف بالعلم، والعلم صفة الله تعالى منحه فضلاً على خيار عباده ليدلوا خلقه على شريعته نيابة عن رسله، فاستخفافه بهذا يعلم أنه إلى من يعود اهـ". فتاویٰ بزازیہ: ۳۳۶/۳ (۲)۔

---

(۱) (رد المحتار: كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۲/۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۲/۵، رشيديه)

(۲) (البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، النوع الثامن في استخفاف العلم والعلماء: ۳۳۶/۶، رشيديه)

وإذا قال لرجل مصلح: "دیدار وے خوک من چنانست کہ دیدار خوک" (۱) یخاف علیه الکفر اهـ، کذا في الخلاصة اهـ" عالم گیری: ۲/۲۷۰ (۲)۔

اگر سنت کی تذلیل مقصود، یا ان مولوی صاحب کی مولوی ہونے کی وجہ سے تذلیل مقصود ہے، بلکہ کسی ذاتی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ایسا کہا تو یہ موجب کفر نہیں: "وشتم العالم أو العلوي لأمر غير صالح في ذاته و عداوته لخلافه الشرع، لا یکون کفراً و خطأً اهـ". بزازیة: ۳/۳۳۷ (۳)۔

یہ تفصیل تو پہلے خط کشیدہ عبارت کے متعلق ہے، تیسری عبارت یعنی بغیر عمامہ کراہت امامت میں کوئی شئے کفر کی نہیں، عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا افضل و مستحب ہے، اور بلا عمامہ بھی مکروہ نہیں بلا کراہت درست ہے، البتہ جس جگہ عمامہ کا رواج اس قدر ہو کہ بغیر عمامہ کسی معزز مجلس میں نہ جاتے ہوں تو وہاں بلا عمامہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے اور اس میں امام اور مقتدی سب کا ایک حکم ہے۔ کذا فی نفع المفتي والسائل (۴)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/ ذیقعدہ/ ۵۹ھ۔

---

(۱) "خوک" بمعنی خنزیر، کما فی هامش الفتاوی العالمکیریة: ۲/۲۷۰، رشیدیه)

(۲) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر، ومنها ما یتعلق بالعلم: ۲/۲۷۰، رشیدیه)

(وکذا في الخلاصة، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثاني، الجنس الثامن في استخفاف العلم: ۴/۳۸۸، رشیدیه)

(وکذا في التاتارخانیة، کتاب ألفاظ الکفر، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۱، إدارة القرآن)

(وکذا في المحیط البرهاني، کتاب السیر، فصل في مسائل المرتدین نوع في العلم: ۵/۵۴۷، غفاریه)

(۳) (الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثاني، النوع الثامن: ۶/۳۳۷، رشیدیه)

(۴) "وقد سئلت غیر مرة عن الصلاة بغیر عمامة، هل تکره کما هو المشهور بین العوام؟ فتصفحته في کتب الفقه، فلم أجد سوی قولهم: "المستحب أن یصلی في ثلاثة أثواب: إزار، وقمیص، وعمامة"، وهو لا یدل علی کراهة الصحة بدونها، کما حرره بعض علماء عصرنا، ظاناً أن ترک المستحب مکروه؛ وذلک لأنه قد صرح في البحر الرائق وغیره: أن ترک المستحب لا تلزم منه الکراهة ما لم یقم دلیل خارجي علیه". (فتاوی اللکنوي المسماة بنفع المفتي والسائل، کتاب الصلاة، المکروهات المتفرقة، ص ۲۹۸، دار ابن حزم، بیروت)

الجواب حامداً و مصلیاً:

دوبارہ از سر نو کلمہ پڑھے اور جملہ ما تمّد پر ایمان لاوے(۱) تجدید نکاح کرے(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۳/۸۸ھ۔

مرتد سے موالات

سوال[۵۱۷]: جو لوگ شرعاً شریعت کے مجرم ہوں بہ تبدیلی مذہب پر، ان پر حسب فتویٰ ہوگئی ہو بدوے فتویٰ شرعی، اور ان سے ترکِ موالات کا حکم ہوا ور جو لوگ ان سے ترکِ موالات کرتے ہوں اور دوسرے لوگ ان کے ساتھ موالات کرتے ہوں اور ان کے اس فعل کو اچھا سمجھتے ہوں اور اپنی ہوشیاری سے ان کے اس فعل کو غلط یا جائز بتاتے ہوں ایسے لوگوں کے لئے شرعاً کیا (حکم) ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو شخص مذہب اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے وہ مرتد ہے(۳) اس سے موالات

---

(۱) "و إسلامه أن يتبرأ عن الأديان كلها أو عما انتقل إليه: أي إسلام المرتد بذلك، و مراده أن يتبرأ عن الأديان كلها سوى دين الإسلام .... و صرّح في العناية بأن التبرأ بعد الإتيان بالشهادتين، و في شرح الطحاوي، سئل أبو يوسف كيف يسلم؟ فقال: أن يقول: أشهد أن لا إله إلا الله، و أن محمداً رسول الله، و يقر بما جاء من عند الله، و يتبرأ عن الذي انتحله، و قال: لم أدخل في هذا الدين قط، و أنا بريء منه". (البحر الرائق، كتاب السير، أحكام المرتدين: ۲۱۶/۵، رشيديه)

(۲) "إن كانت نية القائل ... الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، و يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، و تجديد النكاح بينه و بين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر الخ: ۴۵۸/۵، إدارة القرآن)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(۳) "(المرتد) هو لغة الراجع مطلقاً، و شرعاً الراجع عن دين الإسلام". (الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۲۱/۴، سعيد)

حرام ہے(۱) جو اس سے موالات کرے وہ گنہگار ہے اس کو بچے اس فعل سے توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/۹/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا

مرتد سے سمجھوتہ

سوال[۱۰۱۶]: اگر کوئی مسلمان کسی مرزائی یا دوسرے مرتد کی پرورش و حمایت کرے یا کسی قسم کا سمجھوتہ کرے یا پھر وہ مسلمان شخص مرتد کو کافر نہ کہتا ہو جب کہ وہ شخص یہ بھی جانتا ہے کہ مرتد کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ دوسرے سمجھانے کے باوجود نہ مانتا ہے اور مرتد کو کافر نہ کہتا ہو اور وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرے خواہ وہ کسی مسئلہ کا ہو یا حمایت کرے اس کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا اس شخص کو دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا پڑے گا اور کیا اس کا موجودہ نکاح باقی رہے گا یا نکاح بھی کرنا پڑے گا؟ وضاحت کرے کہ اسلام میں کسی مرتد کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے ورنہ اسلام کسی مرتد سے دوستی کی اجازت دیتا ہے۔ اور سمجھوتہ اس وقت ہوتا ہے جب دوستی پیدا ہو اور دوستی بھی اسی وقت ہوتی ہے جب مرتد کو کافر نہ کہا جائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

آپ سوال بھی کر رہے ہیں اور خود جواب بھی بتا رہے ہیں، جب آپ کو جواب معلوم ہے تو دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

تنبیہ: یہ سمجھوتہ کے لئے دوستی کہاں ضروری ہے؟ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں اہل مکہ سے سمجھوتہ کیا تھا جو اس وقت بھی دشمن تھے، رسول کے بھی دشمن تھے، اسلام کے بھی دشمن تھے، مسلمانوں کے بھی دشمن تھے، اسی سمجھوتہ کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے اور اس کو فتح فرمایا گیا(۲)۔ آپ کے یہاں کس طرح اور کن شرائط پر سمجھوتہ

---

(۱) "إن هجرة أهل الأهواء والبدع دائمة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق، فإنه صلى الله تعالى عليه وسلم لما خاف على كعب بن مالك وأصحابه النفاق حين تخلفوا عن غزوة تبوك، أمر بهجرانهم خمسين يوماً". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عن التهاجر والتقاطع الخ، الفصل الأول: ۸/۴۹۵، رشيديه)

(۲) (سورة الفتح، رقم الآية: ۱

کیا ہے، مجھے اس کا علم نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق وہیں کے پنچ حضرات سے استصواب رائے کریں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۶/۹۰ھ۔

کلماتِ کفریہ سے نکاح ختم

سوال[۷۱۷۷]: کفریہ کلمہ بولنے سے نکاح بھی ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بات یا کام کی وجہ سے ایک آدمی کا ایمان ختم ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے اس کا نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۹/۹۲ھ۔

کلماتِ کفریہ سے نکاح کا حکم

سوال[۷۱۷۸]: مسماۃ ہندہ عرصہ دراز سے بعض نااتفاقی خاوند کے اپنے میکے میں رہتی تھی، مسماۃ مذکورہ جرگہ میں کسی کو دل کی چوٹ دے گئی۔ تفصیل یہ ہے کہ عمر نے کہا کہ "نماز روزے میں پیشاب کرتا ہوں" (نعوذ باللہ) اور اس کے کہنے کے بعد پشیمان ہو کر خود ایسا سمجھتے ہوئے استغفار کی اور خاوند مذکور مسماۃ ہندہ سے اور دوسری عورت کے ساتھ نکاح کیا تھا جو کہ بار ہے۔ خاوند مذکور نے از سر نو تجدید نکاح کی، مسماۃ ہندہ جو کہ میکے کے گھر میں رہتی تھی کیا اس کے ساتھ تجدید نکاح نہیں ہوگا؟ مسماۃ ہندہ تنسیخ نکاح کی ڈگری بھی عدالت

---

(۱) "وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۰۸، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، مكتبه رشيديه كوئته)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب السير، فصل في مسائل المرتدين، النوع الأول في إجراء كلمة الكفر: ۵/۵۰۵، المكتبة الغفارية، كوئته)

میں ہندو مجسٹریٹ سے لے چکی ہے۔ خاوند ش سے جو الفاظ سند جو بالا نکلے ہیں جس سے اہانت شرعی ہو چکی ہے۔

کیا اب اس سے اس عورت ہندہ مذکورہ کا فسخ نکاح ہو چکا ہے یا کیونکر؟ بینوا توجروا۔

نوٹ: اس بات کو (یعنی جس سے اہانت شرعی مسلّم طور پر ثابت ہے) اور خاوند ش مذکورہ قاضی مفتی

عادل کے آگے تسلیم کر چکا ہے کہ میں نے یہ کلمات کفریہ کہے تھے) عرصہ تین سال کا گذر چکا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان الفاظ کے موجب کفر ہونے میں شبہ نہیں، الفاظ کفریہ کہنے سے نکاح فسخ ہو کر عورت بائنہ ہو جاتی ہے

لیکن کسی غیر مسلم سے فسخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنا شرعاً معتبر نہیں، نہ اس کی ضرورت (۱)۔

لہذا جب خاوند تجدید نکاح اور توبہ کر چکا تو ہندہ کو بھی اگر رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کر کے رکھ سکتا ہے،

بغیر تجدید نکاح کے نہیں رکھ سکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

کلمۂ کفر کی وجہ سے تجدید نکاح

سوال [۱۹ ۷]: جس کی زبان سے کلمۂ کفر ادا ہوا ہو، کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کو تجدید ایمان کر کے نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۶/۹۳ھ۔

---

(۱) "(وارتداد أحدهما): أي الزوجين (فسخ) فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء". قال الشامي: "أي بلا توقف على قضاء القاضي، وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها" (رد المحتار على الدر المختار: ۱۹۳/۳، ۱۹۴، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، سعيد)

(وكذا في الهداية على صدر فتح القدير: ۳۸/۳، باب نكاح أهل الشرك)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ۳۳۹/۱، الباب العاشر في نكاح الكفار، رشيديه)

(۲) (تعلم تخريجه تحت عنوان: "كلمات كفريه سے نكاح ختم")

کفریہ کلمات کی ادائیگی کے بعد تجدید ایمان ونکاح کا حکم

سوال [۱۰۲۰۱]: زید نے بکر سے ایک چیز لی اور قرآن کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ وہ چیز واپس کر لوٹا دوں گا، بکر نے وہ چیز دیدی، کچھ عرصہ بعد مانگنے پر زید نے انکار کر دیا، بکر نے حلف یاد دلایا اس پر زید نے کہا: "میں قرآن سے منکر ہوں" اس کے بعد دوسرے کلمات کہے: "مجھے خدا سے انصاف کی امید نہیں، جو کچھ سزا ملے گی اسی دنیا میں ملے گی، آخرت میں کوئی چیز نہیں، میں تو بے دین کافر ہوں" وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب زید کا غصہ ختم ہو گیا تو بکر نے زید سے توبہ کرائی، کلمہ شہادت کلمہ طیب پڑھوایا، پھر پوچھا مندرجہ بالا کلمات کی ادائیگی کے وقت آپ کا ارادہ اور نیت کیا تھی، کیا واقعی ایمان سے پھر جانے کا ارادہ تھا؟ زید نے جواب دیا کہ میری نیت اس وقت اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اسلام سے پھر جانے کی نہیں تھی، بلکہ دل دل میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر رہا تھا۔ مندرجہ بالا صورت حال کے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات مدلل طور پر مطلوب ہیں:

۱... مذکورہ بالا صورت میں زید کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

۲... اگر فسخ ہو گیا تو زید کے نکاح کی کیا صورت ہے؟ تجدید نکاح بشکل دوبارہ اعلان عام، مہر کا تعین، خطبہ نکاح، زوجین کی رضامندی، جملہ لوازمات نکاح جو ہیں، یہ سب کئے جائیں گے یا نہیں؟

۳... اگر نکاح فسخ ہو گیا تو بیوی پر عدت لازم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی مدت کی؟ یا بغیر کسی عدت کے بعد ہو گا، عدت کی ضرورت نہیں ہے؟

۴... زید کی بیوی اگر زید سے نکاح نہ کرنا چاہے بلکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟ کیا عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ یا زید کا طلاق دینا ضروری ہے؟ مذکورہ بالا کفریہ کلمات کہنے سے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اور جب تک تجدید ایمان ونکاح نہ کرے دوسرے مسلمان اس سے کیا تعلق رکھیں؟ نیز زید کو یہ کہنا کہ یہ الفاظ تو زبان سے کہہ دیا تھا، دل سے ان کا ارادہ نہ تھا تو یہ الفاظ غصہ میں نکل گئے، کیا اس سے تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت ختم ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

[illegible] زید کے ذمہ تجدید ایمان توبہ واستغفار کے ساتھ (۱) تجدید نکاح کا بھی حکم ہے (۲)۔

---

(۱) قد كفر هذا القائل بكل واحد من أقواله المذكورة: أما قوله: "تمام قرآن کا منکر ہوں" فلأنه قال القاري: "ومن جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالى، كفر، يعني إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه، مثل البسملة في سورة النمل" (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلاة، ص: ۱۶۷، قديمي)

(وبمعناه في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بالقرآن: ۵/۳۴۰، إدارة القرآن كراچي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالقرآن: ۲/۲۶۶، رشيدية)

وأما قوله: "[illegible] الخ" فقد قال في التاتارخانية: "رجل قال: [illegible]، يكفر" (كتاب أحكام المرتدين، قبيل فصل فيما يعود إلى النبي: ۵/۳۶۹، إدارة القرآن)

وأما قوله: "آخرت میں کوئی چیز نہیں ہے" فلما في التاتارخانية وغيره: "من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الحساب أو الصراط أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد، يكفر. وفي مصباح الدين: أو جحد أحد وعداً أو وعيداً ذكره الله تعالى في القرآن، أو الشرع أو القبر أو القيامة، يكفر" (كتاب أحكام المرتدين، فصل فيما يتعلق بأمور الآخرة: ۵/۳۰۰، إدارة القرآن)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بيوم القيامة: ۲/۲۷۴، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۴، رشيدية)

وأما قوله: "[illegible] کافر ہوں" فهو أيضاً كفر لما قاله الفقهاء الكرام، قال في شرح الفقه الأكبر: "من قال: أنا ملحد، كفر، أي لأن الملحد أقبح أنواع الكفرة، وفي المحيط والحاوي: لأن الملحد كافر" (فصل في الكفر صريحاً وكناية، ص: ۱۸۳، قديمي)

(۲) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوى المفتي، ويؤمر بالتوبة =

دو گواہوں کے سامنے مہر جدید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے (۱) خطبۂ نکاح اور اعلان فرض نہیں سنت ہے (۲) تجدید نکاح کے لئے عدت لازم نہیں۔

۳... زید چونکہ کہتا ہے کہ میرے دل میں ایمان موجود ہے، میں نے اسے ترک کا بالکل ارادہ نہیں کیا، بلکہ جو الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل میں توبہ بھی کر رہا تھا، اس لئے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہیں بلکہ زید ہی کے ساتھ تجدید نکاح کے بعد رہے، البتہ اگر زید طلاق دیدے تو وہ واقع ہو جائے گی اور بعد عدت نکاح ثانی کا اس کو اختیار ہوگا، بغیر تجدید نکاح زید کو اپنے اوپر قابو نہ دے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بہر حال ضروری ہے، بغیر اس کے بیوی اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۹/۸۹ھ۔

کفریہ افعال سے کیا نکاح ختم ہو جاتا ہے؟

سوال [۱۷۲۱]: زید کا نکاح ایک سال قبل ہندہ سے ہوا، مگر زید آٹھ نو ماہ سے غیر مسلم عورتوں کے ہمراہ رہ رہا ہے اور ان سے زنا بھی کرتا ہے، انہیں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتا ہے، شراب بھی پیتا ہے، جھٹکے (۳) کا گوشت کھاتا ہے، پوشاک بھی غیر مسلموں جیسی پہنتا ہے، ارکانِ اسلام بھی ادا نہیں کرتا، ہندہ اپنے میکے میں رہ رہی ہے، زید ہندہ کو نان ونفقہ نہیں دے رہا ہے، زید سے کہا، لوگوں نے کوشش کی کہ اس فعل شنیع سے توبہ کرلے، مگر زید نے ایک نہ سنی بلکہ اپنے والد کو مارنے پیٹنے پر آمادہ ہوا، ایک مرتبہ تو بمشکل چند آدمیوں نے مل کر ایک مکان میں بند کردیا اور کہا اس فعل سے توبہ کرو اور کلمہ پڑھو، زید نے کہا کہ توبہ و کلمہ پڑھ کر یہ کام نہ کروں گا۔ ہندہ بالغہ ہے، دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، کیا زید کو مرتد سمجھتے ہوئے ہندہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

= والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینه و بین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲۸۳/۲، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۴۸۸/۵، ادارة القرآن)

(۱) وسیأتی تخریجه تحت عنوان: "غیر مسلم کے ساتھ چلے جانے پر نکاح کا حکم"

(۲) "ویندب إعلانه (أی النکاح) و تقدیم خطبة اھ". (الدر المختار، کتاب النکاح: ۸/۳، سعید)

(۳) "جھٹکا: ایک ہی وار میں جانور کی گردن کاٹنا، مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے"۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۹۲، فیروز سنز لاہور)

الجواب حامداً و مصلیاً:

کسی کی عدت میں نکاح ثانی جائز نہیں ہے: "لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره، و کذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج". (فتاوی عالمگیری) (۱) لہٰذا جو نکاح اس طرح کر دیا گیا وہ شرعاً معتبر نہیں ہوا بلکہ گناہ ہوا، مرد و عورت میں علیحدگی کرا دی جائے، عدت ختم ہونے پر دوبارہ نکاح کیا جائے۔ جن لوگوں نے یہ نکاح کرایا ہے وہ گنہگار ہوئے ان کو توبہ و استغفار لازم ہے اور اس بات کو پورے طور پر ظاہر کر دیا جائے کہ یہ نکاح غلط ہوا، اس کے باوجود ان لوگوں پر اپنے نکاح کی تجدید لازم نہیں۔ گناہ اگرچہ کبیرہ ہو اس سے تجدید نکاح لازم نہیں ہوتی، البتہ اگر خدانخواستہ کفر کا صدور ہو جاوے تو ایمان کے ساتھ نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے پھر تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہوتی ہے (۲)۔

جس مسئلہ میں اختلاف ہو کہ اس سے کفر ہوا یا نہیں ہوا، وہاں احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کا امر کیا جاتا ہے: "ما کان فی کونه کفراً اختلاف، یؤمر بتجدید الإیمان و تجدید النکاح الخ" (۳)۔

کبیرہ گناہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک نہ کفر ہوتا ہے، نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے، کذا فی شرح الفقه الأکبر (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۱۱/۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۱۱/۹ھ۔

---

(۱) (کتاب النکاح من الفتاوی العالمکیریة، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس: المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر: ۱/۲۸۰، رشیدیه)

(۲) "وإن کانت نیته (أی نیة القائل بکلمة الکفر) الوجه الذی یوجب التکفیر، لا تنفعه فتوی المفتی، و یؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، و بتجدید النکاح بینه و بین امرأته، کذا فی المحیط". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاة: ۲/۲۸۳، رشیدیه)

(۳) (الفتاوی العالمکیریة، المصدر السابق آنفاً)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

(۴) "و لا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب: أی بارتکاب معصیة وإن کانت کبیرة: أی کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرة، إذا لم یستحلها: أی لکن إذا لم یعتقد حلها؛ لأن من استحل معصیة قد ثبت =

ارتدادِ شوہر سے فسخِ نکاح

سوال [۶۶۲]: مسماۃ شکینہ کا عمر دس سال کی اور لیس سے عمر چودہ سال نکاح ہوا جس کو تین سال ہو چکے ہیں، بعد نکاح رخصتی کردی گئی اور ایک رات شوہر کے گھر رہی، دو چار دن بعد لڑکا فرار ہو گیا اور جا کر مذہب بدل دیا، ہندو ہو گیا، لڑکی والوں کو جب علم ہوا تو وہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ عورت گھر پر ہے اور تم نے مذہب بدل دیا، تم گھر چل کر چلنے سے انکار کر دیا، متعدد مرتبہ سمجھایا لیکن کچھ میں نہیں آیا، مجبوراً واپس ہو گئے۔ اب چند ماہ سے اس کا پتہ نہیں، اس کی والدہ سے کہا گیا کہ ایسی صورت میں لڑکی کو دوسری جگہ بٹھلا دیں، جواب دیا کہ جو سمجھ میں آئے کرو، والد لڑکی کا ہے اور لڑکے کا ہے۔ ان حالات میں بغیر طلاق کے نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر عقیدہ بدل کر ہندو ہو جانا ثابت ہے تو اس کے ہندو ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح بلا طلاق خود ہی فسخ ہو گیا، اس لئے عدت گزارنے کے بعد اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے، جس وقت سے لڑکا ہندو ہوا ہے اسی وقت سے عدت کا شمار ہوگا، مدت تین ماہواری ہے اور بصورت امید وضع حمل ہے:

"وارتداد واحد منهما فسخ عاجل بلا قضاء". (در مختار). "وأما وجوب العدة سواء ارتد، أو ارتدت بالحيض أو بالأشهر لو صغيرة أو آئسة أو بوضع الحمل كما في البحر". شامی: ۲/۳۹۷ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ۔

ارتداد کے بعد تجدیدِ نکاح

سوال [۶۶۳]: ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ: "جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اولیاء کرام سے

= حرمتها بدليل قطعي فهو كافر، ولا نزيل عنه اسم الإيمان الخ" (شرح الفقه الأكبر لملا علي القاري، ص: ۱۷۱، قديمي)

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ۵/۵۴۴، إدارة القرآن)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيدية)

وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے وہی کہ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب یا حاضر ناظر کہنا بھی اسی طرح مقابلہ کا یا
شرک ہے اور یا رسول اللہ پکارنا جائز ہے اور قبور و پیر وغیرہ پر چڑھاوا چڑھانا جائز ہے اور تعزیہ اولیاء کرام کی جاتی
ہے اس کا نکاح درست نہیں ورنہ وہ شخص مسلمان ہے ہم مشرک ہے لہذا اگر وہ پہلی بیوی کو تین طلاق دیدے تو
اس پر طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بموجب مذہب باطل عقیدہ وہ مسلمان نہیں تھا" اور مذہب باطل عقیدہ سے توبہ کرا کر
بدعت وغیرہ صرف تجدید نکاح کردیتا ہے، چونکہ کوئی مطلقہ تین طلاق ہوجائے تو وہ مولوی یہ کہہ کر کہ اس کا وہ
نکاح درست نہ تھا کیونکہ عقیدہ باطل کے ساتھ منعقد ہوا تھا اور ایسے شخصوں کے نکاح پڑھانے سے توبہ کرنی ضروری
ہے یہ صرف تجدید کرادیتا ہے۔

اسی طرح اس مولوی نے ایک کاروبار بنا رکھا ہے، اسی طرح روپیہ لے کر اوروں سے بھی اللہ کا نام کر
تجدید نکاح کردیتا ہے اور [illegible] تجدید [illegible] جاتے ہیں اور اسی طرح
نکاح فسخ کراتے ہیں، اس مولوی نے یہ [illegible] لوگوں کے ہاتھ دی ہے اور [illegible] لازم
ہے [illegible] اس مولوی کے پاس [illegible] آکر [illegible] نکاح فسخ کرا کر [illegible] جس سے چاہیں
نکاح کرتی ہیں، کئی مطلقہ تین طلاق والی [illegible] آکر تجدید نکاح کرالی ہیں۔ جواب شرعی
تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شخص ضال و مضل ہے، اس سے فتویٰ دریافت کرنا جائز ہے، اگر کوئی مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح
فسخ ہو کر [illegible] ہوجاتا ہے "ارتداد أحدهما فسخ عاجل" (زیلعی) (۱) اور کسی کو مشرک بد عقیدہ کی تحقیق
کرنا [illegible] ہے (۲)۔

---

(۱) تبیین الحقائق للزیلعی، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۲/۴۴۴، دار الکتب العلمیة
وکذا فی البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۳/۳۸۳، رشیدیہ
وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل في ردة أحد الزوجین: ۵/۴۵۹، إدارة القرآن

(۲) "ویکفر بتلقین کلمة الکفر لیتکلم بها ولو علی وجه اللعب" (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۸، رشیدیہ)
وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاري، فصل في الکفر صریحاً وکنایة، ص: ۱۹۳، ۱۹۴، قدیمی

اگر بلا وجہ شرعی نکاح فسخ کرایا ہے تو وہ معتبر نہیں اور جو شخص ناجائز نکاح پڑھائے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (۱)۔

جو مسلمان عورت کلمۂ کفر کہہ کر یا مشرکانہ عقیدہ بنا کر مرتد ہو جائے، مفتیٰ بہ قول پر اس کا نکاح فسخ نہیں ہوگا، عورتوں کا یہ طریقہ اختیار کرنا مطلقاً غلط ہے اور ان کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں، اگر شوہر نے تین طلاق دی ہوں تو بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کافی نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

جو شخص قادیانی ہو جائے اس کا نکاح برقرار نہیں رہتا

سوال [۵۰۷]: زید حنفی سنی صحیح العقیدہ آدمی تھا، خدا جانے کن اثرات کے ماتحت وہ قادیانی بن گیا اور اپنا قدیم مسلک ترک کر دیا، سوال یہ ہے کہ اس حالت میں اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی رہی؟ اور اس کے ذمہ شوہری حقوق کو ادا کرنا لازم رہا یا نکاح ختم ہو کر تعلق زوجیت ختم ہو گیا، اور بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو گئی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

قادیانی نے ختم نبوت (۳) اور بہت سی بنیادی عقائد اسلام کے خلاف کا ارتکاب کیا اور بار بار تنبیہ

= (و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، و منها ما يتعلق بتلقين الكفر الخ: ۲/۲۷۵، رشيديه)

(۱) یہ شخص اپنے اس فعل کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے: "و يكره تنزيهاً إمامة عبد ... وفاسق و أعمى". (الدر المختار). و قال في رد المحتار تحته: " و أما الفاسق، فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، و بأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، و قد وجب عليهم إهانته شرعاً، و لا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة ... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، قال: و لذا لم تجز الصلوة خلفه أصلاً عند مالك و رواية عن أحمد". (كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعيد)

(۲) "لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ ... بها: أي بالثلاث لو حرة، و ثنتين لو أمة و لو قبل الدخول ...... حتى يطأها غيره و لو الغير مراهقاً يجامع مثله" (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الرجعة: ۳/۴۰۹-۴۱۰، سعيد)

(۳) "و دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع". (شرح الفقه الأكبر للقاري =

کرنے پر اپنی بات سے رجوع نہیں کیا اس لئے علمائے اسلام کے فتوی کی رو سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، جو شخص اس کے مسلک کو قبول کرتا ہے اور اس کے عقائد کو اختیار کرتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے(۱) کہ شوہر کے مرتد ہوجانے کی وجہ سے مسلمان بیوی نکاح سے خارج ہوگئی (۲) اب اس کے ساتھ رہنا سہنا اور شوہر بیوی جیسا معاملہ کرنا ہرگز جائز نہیں رہا بلکہ پورا پردہ لازم ہے(۳)۔ قادیانی سے متعلق بہت تفصیل سے کتابیں موجود ہیں(۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱/۴/۹۰ھ

شوہر کے قادیانی ہونے سے فسخ نکاح

سوال[۶۷۱]: زید کہتا ہے کہ میری لڑکی کی عمر پانچ سال کی تھی اور جب اس کی شادی کی تو لڑکے کی عمر بھی پانچ سال کی تھی، چونکہ اب دونوں بالغ ہوگئے ہیں، جن کی عمر تقریباً اٹھارہ سال ہے۔ میں نے ہرچند

= أواخر بحث التوبة، ص: ۱۹۳، قدیمی)

(۱) "لكن صرح في كتابه المسايرة بالاتفاق على تكفير المخالف فيما كان من أصول الدين و ضرورياته". (رد المحتار، باب المرتد، مطلب لا عبرة بغير الفقهاء، يعني المجتهدين: ۲۹۳/۴، سعيد)

(۲) "ارتد أحد الزوجين عن الإسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال". (الفتاوی العالمکیرية، الباب العاشر في نكاح الكفار: ۱/۳۳۹، رشيدية)

"وارتداد أحد الزوجين: أي تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقة على أحدهما كما إذا تمجس أو تنصر، أو حكماً، كما إذا قال بالاختيار ما هو كفر بالاتفاق فسخ: أي رفع لعقد النكاح في الحال". (مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۳۶۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وهكذا في البحر الرائق، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيدية)

(۳) مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہوگیا اور شوہر اجنبی بننے کی وجہ سے بیوی کو اس سے پردہ ضروری ہے قال اللہ تعالی: ﴿یاأیها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن﴾. (سورة الأحزاب، پ: ۲۲، آیت: ۵۹)

(۴) جیسے (شمس الهداية، سيف چشتيائی پیر مهر علی شاه، إكفار الملحدين في ضروريات الدين مولانا انور شاه کشمیری)

لڑکے والے کو کہا کہ لڑکی بالغ ہے لہٰذا اپنے گھر لے جاؤ مگر وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے۔ چونکہ میں بالغ لڑکی کو گھر رکھنا نہیں چاہتا، لہٰذا ہم نے چند لوگوں میں بھی پنچایت کر کے ان کو کہا کہ لڑکی لے جاؤ مگر وہ انکار کر گئے، لڑکے والوں کا خاندان مع لڑکے کے مرزائی ہو گئے ہیں۔ چونکہ لڑکی بالغ ہے، لڑکی کہتی ہے کہ میں مرزائی خاوند کے گھر نہیں جاؤں گی، نہ لڑکی نے لڑکا دیکھا اور نہ لڑکے نے لڑکی دیکھی۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق میرا کوئی نہ کوئی فیصلہ کیا جائے، دوسری جگہ لڑکی کا رشتہ ہونے پر مرزائی خاوند سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں، لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً :

مرزا غلام احمد قادیانی نصوص قطعیہ کے انکار اور خلاف شرع عقائد کی وجہ سے کافر اور مرتد ہے (۱) اور جو شخص اس کے عقائد کو اختیار کرے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں رہتی (۲) اور بغیر خلوت صحیحہ کے جب شوہر کا ارتداد وغیرہ کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جائے تو عدت واجب نہیں ہوتی اور صورت مسئولہ میں چونکہ مرتد ہوا ہے، لہٰذا نصف مہر ہی واجب ہوگا:

"ثم إن كان الزوج هو المرتد، فلها كل المهر إن دخل بها، و نصفها إن لم يدخل بها الخ". فتاوی عالمگیری : ۱/۳۳۹ (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۹/۶۳ھ۔

الجواب صحیح : سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۹/۶۳ھ۔

صحیح : عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/۹/۶۳ھ۔

---

(۱) "لا خلاف بين المسلمين أن الرجل لو أظهر إنكار الواجبات الظاهرة المتواترة، والمحرمات الظاهرة المتواترة، فإنه يستتاب، فإن تاب فبها، و إلا قتل كافراً مرتداً". (شرح الفقه الأكبر للقاري بحث التوبة، ص: ۱۶۳، قديمي)

(۲) (تقدم تخريجه تحت عنوان "شوہر مرتد ہو گیا")

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار ۱/۳۳۹، رشيديه)

جو مسلمان عیسائی ہوجائے اس کا نکاح

سوال[۷۰۰۰]: جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور مرتد یعنی عیسائیوں سے رشتہ مناکحت قائم کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مرتد لوگ بھی اہل کتاب ہیں اور ان مرتدین سے تعلقات رکھنا مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟ جو امام مسجد ایسے لوگوں کے ساتھ موالات رکھے، ان کا کھانا کھائے اس کا کیا حکم ہے؟ جو شخص مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا (اعاذنا باللہ) تو کیا ان کی لڑکیوں کا رشتہ لینا جائز ہے؟ آیاتِ قرآنیہ سے اس کو واضح فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر مذہب عیسائی اختیار کرلیا (العیاذ باللہ) تو یہ شخص مرتد ہے، ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ، کافرہ، مرتدہ سے جائز نہیں اور جو عورت ارتداد اختیار کرے اس کا بھی نکاح کسی سے درست نہیں۔ مرتد عیسائی کی لڑکی بھی اگر مرتدہ ہو تو اس سے بھی نکاح ناجائز ہے۔ "ولا یجوز للمرتد أن یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة أصلیة، وکذلک لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد، کذا في المبسوط" عالمگیری: ۱/۲۸۲(۱)۔ مرتد سے موالات حرام ہے(۲)، البتہ لڑکی سے اس کے اسلام کی توقع ہو تو حسن تدبیر سے اس کو تبلیغ کی جائے اور محاسن اسلام پر متوجہ کیا جائے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/۶/۶۴ھ۔

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، الفصل: القسم السابع المحرمات بالشرک: ۱/۲۸۲، رشیدیه)

(وکذا في رد المحتار مع الدر المختار، باب نکاح الکافر: ۳/۲۰۰، سعید)

(وکذا في البحر الرائق، باب نکاح الکافر: ۳/۳۶۳، رشیدیه)

(وکذا في بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل في شرط أن یکون للزوجین ملة یقران علیها: ۳/۵۸۲، دار الکتب العلمیة بیروت)

(۲) (تقدم تخریجه تحت عنوان: "مرتد سے موالات")

(۳) "یعرض الإسلام على المرتد وتکشف شبهته، بیان لفائدة العرض، أی فإن کان له شبهة أبداها، کشفت عنه، لأنه عساه اعترضت له شبهة، فتزاح عنه" (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۲، رشیدیه)

نکاح اور بچہ پیدا ہونے کے بعد شوہر نے کہا "میں تو عیسائی ہوں"

سوال[۵۲۸۱]: ایک شخص نے جو مذہباً عیسائی تھا لیکن ظاہراً اپنے آپ کو مسلمان بنا کر ایک مسلمان لڑکی سے نکاح کر لیا، بعد تقریباً گیارہ، بارہ مہینے کے بعد جب کہ اس کا ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا، اب وہ شخص نکاح مندرجہ بالا اپنے آپ کو عیسائی بتاتا ہے اور مذہب اسلام کو جھوٹا کہتا ہے۔

۱… کیا ازروئے شرع وہ نکاح فاسد ہو گیا یا نہیں؟

۲… اب وہ لڑکا کس کو ملنا چاہئے والد کو یا والدہ کو؟

۳… حق مہر وہ لڑکی لے سکتی ہے یا نہیں؟ جواب ہر سہ نمبرات کا مطلوب ہے۔

غلام ربانی قریشی

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱… بصورتِ مسئولہ نکاح فسخ ہو گیا، بعدِ عدت گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے:

"(وارتداد أحدهما) أي الزوجين (فسخ) فلا ينقص عدداً (عاجل) بلا قضاء: أي بلا توقف على قضاء القاضي". در مختار وشامی: ۲/۶۰۲ (۱)۔

۲… وہ بچہ مسلمان ہے اور والدہ کی پرورش میں رہے گا، والد اس کو والدہ سے جدا کر کے اپنے پاس نہیں رکھ سکتا: "أحق الناس بحضانة الصغير حال قيام النكاح أو بعد الفرقة الأم". عالمگیری: ۲/۵۵۴ (۲)۔

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار: ۱/۳۳۹، رشيديه)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ۵/۵۴۲، إدارة القرآن)

(وكذا في مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۵۴۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۴۳، رشيديه)

(۲) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة: ۱/۵۴۱، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة: ۳/۵۵۵، ۵۵۶، سعيد)

۳... پورا مہر واجب ہے اور لڑکی کو اس کے لینے کا حق حاصل ہے: "المهر يتأكد بأحد معانٍ ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمّى أو مهر المثل". هندية: ۱/ ۳۰۴ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۱۲/ ۶۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۷/ ذی الحجہ/ ۶۵ھ۔

شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کے نکاح کا حکم

سوال [۱۰۲۹]: ایک سنی عورت کا نکاح ایک سنی مرد سے ہوا اور عرصہ تقریباً آٹھ نو سال آبادی گھر شامت اعمال سے وہ مرد سنی مذہب کو ترک کر کے مذہب شیعہ تبرائی میں داخل ہو گیا اور حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں بیباکانہ ظالم، غاصب الفاظ کتب العیاذ باللہ استعمال کرنے لگا۔ چونکہ عورت اپنے مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم تھی اس لئے اس سے متنفر ہو گئی اور دونوں میں باہمی مذہبی اختلاف اور ناچاقی شروع ہو گئی، آخر نوبت بایں جا رسید کہ شیعہ مرد نے تنگ آ کر عورت کو طلاق مغلظہ دیدی اور عورت میکے چلی گئی، لیکن گواہان طلاق اہل تشیع ہیں جو مذہبی پاسداری کے سبب سے قاضی کے روبرو گواہی دینے سے انحراف کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شیعہ مذہب میں طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوتی۔

بعد ازاں مرد شیعہ نے ایک عورت شیعہ سے نکاح کر لیا اور عرصہ تک وہ بھی اس کے ساتھ آباد رہی، آخر اس کو بھی بوجہ کسی نا اتفاقی کے اس مرد نے گھر سے نکال دیا، اب پھر وہ شیعہ مرد اس پہلی عورت سنی کو اپنے گھر آباد کرنے کے لئے لینا چاہتا ہے۔ کیا ایسا شخص جس کا مذکورہ بالا حال ہے وہ اس سنی عورت کو آبادی کے واسطے اپنے گھر شرعاً لے جا سکتا ہے اور ایسے تبرائی کا نکاح سنیہ عورت حنفیہ سے رہ سکتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة: ۱/ ۳۰۴، رشيدية)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في بيان ما يتأكد به المهر: ۳/ ۵۸۴، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في الدر المختار، كتاب النكاح، باب المهر: ۳/ ۱۰۲، سعيد)

دار میں قضاء قاضی کی بھی شرط ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر مفصل جواب بحوالہ کتب تحریر فرما کر عنداللہ وعند رسولہ ماجور ہوں۔

خاکسار محمد حسین، خطیب جامع مسجد ضلع کٹک، ۲۳/شعبان/۱۳۳۵ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے(۱) اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام وایمان پر اجماع ہے، ان کو کافر کہنا بالیقین کفر ہوگا اور ان حضرات کی خلافت بھی اجماعی ہے، لہٰذا ان حضرات کے حق میں ظالم اور غاصب وغیرہ الفاظ کا استعمال بھی خلاف اجماع ہے لہٰذا کفر ہے:

"وفي الفتح عن الخلاصة: إن أنكر خلافة الصديق رضي الله تعالى عنه وعمر رضي الله تعالى عنه، فهو كافر اهـ. ولعل المراد إنكار استحقاقهما الخلافة، فهو مخالف لإجماع الصحابة، لا (المراد) إنكار وجودها لهما، بحر". رد المحتار، ص: ۵۷۶(۲)۔

اور شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، قضاء قاضی کی شرط نہیں، مدخولہ پر عدت واجب ہوتی ہے اور پورا مہر اس کو دلایا جاتا ہے اور غیر مدخولہ پر عدت واجب نہیں ہوتی اور نصف مہر اس کو دلایا جاتا ہے:

"وارتداد أحدهما، أي الزوجين فسخ، فلا ينقص عدداً عاجل بلا قضاء، فللموطوءة ولو حكماً كل مهرها لتأكده به، ولغيرها نصفه". (درمختار). قال الشامي في قوله: (بلا قضاء): "أي بلا توقف على قضاء القاضي، وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها، كما في البحر". شامي: ۲/۶۰۶(۳)۔

---

(۱) "عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "لا يرمي رجل رجلاً بالفسوق، ولا يرميه بالكفر، إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن السباب واللعن: ۲/۸۹۳، قديمي)

(۲) (رد المحتار: ۱/۵۶۱، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: ۵/۲۰۳، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى التاتار خانية: ۵/۲۸۵، كتاب أحكام المرتدين، إدارة القرآن)

(۳) (رد المحتار على الدر المختار: ۳/۱۹۳، باب نكاح الكافر، سعيد) .... =

لہٰذا عدت گزر چکی ہے تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے، سنی شیعہ کے یہاں کسی طرح جانا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/ رمضان/ ۶۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۶/ رمضان۔

ایضاً

سوال [۱۰۲۷]: ایک شخص اہل سنت کا نکاح عرصہ ۱۲/ ماہ دو سال کا ہوا ہوگا، آج تک لڑکی کے والدین نے شوہر کے پاس نہیں بھیجی، اکثر اوقات یہ کہتا ہے کہ مجھ کو بدلا دو، مجھ کو مت روکو۔ اب عرصہ دو سال سے یہ ظاہر کیا کہ لڑکا شیعہ ہو گیا ہے جس کی بابت دیوبند کے علماء صاحبان سے دریافت کیا تو یہ بتایا گیا ہے کہ لڑکا شیعہ ہو گیا ہے تو اس کا نکاح جائز نہیں رہا، حرام ہو گیا۔ یہ تحریر برادری میں پیش کی، جو گواہان کے دستخط ہیں وہ بتاتے ہیں کہ لڑکے کو ہم نے شیعہ ہوتے نہیں دیکھا، بلکہ ان لوگوں کی زبانی سنا ہے۔ اگر واقعی نکاح حرام ہو گیا تو کس صورت سے اس کے متعلق جو فتویٰ ہو تحریر فرما دیجئے؟

محمد حنیف رنگ ساز، قصبہ گنگوہ، ضلع سہارنپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر لڑکے نے شیعہ کے وہ عقائد اختیار کر لئے ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے تو نکاح فسخ ہو گیا(۱)، اگر عقائد کفریہ اختیار نہیں کئے تو نکاح فسخ نہیں ہوا(۲)، بہتر یہ ہے کہ اس شخص کے عقائد کو سمجھا کر درست کر دیئے

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ۱/۳۴۳، باب نكاح الكافر، رشيدية)

(وكذا في الهداية: ۲/۳۴۸، باب نكاح أهل الشرك، شركت علمية)

(۱) "(وارتداد أحدهما) أي الزوجين (فسخ) فلا ينقص عددا (عاجل) بلا قضاء". قال الشامي: "أي بلا توقف على قضاء القاضي، وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها" (رد المحتار على الدر المختار: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، باب نكاح الكافر، سعيد)

(وكذا في الهداية على صدر فتح القدير: ۳/۴۲۸، باب نكاح أهل الشرك،

جائیں کیونکہ رفتہ رفتہ زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا اثر عورت پر بھی پڑے گا۔

شیعہ کے عقائد کفریہ یہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا عقیدہ رکھنا، یا ان کو نبی آخرالزماں ماننا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھنا کہ انہوں نے وحی پہنچانے میں غلطی کی، قرآن شریف کو محرف بتانا وغیرہ وغیرہ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۱۱/۵۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ذی قعدہ/ ۵۳ھ۔

جس عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے اس کا حکم

سوال[۱۳۰۴]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی منکوحہ کے نان ونفقہ سے عرصہ آٹھ سال سے لاپرواہ ہے، کیا اس کی منکوحہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی بروئے شریعت اجازت ہے اور زید مذہباً شیعہ ہو گیا ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے۔

بینوا بالبرهان وتوجروا من الرب الرحمان

الجواب حامداً ومصلیاً:

روافض کے فرقے مختلف ہیں جن میں سے اکثر کافر ہیں اور بعض مومن، مگر فاسق ہیں۔ جو فرقے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں، یا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے کا انکار کرتے ہیں، یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل مانتے ہیں، یا اس بات کے قائل ہیں کہ آئندہ کوئی نبی پیدا ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے گا وغیرہ وغیرہ من الکفر الصریح یہ سب فرقے کافر ہیں اور شرعاً مرتد کے حکم میں ہیں:

"نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالى عنها، أو أنكر صحبة

---

(۱) "وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة". (رد المحتار: ۳/۴۶، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ۲/۲۶۴، الباب التاسع في أحكام المرتدين، رشيديه)

الصديق، أو اعتقد الألوهية في عليّ، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن". رد المحتار: ۳/۴۵۳ (۱)۔

عالم گیری: ۲/۸۸۵ میں ہے "أحكامهم أحكام المرتدين، كذا في الظهيرية"(۲)۔
لہذا اگر کوئی شخص بدکاران فرقوں میں سے کسی فرقے میں شامل ہوجاوے تو مرتد ہے اور ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ ہوجاوے گا۔ تنویر: ۱/۲۲۰ میں ہے: "وارتداد أحدهما فسخ عاجل" (۳)۔

اور جو فرقے شیعہ کے ضروریاتِ دین کا انکار نہیں کرتے البتہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہیں وہ کافر نہیں، بلکہ مومن ہیں لیکن فاسق ہیں، اگر زید ان میں داخل ہوا ہے تو اس سے ان کا نکاح فسخ نہیں ہوا اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اندریں صورت اس کی عورت کے لئے جائز نہیں کہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرے: "ولا يفرق بينهما بعجزه عنها". شامی: ۲/۶۵۶ (۴) کیونکہ وہ زید کے نکاح سے خارج نہیں

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين: ۴/۲۳۷، سعيد)
(وكذا في شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۲۰۷، وأيضاً في بحث التبرية منه، ص: ۱۹۲، قديمي)
(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، أواخر فصل فيما يعود إلى الأنبياء عليهم السلام: ۵/۳۸۵، إدارة القرآن)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر أنواع، ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲/۲۶۴، رشيدية)
(۲) (الفتاوى العالمكيرية، المصدر السابق)
(۳) (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، سعيد)
(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة: ۴/۳۸۳، رشيدية)
(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل إذا ارتد أحد الزوجين: ۵/۵۴۶، إدارة القرآن)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ۱/۳۳۹، ومجمع الأنهر: ۱/۳۷۴، والبحر الرائق: ۳/۳۷۴، وتبيين الحقائق: ۲/۴۲۲، كلهم في كتاب النكاح، باب نكاح الكافر)
(۴) (رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في الأمر بالاستدانة على الزوج: ۳/۵۹۱، سعيد)

ہوگی، البتہ عورت کو حق ہے کہ شوہر پر نفقہ کے مطالبہ کا دعویٰ کرے، اگر شوہر کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش نہیں بلکہ وہ تنگدست ہے تو حاکم عورت کو اجازت دیدے گا کہ وہ قرض لے کر اپنا نفقہ پورا کرے اور اس قرض کی ادائیگی شوہر پر ہوگی: "ومن أعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما، ويقال لها: استديني عليه". ہدایہ ۲: ۳۹۹ (۱)۔

اور اگر وسعت ہے، پس نفقہ دینے کی گنجائش ہے تو حاکم اس کے اوپر جبر کرے گا اور اس کے مال سے نفقہ دے گا: "ولو امتنع عن الإنفاق عليها مع اليسر، لم يفرق، وبيع الحاكم عليه ماله، ويصرفه في نفقتها، فإن لم يجد ماله يحبسه حتى ينفق عليها ولا يفسخ". فتح القدير ۳: ۳۲۵ (۲)۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ۔

صحیح: بندہ محمد نظام الدین، صحیح: عبد اللطیف، ۹/ محرم الحرام/ ۶۵ھ۔

کیا بت کی پوجا سے نکاح ختم ہو جاتا ہے؟

سوال [۱۳۰۷]: میری شادی ایک دیہات میں ہوئی ہے، میرا شوہر بت کو دھوپ دیتا ہے اور اس کی پوجا کرتا ہے حالانکہ مسلمان ہے، سوال یہ ہے کہ کیا بت پرستی سے مسلمان رہا یا نہیں اور میرا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ یہ مجھ کو بھی مجبور کرتا ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ پوجا کروں، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر شوہر نے بت کی پوجا کی جس طرح کہ ہندو کرتے ہیں تو اس سے نکاح ختم ہو گیا اور اس کا ایمان بھی جاتا رہا (۳)، جب تک کہ وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے علیحدہ رہیں اور اس بات میں اس کا

---

(۱) (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۲/ ۴۴۳، مكتبه شركة علميه)

(۲) (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۴/ ۳۰۹، مصطفى البابي بمصر)

(۳) "وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة، فإنه يكفر وإن كان مصدقاً". (رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۴/ ۲۲۲، سعيد)

"وارتداد أحد الزوجين: أي تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقة على أحدهما كما إذا تمجس أو تنصر، أو حكماً، كما إذا قال بالاختيار ما هو كفر بالاتفاق فسخ: أي رفع لعقد النكاح في الحال". —

حکم برقرار ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ۶/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

مُرتد کا نکاح فسخ ہوگیا

سوال [۷۴۳]: ایک مسلمان لڑکا فرقہ قادیانی میں داخل ہوگیا ہے، اس لڑکے کی پہلی شادی مسلمان لڑکی سے ہوئی تھی اور اب اس نے دوسری شادی قادیانی لڑکی سے کرلی اور لڑکا اکثر گھر سے باہر رہتا ہے، جب کبھی گھر آتا ہے تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ میں قادیانی ہوگیا ہوں، اب آپ لوگ میرے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاسکتے اور آپ لوگ میرا جنازہ وغیرہ نہیں پڑھ سکتے۔ اب اس صورت میں اس کا پہلا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرزا غلام احمد قادیانی حکم شرعی کے اعتبار سے کافر ہے اور جو شخص اس کے مذہب کو اختیار کرے وہ بھی مرتد ہے(۲) جس کی وجہ سے اس کا نکاح فسخ ہوگیا(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

= (مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۳۷۴، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب العاشر في نكاح الكافر: ۱/۳۳۹، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيديه)

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" (فيض القدير، رقم الحديث: ۹۹۰۳، ۱۲/۶۳۸۲، نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۲۰۱۳۰، ۶/۹۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في مشكوة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني: ۲/۳۲۱، قديمي)

(۲) "لا اختلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة، المواظب طول عمره على الطاعات". (مجموعه رسائل كشميري، إكفار الملحدين: ۳/۷۴)

(۳) "وارتداد أحد الزوجين، أي تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقةً على أحدهما، كما إذا تمجس أو تنصر، أو حكماً، كما إذا قال بالاختيار ما هو كفر بالاتفاق فسخ: أي رفع لعقد النكاح في الحال"

(مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۳۷۴، دار إحياء التراث العربي بيروت) =

۲ ... شوہر سابق کو شرعاً حق حاصل ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو عبداللہ سے مطالبہ کرے، اگر اس کے نکاح سے راضی نہیں ہے، اگر اس کے نکاح سے راضی ہے اور خود تعلق زوجیت کو ختم کر چکا تو مطالبہ کا حق نہیں۔

۳ ... شوہر سابق اگر راضی نہیں عورت کے اس نکاح ثانی سے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، لیکن اگر شوہر سابق عورت کے اس نکاح ثانی سے راضی ہے تو یہ صحیح ہے(۱)۔ واللہ اعلم۔

العبد محمود عفی عنہ۔

عبداللطیف، ۳۰/ ذی الحجہ/ ۵۶ھ۔

ارتداد زوجہ سے فسخ نکاح

سوال[۵۰۲۷]: ایک عورت عیسائی مذہب اختیار کر لیتی ہے، پھر مسلمان ہو جاتی ہے تو آیا اس کا نکاح باقی ہے سابق خاوند سے یا نہیں؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں کہ عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد خواہ کتنی ہی مدت کے بعد مسلمان ہو اور مسلمان ہونے کے بعد اگر سابق خاوند کے علاوہ سے نکاح کرے تو کیا حکم ہے، آیا فسخ ہو جائے گا یا نکاح درست ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صورتِ مسئولہ میں اختلاف کی کئی روایتیں ہیں، ان میں جو مفتیٰ بہ ہے، وہ یہ ہے کہ عورت کا نکاح اس حرکت سے فسخ نہیں ہوا بلکہ وہ بدستور شوہر سابق کے نکاح میں باقی ہے، جو بھی کتنا ہی زمانہ گزر جائے اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔

البتہ شوہر کو اس سے استمتاع کی حق ہے، جب وہ تجدید اسلام کر لے تو احتیاطاً تجدید نکاح بھی کر لے، اس کے بعد استمتاع جائز ہو جائے گا، گر سابق شوہر اس کو رکھنا چاہے، بلکہ آزاد کر دے تو اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا اور جب تک سابق شوہر آزاد نہ کر دے تو اگر دوسری جگہ نکاح بھی کر دیا تو درست نہیں،

---

(۱) وکذا فی البحر الرائق، باب نکاح الکافر: ۳/ ۳۷۲، رشیدیہ)

(وکذا فی مجمع الأنہر، باب نکاح الکافر: ۱/ ۳۷۲، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۱) شامی میں بحوالہ البحر الرائق اور نہر الفائق لکھا ہے کہ اگر شوہر اول نے ثانی کی اجازت دی تو نکاح ثانی صحیح رہے گا کیونکہ شوہر اپنے حق کو خود ساقط کر رہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ۳/ ۵۹۶، رشیدیہ)۔

بلکہ غیر معتبر اور کالعدم ہے (۱) حیلۂ ناجزہ میں اس کی تفصیل موجود ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، ۱۲/محرم/۱۳۶۰ھ۔

عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

سوال [۹۳۶]: ایک عورت اپنے شوہر کے یہاں رہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ اپنے ناجائز دوست کے یہاں جانا چاہتی ہے، جو شادی سے پہلے کے دوست بنے ہوئے ہیں، اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا تو ایک آدمی نے خلاصی کا یہ طریقہ بتلا دیا کہ ارتداد کا اعلان کردے تو نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا، پھر دوست سے نکاح کرسکتی ہے۔ چنانچہ اس عورت نے ارتداد کا اعلان کردیا۔ لہذا اس طرح دوست سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اس صورت میں دوست سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی، سابق نکاح بدستور باقی ہے، (مختار قول پر) ارتداد سے فرقت نہیں ہوئی، اور عورت کے ذمہ توبہ کرنا ہی لازم ہوگا، اور جس شخص نے ارتداد کرا کے خلاصی کا طریقہ بتایا ہے، وہ خود اس سے مرتد ہوگیا (۳) جلد سے جلد تائب ہو کر تجدیدِ ایمان کرنا چاہیے ورنہ "خسر الدنیا والاٰخرۃ" کا مصداق ہوگا، کما فی الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔

"ولا تتزوج بغیرہ وبہ یفتی۔ الملتقط"۔ ۲۶۲/۳ (۴)۔ "والافتی مشایخ بلخ بعدم

---

(۱) (تقدم تخریجہ تحت عنوان "نکاحِ مرتدہ" رقم الحاشیۃ ۱، ۲)

(۲) (الحیلۃ الناجزۃ، حکم زنِ مرتدہ از زوج مسلم، ص: ۱۸۱ – ۱۸۵، دار الاشاعت)

(۳) "من أمر امرأۃ حتی ترتد عن الإسلام لتبین من زوجہا، فہو کافر". (الفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب أحکام المرتدین، الفصل فی تعلیم الکفر وتلقینہ الخ: ۵/۳۴۲، إدارۃ القرآن کراچی)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۸، رشیدیہ)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب موجبات الکفر أنواع، ومنہا ما یتعلق بتلقین الکفر الخ: ۲/۲۷۶، رشیدیہ)

(۴) (الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد: ۴/۲۵۲، سعید)

الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً لا سيما التي وقع في المكمر ثم تنكر". وهكذا في فتاوی عالمگیری: ۲/۲۹۶ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔

غیر مسلم کے ساتھ چلے جانے پر نکاح کا حکم

سوال[۷۰۳]: ایک مسلمان عورت ایک خاکروب کے گھر میں تیرہ روز رہی اور اس نے اس خاکروب کے گھر سے کھانا بھی کھایا اور زنا بھی کیا اور اس خاکروب کے گھر میں خنزیر بھی ہیں، یہ بھی سنا جاتا ہے کہ اس عورت کے تعلقات ناشائستہ خاکروب سے پہلے بھی تھے جس کی چشم دید شہادت کوئی نہیں، بعد تیرہ روز معرفت پولیس وہ عورت گرفتار کرائی گئی، اس وقت وہ عورت خاکروب کے رخ پر تھی، بعد میں تھانہ دار کے جبر کرنے پر اس عورت نے اپنے خاوند کا رخ کیا اور پھر اس عورت نے یہ بھی کہا کہ میں تو چوہڑی (۲) ہوگئی۔ اب وہ عورت خاوند کے گھر میں ہے کھانا پینا علیحدہ ہے اور اب وہ عورت اسلام ہی میں رہنا چاہتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟

محمود علی ڈاکخانہ ریاست کلسیہ ضلع انبالہ عبدالوہاب عرائض نویس۔

ان الفاظ سے عورت کا یہ منشاء نہ تھا کہ میں نے مذہب اسلام چھوڑ دیا اور چوہڑوں کا مذہب اختیار کرلیا ہے بلکہ یہ منشاء ہے کہ میں خاکروب کے ساتھ مخلوط ہوئی ہوں اس لئے چوہڑی ہوگئی ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر عورت نے مذہب اسلام چھوڑ کر اس ہندو خاکروب کا مذہب اختیار کرلیا تھا تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا

(۱) (لم أطلع على العبارة المذكورة في الفتاوى العالمكيرية، ولكن وجدتها باللفظ المذكور في الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹۴/۳، سعيد)

إلا أن مضمونها موجود في الفتاوى العالمكيرية: "ولكل قاض أن يجدد النكاح بأدنى شيء ولو بدينار سخطت أو رضيت، وليس لها أن تتزوج إلا بزوجها. قال الهندواني: آخذ بهذا. قال أبو الليث: وبه نأخذ. وكذا في التمرتاشي". (الفتاوى العالمكيرية ۳۳۹/۱، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح باب نكاح الكافر: ۳۴۳/۳، رشيدية)

(۲) "چوہڑی (چوہ۔ڑی) خاکروبن، بھنگن، بھنگی کی بیوی"۔ (فیروز اللغات ص: ۵۴۰، فیروز سنز لاہور)

گئی، بہت تلاش کیا گیا ایک ہندو لڑکے کے یہاں سے ملی، پھر اس کو لے کر آگئے اور اس کے باپ کے حوالے کردی تو اس کا اسلام قائم رہا نہیں وہ لڑکی رکھنے کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس نے شرک و کفر نہیں کیا تو وہ اس نیۃ حرکت کے باوجود اسلام سے خارج نہیں ہوئی (۱) شوہر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے (۲)۔ آئندہ ایسی حرکت سے پختہ توبہ کرلے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند

کیا تعزیہ بنانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے؟

سوال[۱۳۷]: شریعت مطہرہ کا حکم سن کر اگر مسلمان نہ مانیں، پھر اسی مسجد میں تعزیہ بنادیں یا رکھیں، یا مسجد کے پاس نماز و جماعت کے وقت شور و غل مچاویں تو ان کا نکاح باطل ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صرف عمل شرک لینے سے نکاح باطل نہ ہوگا اگرچہ گناہ ہوگا، کسی حکم شرعی کا تخفیف و استہزاء کفر ہے (۳)

(۱) "ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، الفصل الأول: ۵/۴۵۸، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، باب أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(۲) "المرأة الفاسقة لا تنزجر بالزجر، لا يجب تطليقها، كذا في القنية" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ۵/۳۷۲، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع: ۴/۲۱۰، دار المعرفة)

(۳) "من قال: لا أصلي جحوداً أو استخفافاً، أو على أنه لم يؤمر أو ليس بواجب انتهى، فلا شك أنه كفر في الكل". (شرح الفقه الأكبر، فصل في القراءة والصلاة: ۱۷۰، قديمي)

"إذا أنكر آية من القرآن أو استخف بالقرآن أو بالمسجد أو نحوه مما يعظم في الشرع، أو عاب شيئاً من القرآن أو خطئ أو سخر بآية منه اهـ" (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة: ۱/۶۸۹، دار إحياء التراث العربي)

اور اس سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۱۹/۲/۵۲ھ۔

لاپتہ شوہر کی بیوی مرتد ہوگئی

بخدمت شریف جناب مولانا مفتی صاحب مظاہر العلوم اسلامیا اسکول سہارن پور۔

جناب عالی!

[۴۳۰] نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ ایک معاملہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، امید کرتا ہوں کہ آنجناب بہت جلدی جوابات سے مشکور فرمائیں گے۔

معاملہ:

مسماۃ جنت بی بی دختر سکندر ریاست پٹیالہ کی ہے، اس وقت اسی کے بارے میں فتویٰ مطلوب ہے، اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ اس کی شادی مسمی فضل الدین سے تھی، وہ بچہ واقعہ کرکے اس کو چھوڑ کر کے کسی جگہ چلا گیا اور لاپتہ ہوگیا، کچھ مدت گزرتی رہی بعد میں عورت نے ۱۰/۳/۸۲ کو مقام فیروز پور شدھی یعنی اہل ہنود مذہب اختیار کرلیا اور سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے، بعد میں ۲۶/۳/۸۲ کو مذہب اسلام پھر قبول کرلیا بمقام فیروز پور مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر، ان ایام میں آوارہ گردی رہی ہے، مذہب اسلام کے بعد عورت کا دین محمد سے ۱۲/۹/۸۲ کو نکاح پڑھوالیا گیا۔ ان ایام میں جب کہ مسماۃ مذکورہ اہل ہنود ہی اور بعد میں پھر اسلام قبول کرلیا کسی قسم کا اعتراض پیدا نہیں ہوا، اب نکاح پڑھنے پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کا خاوند زندہ ہے اور طلاق نامہ نہیں ہوا اور نکاح جائز نہیں ہوا ہے، خواہ مخواہ اعتراض پیدا کرکے حیران کرتے ہیں، ان کا نکاح ہوچکا ہے اور کوئی وارث یا والدین کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کے بارے میں فتویٰ طلب کرتا ہوں، آیا یہ مسماۃ کا

---

(۱) "وارتداد أحد الزوجين: أي تبدل اعتقاد الإسلام بالكفر حقيقة على أحدهما، كما إذا تمجس أو تنصر، أو حكماً، كما إذا قال بالاختيار ما هو كفر بالاتفاق فسخ: أي رفع لعقد النكاح في الحال".

(مجمع الأنهر، باب نكاح الكافر: ۱/۳۷۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب العاشر في نكاح الكافر: ۱/۳۳۹، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيدية)

اور جب تک اس طریقہ سے فسخ کرا کے عدت نہ گزاری جائے تو نکاح ثانی جائز نہ ہوگا، رسالہ "حیلۂ ناجزہ" کا دیکھنا بھی ضروری ہے اس میں اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے لکھا ہے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲۲/ رجب/ ۵۷ھ۔

مرتد کی تجدید نکاح میں مہر جدید وغیرہ ضروری ہے

سوال[۷۸۳]: زید نے بکر سے ایک چیز مانگی اور قرآن کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ وہ چیز تم کو لوٹا دوں گا، بکر نے وہ چیز دیدی، کچھ عرصہ بعد مانگنے پر زید نے انکار کردیا، بکر نے حلف یاد دلایا اس پر زید نے کہا میں قرآن سے منکر ہوں، اس کے بعد اور برے کلمات کہے، مجھے خدا سے انصاف کی امید نہیں، جو کچھ سزا ملے گی اسی دنیا میں ملے گی، آخرت میں کوئی چیز نہیں، میں تو دین کا کافر ہوں وغیرہ وغیرہ، لیکن جب زید کا غصہ ختم ہوگیا تو بکر نے زید سے توبہ کرائی، کلمۂ شہادت کلمۂ طیبہ پڑھوایا، پھر پوچھا مندرجہ بالا کلمات کی ادائیگی کے وقت آپ کا ارادہ اور نیت کیا تھی؟ کیا واقعی ایمان سے ہاتھ دھونے کا ارادہ تھا؟ زید نے جواب دیا کہ میری نیت اس وقت اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور اسلام سے پھر جانے کی نہ تھی، بلکہ دل دل میں ان کلمات سے توبہ کر رہا تھا، مندرجہ بالا صورت حال کے متعلق درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

۱۔ مذکورہ بالا صورت میں زید کا نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

۲۔ اگر فسخ ہوگیا تو زید کے نکاح کی کیا صورت ہے؟ تجدید نکاح کس طرح ہو، اور علاوہ عام رسم مہر کا تعین، خطبہ، نکاح، زوجین کی اجازت، جو لوازمات نکاح میں سے ہے، یہ سب شرط بھی ہیں کہ نہیں؟

۳۔ اگر نکاح فسخ ہوگیا تو بیوی پر عدت لازم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی مدت کی؟ تجدید نکاح عدت کے بعد ہوگا یا عدت کی ضرورت نہیں ہے؟

۴۔ زید کی بیوی اگر زید سے نکاح نہ کرنا چاہے بلکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟ کیا عدت واجب ہوگی یا نہیں؟ یا زید کا طلاق دینا ضروری ہے؟ مذکورہ بالا کفریہ کلمات کہنے سے تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اور جب تک تجدید ایمان ونکاح نہ کرے

---

(۱) (الحیلة الناجزة، حکیم الامة التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

دو گواہوں کے سامنے مہر جدید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرلیا جائے (۱) خطبۂ نکاح اور اعلان فرض نہیں سنت ہے (۲) تجدید نکاح کے لئے عدت لازم نہیں۔

۴۔ زید چونکہ کہتا ہے کہ میرے دل میں ایمان موجود ہے میں نے اسے ترک کا بالکل ارادہ نہیں کیا، بلکہ جو الفاظ زبان سے کہہ رہا تھا دل میں توبہ بھی کر رہا تھا، اس لئے زید کی بیوی کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہیں بلکہ زید ہی کے ساتھ تجدید نکاح کے لئے مجبور ہے، البتہ اگر زید طلاق دیدے تو وہ واقع ہوجائے گی اور بعد عدت نکاح ثانی کا اس کو اختیار ہوگا۔ بغیر تجدید نکاح زید کو اپنے اوپر قابو نہ دے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح بہر حال ضروری ہے بغیر اس کے بیوی اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۱/۹/۹۵ھ

عورت کے مرتد ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال [۱۰۷۶]: ایک عورت شادی کے بہت دن بعد مرتد ہوگئی، اب شوہر سے مہر کا مطالبہ کرتی ہے، کیا اس عورت کو مہر ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ردت اختیار کرنے سے فرقت واقع نہیں ہوئی، سابق نکاح بدستور باقی ہے (مفتی بہ قول پر)، دوسرے شخص سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں اور عورت کو پورا مہر ملے گا، کیونکہ شادی کے بعد شوہر کے وطی کرنے کی وجہ سے مہر مؤکد ہوچکا، کما فی الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲/۵۱۵: "وأفتی مشايخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً ولا تتزوج بغيره، به يفتي، ملتقط" ۳/۱۹۳ (۳) "فلموطوءة

— والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب السير، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيدية)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في إجراء كلمة الكفر: ۵/۳۵۹، ادارة القرآن)

(۱) وقد تقدم تخريجه تحت عنوان: "متغیر مسلک کے ساتھ بیچ جانے پر نکاح کا حکم" حاشية رقم (۱)

(۲) "ويندب إعلانه (أي النكاح) وتقديم خطبة الخ". (الدر المختار، كتاب النكاح: ۳/۸، سعيد)

(۳) (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيدية)

ونسي حكماً كل مهرهف لتأكده به". قال الشامي : (قوله: كل مهرها) أطلقه فشمل ارتداده و ارتدادها، بحر: ٢٩٢/٣". (١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۳/۸۸ھ۔

کیا ارتداد سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں؟

سوال [۴۳۳]: آیت نمبر ۱: ﴿ومن يرتدد منكم عن دينه، فيمت وهو كافر، فأولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والاخرة﴾ الخ (۲)۔

ترجمہ: جو تم میں سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں ہو جائے گا تو ایسے لوگوں کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۲: ﴿ومن يكفر بالإيمان، فقد حبط عمله﴾ (۳)۔

ترجمہ: جو کوئی ایمان سے پھر گیا تو اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال: آیت نمبر ۱ سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اور جب تک وہ کفر کی حالت پر نہ مرے اس کے عمل ضائع نہیں ہوتے، کیونکہ مثلاً جیسے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر مرتد ہو گیا اور ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ وہ پھر مسلمان ہو گیا تو اب اس کو ظہر کی نماز مکرر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، نماز اس کی ضائع نہیں ہوئی۔ اس طرح کوئی شخص حج کر کے مرتد ہو جائے اور وہ پھر مسلمان ہو جائے تو اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا استدلال: آیت نمبر ۲ سے امام صاحب نے استدلال کیا ہے کہ جو کوئی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔ اس آیت کو دلیل بنا کر وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی ایمان سے پھر جائے اس کے عمل ضائع ہو جائیں گے، مثلاً: اگر وہ مسلمان ہو جائے اور نماز کا وقت باقی ہے تو اس کو دوبارہ نماز پڑھنی ہوگی کیونکہ بوجہ ارتداد کے اس کی پچھلی نماز ضائع ہو گئی، اسی طرح اگر اس نے حج کیا ہے تو اس کا وہ حج

---

(۱) (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر: ۱۹۳/۳، سعید)

(۲) (البقرة: ۲۱۷)

(۳) (المائدة: ۵)

فسخ ہوگیا اس کو دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا۔

گزارش ہے کہ اگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر ۱ کو نکاح ضائع ہونے کی دلیل بنایا ہے تو آیت نمبر ۲ کا مطلب ان کے یہاں کیا ہے۔ اور اگر امام صاحب نے آیت نمبر ۲ سے نکاح ضائع ہونے کا مطلب لیا ہے تو آیت نمبر ۱ کا ان کے پاس کیا مطلب ہے؟ وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمائیں تو باعث تشکر ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو زمانہ کفر جو اس نے نیکیاں کی ہیں جس کو اسلام بھی نیکیاں مانتا ہے بحال رہیں گی یا نہیں، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر بیوی اور خاوند دونوں ایک وقت میں مسلمان ہو جائیں تو زمانہ کفر کا نکاح بحال رہے گا، ان کو جدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اختلاف ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے، وہ یہ ہے کہ مفہوم صفت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حجت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حجت نہیں، جیسے کہ: ﴿ومن لم يستطع منكم طولاً أن ينكح المحصنات المؤمنات فمن ما ملكت أيمانكم من فتياتكم المؤمنات﴾(۱)۔ اصولیین نے اس کو مثال میں پیش کیا ہے، کما فی ارشاد الفحول وحصول المامول والتحریر وغیرہا(۲)۔

---

(۱) (النساء: ۲۵)

(۲) "قال الشافعي: إن الحكم متى علق بشرط أو أضيف إلى مسمى بوصف خاص أوجب نفي الحكم عند عدم الشرط أو الوصف، ولهذا لم يجوز نكاح الأمة عند فوات الشرط أو الوصف المذكورين في قوله تعالى: ﴿ومن لم يستطع منكم طولاً أن ينكح المحصنت المؤمنت فمن ما ملكت أيمانكم من فتياتكم المؤمنت﴾ الخ". (الحسامي، ص: ۵۵، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان)

(وكذا في أصول الشاشي، الأصل الرابع، ص: [illegible]، قديمي)

(وكذا في المختصر في أصول الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، ص: [illegible]، دار إحياء التراث العربي)

"مفهوم الصفة: هو دلالة اللفظ المقيد بصفة على نفي الحكم عن الموصوف عند انتفاء تلك الصفة كقوله تعالى: ﴿ومن لم يستطع منكم طولاً﴾ الآية ... وأثبت الجمهور من الشافعية والحنابلة حجية مفهوم الصفة ... ونفاه أبو حنيفة ومالك، الخ" (أصول الفقه الإسلامي للزحيلي: [illegible]، رشيديه) —

تفسیر مظہری میں ہے:

"﴿ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فأولئك حبطت أعمالهم﴾ استدل الشافعي رحمه الله تعالى بهذه الآية على أن المرتد لا يحبط عمله ما لم يمت على الكفر، فإن صلى الظهر مثلاً، ثم ارتد - نعوذ بالله منها - ثم أسلم والوقت باق، لا يجب عليه إعادة الصلوة، وكذا من حج ثم ارتد ثم أسلم، لا يجب عليه الحج، وهو احتجاج بمفهوم الصفة، وهو غير معتبر عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى. قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: يجب عليه إعادة الصلوة إن أسلم والوقت باق، وكذا يجب عليه الحج، لما قوله تعالى: ﴿ومن يكفر بالإيمان فقد حبط عمله﴾ وهذا مطلق والمطلق لا يحمل على المقيد عندنا". والله تعالى أعلم (۱)

جن نیکیوں کے لئے ایمان شرط نہیں وہ بعد اسلام باقی رہیں گی (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۸۸ھ۔

(وكذا في كشف الأسرار مع نور الأنوار على المنار: ۱/۴۰۳، قديمي)

(وكذا في إرشاد الفحول، الباب الثاني في المنطوق والمفهوم، النوع الأول: مفهوم الصفة، ۲۰۶، مصطفى أحمد الباز)

"المفهوم ينقسم: ... وإلى مفهوم مخالفة ... وهو أقسام: مفهوم الصفة ...

والحنفية ينفونه" الخ. (التقرير والتحبير شرح التحرير للإمام الكمال بن الهمام، مفهوم المخالفة: ۱/۱۴۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) (التفسير المظهري: ۱/۲۶۳، ۲۶۴، حافظ کتب خانہ کوئٹہ)

(وكذا في روح المعاني للآلوسي: ۲/۱۶۴، دار الفكر)

(وكذا في التفسير المنير: ۲/۲۹۶، دار الفكر)

(۲) عن ابن شهاب قال: أخبرني عروة بن الزبير أن حكيم بن حزام أخبره أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت أمورا كنت أتحنث بها في الجاهلية، هل لي فيها من شيء؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم:

مرتد ہونے سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا

سوال [۱۳۲۲]: زید نے کہا کہ میں رات میں قرآن شریف کے ایک صفحہ کو حفظ کروں گا ورنہ جتنی دفعہ جتنا کھانا کھاؤں گا سب میرے لئے حرام ہے، اب زید نے حفظ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ دیا اور چند دن کے بعد اس نے یہ خیال کرکے کہ میں نے جو قسم کھائی ہے اس کا شاید کفارہ نہیں ہوسکتا ہے، یہ گمان کرکے العیاذ باللہ مرتد ہوگیا، پھر ایک گھنٹہ کے بعد اسلام لایا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید اسلام لانے کے بعد وہ قسم کے کفارہ سے سبکدوش ہوگیا یا نہیں، اگر نہیں ہوا تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حالتِ اسلام میں جو کفارہ لازم ہے، ارتداد سے اس کے سقوط میں اختلاف ہے، محققین کے نزدیک ساقط نہیں ہوتا، بلکہ تجدیدِ اسلام کے بعد کفارہ کی ادائیگی لازم ہے۔

"ويقضي ما ترك من عبادة في الإسلام، لأن ترك الصلوة والصيام معصية، والمعصية تبقى بعد الردة"(۱)۔ "قال أبو السعود نقلاً عن القهستاني: وفيه إشارة إلى أنه لا يسقط بالردة ما هو من حقوق العباد، وكذا حقوقه التي يطالب بها الكفار كالحدود سوى الشرب، كما في شرح الطحاوي. وكذا ما لا يطالبون به مثل الصلوة والصوم والزكوة والنذر والكفارة، فيقضي إذا أسلم على ما قاله شمس الأئمة، لأن تركها معصية، والمعصية بالردة لا ترتفع، كما في قاضي،

= "أسلمت على ما أسلفت من خير" (الحديث) (… … وذهب ابن بطال وغيره من المحققين إلى أن الحديث على ظاهره، وأنه إذا أسلم الكافر ومات على الإسلام، يثاب على ما فعله من الخير في حال الكفر، واستدلوا بحديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا أسلم الكافر فحسن إسلامه، كتب الله تعالى له كل حسنة كان زلفها، ومحي عنه كل سيئة كان زلفها، وكان عمله بعد الحسنة عشر أمثالها إلى سبع مائة ضعف، والسيئة بمثلها إلا أن يتجاوز الله تعالى". (الصحيح لمسلم مع شرحه للنووي، كتاب الإيمان، باب بيان حكم عمل الكافر إذا أسلم بعده: ۱/۷۶، قديمي)

(۱) (الدر المختار على هامش الطحطاوي، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲/۴۸۸، دار المعرفة)

خان وغیرہ اھـ". طحطاوی: ۲/ ۴۸۸ (۱)۔ علامہ شامی نے بھی رد المحتار میں اسی کو اختیار کیا ہے (۲)۔ فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۲۶/ ۱۲/ ۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۰/ محرم/ ۵۷ھ۔

جنازۂ مرتد پر نماز اور مسلم قبرستان میں دفن

سوال [۴۰۵]: جنازۂ مرتد کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا اور مسلم قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرتد کے جنازہ کی نماز درست نہیں، اس کو مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دے کر مسلم قبرستان میں دفن

نہ کیا جائے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۲۳/ ۷/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند، ۲۵/ ۷/ ۹۲ھ۔

کیا ارتداد سے یمین ساقط ہو جاتی ہے؟

سوال [۴۰۶]: اگر زید نے اسلام کی حالت میں قسم کھائی کلمہ کے ساتھ یعنی "جب بھی میرا نکاح

---

(۱) (حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد: ۲/ ۴۸۸، دار المعرفة بیروت)

(۲) (رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: المعصیة تبقی بعد الردة: ۴/ ۲۵۱، سعید)

(۳) "أما المرتد، فیلقی في حفرة کالکلب". (الدر المختار) وفي رد المحتار: (قوله: فیلقی في حفرة) أي ولا یغسل، ولا یکفن، ولا یدفع إلی من انتقل إلی دینهم، بحر عن الفتح". (کتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، قبیل مطلب في حمل المیت: ۲/ ۲۳۰، سعید کراچي)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته: ۲/ ۳۳۳، رشیدیه)

(وکذا في فتح القدیر، باب الجنائز، قبیل فصل في حمل الجنازة: ۲/ ۱۳۲، مصطفی البابي الحلبي مصر)

پہلی طلاق ہوئی۔ اور پھر اس کے بعد میں زید نعوذ باللہ من ذالک مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس قسم کا اثر رہ نہیں ہوگا؟ براہِ کرم مکمل ومدلل مع احادیث وفقہ تحریر فرمائیں۔ فقط۔

واسلام محمد نفیس خان لکھیم پوری، متعلم دار العلوم دیوبند، ۱۲/ ذیقعدہ/ ۱۴۰۰ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس نیت سے مرتد ہونا کہ تعلیق باطل ہو جائے نہایت خطرناک ہے، انہیں معلوم کہ ارتداد کے بعد اسلام قبول کرنے کی مہلت ملتی ہے یا نہیں، اس سے پہلے ہی موت موجود آجاتا ہے۔ نیز پھر اسلام سے محبت رہنے کے بجائے نفرت پیدا ہو جائے۔ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ نیت کرے کہ کل کو مرتد ہو جائے گا تو وہ ابھی سے کافر ہو جاتا ہے(۱)۔

تصرفاتِ مرتد کے ذیل میں شامی، بحر وغیرہ میں تعلیق کے ذیل بطلان وعدم بطلان کے متعلق امام اعظم وصاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف نقل کیا ہے، کوئی شخص مرتد ہو کر دار الحرب میں چلا جائے اور قاضی اسلام اس کے لحاق کا حکم کردے پھر وہ مسلمان ہو کر دار الاسلام میں لوٹ آئے تو اس کی تعلیق بھی عود کر آئے گی جیسے کہ اس کی املاک باقیہ عود کر آئے گی، یہ مسلک صاحبین رحمہما اللہ کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکم لحاق بمنزلہ موت کے ہے جس کی بناء پر تعلیق ساقط ہو چکی ہے، اب اس کے عود الی الاسلام سے تعلیق عود نہیں کرے گی: "وکذا یبطل بلحاقه مرتداً بدار الحرب خلافاً لهما". در مختار۔ (قوله: وکذا یبطل): أی التعلیق (قوله: خلافاً لهما): أی الصاحبین، فعندهما لایبطل التعلیق؛ لأن زوال الملك لایبطله، ولنا أن بقاء تعلیقه باعتبار قیام أهلیته وما زالت بلحاقه العصمة فلم یبق تعلیقه لفوت الأهلیة، فإذا عاد إلی الإسلام ثم وجد ذلك المعلق لا یعود حکم

---

(۱) "ولو قال: ما أمرني فلان، أي من المشائخ والعلماء والأمراء، أفعل، أو يكفر، أو قال: ولو كان كلمة كفر، يكفر: أي لأنه نوى الكفر في الاستقبال فيكفر في الحال". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۴، فصل في الكفر صريحاً وكناية، قديمي)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۲/۵۰۰، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، مكتبه غفاريه كوئته)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: ۶/۳۲۰، كتاب السير، الباب الرابع في المرتد، النوع الثاني فيما يكون كفراً من المسلم وما لا يكون، رشيديه)

بسقوطہ"۔ بحر عن شرح المجمع للمصنف"۔ شامی: ۲/۴۹۷(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

ارتداد کے بعد کلما کی قسم کا حال

سوال[۷۴۲]: کسی شخص نے کلما کے لفظ سے قسم کھائی اور یہ گمان وخیال کیا کہ دنیا میں اس کا کفارہ کسی چیز وصورت میں نہیں ہوسکتا، لہٰذا وہ شخص مرتد ہوگیا، (العیاذ باللہ تعالیٰ عنہ) پھر وہ شخص آدھ گھنٹہ کے بعد اسلام لایا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس ارتداد سے اس کے اعمال باطل ہوں گے یا نہیں اور کفارہ ساقط ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ غلط ہے کہ کلما کی قسم کھا لینے کے بعد کوئی صورت جواز کی ممکن نہیں۔ مرتد ہونے سے تمام اعمال برباد ہوجاتے ہیں حتی کہ اگر حج کر چکا تھا اس کا اعادہ لازم ہوتا ہے، موت کا وقت معلوم نہیں کیا خبر ہے کہ آدھ گھنٹہ گزرنے سے پہلے ہی موت آجائے اور پھر نہ ختم ہونے والی زندگی دردناک عذاب کی حالت میں جہنم میں گذرے۔

مرتد ہوجانے سے صاحبین کے نزدیک تعلیق باطل نہیں ہوتی، پس اگر اسلام لانے کے بعد شرط پائی جاوے گی تو اس پر جزا کا ترتب لازم ہوگا، ہاں امام اعظم کے نزدیک البتہ مرتد ہونے کی وجہ سے بشرطیکہ دارالحرب میں جا کر لاحق ہوجائے تعلیق باطل ہوجاتی ہے اور اس صورت میں جبکہ دارالحراب میں جا کر کوئی لاحق ہوجائے تو اس پر مرتد کے جمیع احکام جاری ہوں گے۔

"ثم اعلم أن مما یبطل التعلیق ارتداد الزوج ولحاقه بدار الحرب عنده خلافاً لهما ا هـ. بحر: ۲/۳۰۰۔ وقد بقی لها أحکام کثیرة: منها حبط العمل عند تابنفس الردة: أی إبطال العبادات. وفی الخلاصة: من ارتداد ثم أسلم وهو قد حج مرة، فعلیه أن یحج ثانیاً، ولیس

---

(۱) "رد المحتار علی الدر المختار: ۳/۳۴۹، باب التعلیق، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق: ۴/۳۰۵، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مکتبه رشیدیه)

(وکذا فی فتح القدیر: ۴/۱۲۵، کتاب الطلاق، باب الإیمان فی الطلاق، مصطفی البابی الحلبی)

عليه إعادة الصلوة والزكوة والعبادات؛ لأن بالردة كأنه لم يزل كافراً، فإذا أسلم وهو على نصبه صحيح، وليس عليه قضاء لسائر العبادات التي من الملتزمات، فإنه يؤخذ بعقوبة الكفر الأول والثاني" اهـ. البحر: ۵/ ۱۲۷ (۱)۔

کلمۂ قسم مذکورہ کا جواز (حانث ہونے سے بچنے) کی صورت یہ ہے، فی الدر: "كلما تزوجت امرأة فهي طالق، تطلق بكل تزوج ولو بعد زوج آخر؛ لأن صحة هذا اليمين باعتبار ما سيحدث من الملك وهو غير متناه، وعن أبي يوسف: أنه لو دخل على المنكر فهو بمنزلة كل، وتمامه في النهر (الخ). والحيلة فيه عقد الفضولي أو فسخ القاضي الشافعي، وكيفية عقد الفضولي: أن يزوجه فضولي، فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول، فلا تطلق، بخلاف ما إذا وكل به لانتقال العبارة إليه. وكيفية الفسخ أن يزوج الحالف امرأة فيرفعان الأمر إلى القاضي فيدعي الزوجة أنه تمردت عليه وزعمت أنها بالحلف صارت مطلقة، فيلتمس من القاضي فسخ اليمين، فيقول: فسخت هذه اليمين وأبطلتها وجوزت النكاح، فإن أمضاه قاض حنفي صح، وكذا لو كان مجتهدا، وعقد الفضولي أولى من هذا من الفسخ، لكن في الجوهرة أن الفسخ أولى لكونه متفقاً عليه إلا في رواية عن أبي يوسف رحمه الله تعالى، ثم إن كل العقد الثاني شفاعة فإنه ادعى عليه أفضل من تعزيزه، وإن كان شيخاً فمعروفه أولى، كما في القهستاني والفتح وغيره". اهـ. مجمع الأنهر: ۱/ ۴۱۹ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ ۱/ ۵۹ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

---

(۱) (البحر الرائق: ۵/ ۲۱۳، باب أحكام المرتدين، رشيدية)

"وما أدى منها فيبطل ولا يقضي من العبادات إلا الحج". (الدر المختار: ۴/ ۲۵۱، سعيد)

(مجمع الأنهر: ۲/ ۵۰۱، باب المرتد، مكتبه غفاريه)

"وكذا يبطل بلحاقه مرتداً بدار الحرب خلافاً لهما". وفي رد المحتار: "فقيد به لأنه لا يبطل التعليق؛ لأن زوال الملك لا يبطله". (رد المحتار: ۳/ ۳۶۹، سعيد)

(۲) (مجمع الأنهر: ۲/ ۲۰، باب التعليق، مكتبه غفاريه)

مرتد کی تجہیز و تکفین

سوال[۸۰۷]: عنایت خان نے دھوری بائی نو مسلم سے اسلام قبول کرا کے نکاح کیا جس کے نطفے سے لڑکا غلام محمد نامی ہے، وہ بھی ہیں۔ دھوری بائی نے اب ظاہر کیا ہے کہ میں اب ہندو مذہب میں واپس رہوں گی، اسلام سے تعلق نہیں ہے، قاسم خان جو دوسرا شوہر تھا اس کو بھی دھوری بائی نے جلوا دیا۔ اب دھوری بائی سے تعلق رکھیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دھوری بائی نے اسلام چھوڑ کر جو ہندو مذہب اختیار کیا ہے اس سے اس کے زمانۂ اسلام کے سب اعمال برباد ہو گئے، اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو ہمیشہ کیلئے جہنم کی مستحق ہے، اس سے کسی قسم کا تعلق ومحبت جائز نہیں (۱) اگر وہ مر جائے تو اس کی نعش کو سنت کے موافق تجہیز و تکفین نہ کی جائے اور اس میں شرکت نہ کی جائے (۲)۔ ہندو لوگ جو چاہیں کریں، غلام محمد بالکل الگ رہے، قاسم خان کو انتقال کے بعد جلوا

= (وكذا في الأشباه والنظائر، الفن الخامس: ۳/ ۱۰۳، الفصل السادس في النكاح)

(وكذا في في الدر المختار، ۳/ ۸۴۶، سعيد)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ومن يرتدد منكم عن دينه، فيمت وهو كافر، فأولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والآخرة، وأولئك أصحاب النار هم فيها خلدون﴾. (سورة البقرة: ۲۱۷)

وقوله: "(فيمت وهو كافر) .... فيمت قبل أن يتوب من كفره فهم الذين حبطت أعمالهم ..... بطلت وذهبت وبطولها ذهاب ثوابها وبطول الأجر عليها والجزاء في دار الدنيا والآخرة.

وقوله: (وأولئك أصحاب النار هم فيها خلدون) ... وإنما جعلهم أهلها، لأنهم لا يخرجون منها، فهم سكانها المقيمون فيها الخ". (جامع البيان في تفسير القرآن لابن جرير: ۲/ ۲۰۷، دار المعرفة)

قال الله تعالى: ﴿ومن يكفر بالإيمان، فقد حبط عمله، وهو في الآخرة من الخاسرين﴾. (سورة المائدة: ۵)

(۲) وفي الدر المختار: "(ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه) كخاله (الكافر الأصلي)، أما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب (عند الاحتياج) ... من غير مراعاة السنة". (كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز: ۲/ ۲۳۰، سعيد) =

دیا جو ترک نہیں تھا، یہ سخت گناہ ہوا تو یہ لازم ہے (۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ غسل دفن کرتے اور نماز جنازہ ادا کرتے، اب اس کے لئے استغفار کریں، قرآن پاک پڑھ کر نوافل پڑھ کر صدقہ دے کر اس کو ثواب پہنچائیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

جواب درست ہے: سید مہدی حسن غفرلہ۔

منکرِ نماز کا جنازہ

سوال [۱۷۰۹]: ایک شخص نے اپنی تمام زندگی مرتموں کبھی یا غالباً کبھی سے لے کر موت تک نماز نہیں پڑھی، اس کی موت آنے کے ایک سال قبل کسی شخص نے اس کو ہدایت نماز تلقین کی، اس کے جواب میں شخص مذکور نے یہ کہا تھا کہ "ہمیں نماز کے لئے ہدایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ ہم نہیں پڑھتے اور نماز

= وفي البحر الرائق: "ويغسل ولي مسلم الكافر ويكفنه ويدفنه　　　وإنما يغسل غسل الثوب النجس من غير وضوء، ولا بداءة بالميامن، ولا يكون الغسل طهارة له　　. ويحفر له حفيرة من غير مراعاة سنة اللحد". (كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۹، رشيديه)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، فصل في الجنائز، الثاني في المتفرقات، ص: ۶۰۳، سهيل اكيدمي)

(۱) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا﴾. (سورة التحريم، پ ۲۸)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لله أشد فرحا بتوبة أحدكم من أحدكم بضالته إذا وجدها".

"واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة". (الصحيح لمسلم مع شرحه للنووي، كتاب التوبة: ۲/۳۵۴، قديمي)

(۲) وفي رد المحتار: "صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها الخ". (كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة للميت الخ: ۲/۲۴۳، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/۱۰۵، رشيديه)

(معاذ اللہ) کوئی چیز نہیں ہے"۔ تو آیا یہ کفر حکمی ہے یا حقیقی؟ اگر اس کی کفریت کی بناء پر کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو آیا اس کے اوپر شریعت کیا کہتی ہے؟ اگر یہ کفر حکمی ہے تو "من ترك الصلوة متعمداً فجزاءه جهنم"۔ "ومن ترك الصلوة متعمداً فقد كفر" (۱) ان دونوں حدیثوں کی کیا مراد ہے؟ اور تیسری حدیث "الصلوة عماد الدين الخ" (۲) اس کی کیا مراد ہے؟

وہی شخص ایک سال پورا ہونے پر انتقال کر گیا مگر اس نے توبہ کی اور نہ نماز پڑھی تو اس قسم کے آدمی کو مسلمان کہلوانا کیسا ہے اور اگر کسی نے عمداً اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مرض وغیرہ کوئی نہیں، صحیح سالم بالکل تندرست تھا، عمر تقریباً سو سال کی ہوئی تھی اور کوئی وجہ نہیں۔

محمد حسین چاٹگامی، امام جامع مسجد موضع بہارواپور، بھورنی ڈاکخانہ بہاری گیر، تحصیل روڑکی، ضلع سہارنپور۔

الجواب حامداً و مصلياً:

نماز فرض عین ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور تارک فاسق ہے۔ اگر کوئی مقتدا شخص مذکور کی نماز جنازہ نہ پڑھے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو تو شرعاً وہ قابل ملامت نہیں، لیکن تکفیر مسلم میں جلدی نہیں کرنا چاہئے جب تک اس کے کلام کے لئے صحیح محمل نکل سکے، جانب کفر کو اختیار نہیں کرنا چاہئے:

"هي فرض عين على كل مكلف، ويكفر جاحدها لثبوتها بدليل قطعي، وتاركها عمداً مجانةً: أي تكاسلاً فاسق اهـ". در مختار (۳)۔ "لو قال لمريض: صل فقال: والله لا أصلي أبداً، ولم يصل حتى مات يكفر۔ وقول الرجل: لا أصلي يحتمل أربعة أوجه: أحدها لا أصلي؛ لأني صليت. والثاني: لا أصلي بأمرك، فقد أمرني بها من هو خير منك۔ والثالث: لا أصلي فسقاً مجانةً،

---

(۱) (فیض القدیر: ۱۱/۵۴۳۸، رقم الحدیث: ۸۵۸۷، نزار مصطفیٰ الباز)

(وتلخیص الحبیر: ۲/۷۱۹، باب ترک الصلوٰة، نزار مصطفیٰ الباز)

(۲) (فیض القدیر: ۷/۳۸۲۵، رقم الحدیث: ۵۱۸۵، نزار مصطفیٰ الباز)

(والموضوعات الکبریٰ للقاری رحمہ اللہ تعالیٰ، ص: ۱۹۰، رقم الحدیث: ۵۷۸، قدیمی)

(ومرقاة المفاتیح: ۸/۵۱۱، رشیدیہ)

(ومجموعة رسائل اللکنوی ۲/۳۵۲، رسالہ ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان، إدارة القرآن)

(۳) (الدر المختار، کتاب الصلوٰة: ۱/۳۵۱، ۳۵۲، سعید)

متفرقات الکفر

بے عمل لوگوں کا یہ کہنا کہ "فلاں فلاں کہیں گے تو عمل کریں گے"

سوال [۱۰۵۶]: اگر کوئی بستی یا گاؤں ایسا ہو کہ وہاں پر مسلمانوں کے ۴۰، ۵۰ گھر ہوں اور وہاں پر نہ کوئی مسجد ہو اور نہ کوئی عالم ہو تو کیا وہ بستی والے گنہگار رہوں گے، یا اگر کسی بستی یا گاؤں میں مسجد ہو اور اس کی بستی کے اندر ۱۵۰/ یا ۲۰۰/ مسلمانوں کے گھروں کی آبادی ہو اور وہاں پر سب جانتے ہیں کہ نماز فرض ہے اور روزہ بھی فرض ہے اور زکوۃ، حج بھی فرض ہے اور مثال کے طور پر ۲۰۰/ کی بستی ہے، اس میں ۱۰۰/ مسلمان مرد وعورت کو نمازوں وغیرہ کا درست طریقہ معلوم ہے اور کچھ زیادہ احکام سے بھی واقف ہیں، لیکن ان میں سے ایک بھی نماز نہیں پڑھتا اور مسجد میں اذان بھی نہیں ہوتی تو کیا اس بستی میں بسنے والے اور احکام کے جاننے والے اور نہ جاننے والے سب گنہگار رہوں گے؟ یا اگر اسی مذکورہ مقدار کی بستی یا گاؤں ہو جس میں ایک شخص ہو یا تین چار آدمی ایسے ہوں کہ وہ دین کے مطابق عمل کرنے لگیں، یا اگر وہ تین گاؤں کے لوگ کہہ دیں کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے اور شرک ہے اس کو مت کرو یا اسی طرح تم عمل کرو یا ساری بستی کے لوگ اس کے کہنے یا کرنے کی بناء پر ۲۰۰/ یا ۱۵۰/ آدمی شرک و بدعت اور کبیرہ گناہوں سے بچ جاویں اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں اور دین اور شریعت کے کام انہیں دو یا تین پر موقوف ہو اور لوگ شرک و بدعت و کفر میں مبتلا ہوتے ہوں اور وہ دو یا تین آدمی ایسے ناجائز امور سے نہ روکیں اور شریعت کے مطابق عمل نہ کریں اور لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ فلاں فلاں اگر ہمیں کہیں یا عمل کرنے لگ جاویں تو ہم کریں اور ان چیزوں کو چھوڑ دیں تو اگر یہ تین حضرات خود بھی جاننے کے باوجود اور دوسروں کو سمجھانے کے باوجود خود بھی عمل نہ کریں اور دوسروں کو بھی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید نہ کریں تو کیا ان تین پر پوری بستی اور گاؤں کی بے عملی اور بددینی کا بوجھ پڑے گا یا عنداللہ شریعت کی رو سے ان دو یا تین کی بھی پکڑ ہوگی؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

جس بستی میں مسلمان موجود ہوں ان کو چاہئے کہ حیثیت کے مطابق وہاں مسجد کا انتظام کریں(۱) اور نماز باجماعت ادا کیا کریں، قدرت کے باوجود ایسا نہ کرنے سے وہ گنہگار ہوں گے۔ ہر بستی میں جہاں مسلمان کافی تعداد میں ہوں عالم کا ہونا بھی ضروری ہے جو شرعی احکام بتایا کرے۔ بچوں کی تعلیم کا انتظام بھی ضروری ہے(۲)۔ اگر کسی بستی میں ائمہ، علماء ہیں مگر وہ نہ خود عمل کرتے ہیں نہ عوام کو تاکید کرتے ہیں، حالانکہ عوام ان کے کہنے سے بے عملی چھوڑ کر دین پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں تو ان پر دوہری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، عوام کی بے عملی کی وجہ سے ان کا گناہ مضاعف ہو جاتا ہے، لیکن عوام کا گناہ بھی کم نہیں ہوتا، دین پر عمل کرنے کے بجائے عوام اس کے منتظر رہتے ہیں کہ فلاں فلاں کہیں گے تو ہم عمل کریں گے ورنہ نہیں کریں گے

---

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالیٰ عنها قالت: أمر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ببناء المسجد في الدور، الحدیث. رواه أبو داود والترمذي وابن ماجة". (مشکوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد الخ، ص: ٦٩، قدیمی)

قال القاري: "والمراد المحلات، فإنهم كانوا یسمون المحلة التي اجتمعت فیها قبیلة داراً ... هو المعوّل وعلیه العمل، ثم رأیت ابن حجر ذكر أن المراد بها المحلات والقبائل، و حكمة أمره لأهل كل محلة ببناء مسجد فیها أنه قد یتعذر أو یشق علی أهل محلة الذهاب للأخری، فیحرمون أجر المسجد وفضل إقامة الجماعة فیه، فأمروا بذلك لیتیسر لأهل كل محلة العبادة في مسجدهم من غیر مشقة تلحقهم. وقال البغوي: قال عطاء: لما فتح الله تعالیٰ علی عمر رضي الله تعالیٰ عنه الأمصار، أمر المسلمین ببناء المساجد". (المرقاة شرح المشكوة، كتاب الصلوة، باب المساجد الخ، الفصل الثاني: ٢/٢٠٣، مكتبه حقانیه پشاور)

(۲) "من فرائض الإسلام تعلمه ما یحتاج إلیه العبد في إقامة دینه و إخلاص عمله لله تعالیٰ و معاشرة عباده، وفرض علی كل مكلف و مكلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة علم الوضوء والغسل والصلوة والصوم، وعلم الزكوة لمن له نصاب، والحج لمن وجب علیه الخ". (رد المحتار، المقدمة: ١/٤٢، سعید)

نہایت غلط ہے، خدائے پاک کے یہاں یہ عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا، دین پر عمل کرنا تو خدائے پاک کا حکم ہے (۱) نہ کہ فلاں اور فلاں کا، اس لئے عوام کو چاہئے کہ اس طرز کو چھوڑ دیں، ورنہ خیر نہیں، قیامت کے دن فلاں اور فلاں بچانے کے لئے نہیں آئیں گے وہ خود ہی اپنی کرتوت میں ایسے ہوں گے کہ چھوٹنا مشکل ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

اپنی بیوی کو بغیر پردے کے نچوانا کیا کفر ہے؟

سوال [۱۰۵۷]: ایک مجلس میں دو عالم نے وعظ کیا، پہلے عالم صاحب پردے کے متعلق وعظ فرما کر چلے آئے، ان کے پیچھے دو شخصوں نے ان عالم صاحب کو برا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم کوئی پڑھا لکھا یا ہے اور کوئی عالم نہیں، ہم اپنی بیوی لوگوں کے سامنے بغیر کپڑے کے نچوائیں گے، اس بات کو دوسرے عالم صاحب نے سن کر قرآن وحدیث پڑھ کر بہت سمجھایا، لیکن وہ نہیں مانے، اس پر اس عالم صاحب نے کفر کا حکم فرمایا۔ یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر کہنے والے پر کیا حکم ہوتا ہے؟ مدلل تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شریعت کا حکم معلوم ہونے کے بعد اس طرح اس کا انکار کرنا یہ شریعت کا مقابلہ کرنا ہے جو کہ مسلمان کا کام نہیں، یہ کافر و بے دین کا کام ہے، اس لئے اس معنی کر اس کو کفر بھی کہنا درست ہے، نیز ان لوگوں کا انجام بلاشبہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی قرآن وحدیث کی بھی بے ادبی اور گستاخی کر بیٹھتا ہے، اس لئے تجدید ایمان اور توبہ کرائی جائے۔ بحر (۲)۔

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وأقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین﴾. (البقرۃ: ۴۳)

وقال تعالیٰ: ﴿شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی أوحینا إلیک وما وصینا بہ إبراہیم وموسیٰ وعیسیٰ أن أقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ﴾ الآیۃ (الشوریٰ: ۱۳)

(۲) "ویکفر إذا أنکر آیۃ من القرآن أو سخر بآیۃ منہ" (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۰۵، رشیدیہ)

(وکذا فی شرح الفقہ الأکبر للقاری، فصل فی القراءۃ، قدیمی)

عالمگیری(۱) خانیہ(۲) باب المرتد میں ایسا ہی مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۸/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۸/۹۱ھ۔

سینہ در سینہ فقیروں کا حال اور دعویٰ

سوال[۱۰۵۲۱]: حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب شب معراج میں دیدار خداوند عالم سے مشرف ہوئے تو اس وقت خدائے عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتنے کلام کئے تھے اور ان میں سے کتنے ظاہر میں ہیں اور کتنے باطن میں اور اس کی کوئی مقدار متعین ہو ظاہری و باطنی میں تقسیم ہوتا کی

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، مطلب: موجبات الکفر أنواع، منها ما یتعلق بالقرآن: ۲۶۶/۲، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاما أو کفرا، الفصل الثانی، النوع التاسع فی ما یقال فی القرآن الخ: ۳۳۸/۶، رشیدیه)

(۲) (کذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی ما یتعلق بالقرآن: ۳۹۰/۵، إدارة القرآن)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری، فصل فی القراءة والصلوٰة، ص: ۲۲۷، قدیمی)

وفی شرح الفقه الأکبر أیضاً: "وفی تتمة الفتاوی: من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما یعظم فی الشرع، کفر" (المصدر السابق)

فإن فی الفتاوی العالمکیریة: "ما کان فی کونه کفراً اختلاف، فإن قائله یؤمر بتجدید النکاح، وبالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط ... ثم إن کانت نیة القائل الوجه الذی یوجب التکفیر، لا تنفعه فتوی المفتی، ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک، وبتجدید النکاح بینه وبین امرأته". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، موجبات الکفر أنواع: قبیل الباب العاشر فی البغاة ۲۸۳/۲، رشیدیه)

(وکذا فی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی إجراء کلمة الکفر: ۴۵۸/۵، إدارة القرآن)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاما أو کفرا، الفصل الثانی، النوع الأول فی المقدمة: ۳۲۲/۶، رشیدیه)

حدیث یا مرشد کامل یا کتب تصوف سے ثابت ہے یا نہیں؟

چونکہ ہمارے اس دیار میں بعض لوگ اپنے کو فقیر کہلاتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں خداوند عالم سے ملاقات کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے نوے ہزار کلام کئے، بجملہ تیس ہزار ظاہری یعنی شریعت میں اور ساٹھ ہزار باطن میں جس کو معرفت کہتے ہیں، بناءً علیہ وہ ظاہری یعنی شریعت کو چھوڑ کر باطنی کی طرف راغب ہیں اور کہتے ہیں کہ "یہ قرآن شریف کوئی چیز نہیں، دلی قرآن اصل ہے اور ظاہری قرآن محض کاغذ ہے"۔ نیز: "علمائے دین کو اندھا کہتے ہیں، نماز کوئی چیز نہیں، روزہ کچھ ضروری نہیں" اور حدیث، تفسیر کو نہیں مانتے۔ یہ سب بکواس کرتے پھرتے ہیں اور گانجا، افیون، بھنگ، حقہ نوشی اور ایک دوسرے کی بیوی سے خدمت لینا خلوت میں اور عورتوں کو مرید بنا کر رات میں خلوت میں فیض رسانی کرنا وغیرہ وغیرہ بے غیرتی ان کا طریقہ ہے اور چشتیہ کے نام سے شب و روز سماع، قوالی، بھنگ نوشی میں مشغول رہتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں کلام اللہ و کلام الرسول میں کیا حکم ہے؟ اور یہ بھی گزارش ہے کہ کسی طریقہ میں یعنی چشتیہ وغیرہ میں اس کا جائز ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ فقط۔

کتبہ: ابو سعید محمد دانش تمی غفرلہ، ضلع گوالپاڑہ، آسام۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

ایسے فقیروں سے گفتگو اور بحث بے سود بلکہ مضر ہے، دین میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں، اسلامی حکومت ہو تو ایسے لوگوں کو سخت ترین سزا دی جائے۔ جو قرآن کریم (۱) حدیث شریف (۲) تفسیر کو نہیں مانتا (۳) وہ اسلام سے خارج اور مستحق نار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

---

(۱) "وفي جواهر الفقه: من أنكر آية من كتاب الله ...... كفر". وفيه: "من جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنها ليست من كلام الله تعالى كفر. أي إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه". (شرح الفقه الأكبر للقاري، فصل في القراءة والصلوة ص: ۱۶۷، قديمي) ....

باب التقلید

(تقلید کا بیان)

تقلید کی شرعی حیثیت

سوال[۷۵۴]: تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے، نیز اگر تقلید ضروری ہے تو شخصی تقلید کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے؟ اگر کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کی جائے، کسی میں کسی یعنی غیر معین امام کی تقلید کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے، علماء اسے کیوں منع کرتے ہیں کہ چاروں ائمہ کا مسلک درست تسلیم کیا جاتا ہے؟

الجواب: نحمده ونصلي على رسوله الكريم،

أما بعد! اصالۃً ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک ہے ﴿هدى للناس﴾ (۱) لیکن اس میں عموماً بنیادی اصول اور مسائل بطور ضابطہ کلیہ بیان کئے گئے ہیں، تفصیلات اور فروع کا بیان کرنا حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہے: ﴿لتبين للناس ما نزل إليهم﴾ (۲) "تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں ان کو آپ ان سے ظاہر کردیں (بیان القرآن)۔

مثال نمبر ۱

قرآن پاک میں ہے: ﴿وأقيموا الصلوة﴾ (۳) نماز قائم کرو۔ اس کی پوری تفصیل کہ کس نماز میں

---

(۱) (البقرة: ۱۸۵)

(۲) (النحل: ۴۴)

"قال الحافظ ابن كثير تحت الآية المذكورة: ﴿لتبين للناس ما نزل إليهم﴾: أي من ربهم لعلمك بمعنى ما أنزل الله، وحرصك عليه واتباعك له، ولعلمنا أنك أفضل الخلائق وسيد ولد آدم، فتفصل لهم ما أجمل وتبين لهم ما أشكل" (تفسير ابن كثير: ۴/۵۷۴، جمعية إحياء التراث الإسلامي)

(وكذا في روح المعاني: ۱۴/۱۵۰، دار إحياء التراث العربي)

(۳) (البقرة: ۴۳)

کتنی رکعت ہیں، کس رکعت کے بعد قعدہ ہے، کون سی رکعت میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے، کون سی میں سورت بھی ملائی جاتی ہے، کس نماز میں قرأت آواز سے پڑھی جاتی ہے، کس میں آہستہ؟ وغیرہ وغیرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے، قرآن شریف سے براہ راست اس کا سمجھنا دشوار ہے۔

مثال نمبر ۲:

﴿وآتوا الزکوٰۃ﴾ (۱) زکوٰۃ ادا کرو۔ اس کی تفصیل کہ چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے ہے، سونے کی کس حساب سے، بکری، گائے، اونٹ کی کس حساب سے؟ احادیث سے معلوم ہوئی جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں۔

مثال نمبر ۳:

﴿وللہ علی الناس حج البیت﴾ (۲) لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج لازم ہے۔ اس کی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے، کتنے چکر ہیں؟ عرفات، منیٰ، مزدلفہ، رمی جمار وغیرہ کے مسائل کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے حدیث شریف کی روشنی کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ حدیث سے بے نیاز ہوکر قرآن شریف کو سمجھنا ناممکن ہے۔ امت کو حکم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفصیلات کے ماتحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کرے، اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ پاک ہی کی اطاعت ہے: ﴿من یطع الرسول فقد أطاع اللہ﴾ (۳)، اس لئے حدیث میں

---

(۱) (البقرۃ: ۴۳)

(۲) (آل عمران: ۹۷)

(۳) (النساء: ۸۰)

قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ: "یخبر تعالیٰ عن عبدہ ورسولہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بأن من أطاعہ فقد أطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ وما ذاک إلا لأنہ ﴿ما ینطق عن الہوی إن ہو إلا وحی یوحی﴾ قال ابن أبي حاتم: حدثنا أحمد بن سنان ... عن أبي ہریرۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من أطاعني فقد أطاع اللہ ومن عصاني فقد عصی اللہ." الحدیث قال: "وہذا الحدیث ثابت في الصحیحین". (ابن کثیر: ۱/ ۷۰۳، مکتبہ دارالسلام ریاض)

ارشاد ہے "صلوا كما رأيتموني أصلي" (بخاری شریف: ۲/۱۰۷۴) (۱) جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تم بھی اسی طرح پڑھو، یہ نہیں فرمایا کہ جس طرح قرآن شریف سے تمہاری سمجھ میں آئے اس طرح پڑھو۔

حدیث کی قسمیں:

بعض چیزیں خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں، ان کو حدیث قولی کہتے ہیں، بعض چیزیں عملاً کی ہیں ان کو حدیث فعلی کہتے ہیں، بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ آپ کے سامنے کی گئی ہیں یا آپ کے علم میں لائی گئی ہیں اور ان پر آپ نے تردید یا انکار نہیں فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہے جو کہ تائید وتصدیق کے حکم میں ہے اس کو تقریر کہتے ہیں (۲)، یہ تینوں قسم کی حدیثیں امت کے لئے ذریعۂ ہدایت ہیں۔

قیاس:

بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی گئیں اور آپ نے اس کا جواب دیا اور سائل سے خود بھی ایک مسئلہ دریافت فرمالیا جس کا حکم ظاہر اور سائل کو معلوم تھا جب سائل نے بتادیا تو آپ نے فرمایا کہ جو چیز تم نے دریافت کی ہے اس کا حکم بھی اسی کے موافق ہے۔

---

(۱) كتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصدوق: ۲/۱۰۷۴، قديمي

(۲) قال الشيخ عبدالحق المحدث الدهلوي رحمه الله تعالى: "اعلم أن الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفعله وتقريره، ومعنى التقرير: أنه فعل أحد أو قال شيئاً في حضرته صلى الله تعالى عليه وسلم، ولم ينكره ولم ينهه عن ذلك، بل سكت وقرر، وكذلك يطلق على قول الصحابي ... فما انتهى إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقال له: المرفوع، وما انتهى إلى الصحابي يقال له: الموقوف ... والرفع قد يكون صريحاً وقد يكون حكماً، أما صريحاً ففي القولي يقول كذا ... وفي الفعلي كقول الصحابي: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فعل كذا ... وفي التقريري أن يقول الصحابي أو غيره: فعل فلان أو أحد بحضرة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كذا ولا يذكر إنكاره". (لمعات التنقيح شرح المشكوة، مقدمة في بيان بعض مصطلحات الحديث: ۱/۲۲، ۳۳، مكتبة المعارف العلمية لاهور)

(وبمعناه في نخبة الفكر لابن حجر رحمه الله تعالى، ص: ۱۳، الفاروقي كتب خانه ملتان)

اس کو شریعت میں قیاس، اجتہاد، استنباط، اعتبار کہتے ہیں (۱)، اس کی تعلیم بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس کے شرائط اور تفصیلات کتب اصول میں مذکور ہیں (۲)، اس کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث سے مسئلہ صاف صاف سمجھ میں نہ آتا ہو (۳)۔

---

(۱) "قال اللہ تعالیٰ: ﴿فاعتبروا یا أولی الأبصار﴾ [الحشر: ۲]، قال العلامة الآلوسی رحمه اللہ تعالیٰ تحتها: "واشتهر الاستدلال بالآية على مشروعية العمل بالقياس الشرعي، قالوا: إنه تعالى أمر فيها بالاعتبار، وهو العبور والانتقال من الشيء إلى غيره، وذلك متحقق في القياس، إذ فيه نقل الحكم من الأصل إلى الفرع، ولذا قال ابن عباس في الأسنان: "اعتبر حكمها بالأصابع في أن ديتها متساوية"، والأصل في الإطلاق الحقيقة، وإذا ثبت الأمر، وهو ظاهر في الطلب الغير الخارج عن اقتضاء الوجوب أو الندب، ثبت مشروعية العمل بالقياس ...... وقال الخفاجي في وجه الاستدلال: قالوا: إنه أمر تعالى في هذه الآية بالاعتبار، وهو رد الشيء إلى نظيره بأن يحكم عليه بحكمه، وهذا يشمل الاتعاظ والقياس العقلي والشرعي، وسوق الآية للاتعاظ، فتدل عليه عبارةً وعلى القياس إشارةً، وتمام الكلام على ذلك في الكتب الأصولية." (روح المعاني: ۲۸/ ۴۱، ۴۲، دار إحياء التراث)

وقال الخبازی رحمه اللہ تعالیٰ: "والفقهاء إذا أطلقوا حكم الفرع من الأصل سموا ذلك قياساً لتقديرهم الفرع بالأصل في الحكم والعلة، وهو الاعتبار المأمور به في قوله تعالى: ﴿فاعتبروا یا أولی الأبصار﴾. (المغني في أصول الفقه، باب القياس، ص: ۲۸۵، جامعة أم القرى مكة المكرمة)

(۲) "وأما شرطه (أي القياس) فأن لا يكون أصل مخصوصاً بحكمه بنص آخر، كرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خصّ بحل تسع نسوة إكراماً ...... والثاني: أن لا يكون الأصل معدولاً به عن القياس، كجواز التوضي بنبيذ التمر ...... والثالث: أن يتعدى الحكم الشرعي الثابت بالنص بعينه إلى فرع هو نظيره ولا نص فيه .... أن يبقى حكم النص بعد التعليل على ما كان قبله، كقولهم في طعام الكفارة: يشترط التمليك فيه كالكسوة." مختصراً. (المغني في أصول الفقه، باب القياس، ص: ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۶، جامعه أم القرى مكة المكرمة)

(وكذا في نور الأنوار، مبحث شرط القياس، ص: ۲۲۸، ۲۳۱، سعيد)

(۳) "قال ابن العربي: القرآن هو الأصل، فإن كانت دلالته خفيةً نظر في السنة، فإن بينته وإلا فالجلي من السنة، وإن كانت الدلالة منهما خفيةً نظر فيما اتفق عليه الصحابة، فإن اختلفوا رجح". (فتح الباري، كتاب الاعتصام، باب من شبه أصلاً معلوماً بأصل مبين: ۱۳/ ۳۶۸، قديمي)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا تو بہت سی ہدایتیں دیں۔ اور دور تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لے گئے، یہ بھی دریافت فرمایا کہ "تم کس قانون کے ماتحت فیصلے کرو گے"؟ تو انہوں نے عرض کیا: قرآن پاک کے ماتحت، ارشاد فرمایا کہ: "اگر اس میں تم کو نہ ملے"؟ عرض کیا کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کروں گا فرمایا کہ: "اگر تمہیں اس میں بھی نہ ملے تو" عرض کیا کہ: اجتہاد کروں گا، اس پر مسرت کا اظہار کر کے پوری تائید فرمائی اور اس انتخاب پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ابوداؤد شریف: ۲/۱۴۹ میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

"أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما أراد أن يبعث معاذاً إلى اليمن قال: "كيف تقضي إذا عرض لك قضاء"؟ قال: أقضي بكتاب الله، قال: "فإن لم تجد في كتاب الله"؟ قال: فبسنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، قال: "فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ولا في كتاب الله"؟ قال: أجتهد برأيي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صدره، فقال: "الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله"(۱)۔

اجتہاد:

جو مسئلہ قرآن و حدیث میں صاف صاف نہ ملتا ہو اس کا حکم نظائر و دلائل میں غور کر کے نکالنا اجتہاد ہے، اس کو قیاس بھی کہتے ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا، اگر اس پر اتفاق ہو جائے تو وہ اجماع کہلاتا ہے(۲) اسی لئے

---

(۱) (سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية، باب اجتهاد الرأي في القضاء: ۲/۱۴۹، مكتبه امداديه ملتان)

(۲) قال الملاجيون رحمه الله تعالى: "باب الإجماع: وهو لغة الاتفاق، وفي الشريعة: اتفاق مجتهدين صالحين من أمة محمد (عليه الصلوة والسلام) في عصر واحد على أمر قولي أو فعلي". (نور الأنوار) وفي قمر الأقمار: "(قوله: على أمر قولي أو فعلي) شرعي أو عقلي أو عرفي غير ثابت بالكتاب والسنة قطعاً." (ص: ۲۱۹، مير محمد كتبي)

(وكذا في بداية المجتهد ونهاية المقتصد لابن رشد القرطبي رحمه الله تعالى: الإجماع وأثره في الخلاف: ۱/۲۲۳، دار الكتب العلمية)

علماء نے اصول میں لکھا ہے کہ قیاس حکم کو ثابت نہیں کرتا بلکہ ظاہر کرتا ہے (۱)۔ جو حکم قرآن یا حدیث میں موجود تو تھا لیکن مخفی تھا، عام لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے، مجتہد نے اس کو اس کے نظائر پر قیاس کر کے یا دلالت، اشارۃ، اقتضاء وغیرہ سے استنباط کر کے ظاہر کر دیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مستقل باب منعقد کیا ہے (۲)۔

تقلید:

جس شخص میں اجتہادی قوت نہ ہو اس کو مجتہد کا اتباع لازم ہے اسی کا نام تقلید ہے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لئے قاضی بنا کر بھیجا تھا کہ ان کے بتائے ہوئے مسائل واحکام پر عمل کیا جائے، جن کے ماخذ تین ہیں: قرآن پاک، حدیث شریف، اجتہاد (۳) اور تینوں کو تسلیم کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے۔

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن

---

(۱) "وهو أي القياس إبانة مثل حكم أحد المذكورين بمثل علته في الآخر، اختير لفظ الإبانة؛ لأن القياس مظهر لا مثبت". (نور الأنوار، باب القياس، ص: ۲۲۳، ایچ ایم سعید کمپنی)

(۲) (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب ماجاء في اجتهاد القضاء بما أنزل الله تعالى، لقوله تعالى: ﴿ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الظالمون﴾. "ومدح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صاحب الحكمة حين يقضي بها ويعلمها، لا يتكلف من قبله، ومشاورة الخلفاء وسؤالهم أهل العلم". (۱۰۸۸/۲، قديمي)

وقال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالى: "وقد علم الجميع بأن النصوص لم تحط بجميع الحوادث، فعرفنا أن الله قد أتاح حكمها بغير طريق النص وهو القياس، ويؤيد ذلك قوله تعالى: ﴿لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾؛ لأن الاستنباط هو الاستخراج وهو بالقياس؛ لأن النص ظاهر". (فتح الباري، كتاب الاعتصام، باب ماجاء في اجتهاد القضاء: ۳۷۰/۱۳، قديمي)

(۳) (راجع، ص: ۶۰۰، رقم الحاشية: ۱)

منسوخ مان کر متاخر پر عمل کیا جاتا ہے، ان میں بھی نہ قیاس واجتہاد کی حاجت ہے نہ تقلید کی۔

تیسری قسم:

وہ مسائل جن میں نص دو طرح کی ہے اور مقدم ومؤخر کا علم نہیں۔

چوتھی قسم:

وہ مسائل جن میں نص موجود نہیں۔

ان اخیری دونوں قسم کے مسائل دو حال سے خالی نہیں: آدمی کچھ عمل کرتا ہے یا نہیں، اگر عمل نہیں کرتا اور آزاد پھرتا ہے تو اس کی اجازت نہیں: ﴿أيحسب الإنسان أن يترك سدى﴾ (۱) "کیا انسان سمجھتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا"؟ ﴿أفحسبتم أنما خلقناكم عبثا﴾ (۲) "کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا" یعنی ایسا نہیں بلکہ تمہیں ہر موقعہ پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اور اگر کچھ عمل کرتا ہے تو کیا عمل کرے۔

تیسری قسم کے مسائل میں کونسی نص کو اختیار کرے؟ ایک نص کو اختیار کرنے سے دوسری نص چھوٹتی ہے اپنی طرف سے عمل کے لئے کسی نص کی تعیین کر نہیں سکتا، تقدیم وتاخیر کا علم نہیں کہ ایک کو ناسخ دوسری کو منسوخ قرار دے کر ناسخ پر عمل کر لے، اور چوتھی قسم کے مسائل میں نص موجود ہی نہیں تو بلا علم کے عمل کس چیز پر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ولا تقف ما ليس لك به علم﴾ (۳) اس کا حاصل یہ ہے کہ بلا تحقیق وعلم کے کسی بات پر عمل مت کرو، تو لامحالہ ان دونوں قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی۔ تیسری قسم میں تو اس لئے کہ علم

---

(۱) (القیامة: ۳۶)

(۲) (المؤمنون: ۱۱۵)

(۳) (بنی اسرائیل (الاسراء): ۳۶)

قال العلامة السيد محمود الآلوسي رحمه الله تعالى: "أي لا تتبع ما لا علم لك به من قول أو فعل، وحاصله يرجع إلى النهي عن الحكم بما لا يكون معلوماً واختار الإمام العموم، قال: إن اللفظ عام يتناول الكل فلا معنى للتقييد". (روح المعاني: ۱۵/۷۳، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في تفسير ابن كثير: ۳/۵۷، جمعية إحياء التراث الإسلامي رياض)

کے واسطے کسی کو متعین کیا جائے، چوتھی قسم میں اس لئے کہ حکم معلوم کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص میں اجتہاد و استنباط کی قوت و اہلیت نہیں ہوتی، آیت نے بھی اسی بات کو واضح کر دیا ہے: ﴿ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولي الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾ (۱) یوں تو ہر شخص کوئی نہ کوئی صحیح یا غلط رائے قائم کرنے کا دعویٰ کر ہی سکتا ہے لیکن جس کا استنباط شرعاً معتبر ہو اس کو مستنبط اور مجتہد کہتے ہیں (۲) جس کا معتبر نہ ہو اس کو مقلد کہتے ہیں۔

پھر ان دونوں قسم کے مسائل میں مجتہد کو اجتہاد ضروری ہے اور مقلد کو اس کی تقلید ضروری ہے، اجتہاد میں اگر خطا ہو جائے تب بھی مجتہد اجر سے محروم نہیں، اگر اجتہاد صحیح ہو تو وہ دہرے اجر کا مستحق ہے جیسا کہ بخاری شریف: ۲/۱۰۹۲ میں ہے (۳)۔

ایک شبہ:

اب یہاں یہ شبہ باقی رہتا ہے کہ مجتہد تو بہت سے ہوئے صحابہ میں بھی، تابعین میں بھی، تبع تابعین میں بھی، پھر ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ ہی کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟ کسی اور کی تقلید کیوں نہیں مثلاً خلفائے راشدین اور دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جن کے فضائل احادیث

---

(۱) النساء: ۸۳

(۲) کسی شخص کو اس وقت تک استنباط و اجتہاد کی شرعاً اجازت نہیں جب تک اس کے اندر اس کی شرائط موجود نہ ہوں: "وقد ذكر الشافعي شرط من له أن يقيس فقال: يشترط أن يكون عالماً بالأحكام من كتاب الله تعالى وناسخه ومنسوخه وعامه وخاصه، ويستدل على ما احتمل التأويل بالسنة وبالإجماع، فإن لم يكن فبالقياس على ما في الكتاب، فإن لم يكن فبالقياس على ما في السنة، فإن لم يكن فبالقياس على ما اتفق عليه السلف وإجماع الناس ... ولا يكون لأحد أن يقيس حتى يكون عالماً بما مضى قبله من السنن وأقاويل السلف رحمهم الله تعالى وإجماع الناس الخ". (فتح الباري لابن حجر، كتاب الاعتصام، باب من شبه أصلاً معلوماً بأصل مبين: ۱۳/۳۶۸، قديمي)

(۳) "عن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه أنه سمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "إذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر". (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ: ۲/۱۰۹۲، قديمي)

میں کثرت سے آئے ہیں ان کی تقلید کیوں نہ کی جائے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقیناً ائمہ اربعہ سے بدرجہا افضل ہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تصور کیا جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقلید کے لئے ان مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے جن میں تقلید کی جاتی ہے اور آج جس قدر تفصیل کے ساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں، یہاں تک کہ کتاب الطہارت سے لے کر کتاب الفرائض تک عبادات، معاملات، معاشرت غرض ہر شعبہ کے ایک ایک مسئلہ کو جمع کردیا گیا ہے، اس طرح تفصیل کے ساتھ نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا مذہب مدون ملتا ہے، نہ تابعین سے، نہ تبع تابعین وغیرہ سے، پھر ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی تقلید کی جائے تو کس طرح کی جائے؟ اس لئے ائمہ اربعہ ہی کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔

اللہ پاک نے ان چاروں کو قرآن وحدیث کا تفصیلی علم اور روایت واستنباط کی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی حتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جس قدر احادیث صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذریعہ عالم میں پھیلی ہیں وہ سب ان چاروں کے پاس موجود ہیں، یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک روایت ان میں سے ایک کے علم میں ہو اور دوسرے کے علم میں نہ ہو مگر ایسا نہیں کہ کوئی روایت ان میں سے کسی کے پاس نہ ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مؤطا میں احادیث کے نشر واشاعت اور مدینہ طیبہ کی علمی مرکزیت کا حال تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

"بالجملہ این چہار امامانند کہ عالم را علم ایشاں احاطہ کردہ است امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ و امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ الخ" (۱)۔

یہ چار امام ایسے ہیں کہ ان کا علم سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ چار امام امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد (رحمہم اللہ) ہیں۔

(۱) مقدمۃ مصفیٰ شرح المؤطا للامام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، ص: ۹، کتب خانہ رحیمیہ دہلی

ایک سوال:

یہ کیوں ضروری ہے کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے، اس میں کیا حرج ہے کہ کوئی مسئلہ کسی امام کا لے لیا جائے کوئی کسی کا، جیسا کہ دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین میں یہی طریق رائج تھا، کسی ایک پر سارے مذہب کا انحصار نہیں تھا؟

جواب:

قرونِ اولیٰ میں خیر کا غلبہ تھا، نفسانی خواہشوں کا عامۂ دین میں دخل نہیں تھا، اس لئے جو شخص بھی اپنے جس بڑے سے مسئلہ دریافت کرتا نیک نیتی سے دریافت کرتا اور اس پر عمل کر لیتا تھا، چاہے کسی شخص کے موافق ہو یا خلاف ہو، مگر بعد کے دور میں یہ بات نہیں رہی بلکہ لوگوں میں ایسا داعیہ پیدا ہونے لگا کہ ایک مسئلہ ایک عالم سے معلوم کیا اس میں نفس کو تنگی محسوس ہوئی تو دوسرے سے اسی پر قناعت نہیں کی گئی جس میں سہولت معلوم ہوئی تو بس اسی کو اختیار کر لیا، پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی بلکہ ہر مسئلہ میں اس کی فکر کی (کہ) کہاں سے سہولت کا جواب ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ طلبِ حق کا داعیہ نہیں۔

اس میں بعض دفعہ بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً کسی باوضو آدمی نے بیوی کو ہاتھ لگایا اس سے کسی شافعی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیونکہ یہ نقضِ وضو ہے تو یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کرتا ہوں، ان کے نزدیک ناقضِ وضو نہیں، بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے، پھر اس نے قے کی اس پر ایک حنفی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قے ناقضِ وضو ہے، اس نے جواب دیا کہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں، ان کے نزدیک ناقضِ وضو نہیں ہے، بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے(۱)۔ اب یہ شخص اگر اسی وضو سے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز

(۱) قال في شرح المهذب: إن العامي هل يلزمه أن يتمذهب بمذهب معين يأخذ بعزائمه ورخصه؟ وجهان حكاهما ابن برهان: أحدهما: لا يلزمه كما لم يلزم في العصر الأول أن يخص بتقليده عالماً بعينه، والثاني: يلزمه. وهو جار في كل من لم يبلغ رتبة الاجتهاد من الفقهاء وأصحاب سائر العلوم، ووجهه أنه لو جاز اتباع أي مذهب شاء لأفضى إلى أن يلتقط رخص المذاهب متبعاً هواه —

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہوگی، نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست ہوگی، اسی کا نام تلفیق ہے جوکہ بالاجماع باطل اور ناجائز ہے۔

درحقیقت یہ طریقہ اختیار کرنا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید ہے نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید ہے، بلکہ یہ تو خواہش نفسانی کا اتباع ہے جوکہ شرعاً ممنوع ہے (۱) اس کا نتیجہ خدا کے راستہ سے ہٹنا اور بھٹکنا ہے۔ ﴿ولاتتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله﴾ (۲) اس لئے ضروری ہوا کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے۔ چونکہ قرآن پاک نے اتباع کو انابت کے ساتھ مربوط کیا ہے ﴿واتبع سبيل من أناب إلي﴾ (۳) اس بناء پر مجموعی حالات سے کسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ظن غالب حاصل ہوا کہ یہ مصیب ہیں یعنی ان کا اجتہاد قرآن وحدیث کے زیادہ موافق ہے، اس لئے ان کی تقلید اختیار کی۔ کسی کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں سے کسی کے متعلق یہ ظن حاصل ہوا

= وبتخيير بين التحليل والتحريم، والوجوب والجواز، وذلك يؤدي إلى انحلال ربقة التكليف، بخلاف العصر الأول، فإنه لم تكن المذاهب الوافية بأحكام الحوادث مهذبة، فعلى هذا يلزمه أن يجتهد في اختيار مذهب يقلده على التعيين. وليس له أن يتمذهب بمذهب أحد من أئمة الصحابة رضي الله تعالى عنهم وغيرهم من الأولين وإن كانوا أعلم وأعلى درجة ممن بعدهم؛ لأنهم لم يتفرغوا لتدوين وضبط أصوله وفروعه، فليس لأحد منهم مذهب مهذب محرر مقرر، وإنما قام بذلك من جاء بعدهم من الأئمة الناحلين لمذاهب الصحابة رضي الله تعالى عنهم والتابعين، القائمين بتمهيد الأحكام والوقائع قبل وقوعها".

(مقدمة إعلاء السنن، الفائدة الحادية عشر، تحقيق في الالتزام بمذهب معين: ۲/۲۳، ادارة القرآن)

(۱) "ولو شاعت المذاهب كلها في بلدة من البلاد واشتهرت، وفيه من العلماء بكل مذهب عدد كثير، جاز للعامي تقليد أي مذهب من المذاهب شاء، وكلها في حقه سواء، وله أن لا يتمذهب بمذهب معين، ويستفتي من شاء من علماء المذاهب مرة وذلك أخرى، كما كان عليه السلف الصالح رضي الله تعالى عنهم، بشرط أن لا يلفق بين مذهبين في عمل واحد، ولا يتتبع الرخص متعمداً؛ لأن ذلك من التلهي، وهو حرام بالنص والإجماع". (مقدمة إعلاء السنن، الفائدة الحادية عشر في مسائل شتى: ۲/۲۲۳)

(۲) (ص: ۲۶)

(۳) (لقمان: ۱۵)

سیدھا راستہ ہے تو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کیونکہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔

احمد، نسائی، دارمی سے مشکوۃ نے بحوالہ اس آیت کے متعلق ایک حدیث نقل کی ہے:

"عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خط لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطاً، ثم قال: "ھذا سبیل اللہ" ثم خط خطوطاً عن یمینہ وعن شمالہ، قال: "ھذہ السبل، وعلی کل منھا شیطان یدعوا إلیہ وقرأ: ﴿وأن ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ﴾ (۱)۔

ترجمہ یہ کیا ہے کہ "عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی پھر فرمایا کہ "یہ اللہ کا راستہ ہے" پھر اس کے دائیں اور بائیں لکیر کھینچی پھر فرمایا: "یہ وہ راستہ ہے جن میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو لوگوں کو انہیں راستوں کی طرف بلاتا ہے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی: ﴿وأن ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ﴾ (۲)۔ غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے راستہ کو صراط مستقیم فرمایا ہے اور اس کے دائیں اور بائیں راستوں یعنی بلند پایہ فقہ کے احناف وغیرہ کے راستوں کو مردود شیطان کا راستہ قرار دیا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شیطان سیدھے راستہ سے لوگوں کو منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے"۔ اس سے بہتر تمثیل باطل کی نشاندہی کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے، اگر کسی کو یہ شک ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ تمثیل چاروں تقلیدی مذاہب پر کس طرح فٹ ہو سکتی ہے جبکہ اس حدیث میں صرف خطوط کا ذکر ہے اور چار کا ذکر نہیں ہے تو اس شخص کو "درمنثور" کی یہ روایت ملاحظہ کرنی چاہئے:

"عن جابر بن عبداللہ قال: کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فخط خطاً ھکذا أمامہ، فقال: "ھذا سبیل اللہ" وخطین عن یمینہ وخطین عن شمالہ، وقال: "ھذا سبیل

(۱) (مسند أحمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ: مسند ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۲/۵، رقم الحدیث: ۴۱۳۱، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

(ومشکوۃ المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

(۲) (الأنعام: ۱۵۳)

للشیطان"، ثم وضع یدہ فی الخط الأوسط وتلا: {وأن هذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ} [۶: ۱۵۳] (۱)

(ایضاً ابوداؤد شریف)

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اس طرح ایک خط اپنے سامنے کھینچا اور فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے" اور دو خط اس کے داہنے اور خط اس کے بائیں کھینچے یعنی چار خط، اور فرمایا: "یہ شیطان کا راستہ ہے" اور پھر اپنا دست مبارک بیچ کے خط پر رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "بلاشبہ میرا راستہ سیدھا ہے، پس اسی کی اتباع کرو"۔

اوپر کی حدیث اور آیت کے بارے میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ اور یہ ترجمہ ومطلب درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چاروں امام بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے صراطِ مستقیم پر ہیں، کوئی غلط راستہ پر نہیں، گمراہ نہیں، جیسے آمین بالجہر کہنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے (۲) اور آمین بالسر کہنا بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے (۳)۔ محدثین نے دونوں قسم کی حدیثیں اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ لکھی ہیں۔

---

(۱) (الدر المنثور للسیوطی رحمه الله تعالیٰ: ۳/۵۶، طبع مؤسسة الرسالة)

(۲) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "إذا قال الإمام: {غیر المغضوب علیهم ولا الضالین} فقولوا: آمین، فإنه من وافق قوله قول الملائکة، غفر له ما تقدم من ذنبه." (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمین: ۱/۱۰۸، قدیمی)

(۳) "عن علقمة بن وائل عن أبیه رضی الله عنه: أنه صلی مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فلما بلغ "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین"، قال: "آمین" وأخفی بها صوته." رواه أحمد، وأبو داؤد الطیالسی، وأبو یعلی الموصلی فی "مسندهم" والدار قطنی فی "سننه" والحاکم فی "المستدرک"، وقال: حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه". (إعلاء السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی سنیة التأمین والإخفاء بها: ۲/۲۲۱، إدارة القرآن)

(ومسند أحمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ: ۵/۳۱۶، رقم الحدیث: ۱۸۳۷۵، دار إحیاء التراث العربی)

اسی طرح رفع یدین (۱) اور ترک رفع یدین کا حال ہے (۲)۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا اس طریقہ پر جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں سنا تھا تو غصہ آیا، لیکن ان کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کیا، پھر ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور شکایت کی جس پر ارشاد فرمایا کہ "ان کو چھوڑ دو اور ان سے سنا کہ کس طرح پڑھتے ہو"، جب انہوں نے اسی طرح سنایا جس طرح وہ پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ "اسی طرح نازل ہوا ہے" پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے اس طرح پڑھا جس طرح پڑھتے تھے تو ارشاد فرمایا کہ "اسی طرح نازل ہوا ہے" (۳)، حالانکہ دونوں کے پڑھنے میں

---

(۱) "عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ، وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع، ویفعل ذلک إذا رفع رأسہ من الرکوع". الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب رفع الیدین إذا کبر وإذا رکع: ۱/۱۰۲، قدیمی)

(۲) "عن جابر بن سمرۃ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: "مالی أراکم رافعی أیدیکم کأنہا أذناب خیل شمس، اسکنوا فی الصلوٰۃ". (الصحیح لمسلم رحمہ اللہ تعالیٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب الأمر بالسکون فی الصلوٰۃ: ۱/۱۸۱، قدیمی)

(۳) "عروۃ بن الزبیر أن المسور بن مخرمۃ وعبد الرحمن بن عبد القاری حدثاہ أنہما سمعا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: سمعت ہشام بن حکیم یقرأ سورۃ الفرقان فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فاستمعت لقرأتہ، فإذا ہو یقرأ علی حروف کثیرۃ لم یقرئنیہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فکدت أساورہ فی الصلوٰۃ، فتصبرت حتی سلم، فلببتہ بردائہ فقلت: من أقرأک ہذہ السورۃ التی سمعتک تقرأ؟ قال: أقرأنیہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم. فقلت: کذبت، فإن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد أقرأنیہا علی غیر ما قرأت. فانطلقت بہ أقودہ إلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت: إنی سمعت ہذا یقرأ بسورۃ الفرقان علی حروف لم تقرئنیہا، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "أرسلہ، اقرأ یا ہشام" فقرأ علیہ القراءۃ التی سمعتہ یقرأ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "کذلک أنزلت" ثم قال: "اقرأ یا عمر" فقرأت القراءۃ التی أقرأنی، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "کذلک أنزلت". الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علی سبعۃ أحرف: ۲/۷۴۷، قدیمی)

اختلاف تھا مگر اس اختلاف کے باوجود کسی کو بھی گمراہ قرار نہیں دیا۔

جو حدیث شریف آپ نے نقل کی ہے وہ صحیح ہے معتبر ہے، اس کے الفاظ یقیناً گمراہی ہیں اور وہ وہی ہیں جو قرآن، حدیث کے خلاف ہیں، چاروں امام قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ عین موافق تھے۔ جو شخص ان چاروں کا مصداق چاروں اماموں کو قرار دیتا ہے وہ شیطان کی تقلید میں ایسا کہتا ہے کہ اس کو ایسی تنبیہ ضروری ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد ہیں(۱)، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد مکی بن ابراہیم ہیں جن سے "بخاری شریف" میں ثلاثیات مروی ہیں(۲)، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ جگہ جگہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد کا نام لے کر ان کے مذہب بڑے احترام کے ساتھ نقل کرتے ہیں، کیا معاذ اللہ وہ شیطان کے راستہ کی تائید واحترام کرتے ہیں۔

اہلِ حدیث کے اس کلام نے تو محدثین کو بھی گمراہ قرار دے دیا، ایسی جرأت بجز شیطان کی تقلید کے اور کون کر سکتا ہے۔ مسئلہ تقلید پر بہت سے رسالے موجود ہیں، "الاقتصاد، سبیل الرشاد، عقد الجید، التقلید" ان میں تفصیل سے تقلید کا ثبوت دیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔

---

(۱) "وأبي عبد الله بن محمد بن حنبل الشيباني رحمه الله تعالى" (المشكوة). قال القاري رحمه الله تعالى تحته: "كان إماماً في الفقه والحديث والزهد والورع والعبادة ... ببغداد ... ثم رحل إلى مكة والكوفة والبصرة والمدينة ... وسمع من يزيد بن هارون ... ومحمد بن إدريس الشافعي رحمه الله تعالى." (مقدمة المرقاة، ترجمة الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى: ١/١٦٠، رشيدية)

(۲) "وحكى الموفق عن مكي بن إبراهيم البلخي إمام بلخ وشيخ البخاري أنه دخل الكوفة ولزم أبا حنيفة رحمه الله تعالى وسمع منه الحديث والفقه، وأكثر عنه الرواية، وصحبه حياته، بدا حتى قال إسماعيل بن بشير: كنا في مجلس المكي، فقال: حدثنا أبو حنيفة، فصاح رجل غريب: حدثنا عن ابن جريج، ولا تحدثنا عن أبي حنيفة، فقال المكي: إنا لا نحدث السفهاء، حرمت عليك أن تكتب عني، فلم يمتنع من مجلسه حتى أقيم الرجل من مجلسه، ثم قال: حدثنا أبو حنيفة رحمه الله تعالى." (مقدمة أوجز المسالك، الباب الرابع، الفائدة الرابعة: ١/٩٥، المكتبة اليحيوية سهارنپور)

باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں:

تقلید شخصی کا ثبوت:

[۷۵۵] ۱..... تقلید شخصی واجب ہے یا فرض؟ نیز تقلید کرنے کے لئے اقوال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یا نہیں؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مجتہد تھے؟

[۷۵۶] ۲..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مجتہد تھے یا مقلد؟

۳..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کی تقلید کرتے تھے یا نہیں؟

جوابات مع اقوال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سند نص، عبارات پوری معہ ترجمہ زیر علمی عنایت فرمادیں، بینوا توجروا۔

المستفتی: بندہ ابوذر گورہ بہاری، مظفرپوری، بہاری۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... تقلید شخصی واجب ہے، کیونکہ احکام شرعیہ دو قسم پر ہیں: اول منصوص، دوم غیر منصوص۔ پھر منصوص دو قسم پر ہیں: اول متعارض، دوم غیر متعارض۔ پھر غیر متعارض کی دو صورتیں ہیں: اول معلوم التقدیم والتاخیر، دوم غیر معلوم التقدیم والتاخیر۔

پس احکام منصوصہ غیر متعارضہ اور متعارضہ معلوم التقدیم والتاخیر میں تو کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی ان میں تقلید کی ضرورت، لیکن احکام غیر منصوصہ اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تقلید کی ضرورت ہے اور بجز تقلید کوئی چارۂ کار نہیں، کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں: یا ان پر کچھ عمل نہ کرے گا یا کچھ کرے گا۔ اگر کچھ نہ کیا تو نص: ﴿أيحسب الإنسان أن يترك سدى﴾ (۱) اور: ﴿أفحسبتم أنما خلقناكم عبثا﴾ (۲) کی

---

(۱) (القیامۃ: ۳۶)

(۲) (المؤمنون: ۱۱۵)

مخالفت لازم آنے گی۔ اگر کسی نے عمل کیا تو احکام غیر منصوصہ میں بلا علم اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں بلا تعیین کسی جانب کے ممکن نہیں، پس علم تعیین حکم نص یا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ غیر منصوصہ میں نص موجود نہیں اور منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعارض ہوا، اور تقدیم وترجیح کا علم نہیں، تعیین ہو تو کیسے ہو؟ لہذا ان دونوں میں قیاس کی ضرورت پیش آئی۔ اول یعنی غیر منصوص میں نفس علم کے لئے۔ اور ثانی یعنی منصوصہ متعارضہ غیر معلوم التقدیم والتاخیر میں تعیین کے لئے۔

پس قیاس یا ہر شخص کا شرعاً معتبر ہو کہ جو جو کسی کی سمجھ میں آئے، یا بعض کا معتبر ہو بعض کا نہیں، کل کا تو معتبر ہو نہیں سکتا، لقولہ تعالیٰ: ﴿ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾ (۱) لہذا بعض کا معتبر ہوگا، جس کا قیاس شرعاً معتبر ہے اس کو مجتہد ومستنبط کہتے ہیں اور جس کا قیاس شرعاً معتبر نہیں اس کو مقلد کہتے ہیں اور مقلد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے لقولہ تعالیٰ: ﴿واتبع سبيل من اناب الی﴾ (۲) اب جاننا چاہئے کہ ائمہ اربعہ کے تاریخی حالات سے بالیقین معلوم ہوا کہ وہ "من اناب الی" کے عموم میں داخل ہیں پس ان کا اتباع بھی ضروری ہوا۔

رہی یہ بات کہ مجتہد تو بہت سے گذرے ہیں کسی دوسرے کی تقلید کیوں نہ کی جائے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع کے لئے علم تفصیل ضروری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی مجتہد کا مکمل بہ تفصیل جزئیات وفروع معلوم نہیں کیونکہ کسی کا مذہب اس طرح مدون موجود نہیں (۳) کسی کا اتباع کیونکر ممکن ہے؟ لہذا ائمہ اربعہ میں سے ہی اتباع کرنا ہوگا۔

ایک بات اور باقی رہی وہ یہ کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک ہی کی تقلید کیوں ضروری ہے یعنی تقلید شخصی کیوں واجب ہے، بلا تعیین ائمہ اربعہ کے مذہب کا اتباع کیوں کافی نہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسائل دو قسم کے ہیں اول مختلف فیہا، دوم متفق علیہا، متفق علیہا میں تو سب کا اتباع ہوگا اور مختلف فیہا میں تو سب کا اتباع نہیں ہو سکتا، بعض کا ہوگا، بعض کا ترک ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ کوئی وجہ ترجیح ہو سوا اس کے اتباع ہوا واتباع الی الہوی محقق

(۱) النساء: ۸۳

(۲) لقمان: ۱۵

(۳) سیاتی تحت عنوان "قول امام کے خلاف حدیث ہو تو مقلد کیا کرے؟"

فرمایا جس امام کی اتابت الی اللہ زائد معلوم ہوگی اس کا اتباع کیا جائے گا۔ اب تحقیق زیادہ اتابت کی بالتفصیل کی جائے گی یا اجمالاً: تفصیلاً یہ کہ ہر فرع و جزئی مختلف فیہ میں دیکھا جائے کہ حق کس کی جانب ہے، اجمالاً یہ کہ ہر امام کے مجموعۂ حالات و کیفیات پر نظر کی جاوے کہ غالباً کون حق پر ہوگا اور کس کی اتابت زائد ہے۔ صورتِ اولیٰ میں حرج اور تکلیف ما لا یطاق کے باوجود مقصد مقلد نہ ہوا بلکہ اپنی تحقیق کا متبع ہوا نہ دوسرے کے تکمیل کا، وہو خلاف المفروض، پس صورتِ ثانیہ متعین ہوگئی۔ کسی کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے مجموعہ حالات سے یہ ظن غالب و اعتقاد راسخ ہوا کہ یہ مصیب ہیں، کسی کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر، کسی امام مالک پر، کسی کو امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ پر، اس لئے ہر ایک نے اسی کا اتباع اختیار کیا اور جب ایک کے اتباع بوجہ علم بالاناہۃ اجمالاً کے التزام کیا گیا تو اب بعض جزئیات کا بلا کسی وجہ قوی یا ضرورت شدیدہ کے اس کی مخالفت سے شق اول عود کرے گی وقد ثبت بطلانہ۔ پس اس تقریر سے چند مسائل ثابت ہوئے:

۱- وجوب تقلید مطلقاً۔ ۲- تقلید ائمۂ اربعہ خصوصاً انحصار فی المذاہب الاربعہ ۳- وجوب تقلید شخصی۔ ۴- مقلد اپنے امام کے اقوال کی تقلید کرے گا۔ ۵- اور ان مسائل پر عمل کرے گا جو اس کے امام نے قرآن کریم اور احادیث سے استنباط کئے ہیں۔ ۶- اور مقلد کو یہ حق نہیں کہ اقوال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود مسائل کا استنباط کرے کیونکہ اس میں استنباط کی قوت نہیں، جیسا کہ مقلد کی تعریف سے معلوم ہو چکا، البتہ مسائل منصوصہ ظاہر الدلالۃ غیر متعارضہ معلومۃ التقدیم والتاخیر میں نص کے موافق عمل کرے گا کما مر سابقاً۔

۲... حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے درجہ کے مجتہد تھے اور بہت بڑے محدث بھی تھے۔

مجتہد کے لئے قرآن، حدیث، آثار، تاریخ، لغت، قیاس میں ماہر ہونا ضروری ہے۔

"الإمام أبو حنيفة رحمه الله تعالى مجتهد إجماعاً، بل من أكابر المجتهدين، لم ينكر أحد سلفاً ولا خلفاً، والرجل لا يكون مجتهداً إلا بعد أن يكون ماهراً بالقرآن والحديث والآثار والتاريخ والقياس كما صرح به أئمة الأصول". مقدمه أوجز، ص: ۶۱(۱)۔

---

(۱) (مقدمة أوجز المسالك لشيخ الحديث زكريا رحمه الله تعالى، الباب الرابع في ذكر الإمام الأعظم أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه، الفائدة الرابعة في علو مرتبته في الحديث: ۱/۵۸، المكتبة اليحيوية سهارنپور)

ابن حجر نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار ہزار مشائخ تابعین وغیرہم سے علم حاصل کیا ہے، علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو محدثین کے طبقات حفاظ میں شمار کیا ہے (۱)۔

۳... خود مجتہد مطلق تھے، قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر خود ان سے مسائل استنباط کرتے تھے، کسی کے مقلد نہ تھے۔ (کذا فی النافع الکبیر ص: ۹۷) (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۲/۵۳ھ۔

صحیح: عبداللطیف عفی عنہ مدرسہ مظاہر علوم، ۱۵/ذی الحجہ/۵۳ھ۔

بعض مسائل میں دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کس کے مقلد تھے؟

سوال [۱۰۵۶]: جو شخص حنفی کہلا کر بعض مسائل اختلافیہ میں مسائل شافعیہ وحنبلیہ پر اپنی تحقیق کی بناء پر عمل کرے تو وہ حنفیت سے نکل جائے گا یا نہیں؟ حالانکہ امام ولی اللہ صاحب انفاس العارفین ص: ۴۰ میں لکھتے ہیں:

"مخفی نماند کہ حضرت ایشان یعنی عبدالرحیم صاحب دہلوی در اکثر امور موافق مذہب حنفی عمل می کردند الا بعض چیزہا کہ بحسب حدیث یا وجدان بمذہب دیگر ترجیح می یافتند، از آن جملہ آنست کہ در اقتداء سورۂ فاتحہ می خواندند، ودر جنازہ نیز" (۳)۔

(دیکھو کتاب "حزب امام ولی اللہ صاحب دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ" ص: ۱۰۰) (۴)

---

(۱) "قال ابن حجر رحمه الله تعالى: إنه أخذ عن أربعة آلاف شيخ من أئمة التابعين وغيرهم، ومن ثمة ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين". (مقدمة الأوجز، المقصد السابق، الفائدة الخامسة: ۱/۲۰)

(وكذا في مقدمة إعلاء السنن "أبوحنيفة وأصحابه المحدثون"، الفصل الثالث في درجة الإمام في علم الحديث: ۲۱/۳، ۱۵، إدارة القرآن)

(۲) (النافع الكبير مع الجامع الصغير، الفصل الأول، ص: ۱۰، إدارة القرآن كراچی)

(۳) (أنفاس العارفين لشاه ولي الله محدث دهلوي، ص: ۴۰، المعارف گنج بخش روڈ لاہور)

(۴) (حزب ولی اللہ دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ، ص: ۴۲، سندھ ساگر اکادمی لاہور)

مؤلفہ مولانا مولوی عبیداللہ صاحب سندھی حنفی دیوبندی۔

نیز مکتوبات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے ص: ۵ میں لکھا ہے:

"گفتم: بقدر امکان جمع می کنم در مذاہب مشہورہ، مثلاً صوم و صلوٰۃ و وضو و غسل و حج بوضعے کہ واقع می شود کہ ہمہ اہل مذاہب صحیح دانند و عند تعذر الجمع باقوی مذاہب از روئے دلیل و موافقت صریح حدیث عمل می نمایم"(۱)۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی وحضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے مسلک مذکورہ کی بناء پر مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اور ان کو باوجود حنفی مذہب کے ایسا کرنا درست تھا یا نہیں؟ غور فرما کر اس مسئلہ پر لکھیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر کوئی حنفی اپنی وسعت نظر، جودت فہم، معانی باطن یا کسی اور داعیہ قویہ کی بناء پر کسی دوسرے امام کی دلیل کو قوی سمجھ کر اس پر عمل کرے تو وہ شخص حنفیت سے خارج نہیں ہوگا(۲) اور قوت داعیہ کے موافق

---

(۱) (لم أظفر عليه)

(۲) "والحاصل أن ما خالف فيه الأصحاب إمامهم الأعظم لا يخرج عن مذهبه إذا رجحه المشايخ المعتبرون، وكذا ما بناه المشايخ على العرف الحادث لتغير الزمان أو للضرورة، ونحو ذلك لا يخرج عن مذهبه أيضاً؛ لأن ما رجحوه لترجح دليله عندهم مأذون به من جهة الإمام الخ". (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۴۶، مير محمد كتب خانه)

"ونظير هذا ما نقله العلامة بيري في أول شرحه على الأشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة، ونصه: إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث، ويكون ذلك مذهبه، ولا يخرج مقلده عن كونه حنفياً بالعمل به. ..... ولا يخفى أن ذلك لمن كان أهلاً للنظر في النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها. ..... ولذا رد المحقق ابن الهمام على بعض المشايخ حيث أفتوا بقول الإمامين بأنه لا يعدل عن قول الإمام إلا لضعف دليله". (رد المحتار، المقدمة، مطلب: صح عن الإمام أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي ..... ۱/۶۸، سعيد)

وہ شخص معذور ہوگا اور دوسروں کو اس کا اتباع جائز نہیں ہوگا (۱) اور اس کی نظیریں مذاہب اربعہ میں موجود ہیں۔ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی ابحاث کو ان کے تلمیذِ خاص قاسم بن قطلو بغا نے ناقابلِ اعتناء قرار دیا ہے، کذا فی رسم المفتی (۲)۔ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ کبریٰ میں لکھا ہے کہ فقہ شافعی میں زکوۃ کے متعلق تین مسائل ایسے ہیں جن میں فقہ حنفی کے موافق فتویٰ دیا جاتا ہے: نقل الزکوۃ، ودفع الزکوۃ إلی واحد، ودفعها إلی أحد الأصناف اھ (۳)۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کو طہارتِ ماء کے متعلق پسند کیا ہے (۴)۔

= "ولو أن رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً مأجوراً، أما انتقال غيره من غير دليل .... فهو المذموم الآثم". الخ (رد المحتار، باب التعزير: ۴/۸۰، سعيد)

(۱) "أن المفتي المجتهد ليس له العدول عما اتفق عليه أبو حنيفة وأصحابه، فليس له الإفتاء به وإن كان مجتهداً متقناً ...... قلت: ذلك في حق من يفتي غيره ...... وأما في حق العمل به لنفسه فالظاهر جوازه له، يدل عليه قول خزانة الروايات: يجوز له أن يعمل عليها وإن كان مخالفاً لمذهبه، أي لأن المجتهد يلزمه اتباع ما أدى إليه اجتهاده". (شرح عقود رسم المفتي: ۲۰۲، ۲۰۳، مير محمد كتب خانه كراچي)

(۲) "قال العلامة قاسم في حق شيخه خاتمة المحققين الكمال ابن الهمام: "لا يعمل بأبحاث شيخنا التي تخالف المذهب". (شرح عقود رسم المفتي، ص: ۶۸، مير محمد كتب خانه كراچي)

(وكذا في ص: ۴۲، من شرح عقود رسم المفتي، مير محمد كتب خانه كراچي)

(۳) "جاز له أن ينقل ما كان أخذه إلى بلده .... فله إعطاء بعض آحاد الصنف أقل متمول، فإن أعطى اثنين من صنف دون الثالث .... أو واحد فقط .... أما إذا لم يوجد الثالث فيعطي الكل للاثنين إن احتاجاه، ولا ينتقل ما في أسهم إلى غيرهما، فإن لم يحتاجوه رد على الباقين إن احتاجوه وإلا نقل إلى غيرهم، إذ حصة من فقد من الأصناف أو من آحاد الصنف بمحل الزكاة .... الخ". (الفتاوى الكبرى لابن حجر المكي، كتاب الزكاة: ۲/۳۴، ۳۸، المكتبة الإسلامية)

(۴) "هذا هو مذهب الشافعي رضي الله عنه، وكنت أود أن يكون مذهبه كمذهب مالك رضي الله عنه في أن الماء وإن قل لا ينجس إلا بالتغير، إذ الحاجة ماسة إليه". (إحياء العلوم للغزالي، كتاب أسرار الطهارة: ۱/۱۸۳، وشيديه)

فقہائے احناف نے مسئلہ مفقود میں امام مالکؒ کا مسلک اختیار کیا ہے(۱) وغیرہ وغیرہ۔

شاہ عبدالرحیم صاحب حنفی تھے(۲)، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں وہ بھی شریک تھے اور جگہ جگہ اصلاحات بھی فرمائی ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی مقلد اور حنفی تھے(۳)، بعض حضرات کو ان کی مختلف عبارات سے اس کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے مگر اسی کتاب میں: ۴۸، ۶۳، ۱۰۵ میں حنفی مذہب کو ترجیح دی ہے، اصل یہ ہے کہ وہ کسی کی تقلید نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہ طبعی چیز تھی، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مشاہدہ میں ان کو اس پر مجبور کیا گیا جیسا کہ اور بھی بعض اشیاء پر

---

(۱) (راجع إلى "حیلۂ ناجزہ" للحکیم الأمت أشرف علی التھانوی، ص: ۶۲، دار الإشاعت، کراچی)

(۲) دیکھئے مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی کی مؤلف "مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تنظیم فکر ولی اللٰہی"، ص: ۵۱، طبع حق چار یار اکیڈمی گجرات)

"شاہ صاحب انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں:

"یہ بات نقل شدہ ہے کہ حضرت اکثر امور میں حنفی مذہب کے مطابق عمل فرماتے تھے سوائے چند ایک چیزوں کے"۔

(کتاب "مولانا عبید اللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللٰہی، المصدر السابق)

(وکذا فی أنفاس العارفین، مترجم سید محمد فاروق قادری، ص: ۷۷، المعارف گنج بخش لاہور)

(۳) اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "کتبہ بیدہ الفقیر إلی رحمۃ اللہ الکریم الودود، ولی اللہ بن عبدالرحیم .... الصوفی طریقۃً، والحنفی عملاً، والشافعی درساً" یہ الفاظ حضرت نے اس صحیح بخاری پر تحریر فرمائے ہیں جو شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں استعمال ہوا ہے۔ (مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور تنظیم فکر ولی اللٰہی، ص: ۵۳، حق چار یار اکیڈمی گجرات)

وفی حزب امام ولی اللہ محدث دھلوی ھکذا: "شاہ ولی اللہ حنفی تھے:...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حنفی مذہب کا ایک ایسا عمدہ طریقہ بتایا جو ان حدیثوں سے جن کو بخاری اور ان کے ساتھیوں نے جمع کیا اور ان کی جانچ پڑتال کی، زیادہ قریب اور موافق ہے اور یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ، ان تینوں کے اقوال میں سے وہ قول قبول کیا جائے جو حدیث سے زیادہ قریب ہو...... الخ"۔

(حزب ولی اللہ دہلوی کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ، ص: ۹۲، سندھ ساگر اکادمی، لاہور)

خلافِ طبع مجبور کیا گیا، چنانچہ فرماتے ہیں:

"وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأساً، ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي اه". فيوض الحرمين، ص: ٦٤(١)۔

اس میں مذاہبِ اربعہ میں سے کسی کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ ذکر کیا گیا ہے، نیز ص: ۴۸، ۶۲، ۱۰۵ میں ترجیح موجود ہے۔

بعض مسائل میں دیگر مذاہب کی رعایت موجود ہو اس میں خروج عن الخلاف کو فقہاء نے مستحب لکھا ہے (۲) شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا عام طریقہ یہی ہے: لا في بعض المسائل، فإنه عمل بمخالفه۔

ایک کتاب پر اپنے دستخط کے ساتھ انہوں نے حنفی خود بھی تحریر فرمایا ہے (۳) جس پر بادشاہِ وقت کے بھی دستخط ہیں اور وہ کتاب دائی بخش لائبریری پٹنہ بہار میں محفوظ ہے۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۱۱/۶۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ ذی قعدہ/ ۶۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ ذی قعدہ/ ۶۳ھ۔

کیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مقلد تھے؟

سوال [۵۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے یا غیر مقلد، اگر مقلد تھے تو ان کا مسلک کیا تھا؟ یہاں بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ اور تنقیم گرروں آلنبی، ص: ۵۵، (بحوالہ فيوض الحرمين: ۱۶۵) حق چار یار اکیڈمی گجرات)

(فيوض الحرمين، مشاهدة أخرى بالإجمال، ص: ٦٥، كتب خانه رحيميه ديوبند)

(۲) "الاحتياط في الدين مطلوب، ومراعاة الخلاف أمر محبوب سواء كان قولاً ضعيفاً في المذهب، أو كان مذهب الغير كيف، الخ". (الفوائد المخصصة بأحكام كي الحمصة، في ضمن رسائل ابن عابدين: ۱/۱۰۱، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۳) (راجع، ص: ۲۱۹، رقم الحاشية: ۳)

تھے۔ حوالہ کتب معتبرہ سے مدلل بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علوم ظاہرہ، افکار رفیعہ، اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ، تزکیۂ نفس، طہارت باطن، نسبت قویہ، مکاشفہ صحیحہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ جہاں کسی چیز میں کوئی اشکال ہوا فوراً روحانیت نبویہ سے حل کرلیا، آثار صحابہ گویا سب کے سب نظروں کے سامنے تھے، ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل تھی، ائمہ مجتہدین کے اصول استنباط اور ماخذ مسائل پر پورا عبور تھا، تطبیق بین الروایات میں ملکۂ تامہ تھا، ناسخ ومنسوخ کے حافظ تھے، وغیرہ وغیرہ ان اسباب کی بناء پر آپ تقلید کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے، طبیعت کو اس سے انکار تھا، لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقلید پر مجبور فرمایا، تقلید کے علاوہ اور بھی بعض چیزیں ایسی ہیں کہ تقاضائے طبعی کے خلاف ان پر مامور کئے گئے چنانچہ لکھتے ہیں:

"وثانيهما: الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الأربعة، لا أخرج منها، والتوفيق ما استطعت، وجبلتي تأبى، وتأنف منه رأساً، ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي اهـ". (فيوض الحرمين ص: ۶۴)(۱)۔ اس سے مطلق تقلید کے ساتھ مقید ہونا معلوم ہوا، نیز وہ تقلید مذاہب اربعہ میں محصور ہے۔

مذہب حنفی کی ترجیح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"عرفني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أن في المذهب الحنفي طريقة أنيقة، هي أوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان البخاري وأصحابه، وذلك أن يؤخذ من أقوال الثلاثة قول أقربهم بها في المسئلة، ثم بعد ذلك يتبع اختيار الفقهاء الحنفيين الذين كانوا من علماء الحديث، فرب شيء سكت عنه الثلاثة (أبو حنيفة وصاحباه) في الأصول، وما تعرضوا لنفيه، ودلت الأحاديث عليه، فليس بد من أصحابه، والكل مذهب حنفي اهـ". (فيوض الحرمين ص: ۴۸)(۲)۔

۱۱۷۶ھ میں وفات ہے، اگر ۱۱۷۱ھ میں آخری مرتبہ "بخاری شریف" پڑھائی ہے، تو مولوی چراغ

(۱) (فیوض الحرمین (مترجم) تصیران مطابع دہلی ص: ۶۴، دار الاشاعت)

(۲) (فیوض الحرمین (مترجم) تصیران مطابع دہلی ص: ۴۸، دار الاشاعت)

صاحب کے لئے سند اپنے قلم سے لکھی ہے جو کہ بخاری شریف کے ساتھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے، اس میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھا ہے اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی تصدیق ہے کہ یہ میرے والد کی تحریر فرمودہ ہے، حضرت شاہ عالم کی مہر بھی اس تصدیق پر موجود ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر تک حنفی رہے، کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں کہ بعد میں غیر مقلد ہو گئے تھے نعوذ باللہ منہ۔ البتہ حسب وسعت ترجیح فرماتے تھے، اولہ کی قوت وضعف سے بھی بحث فرمایا کرتے تھے جس سے بعض کو شبہ ہو جایا کرتا تھا فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

امام کے قول کے خلاف اگر حدیث موجود ہو تو مقلد کیا کرے؟

سوال[۱۰۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثلاً اپنی رائے اور قول کی موافقت ناجائز ہو یعنی کوئی بھی مسئلہ ہو یعنی امام صاحب کے قول کے مقابل میں حدیث صحیح ہو، راوی حدیث بیان کرنے والے تقریباً چار سے زائد ہوں اور راوی ثقہ ہیں، راویوں کی بالکل ایک ہی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح حدیث بیان کرتے ہیں اور صحیح حدیث بخاری کی موجود ہے تو ایک شخص امام کا قول ترک کر کے احادیث پر عمل کرتا ہے۔ اب آپ سے فتویٰ چاہتا ہے برائے مہربانی فتویٰ ارسال فرمادیں۔

۲۷/ جون ۱۹۷۱ء (ز) کھانڈ ہون، علاقہ نوبیرہ، تحصیل کشتواڑ، ضلع ڈوڈہ، ریاست جموں وکشمیر، مولوی احمد اللہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات تو ممکن ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے "بخاری شریف" کی کوئی حدیث اس کے خلاف ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسئلہ بلا دلیل ہو۔ اتنا تو غور کیجئے کہ صحیح حدیث جب کسی مسئلہ میں موجود ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائے (قیاس) جائز نہیں (۱) پھر یہ

---

(۱) "وقد روى الشيخ محي الدين في: "الفتوحات المكية" بسنده إلى الإمام أبي حنيفة أنه كان يقول: "إياكم والقول في دين الله تعالى بالرأي، وعليكم باتباع السنة، فمن خرج عنها ضل" .... وكان يقول: "عليكم بآثار من سلف، وإياكم وآراء الرجال اھ". .... وكان يقول: "لم تزل الناس في صلاح مادام فيهم من يطلب الحديث، فإذا طلبوا العلم بلا حديث فسدوا". .... وقال أيضاً رأي في –

کہنا کہ ان کا قول (رائے) یعنی قیاس محض رائے اور قیاس ہے جو کہ حدیث کے خلاف ہے غلط اور امام صاحب کے اصول کے خلاف ہے جو کہ تہمت ہے۔

رائے کا حاصل تو یہ ہے کہ جو مسئلہ نص (آیت یا حدیث) میں موجود ہو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے علت تلاش کرتے ہیں تاکہ جن مسائل سے نص ساکت ہے اور ان میں وہ علت موجود ہے تو حکم نص کو وہاں متعدی کردیا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ حکم نص زیادہ سے زیادہ عام ہو جائے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں ثابت کیا ہے (۱) لہٰذا جس مسئلہ میں خود نص موجود ہوگی وہاں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ رائے اور قیاس کو دخل ہی نہیں دیں گے بلکہ نص پر عمل کریں گے۔

بعض کوتاہ نظر کسی ایک حدیث کو دیکھ کر کہنے لگتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا فلاں قول مطلقاً حدیث کے خلاف اور محض رائے پر مبنی ہے یہ ان کی کوتاہ نظری ہے یا عناد ہے۔ صحیح بخاری شریف مجموعی حیثیت سے اعلیٰ کتاب ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کی ہر ہر حدیث دیگر کتب کی ہر ہر حدیث سے اعلیٰ ہو، بلکہ ہوسکتا ہے کہ دوسری کتاب کی حدیث مثلاً جس پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول مبنی ہے وہ بخاری شریف کی حدیث سے اعلیٰ ہو، شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح القدیر میں اس پر بحث کی ہے (۲)، نیز عمدۃ

= الفرحات)، وقد تتبعت بحمد الله أقواله و أقوال أصحابه لما ألفت كتاب: "أدلة المذهب" فلم أجد قولاً من أقواله و أقوال أتباعه إلا وهو مستند إلى آية، أو حديث، أو أثر، أو إلى مفهوم ذلك، أو حديث ضعيف كثرت طرقه، أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح". (ص: ۲۲) ". (إعلاء السنن، المقدمة، أبو حنيفة و أصحابه المحدثون ۳/۲۰، ۲۱، إدارة القرآن كراچي)

(۱) (تقدم تخريجه تحت عنوان: "تقلید کی شرعی حیثیت")

(۲) قال ابن الهمام: "و كون معارضه في البخاري لا يستلزم تقديمه بعد اشتراكهما في الصحة، بل يطلب الترجيح من خارج. و قول من قال: أصح الأحاديث ما في الصحيحين، ثم ما انفرد به البخاري، ثم ما انفرد به مسلم، ثم ما اشتمل على شرطهما من غيرهما، ثم ما اشتمل على شرط أحدهما تحكّمٌ لا يجوز التقليد فيه؛ إذ الأصحية ليس إلا لاشتمال رواتهما على الشروط التي اعتبراها، فإذا فرض وجود تلك الشروط في رواة حديث في غير الكتابين أفلا يكون الحكم بأصحية ما في الكتابين عين التحكم؟ و قد أخرج مسلم عن كثير في كتابه ممن لم يسلم من غوائل الجرح، و كذا في البخاري جماعة تكلم =

ہے کذا فی الحموی (۱)۔

۵۔ اس کی اجازت نہیں۔ یہ تتبع رخص اور تلعب ہے، عقد الجید (۲)، انصاف (۳)، سبیل الرشاد (۴)، الاقتصاد (۵)، انتصار الحق (۶)، تیسیر (۷)، التقریر والتحبیر (۸) میں تفصیل دلائل مذکور ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حنفی کو کسی اور کے قول پر عمل کرنا کیا تقلید کے خلاف ہے؟

سوال [۱۱۷]: تقلید کی تعریف کیا ہے؟ اگر امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وزفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرے تو کیا اس صورت میں بھی حنفی رہیگا؟ بوقت ضرورت شوافع ومالکیہ کے قول پر (مثلاً مسئلہ مفقود) عمل کرنے سے حنفی رہے گا یا نہیں جب کہ دوسرے امام کے قول پر عمل کر رہا ہے؟ سائل محمد بشیر رنگونی ۵/صفر ۵۳ھ

---

(۱) لم أجده في الحموي على الأشباه، وقال في مقدمة إعلاء السنن: "قال صاحب جامع الفتاوى من الحنفية: يجوز للحنفي أن ينتقل إلى مذهب الشافعي وبالعكس لكن بالكلية، أما في مسئلة واحدة فلا يمكن". (ذكر الشروط الثلاثة لجواز الانتقال: ۳/۳۰۳، إدارة القرآن كراچي)

وفي رد المحتار: "ولو أن رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له، كان محموداً مأجوراً". (كتاب الشهادات، باب التعزير، مطلب فيما إذا ارتحل إلى غير مذهبه: ۴/۸۰، سعيد)

(۲) (عقد الجيد مع ترجمه اردو) تاكيد الأخذ بهذه المذاهب الأربعة، ص: ۵۳، ۷۳، ۱۳۳، ۱۳۰، قرآن محل كراچي)

(۳) (الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف، التقليد في المذاهب الأربعة، ص: ۱۰۹، ۱۱۰، دار النفائس)

(۴) (سبيل الرشاد، فوائد ششم ص: ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۵۲، ادارۂ اسلاميات لاہور)

(۵) (الاقتصاد في التقليد والاجتهاد، مقصد چهارم ص: ۴۰-۵۵، ادارۂ اسلاميات لاہور)

(۶) (انتصار الحق، اثبات تقليد امام معين كے دلائل، ص: ۱۰۳، ۱۹۲، مطبع صديقي، بمبئي)

(۷) (تيسير التحرير، مسئلة: لا يرجع المقلد فيما قلد فيه، الجزء الرابع، ص: ۲۵۴، ۲۵۵، مصطفى البابي)

(۸) (التقرير والتحبير، مسئلة: غير المجتهد المطلق يلزمه التقليد: ۳/۳۴۴، ۳۴۵، ومسئلة: لا يرجع المقلد فيما قلد فيه: ۳/۳۵۰، ۳۵۵، عباس أحمد الباز مكة المكرمة)

الجواب حامداً ومصلیاً:

غیر مجتہد کا قول مجتہد کو اختیار کرنا اس اعتماد پر کہ اس کے پاس اس کی دلیل ہے اور اس سے دلیل طلب نہ کرنا یہی تقلید ہے (۱)۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے اصول جن کو ان کے تلامذہ نے مفصلاً بیان کیا اور ان پر مسائل متفرع ہوئے، خواہ وہ مسائل امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بالتصریح منقول ہوں یا نہ ہوں ان کو ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا حنفی ہے۔ امام صاحب کے تلامذہ کے اقوال بھی امام صاحب ہی کے اقوال ہیں، خواہ وہ صراحۃً ہوں خواہ التزاماً، لہٰذا مواقع مخصوصہ میں ان پر عمل کرنے سے حنفیت سے خروج نہ ہوگا۔

بعض دفعہ واقعات اور حوادث کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے جیسے متاخرین نے دیکھا کہ اگر آج امام صاحب ہوتے تو فلاں مسئلہ میں یہ حکم دیتے لہٰذا متاخرین نے وہی حکم دیا، خواہ وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو یا کسی دوسرے کا، اس قسم کا تغیر جو نقل وصدق کی افضلیت وغیرہ کا خود امام صاحب کے زمانہ میں بھی ہوا ہے لہٰذا اس سے حنفیت میں فرق نہیں آتا۔ وجدہ فی شرح رسم المفتی لابن عابدین (۲)۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، ۲۸/۲/۵۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد۔ صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، ۵/صفر/۵۳ھ۔

---

(۱) (تحفۃ العلماء، باب چہارم، تقلید کا بیان: ۱/۲۸۲، ۲۸۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

(۲) "وفی الولوالجیہ من کتاب الجنایات: قال أبو یوسف: ما قلت قولاً خالفت فیہ أبا حنیفۃ إلا قولاً قد كان قالہ، وروی أنہ قال: ما خالفت أبا حنیفۃ فی شیء إلا قد قالہ ثم رجع عنہ، فہذا إشارۃ إلی أنہم ما سلکوا طریق الخلاف، بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد ورأی اتباعاً لما قالہ أستاذہم أبو حنیفۃ. انتہی ... قالوا: ما قلنا فی مسئلۃ قولاً إلا وہو روایتنا عن أبی حنیفۃ، وأقسموا علیہ أیماناً غلاظاً، فلم یتحقق إذن فی الفقہ جواب ولا مذہب إلا لہ کیف ما کان، وما نسب إلی غیرہ إلا بطریق المجاز للموافقۃ ... (وقال بعد صفحتین) والحاصل: أن ما خالف فیہ الأصحاب إمامہم الأعظم لا یخرج عن مذہبہ إذا رجحہ المشایخ المعتبرون، وکذا ما بناہ المشایخ علی العرف لتغیر الزمان أو للضرورۃ ونحو ذلک لا یخرج عن مذہبہ أیضاً ... باعتبار أنہ لو کان حیاً لقال بما قالوہ، وإنما ہو مبنی علی قواعدہ أیضاً". (شرح عقود رسم المفتی، مطلب: أقوال أصحاب الإمام فی الحقیقۃ أقوالہ، ص: ۲۵-۲۸، میر محمد کتب خانہ)

مذاہب اربعہ کا ماخذ

سوال[۷۰۱]: کیا اہل سنت والجماعت میں شامل ہونے کے لئے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی اتباع ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کتاب وسنت سے ثابت کیا جائے کہ ائمہ مجتہدین میں سے کس کا اتباع کرے؟ اسلام میں ان چاروں مذاہب کے لئے کیا دلیل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ما انا علیہ واصحابی" (۱) کے طریق کو حق وثواب فرمایا ہے، یہ تو حکم اجمالی ہے، پھر یہ مذاہب تفصیل سے مدون ہوئے ان میں ائمہ اربعہ کے مذہب "ما انا علیہ واصحابی" کے ساتھ توافق (۲) ہے، یہ استقراء مسائل اور تتبع دلائل سے ثابت ہے، ان چاروں میں سے جس محقق عالم نے تفتیش کرکے جس کے مذہب کو اقرب واوفق پایا اس کا اتباع کرلیا (۳)۔ اس مسئلہ پر مستقل رسائل عربی، فارسی، اردو میں موجود ہیں جن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے، الاقتصاد (۴) وغیرہ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني: ۱/۳۰، قديمي)

(۲) "فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة والجماعة، فإن نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه ومقته في مخالفتهم. وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الأربعة وهم: الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالى، ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار" (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الذبائح: ۴/۱۵۳، دار المعرفة بيروت)

(وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني: ۱/۴۱۰، رشيدية)

(۳) "وأخرج الخطيب قال: يا أمير المؤمنين! إن اختلاف العلماء رحمة من الله تعالى على هذه الأمة، كل يتبع ما صح عنده، وكلهم على هدى، وكل يريد الله تعالى" (رد المحتار على الدر المختار، مطلب في حديث "اختلاف أمتي رحمة": ۱/۶۸، سعيد)

(۴) (الاقتصاد في التقليد والاجتهاد (اردو) للعلامة أشرف علي التهانوي، إدارة إسلاميات لاهور)

الرشاد (۱)، عقد الجید (۲)، خیر التقلید (۳) وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۱/ ۹۲ھ۔

عامل بالحدیث کا حکم

سوال [۷۶۳]: ۱ ..... عامل بالحدیث حق پر ہیں یا نہیں؟

اہل حدیث کا حکم

سوال [۷۶۴]: ۲..... اہل حدیث کی جماعت کب سے نکلی؟ انجمن اشاعت تبلیغ الاسلام امرتسر۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... جو شخص اہلیت اجتہادی رکھتا ہے اس کو تمام احادیث سامنے رکھ کر قرآن سے مسائل استنباط کرنے کا حق حاصل ہے (۴) مگر اس زمانہ میں ایسی اہلیت تمام عالم سے مفقود ہے جیسا کہ صدیوں سے تجربہ ہو رہا ہے، لہٰذا

---

(۱) (سبیل الرشاد (اردو) للعلامۃ رشید احمد الگنگوھی، رحمن برادرس، شارع لیاقت پاکستان چوک کراچی)

(۲) "عقد الجید" میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اعلم أن في الأخذ بهذه المذاهب الأربعة مصلحة عظيمة، وفي الإعراض عنها كلها مفسدة كبيرة، ونحن نبيّن ذلك لوجوه: أحدها أن الأمة أجمعت على أن يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة، فالتابعون اعتمدوا في ذلك على الصحابة، وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين، وهكذا في كل طبقة اعتمد العلماء على من قبلهم ..... وثانياً: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اتبعوا السواد الأعظم"، ولما اندرست المذاهب الحقة إلا هذه الأربعة، كان اتباعها اتباعاً للسواد الأعظم، والخروج عنها خروجاً عن السواد الأعظم". (عقد الجيد، باب تاكيد الأخذ بهذه المذاهب الأربعة والتشديد في تركها والخروج عنها، ص: ۵۳، ۵۶، سعيد)

(۳) (خير التقليد في سير التقليد (اردو) مولانا خير محمد جالندھری رحمہ اللہ تعالیٰ، کتب خانہ انصاریہ جالندھر شہر بازار شیخاں)

(۴) "وإن وظيفة المجتهد العمل باجتهاده دون اجتهاد غيره". (مقدمة عمدة الرعاية، الدراسة الثانية، ص: ۸، سعيد)

بجز تقلید چارہ نہیں، جو شخص تقلید چھوڑ کر اجتہاد کا دعوی کرتا ہے اور مسائل استنباط کرنے کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے، معمولی مسائل کے دلائل سے اس کی تکذیب کی جاسکتی ہے، نیز اگر ائمہ دین مجتہدین کو سب وشتم بھی کوئی شخص کرے تو وہ فاسق بالیقین اور فقہاء کی بڑی جماعت ایسے شخص کی تکفیر بھی کرتی ہے(۱) اور یہ مرض عام غیر مقلدین میں پھیلا ہوا ہے، الا ما شاء اللہ، پھر ایسی جماعت کو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حق پر ہے؟ رہا نفس عمل بالحدیث یہ کوئی مذموم چیز نہیں بلکہ عین مطلوب ہے لقولہ تبارک وتعالی: ﴿وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نهاکم عنه فانتهوا﴾ الآیة (۲)۔

ہر شخص کو اتنی اہلیت نہیں کہ مقدم وموخر، ناسخ ومنسوخ وغیرہ کو معلوم کر سکے اس لئے تقلید کا حکم دیا جاتا ہے۔

۲... عمل بالحدیث تمام عمر سے تھا، جب سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تمام امت کا عمل حدیث پر رہا ہے اور ائمہ مجتہدین کے مسائل قرآن وحدیث ہی سے ماخوذ ہیں(۳)، لیکن وہ حضرات مجتہد ہونے کی وجہ سے ناسخ ومنسوخ سے واقف تھے، اور چند صدیوں سے ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو کہ خود علم نہیں رکھتا کہ مسائل کا استنباط کر سکے اور تقلید کو ترک کرتا ہے، درحقیقت یہ فرقہ گمراہ ہے جو اپنے کو عامل بالحدیث بتاتا ہے۔

---

(۱) "من شتم عالماً أو فقيهاً من غير سبب، خيف عليه الكفر". (التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في العلم والعلماء: ۵/۵۰۸، إدارة القرآن كراتشي)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع في أحكام المرتدين من السير، مطلب موجبات الكفر أنواع: ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء: ۲/۲۷۰، رشيدية)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۷، رشيدية)

(۲) (الحشر: ۷)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالى تحتها: "وفي الكشاف: الأجود أن تكون (أي الآية) عامةً في كل ما أمر به صلى الله تعالى عليه وسلم ونهى عنه". (روح المعاني: ۲۸/۵۰، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) (تقدم تخريجه في مقدمة إعلاء السنن العلامة العثماني، تحت عنوان "قول امام کے خلاف اگر حدیث موجود ہو تو مقلد کیا کرے")

۵-صحاح ستہ کی ہر حدیث اصطلاح محدثین میں صحیح نہیں، بلکہ ان میں حسن، غریب وغیرہ بھی ہیں(۱)۔

۶-صحاح ستہ کی ہر حدیث کو غیر صحاح ستہ کی ہر حدیث پر ترجیح نہیں(۲)۔

---

* ما اشتمل على شرطهما من غيرهما، ثم ما اشتمل على شرط أحدهما تحكم لا يجوز التقليد فيه؛ إذ الأصحية ليس إلا لاشتمال رواتهما على الشروط التي اعتبراها، فإذا فرض وجود تلك الشروط في رواة حديث في غير الكتابين، أفلا يكون الحكم بأصحية ما في الكتابين عين التحكم؟ ثم حكمهما أو أحدهما بأن الراوي المعين مجتمع تلك الشروط ليس مما يقطع فيه بمطابقة الواقع، فيجوز كون الواقع خلافه". (فتح القدير: ١/٣٣٥، باب النوافل، مصطفى البابي الحلبي)

(وكذا في السعاية شرح شرح الوقاية: ٢/٣٠، مطلب في أن الأصحية منوطة بوجود شرائط الصحة الخ، باب الأذان، سهيل اكيدمي لاهور)

(وكذا في تيسير مصطلح الحديث، ص: ٣٩، مكتبة دار التراث الكويت)

(١) "فصل: الكتب الستة المشهورة المقررة في الإسلام التي يقال لها: الصحاح الست: هي صحيح البخاري، وصحيح مسلم، والجامع للترمذي، والسنن لأبي داؤد، والنسائي، وسنن ابن ماجه، وعند البعض الموطأ بدل ابن ماجة، وصاحب جامع الأصول اختار الموطأ. وفي هذه الكتب الأربعة أقسام من الأحاديث من الصحاح والحسان والضعاف، وتسميتها بالصحاح الست بطريق التغليب". (مقدمة مشكوة المصابيح، للشيخ عبد الحق الدهلوي، ص: ٥، قديمي)

(٢) "وكون معارضه في البخاري لا يستلزم تقديمه بعد اشتراكهما في الصحة، بل يطلب الترجيح من خارج". (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية: ٢/٣٠، باب الأذان، مطلب في أن الأصحية منوطة بوجود شرائط الصحة الخ، سهيل اكيدمي لاهور)

"على أن دعوى أصحية ما في الكتابين أو أصحية البخاري على صحيح مسلم وغيره إنما باعتبار الإجمال، أي من حيث المجموع دون التفصيل باعتبار حديث حديث، صرح به في التدريب حيث قال: قد يعرض للمفوق ما يجعله فائقا، كأن يتفقا على إخراج حديث غريب، ويخرج مسلم أو غيره حديثا مشهورا، أو مما وصفت ترجمته بكونها أصح الأسانيد، ولا يقدح ذلك فيما تقدم؛ لأن ذلك باعتبار الإجمال، قال الزركشي: ومن هنا يعلم أن ترجيح كتاب البخاري على مسلم وغيره إنما المراد به ترجيح الجملة على الجملة لا كل فرد من أحاديثه على كل فرد من أحاديث الآخر". (مقدمة إعلاء السنن: ١/٣٢، قواعد في علوم الحديث، الفصل الثاني في باب ما يتعلق بالتصحيح والتحسين من قواعد مهمة وأصول، إدارة القرآن كراچي)

۷- استدلال کے لئے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں بلکہ حسن وغیرہ سے بھی استدلال درست ہے(۱)۔

۸- تعارضِ حدیث کے وقت لازماً نسخ ہی متعین نہیں بلکہ ترجیح، تطبیق، رجوع الی الآثار، اجتہاد متعدد طرق ہیں(۲)۔

۹- سنتِ خلفائے راشدین کی حیثیت مستقل دلیل کی ہے(۳)۔

---

(۱) "الحسن كالصحيح في الاحتجاج به و إن كان دونه في القوة، و لهذا أدرجته طائفة في نوع الصحيح، كالحاكم وابن حبان و ابن خزيمة مع قولهم بأنه دون الصحيح المبين أولاً و قال الحافظ في شرح النخبة : و هذا القسم من الحسن مشارك للصحيح في الاحتجاج به و إن كان دونه". (مقدمه إعلاء السنن : ۱/۲۹، قواعد في علوم الحديث ، الفصل الثاني ، إدارة القرآن كراچی)

(۲) قال العلامة البنوري : "و إذا تعارض الخبران في باب واحد فعند الشافعية يقدم التطبيق، ثم الترجيح، ثم النسخ، ثم التساقط و العمل بالأصول. و عند الحنفية: يعمل أولاً بالترجيح، ثم بالتطبيق، ثم بالنسخ، ثم بالتساقط، والمراد بالنسخ الاجتهادي أما المعلوم زمانه فهو المقدم على الكل عند الكل، و قيل: التطبيق مقدم على الترجيح عند الحنفية أيضاً، و ذلك أن في الترجيح عملاً بالعلم، و في التطبيق عملاً بعدمه ، والأول مقدم على ما يقتضيه العقل و الفرق". (معارف السنن : ۱/۱۰۲، ۱۰۳، فائدة في تعامل أهل المذاهب عند تعارض النصوص ، سعيد)

(و كذا في إعلاء السنن : ۱/۲۶۹ ، الفصل الثامن في أصول التعارض الخ ، قواعد في علوم الحديث ، إدارة القرآن)

(۳) "و عنه (أي عن العرباض بن سارية رضي الله تعالى عنه) قال: صلى بنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينا بوجهه، فوعظنا موعظة بليغة ...... فقال : "أوصيكم بتقوى الله و السمع والطاعة و إن كان عبداً حبشياً، فإنه من يعش منكم بعدي، فسيرى اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوا بها، و عضوا عليها بالنواجذ". الحديث. (مشكوة المصابيح: ۱/۲۹، ۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة ، الفصل الثاني ، قديمی)

(وسنن أبي داؤد : ۲/۲۸۷ ، كتاب السنة ، قبيل باب من دعا إلى السنة ، مكتبه امداديه ملتان)

(وسنن الترمذي : ۲/۹۶ ، أبواب العلم ، باب الأخذ بالسنة و الاجتناب عن البدعة ، سعيد كراچی)

(ومسند أحمد بن حنبل : ۴/۱۲۶ ، ۱۲۷ ، رقم الحديث ۱۶۶۹۲ ، ۱۶۶۹۵ ، دار إحياء التراث العربي)

۱۰- اجرائے مصالح مرسلہ کا حق مرتبہ تحت التشریع فوق الاجتہاد ہے(۱)۔

۱۱- مقلد کو مسئلہ معلوم ہونے کے بعد عمل کو ماخذ معلوم ہونے پر موقوف کرنا منصب تقلید کے خلاف ہے۔

۱۲- مجیب کے ذمہ ماخذ بیان کرنا ضروری نہیں، اگر بیان کردے تو اس کا تبرع ہے، البتہ تصحیح نقل ضروری ہے۔

۱۳- ہٹ دھرمی کی بیماری کو دور کرنے کے لئے مسائل یا دلائل دریافت کرنا بے سود ہے۔

۱۴- جو مسائل مستقلاً معرکۃ الآراء اور معرض الانظار رہ چکے ہوں، ان پر مستقل رسالے ہوتے اور رسائل لکھے گئے ہوں، ان کے لئے براہِ راست رسائل کا مطالعہ کیا جائے، فتویٰ کے ذریعہ ان کے مباحث طویلہ عریضہ کو نقل کرنا بے محل ہے، کوئی خاص پہلو مخفی ہو اس کو دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ جامع العلوم کانپور۔

اختلافی مسائل میں کیا مقلد کو ترجیح کا حق ہے؟

سوال[۱۰۲۷]: مسلک تقلید پر اور اپنے علماء و متاخرین علماء کو تحقیق و ترجیح کا حق ہے یا نہیں؟ جیسا کہ مولانا مولوی معین الدین صاحب حنفی اجمیری صدر مدرس معینیہ عثمانیہ اپنی کتاب "التوضیح الاظہر فیما یتعلق بالاذان عند المنبر" کے ص: ۵ پر لکھتے ہیں کہ "حدیث سے استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے، مقلد کی یہ شان نہیں کہ کسی حدیث سے تمسک کرکے کوئی حکم مستنبط کرے۔" پھر آپ اسی کتاب کے ص: ۴ پر لکھتے ہیں: "اگر کوئی مقلد استنباط کے درپے ہو جائے تو بتلا فرمایئے کہ اس میں اور غیر مقلد میں کیا فرق ہے؟" اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مولانا موصوف کا یہ فرمانا صحیح ہے یا نہیں؟

---

(۱) "إن الخلفاء الراشدين مجازون في إجراء المصالح المرسلة، وهي مرتبة فوق مرتبة الاجتهاد دون مرتبة التشريع". (معارف السنن: ۴/۴۰۳، باب ما جاء في أذان الجمعة، بيان منصب الخلفاء الراشدين في إجراء المصالح المرسلة، سعيد)

تقلیدِ شخصی سے ہٹ کر مختلف ائمہ کی تقلید

[۷۶۸] ۲...ایک امام پر قائم نہ رہ کر کئی اماموں کی پیروی یکے بعد دیگرے درست ہے یا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱...یہ اختلاف استنباط کے اعتبار سے ہے جو کہ امت کے لئے رحمت ہے(۱)۔

۲...یہ طریقہ غلط ہے اس میں بہت مفاسد ہیں(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔

دیوبندی کس امام کے پیرو ہیں؟

سوال[۷۶۹]: ایک شخص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پیرو ہے وہ سنی ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال العلامة العثماني ناقلاً عن حجة الله رئيس المحدثين الشاه الدهلوي رحمه الله تعالى: "اعلم أن الله تعالى أنشأ بعد عصر التابعين نشأً (جماعة) من حملة العلم إنجازاً لما وعده رسول الله حيث قال: "يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله". فأخذوا عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء والغسل والصلاة والحج والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه... وحرص منهم أن يتمسك بالمسند من حديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والمرسل جميعاً، ويستدل بأقوال الصحابة والتابعين علماً منهم أنها إما أحاديث منقولة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فجعلوها موقوفة، أو يكون استنباطاً منهم من المنصوص، أو اجتهاداً منهم بآرائهم، وهم أحسن صنيعاً في كل ذلك ممن يجيء بعدهم... وإذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين في مسألة، فالمختار عند كل عالم مذهب أهل بلده وشيوخه" اهـ. (مقدمة إعلاء السنن للعلامة العثماني، فائدة في أسباب الاختلاف بين المجتهدين: ۳/۵۹، إدارة القرآن)

(والتفصيل في حجة الله البالغة، باب أسباب اختلاف مذاهب الفقهاء: ۱/۳۳۴، ۳۳۵، مير محمد كتب خانه)

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان "تقلید کی شرعی حیثیت"

۲..... سنی ہونے کے لئے چاروں اماموں میں سے کسی امام کا پیرو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا ان میں سے کسی خاص امام کی پیروی کرنا لازم ہے؟

۳..... علمائے دیوبند ان چاروں ائمہ میں سے کس کی پیروی کرتے ہیں، یا کسی کی بھی نہیں کرتے، یا کس کے مسلک پر چلتے ہیں؟ کتاب کا نام، مصنف کا نام مع پتہ کے اور کہاں سے مل سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... وہ بھی سنی ہے۔

۲..... چاروں اماموں کے پیرو سنی ہیں۔ کذا فی الدر المختار لعلامۃ محمد بن عابدین شامی (۱)۔

۳..... علمائے دیوبند حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیرو ہیں اور ان کی نصرت کے سلسلہ میں ان کی کتابیں موجود ہیں: اوثق العری (۲)، سبیل الرشاد (۳)، الرأی النجیح (۴)، القطوف الدانیہ (۵)، ہدایۃ المعتدی (۶)،

---

(۱) "فإن اختلاف أئمة الهدى توسعة للناس، كما في أول التاتار خانية، وهذا يشير إلى الحديث المشهور على ألسنة الناس وهو: "اختلاف أمتي رحمة"..... وأخرج الخطيب أن هارون الرشيد قال لمالك بن أنس: يا أبا عبد الله! نكتب هذه الكتب يعني مؤلفات الإمام مالك ونفرقها في آفاق الإسلام لنحمل عليها الأمة، قال: يا أمير المؤمنين! إن اختلاف العلماء رحمة من الله تعالى على هذه الأمة، كلٌ يتبع ما صح عنده، وكلهم على هدى، وكل يريد الله تعالى". (رد المحتار على الدر المختار، مطلب في حديث: "اختلاف أمتي رحمة": ۱/۶۸، سعيد)

وفي غنية الطالبين: "فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة، فالسنة ما سنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، والجماعة ما اتفق عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في خلافة الأئمة الأربعة الخلفاء الراشدين المهديين اهـ". (غنية الطالبين، ص: ۱۹۵، لاهور)

(۲) (أوثق العرى في تحقيق الجمعة في القرى (اردو) حضرت مولانا رشيد احمد گنگوهي، ادارہ اسلاميات، لاهور)

(۳) (سبيل الرشاد (اردو) مولانا رشيد احمد گنگوهي، رحمن برادرس، كراچی)

(۴) (لم اطلع على هذه الرسالة)

مصنفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی، نیز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب، وحضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ کی بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں شائع شدہ ہیں جن میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی تائید وتقویت کی گئی ہے۔ دیوبند کے کسی کتب خانہ سے فہرست طلب کریں تو اس میں کتابیں تفصیل سے ملیں گی۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

دیوبند اور جلال آباد کے علماء کا مسلک

سوال [۷۷۰۰]: دیوبند وجلال آباد میں مسلک کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟ یہ دونوں ایک ہی ہیں یا جداگانہ جیسے بریلوی وغیرہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علمائے جلال آباد اور علمائے دیوبند کے عقائد ومسلک میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ سب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد ہیں، ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ایک دوسرے کے مدرسہ کی اعانت کرتے ہیں، یہاں کے طلبہ وہاں، اور وہاں کے طلبہ یہاں بکثرت پڑھنے کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔ بریلوی علماء کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۱۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

غیر مقلد کی کیا حیثیت ہے؟ اور اس کے ساتھ شادی بیاہ

سوال [۷۷۰۱]: ہمارا ایک بھائی اہلِ حدیث کہلاتا ہے، سورۂ فاتحہ خلف الامام پڑھتا ہے، آمین بالجہر کہتا ہے، رفع یدین کرتا ہے۔ کیا وہ مسلمان ہے؟ اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہے اور حق پر ہے اور ان کے ساتھ بیاہ شادی جائز ہے، یہ لوگ اہلِ حدیث گمراہ ہیں یا نہیں؟ میرا بھائی کسی کی توہین نہیں کرتا۔

= (۵) (القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ، اصل کتاب فارسی زبان میں ہے، مولانا محمد رضی عثمانی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے، طباعت دارالاشاعت، کراچی)

(٦) (ھدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی (اردو)، بنام سہ اعوال)

الجواب حامداً ومصلیاً:

اہلِ حدیث سے بعض مسائل میں حنفیہ کا اختلاف معمولی ہے(۱) اور بعض میں شدید (حلت و حرمت کا) اور بعض مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف اور وہ بہت شدید ہے (۲)، ایسے مسائل میں یہ لوگ قرآن کریم کے بھی خلاف کرتے ہیں، ان سب کے خلاف کرنے کی وجہ سے وہ لوگ حق پر نہیں ہیں۔ رہا نفسِ عمل بالحدیث تو یہ کوئی مذموم چیز نہیں بلکہ عین مطلوب ہے، مگر ہر شخص میں یہ اہلیت نہیں ہوتی کہ مقدم ومؤخر، ناسخ ومنسوخ وغیرہ کو معلوم کرسکے، اس لئے تقلید کا حکم دیا جاتا ہے (۳)۔

---

(۱) جیسا کہ رفع یدین میں اختلاف ہے

"وإنما بقي الكلام في الأفضلية، وصرح أبو بكر الجصاص في أحكام القرآن من مسائل رؤية الهلال بذلك، وأنه من الاختلاف المباح". (معارف السنن للعلامة البنوريؒ، كتاب الصلوة، الاختلاف في الرفع وعدمه في الاختلاف المباح: ۲/۴۵۹، سعيد)

(۲) جیسا دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تین طلاقوں کے وقوع اور عدم وقوع میں اختلاف ہے، اس مسئلہ میں غیر مقلدین کا ائمہ اربعہ کے ساتھ اختلاف کی شدت، اور قرآن وسنت سے صریح عدول کے متعلق علامہ عینیؒ رقم طراز ہیں: "ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، منهم: الأوزاعي والنخعي والثوري وأبو حنيفة وأصحابه ومالك وأصحابه وأحمد وأصحابه، والشافعي وأصحابه، وإسحاق وأبو عبيد وآخرون كثيرون على أن من طلّق امرأته ثلاثاً، وقعن، ولكنه يأثم، وقالوا: من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به أهل البدع ومن لا يُلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة التي لايجوز عليهم التواطؤ على تحريف الكتاب والسنة". (عمدة القاري، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث الخ: ۲۰/۳۳۱، دار الكتب العلمية)

وقال الحافظ ابن حجر: "فالراجح في الموضعين تحريم المتعة وإيقاع الثلاث للإجماع الذي انعقد في عهد عمر على ذلك، ولا يحفظ أن أحداً في عهد عمر خالفه في واحدة منهما، وقد دلّ إجماعهم على وجود ناسخ، وإن كان خفي عن بعضهم، حتى ظهر لجميعهم في عهد عمر، فالمخالف بعد هذا الإجماع منابذ له، والجمهور على عدم اعتبار من أحدث الاختلاف بعد الاتفاق". (فتح الباري، كتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث: ۹/۳۶۵، دار المعرفة)

(۳) "قال ابن القيم أيضاً في كتابه (إعلام الموقعين): قال الشافعي فيما رواه عنه الخطيب في كتاب =

ان سے شادی بیاہ کرنے میں ایسے مسائل سے بھی واسطہ پڑنے کا امکان ہے، مثلاً اگر شوہر اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دے تو قرآن کریم اور احادیث مشہورہ، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین کی تصریحات کے پیشِ نظر بیوی پر حرمت مغلظہ ثابت ہو جاتی ہے (۱) اور بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہیں ہوتا (۲)۔

– "الفقیه والمتفقه" له: لا یحل لأحد أن یفتی فی دین الله إلا رجلاً عارفاً بکتاب الله بناسخه ومنسوخه ومحکمه ومتشابهه وتأویله وتنزیله ومکیه ومدنیه وما أرید به، ویکون بعد ذلک بصیراً بحدیث الرسول الله صلی الله علیه وسلم ... وهذا یرد علی هؤلاء الذین تسموا بأهل الحدیث أبلغ رد، ویکشفهم کشف الصبح لکل ذی عینین ... وأما غیر أهل الاجتهاد فلیس له إلا تقلید أهل العلم". (مقدمة إعلاء السنن، القول الملیح، رسالة فی الاجتهاد والتقلید: ۲/۲۰، إدارة القرآن، کراتشی)

(۱) قال الله تعالی: ﴿الطلاق مرتان فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان﴾ ... ﴿فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره﴾ (سورة البقرة: ۲۲۹، ۲۳۰)

قال ابن کثیر: أی أنه إذا طلق الرجل امرأته طلقة ثالثة بعد ما أرسل علیها الطلاق مرتین، فإنها تحرم علیه (حتی تنکح زوجاً غیره) أی حتی یطأها زوج آخر فی نکاح صحیح. فلو وطئها واطئ فی غیر نکاح ولو فی ملک الیمین لم تحل للأول. (تفسیر ابن کثیر، (سورة البقرة): ۱/۳۰۳، دار الفیحاء)

(وکذا فی روح المعانی: ۲/۱۴۰، (سورة البقرة: ۲۳۰) دار إحیاء التراث العربی)

وعن ابن شهاب قال: أخبرنی عروة بن الزبیر أن عائشة رضی الله عنها أخبرته "أن امرأة رفاعة القرظی جاءت إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت: یا رسول الله! إن رفاعة طلقنی، فبت طلاقی، وإنی نکحت بعده عبدالرحمن بن الزبیر القرظی، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لعلک تریدین أن ترجعی إلی رفاعة، لا حتی یذوق عسیلتک وتذوقی عسیلته".

"وعن عائشة رضی الله عنها أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوجت، فطلق، فسئل النبی صلی الله علیه وسلم: أتحل للأول؟ قال: "لا، حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول". (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث: ۲/۷۹۱، قدیمی)

"وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من أئمة المسلمین إلی أنه یقع ثلاث". (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق: ۳/۲۳۳، سعید)

(۲) راجع الحاشیة رقم (۱)

کیا کسی دیوبندی کو حق ہے کہ وہ اپنی اہلِ حدیث بیوی کو تبدیلِ عقیدہ پر مجبور کرے؟

سوال [۱۷۷۲]: اگر کسی اہل حدیث لڑکی کا نکاح کسی حنفی دیوبندی لڑکے سے ہو جائے تو لڑکی کو اپنے عقیدہ ومذہب پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حق باقی رہتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱... حنفی دیوبندی اور اہل حدیث کے درمیان رفع یدین، آمین بالجہر، ترکِ قنوت، تعدادِ وتر، تعدادِ تراویح، جمعہ فی القریٰ، قرأت خلف الامام وغیرہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ دونوں کے پاس دلائل ہیں۔ بحث دلائل کی قوت وضعف میں ہے، ترجیح وتنقیح میں ہے۔ ان میں سے بعض میں تو اولیٰ اور غیر اولیٰ کا اختلاف ہے، بعض میں واجب وغیر واجب کا اختلاف ہے، باقی رہا عقیدہ، غالباً جو کچھ حدیث شریف میں منصوص مذکور ہے اس پر سب ہی متفق ہیں، پھر عقیدہ تبدیل کرنے کا کیا سوال ہے؟ اگر اختلافِ عقیدہ کی کوئی چیز ہے مثلاً لڑکی کا عقیدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید شرک ہے اور حنفی دیوبندی مشرک ہیں تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے کہ ایسی اہل حدیث لڑکی کا حنفی دیوبندی سے نکاح بھی صحیح ہوا یا نہیں، تبدیلِ عقیدہ کا سوال بعد کا ہے۔ جیٹھ، دیور وغیرہ نامحرم ہیں، ان سے پردہ لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۷/۹۹ھ۔

---

(۱) "عن عقبۃ بن عامر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "إیاکم والدخول علی النساء" فقال رجل: یا رسول اللہ! أرأیت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". (مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبۃ وبیان العورات، الفصل الأول: ۲/۲۶۸، قدیمی)

قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا یبدین زینتھن إلا لبعولتھن أو آبائھن أو آباء بعولتھن ... أو إخوانھن أو بنی إخوانھن أو بنی أخواتھن﴾ (النور: ۳۱)